

البیت منظوم



CF 192

حُماہ حقوق محفوظ

الہامِ منظم

ترجمہ اُردو

منشی مولانا روم



مولوی فیروز الدین مصنف و مؤلف

یادگارِ دربارِ اسلام - یادگارِ سعدی کشف المحجوب - تجرید البخاری -

حقوق و فرائض اسلام - سلسلہ اسلامیہ - فیروز اللغات اُردو - عربی

و متعده کتب نصاب تعلیم

۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۲۹ء

فہرست مضامین الہام منظوم دفتر سوم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۹۵	بجز میمنوں کا شر و توہم --	۵۹	بجنوں کا سنگ پیدائے محبت کا	۱	دفتر سوم
۹۹	زچہ عزتوں کو فرعون کا بلانا	۶۳	خواجہ اور اس کے خاندان	۹	ایک انا اور ہاتھیل کے
۱۰۰	حضرت موسیٰ کا پیہر	۷۵	کا گادوں پہنچنا	۱۲	شکاری --
۱۰۱	ہونا --	۷۶	ایک گیدڑ کا مورچہ کا دعوے	۱۲	بچکان پیل کے معتزلہ
۱۰۳	مادر موسیٰ کو وحی آنا --	۷۸	ایک شیخی خورہ --	۱۲	کافہ --
۱۱۳	ایک سپیرے کی کہانی --	۷۹	بلیم باغ و شیطاں لعین	۱۲	مسافروں اور زمین پرچوں کی
۱۱۳	فرعون کا حضرت موسیٰ کے	۸۰	بلی کا ڈبے کی کھال لے جانا	۱۲	حکایت --
۱۱۳	سوال و جواب کرتا	۸۱	گیدڑ کا دعوے طاغوسی	۱۹	دستور کی خطائیں بھی مجھ ہیں
۱۱۳	حضرت موسیٰ کا جواب	۸۱	گیدڑ سے فرعون کی گفتگو	۲۰	حضرت موسیٰ کو حق تعالیٰ
۱۱۴	فرعون کا جواب --	۸۲	منافق کی نشانی --	۲۰	نہ حکم دینا --
۱۱۴	حضرت موسیٰ کا فرعون	۸۳	ماروت و ماروت کا قصہ	۲۱	حاجتہ کا اللہ اور اللہ کا
۱۱۴	کو صدمت دینا --	۸۵	ایک بکرا اور بکری --	۲۱	بُنیک کہنا --
۱۱۴	فرعون کا جادو گروں	۸۷	ماروت و ماروت کا زمین پر	۲۶	ایک ہفتائی اور ایک شہری
۱۱۴	کو تلاش کرنا --	۸۸	آنے کی تشنگی کرنا --	۲۷	اہل سبا کا قصہ --
۱۱۴	جادو گروں کا اپنے	۸۸	فرعون کا خواب دیکھنا --	۳۲	حضرت عیسیٰ اور دوسروں کے
۱۱۴	باپ کی قبر پر جانا --	۹۰	فرعون کا بنی اسرائیل کو بلانا	۳۸	اہل سبا کا باقی قصہ --
۱۱۴	ساحر مردہ کا جواب	۹۱	ایک نیشی حکایت --	۳۳	خواجه اور ہفتائی کا قصہ
۱۱۴	دیتا --	۹۲	فرعون کا خوش خوش واپس	۳۵	بازار و بطین --
۱۱۴	عصا خواب موسیٰ اور	۹۲	آنا --	۳۶	خواجہ اور دہقان --
۱۱۴	جادو گروں کی تشبیہ	۹۲	حضرت عمران کا بی بی کو	۵۰	اصحاب ضرعان کا قصہ
۱۱۴	حضرت موسیٰ کا باقی	۹۲	نصیحت کرنا --	۵۲	گاؤں کو خواجہ کی ردا کی
۱۱۴	قصہ --	۹۲	فرعون کا شور و غل سے ڈرنا	۵۲	خواجہ اور اسکے خاندان کی ردا کی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۹۹	اولیاء اللہ کا قصہ --	۱۶۶	اشادہ کا بیارنگی دہم سے دنا	۱۳۳۵	جادو گروں کا خرغون کے پاس آنا --
۲۰۱	بیلول اور ایک صاحبیل	۱۶۷	استاد کو پھر دہم میں ڈالتا	--	--
۲۰۲	حضرت وقوفیؒ اور ایک کرا	۱۶۸	لڑکوں کا جانا اور ان کا پوچھنا	۱۳۳۵	اندھیری رات میں باقی کی شکل میں اختلاف
۲۰۶	حضرت وقوفی کا قصہ	--	ماحول کا امتداد کی بیار	۱۳۸۵	حضرت نور بخش سے روکے کی سرکشی --
۲۰۸	حضرت موسیٰ کی زاری طلبی	۱۶۹	پرسی کو جانا --	--	--
۲۰۹	قصہ حضرت وقوفی کی طرف	۱۷۰	جسم روح کا لباس ہے --	۱۴۳۳	دو حدیثوں کی مطابقت
--	رجوع --	۱۷۱	ایک خلوت نشین درویش کا قصہ --	۱۹۵۵	حیرت بحث و فکر کی مانع ہے --
۲۱۱	ساحل دریا پر سات شہنشاہ	۱۷۲	ایک شخص اور ایک سنار	۱۴۶۵	صحابہ کرام میں کوئی حافظ نہ تھا --
--	کا نظر آنا --	۱۷۳	پیارے بڑے اہل کا قصہ --	--	--
۲۱۱	ان ساتوں شہنشاہوں کا ایک جانا	۱۷۴	بندہ دام کی تشبیہ سے	۱۴۶۵	معشوق کے سامنے عاشق کا نام نہ جھپٹا
۲۱۲	سات شہنشاہوں کا سات مرد	۱۷۵	فیتر کا درخت سے امرود کا ٹوٹنا --	۱۴۸۵	ایک سست آدمی کا قصہ
--	بن جانا --	۱۷۶	درویش کا پناہ کاٹنا جانا	۱۵۳	اس گد کے گھوڑے کا گھس آنا --
۲۱۳	پیران سات مردوں	۱۷۷	درویش کا پناہ کاٹنا جانا	۱۵۴	علم اور گمان --
۲۱۳	سات درختوں کا مخلوق کی آنکھوں سے پوشیدہ رہنا	۱۷۸	شیخ زلفیج کی کراہت	--	--
۲۱۴	ساتوں درختوں کا پیر ایک ہو جانا --	۱۷۹	ایک بچہ اور ایک انٹ --	۱۶۰	مرد کے لڑکے اور استاد
--	--	۱۸۰	حضرت عمرؓ کا گدھا --	۱۶۱	لوگوں کی عقل میں اختلاف
۲۱۸	ان سات درختوں کا سات مرد بن جانا --	۱۸۱	ایک بزرگ کا اپنے بچوں کی موت پر رونا --	۱۶۲	لڑکوں کا مکر سے استاد کو دہم میں ڈالتا --
--	--	۱۸۲	شیخ کا زور کی واسطے عذر کرنا	۱۶۳	خرغون کا دہم سے پریشانی
--	--	۱۸۳	ایک شیخ نابینا کا قرآن پڑھنا	۲۱۵	استاد کا دہم و خیال سے بیچار ہو جانا --
--	--	۱۸۴	حضرت نقیہؒ کا صبر کرنا	--	--
--	--	۱۸۵	شیخ نابینا کا باقی قصہ --	--	--
--	--	۱۸۶	آگے بڑھنا --	--	--

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ	عنوان
۳۰۷	حرم کے معنی اور صاحب حرم کی مثال	۲۶۰	دنیا میں بھی بھنا کا گواہی دینا	۲۲۷	دوقتی کے پیچھے اس جماعت کا مقصد ہی ہونا
۳۰۸	سمتوں کی کہانی	۲۶۱	لوگوں کا اس درخت کی طرف سے	۲۲۸	سیدھے ہاتھ کی طرف سے
۳۰۹	منکروں کا انبیاء کو نصحت سے جبریانہ منع کرنا	۲۶۲	بدلہ لینا	۲۲۹	دوقتی کا اہل کشتی کی فریاد سننا
۳۱۰	انبیاء کا جبریل کو جواب دینا	۲۶۳	نفس خونی ہے	۲۳۰	مردِ حاتم کے نصیحتات
۳۱۱	منکروں کا دوبارہ جبریانہ جھٹیس کرنا	۲۶۴	مثال	۲۳۱	دوقتی کا دغا کرنا
۳۱۲	انبیاء کا جواب	۲۶۵	حضرت عیسیٰ کا بھاگ گے	۲۳۲	اس جماعت کا دوقتی کی دعا سے انکار کرنا
۳۱۳	قوم کا انبیاء پر پھر اعتراض کرنا	۲۶۶	پیرا پیر چڑھنا	۲۳۳	یہ محنت طالبِ دوزی کا قصہ
۳۱۴	انبیاء کا پھر انہیں جواب دینا	۲۶۷	اہلِ سبکی فرشتی اور ناشکری	۲۳۴	دو دنوں میں یوں کا حضرت داؤد کے پاس جانا
۳۱۵	عقوبہ کی دوزخ اور دنیا کا زندان	۲۶۸	سب میں تیرہ پیغمبروں کا آنا	۲۳۵	حضرت داؤد کا دعویٰ کے بیانات سننا
۳۱۶	حق تعالیٰ کا سرکشوں کا مطیع کرنا	۲۶۹	قوم کا انبیاء پر تہمت لگانا	۲۳۶	فقیر کو حضرت داؤد کا حکم سننا
۳۱۷	خالی دسترخوان اور خوشی	۲۷۰	فرگوش کا قصہ	۲۳۷	فقیر کا خدا کے سامنے ندری کرنا
۳۱۸	حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کا عشق	۲۷۱	انبیاء کا جواب دینا	۲۳۸	حضرت داؤد کا خدمت میں تشریف لے جانا
۳۱۹	ایک امیر اور اسکے غلام کی حکایت	۲۷۲	ہر کسی کو مثال دینے کا حق نہیں	۲۳۹	گائے دے کا حضرت داؤد کو طعنہ دینا
۳۲۰	انبیاء کا کافروں سے ناپسندیدہ ہونا	۲۷۳	قوم نوحؑ کا مثالیں دینا	۲۴۰	گائے دے کو حضرت داؤد کا حکم دینا
۳۲۱	منکروں کی فرگوش والی مثال	۲۷۴	ایک چور کی کہانی	۲۴۱	حضرت داؤد کا مجاہد کرنا
۳۲۲	منکروں کی فرگوش والی مثال	۲۷۵	منکروں کی فرگوش والی مثال	۲۴۲	منکروں کی فرگوش والی مثال

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۹۰	نفسِ انسانی میں جمع و تفریق	۳۵۹	اس شخص کا حضرت موسیٰ کی طرت دوڑنا --	۳۳۱	ادبیاء اللہ پر مشیدہ ہیں
۳۹۱	زردیش کا مکمل کی تہا دینا	۳۶۱	حضرت موسیٰ کا دعا کرنا	۳۳۲	حضرت انس بن مالک کا
۳۹۳	وکیل صدر جہاں کا نصرا	۳۶۲	اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ کی دعا قبول کرنا --	۳۳۳	مستر خزان --
۳۹۴	حضرت یریم کے پاس رخ	۳۶۳	ایک عورت کی کہانی --	۳۳۴	آنحضرت کا قافلہ عرب کی
۳۹۵	القدس کا آنا --	۳۶۴	حضرت حمزہ کا جواب	۳۳۵	فریاد رسمی کرنا --
۳۹۶	روح القدس کی حضرت یحییٰ سے گفتگو --	۳۶۵	خرید و فروخت میں دفع	۳۳۶	رسول خدا کا حجرہ --
۳۹۷	اسی وکیل کا بخارا کو جان	۳۶۶	نقصان کا حیلہ	۳۳۷	خارج کا غلام کو نہ پہچانتا --
۳۹۸	عاشق و معشوق کے سوال و جواب --	۳۶۷	حضرت بلالؓ کا خوشی سے	۳۳۸	خدا نے سب کچھ طاعتی
۳۹۹	دوستوں کا بخارا جانے سے منع کرنا --	۳۶۸	اتصال کرنا --	۳۳۹	حاجت پیدا کیا --
۴۰۰	مرد عاشق کا جواب دینا	۳۶۹	دنیا اور خواب کی تشبیہ	۳۴۰	ایک کافر کا حضور کی خدمت میں آنا --
۴۰۱	بخارا کی طرت عاشق کی	۳۷۰	عفت کا بلی اور تار کی	۳۴۱	ایک عذاب کا موزہ سول
۴۰۲	نواگئی --	۳۷۱	جسم سے گویا	۳۴۲	کوئے جانا --
۴۰۳	عاشق کا بخارا پہنچنا --	۳۷۲	ہونے کی حکمت --	۳۴۳	اس حکایت میں ایک
۴۰۴	عاشق کا جواب --	۳۷۳	دنیا اور خواب کی تشبیہ	۳۴۴	عبرت ہے --
۴۰۵	عاشق کا معشوق کے پاس پہنچنا --	۳۷۴	عفت کا بلی اور تار کی	۳۴۵	حضرت موسیٰ سے ایک
۴۰۶	ایک مسجد اور عاشق کی کہانی --	۳۷۵	جسم سے ہے	۳۴۶	شخص کی استدعا --
۴۰۷	اس لہان کش مسجد میں ایک ٹھکان کا آنا --	۳۷۶	نفس مطلق کی تشبیہ	۳۴۷	حضرت موسیٰ کو دجی آنا
۴۰۸	اہل مسجد کا لہان کو مٹا کرنا	۳۷۷	سننے والوں اور مریدوں کے آداب --	۳۴۸	مرد خطاب کا مرغ اور کتے کی بولی سیکھنا --
		۳۷۸	ہر حیوان کا اپنے دشمن سے بچنا --	۳۴۹	مرغ کا کتے کو جواب دینا --
		۳۷۹	مثال تقلید و تحقیق میں فرق	۳۵۰	مرغ کا کتے کے سامنے
		۳۸۰		۳۵۱	ترسندہ ہوتا --
		۳۸۱		۳۵۲	مرغ کا توحید کی مرثیٰ کا مطلع دینا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۸۴	طعنہ زنون کے طعنہ سے	۴۵۸	یا جبال آؤ بی سودا بطیر	۴۲۱	عاشق کا جواب ---
۴۸۴	آنحضرت کی آگاہی ---	۴۵۸	کی تفسیر ---	۴۲۲	حکیم جالینوس کا قول
۴۸۵	آنحضرت کی طرف سے	۴۵۹	شنوئی پر طعنہ مارنے والے	۴۲۳	اہل مسجد کا ہمان کو ملاست
۴۸۵	قید یون کے فیض کا جواب ---	۴۵۹	کا جواب ---	۴۲۴	کرنا ---
۴۸۸	باغی آسودگی میں بھی مقصود	۴۶۰	پانی پینے سے گھر ٹاٹ کے	۴۲۵	آنحضرت سے شیطان کی
۴۸۸	ہے ---	۴۶۰	بچے کا بھاگنا ---	۴۲۶	نیا لغت ---
۴۹۲	عاشق و محشوق کا قید کرنا	۴۶۳	ہمان مسجد کا باقی قصہ	۴۲۷	ہمان کو ملاست گردوں کی
۴۹۳	بخاری عاشق کا صدر جہاں کے	۴۶۳	و صلیب عبید بر ملک	۴۲۸	دو پارہ نصیحت ---
۴۹۳	پاس پہنچنا ---	۴۶۴	و نیلک کی تفسیر ---	۴۲۹	ہمان کا جواب ---
۴۹۵	دریا رسیلیمان میں بچھر کی فراہ	۴۶۴	ہمان مسجد کو آواز طلسم	۴۳۰	صیبت میں مومن کے
۴۹۷	حضرت سلیمان کا بچھر کو کہنا	۴۶۵	سالی دینا ---	۴۳۱	بھلا گئے کی تمثیل
۴۹۹	عاشق بیہوش پر مشوق	۴۶۹	صدر جہاں کے عاشق کی ملاقات	۴۳۲	مومن کا آگاہی بل پر بھلا گئے
۵۰۰	کی نوازش ---	۴۷۰	ہر عنصر کا اپنی جہت کی بنا	۴۳۳	ہونا ---
۵۰۰	عاشق بیہوش کا	۴۷۰	عالم ارواح کی طرف روح	۴۳۴	قانون کا چنے سے عذر کرنا
۵۰۱	بیہوش میں آنا ---	۴۷۰	کا کیصینا ---	۴۳۵	ہمان مسجد کا قصہ ---
۵۰۲	ایک حجبہ و آفت زدہ	۴۷۰	اردوں کا توڑنا انسان	۴۳۶	کم فہموں طعنہ زنون کی
۵۱۲	عاشق کی حکایت ---	۴۷۰	کو تہیہ کرنا ہے ---	۴۳۷	یداندیشی ---
۵۱۲	عاشق کا محشوق	۴۷۰	آنحضرت کا قیدیوں کو	۴۳۸	ان اللہ قرآن طہرا و لیلنا
۵۱۲	کو پانا ---	۴۷۰	دیکھ کر تبسم فرمانا ---	۴۳۹	کی تفسیر ---
۵۱۵	تمت ---	۴۷۰	ان تنفتحو افتقدہ کم ایا	۴۴۰	ادلیا و انبیا کا پہاڑوں
		۴۷۰	الفتحی تفسیر ---	۴۴۱	اور غاروں میں رہتا ---
		۴۷۰	آنحضرت کی جنگ حدیبیہ	۴۴۲	ادبیا و کلام اللہ کی تشبیہ
		۴۷۰	سے دایسی ---		
		۴۷۰	انفضا و علی یونس کی تفسیر		

ختم شد



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الہام منظوم

دفتر سوم

ایں سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار	اے ضیاء الحق حسام الدین بیار
تا کہ ہوئے مسنون دفتر تیسرا	ای ضیاء الحق حسام الدین قولا
در سوم دفتر بہل اعذار را	بر کشا گنجینہ اسرار را
تیسرا دفتر ہے ترک عذر کر	کھول دے گنجینہ معنی کے در
تر و عروقی کز حرارت میجھد	قوتت از قوت حق میزد
کب رگوں سے ہے جو گرمی سے بڑے	تیری قوت ہے خدا کے زور سے
نزد فقیہ دیبہ و روغن بود	ایں چراغ شمس کو روشن بود
تیل جی کے بنیر لے نیک پیے	جس طرح روشن چراغ شمس ہے
نزد طباب واسننے قائم بود	سقف گمروں کو چنیں دامن بود
رستوں سے اور ستوں سے ہے بری	آسمان کی چھت جو ہے قائم ہوئی
بود از دیدار خلاق وود	قوت جبریل از مطیع نبو و
نقی یہ قوت جلوة اللہ کی	قوت جبریل کھانے سے نہ بخی
ہم ز حق داں ز طعام و از طبق	پہنچیں ایں قوت ابدال حق
ہے خدا سے ! کھانے پینے سے کہاں	قوت ابدال حق بھی مہربان
ماز روح و از ملک بگدشتہ اند	جسم شانرا ہم ز نور اسرشتہ اند
وہ ہیں روحوں اور فرشتوں سے پرے	جسم اُن سب کے بنے ہیں نور سے

لے یعنی جس طرح بعض افعال کا تین بار ادا کرنا سنت ہے ۔

بر تو آتش شد گستان چو خلیل	چونکہ موصوفی باوصافِ خلیل
آگ تجھ پر باغ ہے مثل خلیل	چونکہ تو رکھتا ہے اوصافِ خلیل
ای عناصر مر مزاجتِ اعلام	اگر وہ آتش بر تو ہم برد و سلام
ہیں عناصر طبع تیری کے غلام	آگ تجھ پر کیوں نہ ہو سرد اور سلام
وہیں مزاجت بر تر از ہر پاسبان	ہر مزاجیٰ اعنا صرامیہ است
طبع افضل تیری ہر اک پائے سے	یہی ہیں عنصر طبیعت کے لئے
وصفِ وحدتِ اکنوں شد ملقط	ایں مزاجت در جہان منسبط
منتخب وصفِ الہی سے ہے آج	وسعتِ عالم میں یہ تیرا مزاج
سخت تنگ مدندار و خلقِ خلق	اے دریا عرصہ انہامِ خلق
خلق کو بہرہ نہیں ہے خلق کا	تنگ ہے میدانِ فہمِ خلق کا
خلق بخشد سنگ را علوائے تو	اے ضیاء الحق بخدقِ رائے تو
تیرا علوا خلق پتھر کو بھی دے	ہے ضیاء الحق وہ دانائی بچھے
تاکہ مے نوشید مے را بر نافت	کوہ طور اندر تجلی خلق یافت
مے تو پنی - پر تاب کب وہ لاسکا	طور نے جلوں میں پایا خلق تھا
ہل اتم من جبل رقص الجبل	صار دگامنہ وانشق الجبل
کس نے دیکھا کوہ سے رقص اونٹ کا	کوہ ٹکڑے ہو کے جلوے سے پھٹا
خلق بخشتی کا ریز و انست و بس	لقمہ بخشتی آید از ہر کس بکس
خلق بخشتی ہے فقط کا رِ خدا	لقمہ دینا ہر کوئی ہے جانتا

۱۵۔ سہ متی بخشتے والی :

عن جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ اعظم شانہ نے فیما تجلی سبہ الجبل جعلہ دگما و
خیراً موسیٰ صعداً ۱۵۔ یعنی جب موسیٰ کا پروردگار پہاڑ پر جلوہ نما ہوا۔ پہاڑ ٹکڑے
ٹکڑے ہوا اور موسیٰ بہیوش ہو کر گر پڑے۔

خلق بخشد ہر عضوے جدا	خلق بخشد جسم را و روح را
خلق کی ہر عضو میں تقسیم ہو	خلق بخشے جسم کو اور روح کو
از دغا و از دغل خالی شوی	این گے بخشد کہ اجلالی شوی
ہر دغا ہر مکر سے خالی ہونو	ہاں مگر جس وقت اجلالی ہو تو
تا نریزی قند را پیش مگس	تا نگوی سیر سلطان را بحس
قند کو محفوظ ہستی سے رکھ	تا کسی سے تو نہ بھید اسکا کہ
کو چوسن وہ زبان قناد و لال	گوش آئیں نوشد اسرار چال
ہو زبان مانند سوسن جس کی لال	کھتے ہیں کان اس کے اسرار چال
تا خورد آب و بر وید صد گیا	خلق بخشد خاک الطیف خدا
پانی پی کر گھاس دیتی ہے آگ	خاک کو بھی خلق دیتا ہے خدا
تا گیا ہمیشہ اخور و اند طلب	باز حیواں را بخشد خلق و لب
تا کہ کھائیں گھاس ہنجم طلب	ہے وہ حیوان کو دیتا خلق و لب
گشت حیواں لقمہ انسان رفت	چون گیا ہمیشہ خورد حیواں گشت
اور پھر وہ لقمہ انساں ہوا	گھاس کھا کھا کہ قوی حیواں ہوا
چون جدا شد از بشر روح و بصر	باز خاک آمد شد اکمال بشر
کر دیا فانی نظر اور جان کو	کھا گئی پھر خاک اس انسان کو
گر بگویم خورد شاں گرد و دراز	آزما دیدم وہاں شاں جملہ باز
طول ہو کھولوں جو راز اسکا ذرا	ذروں کا منہ میں نے دیکھا ہے کھلا
دایگان را دایہ لطف عالم او	ابرگہا را برگ از انعام او
دایہ اس کا لطف دای کے لئے	برگ با سامان میں انعام سے

زائکہ گندم بے غذائے کے زہد	رزقہمارا رزقہا او میدہد
بے غذا بھی ہے آگاہیوں کبھی؟	رزق کو بھی رزق دیتا ہے وہی
پارہ گفتم بدایاں زائا پارہا	انہیست منشرح این سخن را مشتی
میں نے اک ٹکڑا ہے ٹکڑوں سے لیا	اس سخن کی شرح ہے لا ایتھا
باقیاں را مقبل و مقبول داں	جملہ عالم اکمل و ماکول داں
جو ہے باقی - مقبل و مقبول ہے	ساری دنیا اکمل و ماکول ہے
و انجہان و ساکنانش مستمر	ایں جہان و ساکنانش منتشر
وہ جہان اور اس کے ساکن مستمر	یہ جہان اور اس کے ساکن منتشر
اہل آں عالم مخلد مجتہع	ایں جہان عاشقانہ منقطع
اُس جہاں والے ہیں سب اہل بقا	یہ جہان اور اسے عاشق ہیں فنا
آب حیوانے کہ ماند تا ابد	آپس کریم آنت کو خورادہد
آب حیواں تا کہ باقی رہ سکے	ہے کریم اب وہ کہ جو اپنے کو دے
رستہ از صد آفت و خطار نیم	یا قباۃ الصالحات آمد کریم
جسکو ہے خوف اور آفت سے نجات	ہے کریم اب بقیات الصالحات
چوں خیالات عدو اندیش نیست	اگر ہزار اندیک تن پیش نیست
ہیں خیالات عدو اندیش سب	ہوں ہزاروں ایک سے بڑھک ہیں کب
غالب مغلوب عقلست و نہ اے	اکمل و ماکول حلقست و نہ اے
غالب و مغلوب کو ہے عقل و رائے	اکمل و ماکول کو ہے حلق و نہ اے
<p>لے کھائے والا اور کھایا جانے والا لے دائم - مجتمع لے قولہ تعالیٰ عزوجل :- والباقیات الصالحات خیر عندنا بہک ثوابا و خیر مودا یعنی جو نیک باتیں انسان سے باقی رہ جائیں - وہ خدا کے نزدیک از روئے ثواب اور از روئے بازگشت بہتر ہیں</p>	

خورد و او چنداں عصا حیل ا	حلق بخشید او عصائے عدل ا
وہ عصا اور رسیوں کو کھا گیا	حلق یوں اسنے عصا کو دے دیا
زانکہ حیوانی نبودش اکل و شکل	او اندر او افزوں نشدان حبلہ اکل
کیونکہ اس کی شکل حیوانی نہ تھی	اس میں کھانے کی فراوانی نہ تھی
تا بخورد او ہر خیالے را کہ زاو	مریقیں لہجوں عصا حق حلق واد
تا خیالوں کو کرے اس کی غذا	وہ لیقیں کو حلق دے مثل عصا
رازق حلق و معانی ہم خداست	اپس معانی را چو اعیان حلقہا است
رازق حلق و معانی ہے خدا	مثل ظاہر ہے معانی کا کلا
کہ بچند مایہ و را حلق نیست	اپس مایہی تا بکہ از حلق نیست
حلق جس کو ہو نہ حاصل بالیقیں	ماہ سے تا ماہی کوئی بھی نہیں
انکے رزق اجلالی شود	حلق جاں از فکر تن خالی شود
رزق اجلالی سے پھر ہو مایہ دار	حلق جاں ہو فکر تن سے رستگار
یاقت و بے ہضم معدہ رزق بجز	حلق عقل و دل چو خالی شد فکر
رزق اچھوتا اس کو خالق سے ملے	حلق عقل و دل ہو خالی فکر سے
کہ مزاج بد بود مرگ بد اں	شرط تبدیل مزاج آمد بد اں
بد مزاجی ہے ہلاکت بے گماں	شرط تبدیلی طبیعت کی ہے ہاں
زرد و بد رنگ و سقیم خوار شد	چوں مزاج آدمی گلخوار شد
زرد و بے بد رنگ ہے اور خوار ہے	طبع جس انسان کی گل خوار ہے
رفت رشتی و خوش چوں ہضم نہ	چوں مزاج زشت و تبدیل یافت
چمکا میں سمنغ - زشتی مٹ غمی	جب مزاج بد کی تبدیلی ہوئی

لے یعنی جناب موسیٰ علیہ السلام کا عصا سحر کوں کے عصا اور رسیوں کو کھا گیا

۱۔ دایہ کو طفل شیر آموز را	۱۔ ما بنعمت خوش کند بد فوز را
۲۔ دھونڈو دایہ۔ دودھ پیتے طفل کو	۲۔ جو کرے خوش اور دے نعمت کی خو
۳۔ دایہ کو شیر خوارہ طفل را	۳۔ تا ز نعمتہا کند اورا غذا
۴۔ دھونڈو دایہ طفل کی بہر غذا	۴۔ نعمتوں سے جو کرے نشو و نما
۵۔ اگر بہ بند در راہ یک پستان او	۵۔ برکشاید راہ صد پستان بر او
۶۔ ایک پستان کو جو اس سے روک لے	۶۔ راہ سرباغوں کی اس پر کھول دے
۷۔ ترا نکہ پستان شہ حجاب ضعیف	۷۔ از ہزاران نعمت خوان و غنیف
۸۔ کیونکہ پستان ہے حجاب اس طفل کا	۸۔ نعمتوں اور روٹیوں سے پر ملا
۹۔ پس حیات مست موقوف فطام	۹۔ اندک اندک چمد کن تم الکلام
۱۰۔ زندگی اپنی ہے ترک شیر پیر	۱۰۔ تھوڑی تھوڑی اس میں کوشش کر پیر
۱۱۔ چون جنیں بد آدمی خوں بخدا	۱۱۔ از جنس مومن برو پاک کی کذا
۱۲۔ پیٹ میں تھتی خون۔ بچے کی غذا	۱۲۔ مومن اس کو اب تجس ہے جانتا
۱۳۔ چون جنیں بد آدمی خونخوار بو	۱۳۔ بو و اورا بو د از خوں تار و پولو
۱۴۔ پیٹ میں خونخوار بخا یہ آدمی	۱۴۔ خون ہی پر تھا مدار زندگی
۱۵۔ از فطام اخول غذا بیش شیر شد	۱۵۔ وز فطام شیر لقمہ گیر شد
۱۶۔ ترک خوں سے دودھ تھا اسکی غذا	۱۶۔ دودھ جب چھوٹا تو پھر لقمہ ملا
۱۷۔ وز فطام لقمہ لقمہ لے شود	۱۷۔ طالب مطلب پہنائے شود
۱۸۔ لقمہ کو چھوٹے تو پھر لقمہ ہوا	۱۸۔ طالب مطلب یہ انسان ہوا
۱۹۔ اگر جنیں راس تجھے در رحم	۱۹۔ ہست بیڑی عالمی بس منظم
۲۰۔ بچے سے گر پیٹ میں کستا کوئی	۲۰۔ اک جہاں باہر ہے اچھا اور بھی
۲۱۔ ایک زمین غرمے باعرض طول	۲۱۔ اندر و بس نعمت بیجا کول
۲۲۔ لمبی چوڑی اک زمیں ہے خوشگوار	۲۲۔ نعمتیں جمیں ہیں بے حد و شمار

کو بہا و بکر با و دشتہا	یوستانہا باغہا و کشتہا
دشت بھی دریا بھی ہیں کسار بھی	باغ بھی ہیں کھیت بھی گلزار بھی
آسمان بس بلند و پُر ضیا	آفتاب و ماہ تاب و صد شہا
آسمان بھی ہے بلند و پُر ضیا	چاند سورج اور تاروں سے بھرا
از شمال و از جنوب از دہلور	باغہا دار و عروسیہا و سور
اُتر اور دکن سے چل چل کر ہوا	کرتی ہے باغوں کو شاداب اور ہرا
در صفت ناید عجائبہائے آں	تو دریں عظمت چہ در امتحاں
کیا صفت ہو اس کی نادر چیزوں کی	جگہ کو کیوں بھائی اندھیری کو ظہری
خوں خوری در چار مہینہ تنگنا	در میان حسن انجاس و عنا
خون پیتا ہے ٹھنڈے میں بھنسا	اور ہے جس و نجاست میں پر طا
او محکم حال خود منکر بدے	زین رسالت معرض کافر شک
اسکو حسب حال کب آتا یقیں	کرتا انکار ان پیاموں سے جیش
کاین محالست فریبست مغرور	ز انکہ ہم کو رازیں معنی ست دور
اور کہتا ہے محال اور مکر و زور	کیونکہ وہم کو ہے ان سب سے دور
جس چیزے چون نہ یاد رکھو	نشود ادراک منکر ناک او
جس شے ادراک کو سوجھی نہیں	کیسے منکر فہم کو آئے یقیں
ہیچنانکہ خلق عام اندر جہاں	ز انجہان ابدال میگوند شال
بس یونہی خلق جہاں کے سامنے	کہتے ہیں ابدال حال اس سمت کے
کایہاں جاہلیت بس تاریک	ہست بریں عالمے بے بو و رنگ
یعنی دنیا ہے کنواں تاریک و تنگ	عالم بالا ہے بس بے بو و رنگ
ہیچ در گوش کسے ایشاں رفت	کایں طمع آمد حجاب زرق رفت
بلین اس کو کوئی سنتا ہی نہیں	طمع ہے سخت اک حجاب آہیں

چشم را بند و غرض از اطلاع	آتش را بند و طمع از استماع
آنکھ کو کر دے غرض جلوے سے بند	طمع کر دے کان کو گھٹنے سے بند
کان غذائے اوست و اوطانوں	انہنچنانکہ آن جنیں طمع خوں
ہے مقام دون میں جو کسی غذا	اس جنیں کو جیسے لالچ خون کا
خون تن را برویش محبوب کرو	از حدیثِ ایں جہاں محبوب کرو
خون ہے محبوب اس کا ہو گیا	یائیں اس دنیا کی سبھا کب ذرا
غیر خوں اونی نہ اند چاشت خور	ازیں ہمہ انواع نعمت ماند فرو
کھانا کیا پایا بجز اں خون کے	رہ گیا محروم ان لذات سے
شد حجاب آل خوشی جاودا	بر تو ہم طمع خوشی ایں جہاں
اس غرضی کا ہے حجاب جاوداں	چچہ پہ لالچ اس غرضی کا ایچاں
از حیات را ستیمنت کرو دور	طمع ذوق ایں حیات پر غرور
کر رہی ہے زندگی تو سے دور	طمع سے یہ زندگی پر غرور
بر تو پویشانہ یقین ابیگماں	ایس طمع کورت کند نیکو بداں
یہ چھپاتی ہے یقین کو مان لے	طمع کر دیتی ہے اندھا جان سے
در تو صد کوری فزاید از طمع	حق ترا باطل نماید از طمع
طمع سے بڑھتا ہے اندھا بین ترا	حق نظر آتا ہے باطل بر ملا
تاہنی پاہر سر آں آستان	از طمع بیزار شو چون آستان
تا رہے اس آستان پر پاؤں کو	طمع سے بچوں راستاں بیزار ہو
از غم و شادی قدم بیڑں نہی	کاندراں چون رائی وارہی
قید سے شادی و غم کی چھوٹ کر	پاتے گا اس در سے آزادی پھر
بنی ظلام کفر نور دیں شود	چشم جاننے روشن حق میں شود
نور دیں ہو۔ کفر کی ظلمت ہو دور	چشم جاں روشن ہو اور حق میں ضرور

پند پیراں پندیرا شو بجاں	تا رہی از خوف و مانی در ماں
پند پیروں کی پندیرا کر بجاں	تا کہ چھوٹے خوف سے پائے ماں
بشنو اکنون قصہ تمثیل آں	تا بیابی در حقیقت نور جاں
ابو مثلاً ایک قصہ سن یہاں	تا حقیقت میں تو پائے نور جاں

ایک دانا اور ہاتھیوں کے شکاری

آن شنیدی نو کہ در ہندوستان	دید داناے گروہ دوستاں
ایک دانا جبکہ ہندوستان گیا	دیکھا۔ ہیں کچھ دوست بیٹھے ایک جا
اگرستہ ماندہ شدہ بی برگ و غلہ	میرسیدند از سفر و زراہ دور
بھوکے پیاسے اور بے سامان تھے	دور سے کر کے سفر آئے ہوئے
مہر و انانیش جوشید و بہ گفت	خوش سلامے شاں و چوں گل شکفت
جوش جب اس کی محبت میں آٹھا	مثل گل کھل کر سلام ان کو کیا
گفت اتم کو ز تجوع و ز خلا	جمع آمد رنجمان زیر کر بلا
اور کہا شاید کہ بھوک اور پیاس سے	اس جگہ تکلیف میں تم ہو پڑے
ایک اللہ اللہ اے قوم جلیل	تا نباشد خور و تاں فرزند پیل
لیکن اللہ اللہ اے قوم جلیل	تم نہ کھانا بھول کر فرزند پیل
پیل ہست ایسوک اکنون میرید	پند من از جان از دل بشنوید
ہیں ادھر ہاتھی۔ چدھر جاتے ہو تم	یہ نصیحت سن لو گر جاتے ہو تم
پیل بچگانہ اندر راہتان	صیدیشان ہست بس نراہتان
پیل کے بچے ملیں گے راہ میں	اور شکار ان کا ابھاریگا تمہیں
بس طریفند و لطیفند و سمیں	ایک ماورشاں بود اندکیں
وہ لطیف اور ہونگے فر بہ بیگیاں	بیچھے بیچھے ہوگی لیکن اُنکی ماں

می بگردور حسین و آہ آہ	اے بچہ فرزند صد فرسنگ راہ
دور تھی پھر تھی ہے با آہ و فشان	اپنے بچوں کے لئے کوسوں دہان
الحذر از کوک مرحوم او	دلہ آتش آید از خرطوم او
بچہ مردہ سے اس کے الامان	سوڑے سے اس کی نکلتا ہے دھواں
غائبے و حاضرے بس با خبر	ایلیا اطفال حسد اے پسر
ہیں حضور غیب میں وہ با خبر	ایلیا اطفال حق ہیں اے پسر
کو کشد کین ز برائے جان شان	غلامی مندی از نقصان شان
بدلے گا جان کا ان کی خدا	حق سے تو غائب ہے۔ ان کو مت ستا
در غربی فردا ز کار و کیا	انقت اطفال منداں و لیا
ہے نروں دولت سے انکی مقیاس	قول تہ ہے طفل ہیں میرے۔ ولی
لیک اندر سر منم با او ندیم	لاہر برائے امتحاں خوار و یتیم
ہوں مگر پوشیدہ میں انکا ندیم	استحاثا ہیں وہ سب غار و یتیم
گو یا ہستند خود اجزائے من	ایست دار جملہ عصمتہائے من
گو یا اجزا ہیں مرے وہ خوش نگاہ	ہیں ساری عصمت کے وہ پشت و پناہ
صد ہزار اندر ہزار و یک تن اند	ہاں وہاں بین لاق پوشان منند
گو وہ لاکھوں ہیں مگر سب ایک ہیں	گنہ گری والے میرے بندے نیک ہیں
موسیٰ فرعون رازیر و زیر	لار نہ کے کر دے بیک چو پندر
موسیٰ کی فرعون کو زیر و زیر	ور نہ کہتی کس طرح چوب ہنر
نوح شرق و غرب غرقاں خود	لار نہ کے کر دے بیک نفرین بد
نوح شرق و غرب کرتے غرق آب	بدعتا سے ورنہ کیونکر بے حجاب
جملہ شہرستان شان راہ ہیرا	آہر نکندے یک دعائے لوط را
ان کے سب شہروں کو جو تھے مدعی	نکندہ تیں کیونکہ دعائیں لوط کی

دجلہ آب سیہ وہیں نشانی	اگشت شہرستان چین فردوشاں
کالے پانی کے سمندر بن گئے	شہر آن کے غیرت فردوس تھے
ور رہ قدش بہ بینی برگذر	سوئے شامستان نشان ارجن
راہ میں بیت المقدس کی وہاں	شام کی جانب ملیں گے یہ نشان
خود بہر قرعے سیاستا بدست	اصد ہزاراں ولیائے حق پرست
تھے سیاست داں جو اپنے عہد کے	اویا گذرے ہیں لاکھوں مان لے
خود جگر چہ بود کہ تمہا خوں شود	اگر یگویم ایں بیاں افزوں شود
یہ جگر کیا ، کوہ خوں ہو جائے ناں	گر کہوں تو طول پکڑے یہ بیاں
تو نہ بینی خوں شدن کوری رُد	خوں شود کہما و باز آں بفسر
تو نہ اندھے پن سے دیکھ اسکو سکے	کوہ خوں ہو جائے اور وہ پھر بہ
لیک ان اشتر نہ بیند غیر چشم	طرفہ کوری دور بین و تیز چشم
صرف اونٹوں کی نظر آتی ہے چشم	یہ عجب کوری ہے ہو کر تیز چشم
رقص بی مقصود وار و پھو خرس	موبو بیند ز صرفہ حاصل نس
بچھ ساپے فائدہ ہے ناچتا	حرص کو انساں ہے یکسر دیکھتا
رقص اوحالی ز خیر و پڑ ز شر	موبو بیند ز حرص خود بشر
خیر کہہ سے رقص میں اسکے بہ شر	دیکھتا ہے حرص خود اپنی بشر
رقص اوحالی ز خیر و پڑ ز شر	رقص اسنجا کن کہ خود را بشن
رقص اوحالی ز خیر و پڑ ز شر	رقص اس جا کر جہاں ڈٹے خودی
رقص اندر جن خود مرداں کنند	رقص وجواں بر سر میاں کنند
خون ہی میں مرو رقص اپنے کریں	رقص گر ہں ناچتے میدان میں
چون چہند از نقص خود رقص کنند	چون ہند از دست خود متے رند
نقص سے چھو نہیں تو نقص اپنا دکھائیں	وہ خودی سے چھوٹ کر تالی بجائیں

تا نماید انتقام در روز خویش	تا کجا یا بد کباب یو رغیش
لے کے بدلہ اس سے ہو وہ کامیاب	پائے جس جا اپنے بچے کے کباب
غیبت ایشاں کنی کیفر بری	اگوشتہائے بندگان حق خوری
ان کی غیبت کر کے سن اے کپیڑا	گوشت کھائے بندگان حق کا تو
کے برو جاں غیر آں کو صا و قست	ہیں کہ بویائے دلائل غا قست
جو میں صادق ان کی نچے عادی جاں	سو گئے گا اللہ خود اُن کا دہاں
باشند از گور منکر بانگیر	وائے آن افسوسے کش بوسے گیر
سو گھیں آکر قبر میں منکر بانگیر	وائے اس پر جس کی بڑاے خوردہ گیر
مے تو اں خوش کردان داد و دہاں	فدہاں زودیدان مکان انہاں
اور نہ دیگی کام کچھ بخشش دہاں	منہ چھپانے کا دہاں موقع کہاں
راہ چلت نیست عقل و ہوش را	آب و روغن نیست مر و پوش را
عقل کیونکہ جیلہ جو ہو بہکراں	آب و روغن منہ چھپانے کو کہاں
بر سر ہر راز خدا و مرز شاں	چند کو بد زخمائے گرز شاں
سر کو اور چوڑ کو ہر بہودہ کے	کستدر کو میں گے اپنے گرز سے
گر نہ بینی چوٹ آہن و رطلو	گر ز عنبر رایتل را بنگراثر
چوٹ و آہن گر میں نظر دے جدا	دیکھ اثر تو گردِ عزرائیل کا
زاں ہماں رنجور باشند آگے	ہم بصورت مینماید گے
ہوتی ہے بیمار کو اس کی خبر	کو کبھی آتی ہے صورت بھی نظر
چلیست این شمشیر بر فرق سرم	گوید آں رنجور کالے یا حرم
میرے سر پر کیا ہے یہ تنوار سی	کتا ہے بیمار غمخواروں سے بھی
در جواب آہندیا راں کالے غمو	چوں بنی بنید کس زیار ان او
وہ یہ دیتے ہیں جواب اسے بے خبر	دوستوں کو وہ نہیں آتی نظر

مطرباں شاں از دوزن فی میزند	بحر بادر شور شاں کف میزند
ہیں بجائے مطرب ان میں چھپ کے دف	شور سے ان کے سمندر میں ہے کف
تو نہ بینی برگما یا شاخما	کف زناں رقصاں کھرکیبیا
کیا نہیں شاخ اور پتے دیکھتا	جو صبا سے رقص میں ہیں بر ملا
تو نہ بینی بیک ہر گوش شاں	برگما یا شاخما ہم کف زناں
دیکھ کیا کیا ان کے کاٹوں کے لئے	ہیں بجائے تالیاں پتے بڑے
تو نہ بینی برگما را کف زون	گوش دل باید نہ ایس گوش بن
تالیاں بچنا نظر آتا نہیں	گوش دل سے سن تو آ جاتے ہیں
گوش سر بر بنداز ہزل و دروغ	تا بہ بینی شہر جاڑا با فروغ
دور کہ کاٹوں سے تو ہزل و دروغ	شہر جاں کا تا نظر آئے فروغ
ہیں ہاں بر بنداز ہزل ی عمو	جز حدیث روئے او چیرے مگو
ہزل سے اپنے دہاں کو بند کر	باتیں کر صرف اسکی تو اے داگر
سر کشد گوش محمد و رسخن	کش بگوید در بنی حق ہو اذن
گوش احمد ہزل کو ملتے نہ ملتے	ہو اذن۔ ان کو کہا اللہ نے
سر بسر گوش بہشت چشم است آن نبی	رحمت حق مرصع ست و ماصبی
گوش و دیدہ ہیں نبی محترم	رحمت حق دایہ ہے، نیچے ہیں ہم
ایں سخن پایاں نثار و باز رہا	سوئے اہل بیل و بر آغاز رہا
اس سخن کی حد نہیں کچھ رائے پرا	نقد اہل بیل کا آغاز کر
بچگان بیل کے معترضوں کا قصہ	
ہر دہاں را بیل بوئے میکند	گر دمعدہ ہر بشر بر می تند
بیل سوئے سب کے منہ کو بر ملا	ہر بشر کے معدے پر ہے گھونٹنا

اپس بنہ برجاتے ہر راعوض	آزوا سجد و اقرب یا بی غرض
رکھ نفس کی ہر جگہ پر اک عوض	پائے "واسجد و اقرب سے" تا غرض
در تمامی کار با چندیں مکوش	جز بکاسے کہ بود درویں بکوش
اتنی سب کاموں میں تو کوشش ذکر	دین کے کاموں میں کوشش کر مگر
عاقبت تو رفت خواہی تمام	کارایت ترو نان تو خام
بچھ کو جانا ہی پڑے گا تمام	کام اتریں ترے تو شہ ہے خام
وہیں عمارت کردن گور و لحد	نے بسنگ بہت نہ چوٹ نے لبد
گور کی مقبرہ پر اے بے خبر	مت لگا تو اینٹ پتھر اور زر
بلکہ خود را در صفا گورے کنی	در منی آں کنی دفن ایں منی
قبر کو اپنی صفا کر کے بنا	دفن کر اپنی غوی کو اس میں جا
خاک او گروی و مدفون غمش	تا و مت یا بدد و ہا از و مش
اسی ہو خاک - اسکے غم میں ہو فنا	اس کے دم سے پائے قوت دم ترا
گور خانہ قبہ ہا و کنگرہ	نبو اذ اصحاب معنی آن سرہ
گور خانے اور قبے کنگرے	کھر نہیں اہل حقیقت کے لئے
بنگر اکوں رنگ اطلس پوش را	یہیچ اطلس دست گیر و ہوش را
غور تو کر رنگ اطلس پوش پر	کچھ بھی اطلس سے ہے غری ہوش پر
در عذاب منکرست آں جان او	کثر و غم در ویل عذاب او
ہے فرشتوں کی سزا میں اس کی جان	غم کا بچھو اس کے دلیں ہے ہر آن
از بروں مظاہر ش نقش و نگار	وز و زان اندیشہ اش زار زار
ظاہری ہیں اس کے یہ نقش و نگار	اور اندر سے ہیں اندیشہ مخار

۱۵ یعنی جو سانس جائے۔ اُس کے بے کوئی نیکی ضرور ہو جائے۔

۱۶ سجدہ کرد اور قریب آؤ۔

چھالستائیں ہستائیں احوال	مانی بنیم باشند ایں خیال
یہ تخیل ہے بوقت انتقال	کچھ نظر آتا نہیں یہ ہے خیال
از نہیں ایں خیالے شد چوں	چہ خیالستائیں کہ ایں چرخ فکوں
ہے خیال خوف سے ماند فوں	یہ گماں کیا ہے کہ چرخ سرگون
پیش بیمار و سرش منکوس شد	اگر زما و تیغہا محسوس شد
جھک گیا بیمار کا سر خوف سے	گر ز اور تلوار محسوس اب ہرے
چشم و شمن بستہ زان و چشم بست	او بھی بیند کہ آن ز بہر اوست
دوست و شمن کس طرح دیکھیں گے	دیکھتا ہے وہ کہ ہے اس کے لئے
چشم اور روشن کہ چوں غور شد	حرص و نیافت و چشمش تیز شد
آنکہ اس کی روشن اور ہے غور	حرص و نیافت و چشمش تیز شد
از نتیجہ کبر او چشم او	مرغ پر نگاہ شد آن چشم او
اس کی سخت کا نتیجہ تھا یہی	مرغ بنے ہنگام آنکہ اس کی ہوئی
کو بغیر وقت جنبان دورا	سر بریدن اجب مد مرغ را
جنے یوں بیوقت دی ایسی صدا	کاٹنا سر مرغ کا واجب ہوا
بنکر اندر نزع جان ایمان را	ہر زمان نوعی ست جزو جائز را
نزع جاں میں دیکھ ایمان اے اخی	جان تیری نوع میں ہے ہر گھڑی
روز و شب نندینا را شکر ست	غیر تو مانند ہمیان ز رست
روز و شب ہے مثل درہم کے شمار	نور کی کھینچی ہے تیری عمر یار
تا کہ خالی گرد و و آہ خسوف	بیشمار و میدہد ز ر بیوقوف
تھیلی تا ہو جائے خالی زود تر	دیتا ہے من گن کے عداں اپنا زر
اندر آید کوہ ان اداں ز پائے	اگر ز کہ بستانی و نہنی بجائے
عاجز آئے کوہ بھی اس دینے سے	کوہ سے لیکن نہ گر تو کچھ رکھے

بخت نوبخش نوا عقل کس	از کبابش مانع آمد آں سخن
بخشتا ہے عقل بخت نوصفات	اس کو کمانے سے ہوتی مانع وہ بات
آن گرسنہ پاسبان آں رمہ	پس بنیقاند و خشت آں ہمہ
بھوکے نے کی پاسبانی بیٹھ کے	خیر سب کھلانی کے اس کو سو گئے
اولا آمد سوئے حارس و وید	وید پہلے سہمنہ کے میر سید
پہلے وہ در پہ نگہاں کے ہوتا	فیل دیکھا اس نے اک آتما ہوتا
ہمچ بوئے زونیا مدنا گوار	بوتے میکرواں ہائش اسہ بار
لیکن آئی کچھ نہ بوئے ناگوار	اس کے منہ کو اس نے سو گھامین بار
مرورانا تار و آتش پیل زفت	چند بارے گرد او برشت ورت
فیل نے اس کا نہ کچھ نقصاں کیا	پھر کے اس کے گرد پھر آگے بڑھا
بوتے نی آمد و رازاں ختمہ مرو	مر لب ہر ختمہ را بوتے کرو
اس کو اپنے بچے کی بو آ گئی	سوئے والوں کا جو منہ سو گھما اخی
برورانید و کشتش پیل زود	کو کباب پیل زادہ خوردہ بود
بھاڑ ڈالا اُن کو ہاتھی نے شتاب	کھائے تھے جو پیل بچے کے کباب
برورانید و نبودش زان شکوہ	در زماں ویک بیک زان گروہ
بھاڑ ڈالا فیل نے بے خوف ہاں	فرد اک اک اس جماعت کا وہاں
تا ہی زو بر زمیں ہمیشہ شگان	بر ہوا انداخت ہر کیانے گزاف
چو ہو جائے تھے گر کر بر ملا	تھا وہ لوگوں کو ہوا پر پھینکتا
تا نیار و خون ایشانت نبرو	اسے خوردہ خون خلق از رہ بگرد
خون اُن کا رنگ اک دن لایگا	خون خلقت کھانے والے باز آ
زانکہ مال ز زور آید در میس	مال ایشان خون ایشان تقیہیں
زور ہی سے ملتا ہے زر کہ تو دھیان	مال کو اُنکے تو اُن کا خون جان

چون نبات اندیشہ و شکر سخن

فکر شیریں اور سخن شیرین

اواں یکے بینی رآن و بق کہن

گذری دالوں میں تو اکثر پائے گا

مسافروں اور فیل بچوں کی حکایت

تا دل و جان ناں نگر دو محنت

امتحان جان و دل میں کیوں پڑے

در شکار و میل بچگاں کم روید

بیل بچوں کا نہ کھیلو تم شکار

جز سعادت کے بود انجام نصیح

بے سعادت ہی فقط انجام پند

تا رہا تم من شمار از دلم

تا دامت سے میں تمکو دوں چھڑا

طبع بر گل ز ایں جہاں تاں بر کند

طبع دنیا سے جڑوں کو کھود دے

گشت تخط و جمع شان راہنت

ہو گنج بھوک ان کی رستے میں سوا

پور فیلے فر ہے نوزادہ

فیل بچہ ، موٹا تازہ ، شیر خوار

پاک خورد و فروختند دست

اور اُسے کھا پنی کے فالخ ہو گئے

کہ حدیث آن فقیرش بود یاد

یاد اس کو بات تھی درویش کی

اگت ناصح بشنویں پس بند من

بولا ناصح - پند تم میری سنو

با لیاہ و برگہا قانع شوید

لگھاس پتوں ہی پہ رکھو انحصار

من دں محرم ز گردن ام نصیح

میں نے گردن سے نکالا دام پند

من بہ تبلیغ رسالت آدم

یہ ہے مقتد میرے اس پیغام کا

ہیں مبادا کہ طعنتاں رہ زند

ہو نہ ایسا مگر ہی ہو طبع سے

ایں بخت و خیر بادے کہ دوزخ

یہ کہا اور ان سے رخصت ہو گیا

ناگہاں دیدند سوئے جاوہ

ناگہاں رستے میں دیکھا ایک بار

اندرا فتادند چون گانست

بھڑکیے کی طرح سب اس پر گرنے

اآں یکے ہمہ خور و پند واد

کھانے میں صرف ایک نے شرکت نہ کی

پس دعا بارو شود از بوسے آن	آن دل کز شمی نماید از زبان
اس کی بوسے ہوتی ہے رو ہر دعا	ہے زبان دل کی سمجھی کا آستان
اخشوا آمد جواب آن دعا	چوب رو باشد جزائے ہر دعا
اخشوا آئے دعاؤں کا جواب	ہر جزائے ہر دعا کا کامیاب
اگر حدیث کثر بود معینت رات	آن کثرتی لفظ مقبول خداست
بات اگر طیراھی ہو اور مطلب بچا	ایسی کج باتیں ہیں مقبول خدا
اور بود معنی کثر و لفظت نکو	آن چنان معنی نیز رو یک تسو
کج ہوں معنی اور لفظ اچھے اگر	ہیں یہ معنی لا محالہ بے اثر

دوستوں کی خطائیں بھی محبوب ہیں

آن بلال صدق در بانگ نماز	حجی راہی خواند از روئے نیاز
جب اذان دیتے بلالؓ پاکباز	حجی کو "ہی" کہتے از روئے نیاز
تا بگفتند اے پیغمبر نیست است	این خطا کنوں کہ آغاز بیاست
لوگ بولے۔ یا نبیؐ ہے ناروا	یہ خطا۔ ہے جبکہ آغاز بنا
اسے نبیؐ والے سول کہ دگار	یک موزن کو بود انصاع بیار
یا نبیؐ، اتنا کرم فرمائیے	اک موزن خوش گلو بلوائیے
عیب باشد اول دین و صلاح	لحن خواندن لفظ حجی علی الفلاح
عیب ہے آغاز میں ہے اور صلاح	یوں پکاریں لفظ حجی علی الفلاح
تشمیم پیغمبر کو شید و بگفت	یک دور مزے از عنایات
عصہ میں آئے جناب مصطفیٰؐ	راز کی دو ایک باتیں دیں بتا

لہ قولہ تعالیٰ عزوجل قال اخشوا فیہا ولا تکلمون یعنی دوزخیوں سے خدا سے تعالیٰ خطاب فرماتا ہے کہ تم اس میں پڑے رہو اور بات نہ کرو۔

فیل بچہ خوارہ راکیفر کشد	مادران فیل بچہ کیس کشد
پیل بچہ خوار سے بدلہ وہ لے	کینہ مادر پیل بچے کی رکھے
ہم برآر و خصم فیل اڑ تو دمار	فیل بچہ مخوری اے پارہ خوا
پیل دشمن ہو کے کرے گا شکار	پیل بچہ کھاتا ہے اے لچارہ خوار
پیل داند بوئے خشم خویش را	بوئے رسوا کر دکر اندیش را
بوئے دشمن پیل کو آنے لگے	بوئے ریب اندیش کو رسوا کرے
چون نیاید بوی باطل از من	آنکھیا بد بوئے حان از من
بوئے باطل کیوں نہ میری اسکو آئے	جوین سے بوئے خوش خان کی پائے
چون نیاید از دمان مایخو را	مصطفیٰ بچوں بوئے بڑا زاہد و دوا
منہ سے میرے بو نہ کیونکر آجیگی	مصطفیٰ کو دور سے بو آ گئی
بوئے نیک و بد بر آید بر سما	ہم بیاید لیک پوشاند ز ما
بوئے نیک و بد سے نکے آسمان	آتی ہے بو، پر وہ رکھتے ہیں نہاں
میزند بر آسمان سبز فام	تو بھنی چبی و بوئے آل حرام
کرتی ہے سیر فلک اے خستہ کام	لوتو سو جاتا ہے اور بوئے حرام
تا، ہو گیران گردوں میرود	ہمراہ نفاس ز شقت جی شود
سوچتے ہیں سوچنے والے اُسے	جاتی ہے وہ ساتھ سانسوں کے ترے
در سخن گفتن بیاید چون پیاز	بوئے کبر و بوئے حرص و بوئے آز
بات کرنے سے ہے آتی جوں پیاز	بوئے بخت بوئے حرص اور بوئے آز
از پیاز و سیر تقویٰ کروہ ام	گہ خوری سو گند من کے خور وہ ام
پیاز لسن چھوڑ بیٹھا ہوں بہم	گو تو کھائے اس سے کھانے کی قسم
بر دماغ ہم نشینان بر زند	آندمت سو گند عنان زنی کند
ہم نشینوں کے دماغوں سے دماغ	سانس تیری کھائے لیکن چٹلیاں

میکر یزد ضد ما از ضد ما	شب گمیز و چون بر فروز و شیا
ماں ضدوں سے بھاگ جاتی ہیں ضدیں	روشنی سے رات بھاگے ، آن میں
چوں پر آیدم پاک اندر و ماں	نہ پلیدی ماندوئے آن و ماں
نام پاک آتا ہے جب منہ میں ذرا	پھر پلیدی کا پتہ لگتا ہے کیا

حاجتمند کا اللہ اور اللہ کا لبیک کہنا

آں یکے اللہ مے گفتے شبے	تاکہ شیریں گرد و از ذکرش بلے
رات کو ”اللہ“ کہتا تھا کوئی	ذکر سے تاہونٹ پائیں چاشنی
گفت شیطانن خمش می سخت کو	چند گوئی آخر اے بسیا رگو
یلا شیطان اُس سے چپ مرو خدا	لبیک ”اللہ اللہ“ بولے جائے بگا
این ہمہ اللہ گفتی اے عتو	خودیکے اللہ را لبیک گو
اللہ اللہ تو نے اے سرکش کہا	اس سے کب لبیک کی آئی صدا؟
می نیاید یک جواب ریشخت	چند اللہ میدونی باروئے سخت
جب و ماں سے کچھ جواب آتا نہیں	اللہ اللہ کرتا پھر زیبا نہیں
او شکستہ دل شد و بہا و سر	دید در خواب و خضر اور خضر
اسکا دل ٹوٹا۔ جھکایا اُس نے سر	خضر آئے خواب میں اُسکو نظر
گفت ہیں زوکر چوں اماندہ	چوں پیشانی ازاں کش خواندہ
بولے چھوڑا ذکر کیوں اے شاد کا	تو پیشیاں کیوں ہے لیکہ اسکا نام
گفت لبیکم نے آید جواب	زاں ہی ترسم کہ باستم رو باب
بولا رب لبیک کہتا ہی نہیں	مجھ کو ہے رو دعا کا اب یقین
گفت خضرش خدا گفت این ملن	کہ برو بابا و بگو اے مطمئن
خضر بولے مجھ سے حق نے ہے کہا	جا تو اُسکے پاس اور کہ دے ذرا

بہتر از صد حجی و حتی قیل و قال	کالے خساں نزد خدا ہی بلال
حجی سے بہتر ہے ماں بے قیل و قال	بولے نزدیک بکریا ہی بلال
وا لکرم ز آخر و آغاز داتاں	وامشور انید تا من راز تاں
اول و آخر سے کر دو گنا عیاں	مت نہولو ورنہ میں راز نہاں
رو دوا میخواہ ز اخوان صفا	اگر نداری تو دم خوش و ردعا
پاک لوگوں کی دُعا لے بالیقین	جب سلیقہ ہی دعاؤں کا نہیں
حضرت موسیٰ کو حق تعالیٰ کا حکم دینا	
وقت حاجت خواستن اندر دعا	بہر ایں فرمود با موسیٰ خدا
جب وہ کرتے تھے ضرورت میں دُعا	اس لئے فرمان حق موسیٰ کو تھا
یاد دہانے کہ نکر دی تو گناہ	کالے کلیم اللہ ز من میجو پناہ
ایسے منہ سے جو نہیں صرف گناہ	اے کلیم اللہ لے میری پناہ
گفت مارا از دہان غیر خواں	گفت موسیٰ من ندارم آن ہاں
حکم آیا۔ مانگ اوروں کا دہاں	بولے موسیٰ میرا منہ ایسا کہاں
در شب و در روز ہا آرد دعا	آپنجاں کن کہ دہا نہا مرترا
ہر دہن دن رات ہی مانگے دُعا	غیروں سے اپنے لئے تو لے دُعا
از دہان غیر بر خواں کا ی آلہ	از دہان غیر کے کر دی گناہ
غیر کے منہ سے تو کہلا یا آلہ	عیز کے منہ سے کیا ہے کب گناہ
روح خود را چاکبٹ چالاک کن	یاد دہان خوشیستن را پاک کن
روح کو بھی چشت اور چالاک کر	یا تو اپنے ہی دہن کو پاک کر
رخت بر بند و بروں آید پلید	ذکر حق پاکست چوں پاکی رسید
بس پلیدی دل سے باہر آ سکتی	ذکر حق ہے پاک، جب پاکی ملی

خواندن بے درواز افسردگیست	خواندن با درواز دل بزرگیت
ذکر بے درووں کا ہے افسردگی	ذکر اہل ورد ہے دل بزرگی
آں کشیدن زیر لب آواز را	یاد کردن مبدء و آغاز را
میچنہ وہ زیر لب آواز کا	یاد کرنا فکر سے آغاز کا
آں شدہ آواز صافی و خریں	کلے اے مستغاث لے میں
صاف کہتا ہے باواز حزیں	اے خدا فریاد رس اور اے معین
نالہ سگد رہش بے جذبت	زانکہ ہر راغب اسیر رہز نیست
نالہ سگ میں بھی جذبہ ہے کثیر	کیونکہ ہر راغب ہے رہزن کا اسیر
بچوں سگ کہنے کہ از مدار است	بر سر خوان شہنشاہان نشست
جیسے گتا کف کا مردار سے	چھٹ کے پنچا خوان پر سلطان کے
آقا قیامت میخورد و پیش غار	عارفانہ آب رحمت بی تغار
ما قیامت پتا ہے وہ پیش غار	عارفانہ آب رحمت بار بار
اے بسا سگد دست کو را نام نیست	لیک نہ در پردہ بے آں جا نیست
سگ بہت ایسے ہیں جو گنام ہیں	انکو پردے میں میسر جام ہیں
جاں بدہ از بہر این جام لے سپر	بے جہاد و صبر کے باشت ظفر
جان دے اس جام پر تو اے سپر	بے جہاد و صبر کب ہو گی ظفر
صبر کردن بہر لیں نبود حرج	صبر کردن کا صبر مفتاح الفرج
صبر کرنے میں نہیں ہے کچھ ہرج	صبر کرنا صبر مفتاح الفرج
زین کیں بی صبر حزن کے حسرت	حزم را خود صبر باشد پا و دست
ہیں بچا میں حزم سے اور صبر سے	صبر دست و پا ہیں گویا حزم کے
حزم کن ز خود گویا ز رہبر گناہیت	حزم کردن زور نور اولیا ست
حزم کرکھانے سے، وہ ہے ذہر کا	حزم کرنا ہی ہے نور اولیا

گفت آن اللہ تو لیک سست	ایں نیاز و سوز و روت بیک سست
یہ ترا اللہ مری بیک ہے	تیرا درو و سوز میرا بیک ہے
نے ترا درکار من آورده ام	نے کہ من مشغول ذکر ت کردہ ام
کیا نہیں تجھ سے لیا میں نے یہ کام	گر دیا مشغول ذکر اے نیک نام
جیہا و چاہیہ جو یہاں تھے تو	جذب بود و کشاد آں پائے تو
تیرے چلے اور چارہ جوئیاں	بھٹیں ہمارے جذب کی نیزجیاں
ترس و عشق تو کند لطف سست	زیر ہر یار رب تو لیکھا سست
تیرا خوف و عشق ہے رحمت کی لے	تیری ہر یار رب میں تو لیک ہے
جان جاہل میں عاجز و نورست	زانکہ یار رب گفتش ستورست
اس دعا سے جان جاہل دور ہے	اسکا یا رب کناکب دستور ہے
برہان و بر لبش قنست و بند	آنانکہ با خدا وقت گزند
اس کے منہ اور لب پہ ہیں تائے لگے	تائے روئے وقت میں تکلیف کے
داد مرفوعون اصد ملک مال	تا بکرواد دعویٰ غر و جلال
دیدیا فرعون کو جب ملک و مال	کرنا تھا وہ دعویٰ جاہ و جلال
در ہمہ عمرش ندید او در و سر	آنانکہ سوئے حق آں بد گھر
عمر بھر اُس نے نہ پایا در و سر	تائے روئے سوئے حق وہ بد گھر
داد او را جملہ ملک این جاں	حق نداش در و سرچ و آندھاں
ملک دُنیا اس کو سارا دیدیا	کب اُسے اللہ نے رنجیدہ کیا
زانکہ در و سرچ یار آندھاں	شد نصیب ستافش در جہاں
کیونکہ اس نے رنج کا بارگہاں	دید یا یارین کو اپنے بیگماں
در و آمد بہتر از ملک جہاں	تا بخوانی تو خدا را اور نہاں
درو بہتر ہے جہان و مال سے	تاکہ تو ذکر خدا چھپ کر کرے

جوڑ بوسیدہ ست گشتار و غل	اگر دہر خود کے دہر آں پر حیل
ہیں کھٹے اخروٹ جاتیں پڑنیاں	دیتے ہیں ایک دیتے ہیں کہاں
صد ہزاراں عقل ایک شمر د	شغریٰ آں عقل و مغز ابر د
کب گئے وہ عقل گو سستی ہی ہو	انہی قیٰق زق کھائے عقل و مغز کو
اگر تو رامینی مجو جزو سیہ ات	یار تو خرچین تست و کیسہ ات
تو ہے رامیں وین ہی پر رکھ نگاہ	یار ہے خرچین و کیسہ کر نہ آہ
وین برونیہا ہمہ آفات تست	ولیہ معشوق تو ہم ذات تست
جو ہیں باہر وہ ہیں سب آفات ہی	ولیہ مشوق ہے تری ذات ہی
تو نگوئی مست خوابان منند	حرم آن باشند کہ چون دعوت کنند
تو نہ سبجہ غمگسار اپنا انہیں	حرم یہ ہے جب تری دعوت کریں
کہ کند صیاد در کمن نہاں	دعوت ایشاں صفیر مرغ داں
گھات میں صیاد ہوگا بیگمان	ان کی دعوت کو صفیر مرغ جان
میکند آواز و فریاد و انہیں	امرغ مردہ پیش بہاد کہ لیں
دیتا ہے آواز ، کرتا ہے فغان	مرغ مردہ رکھ لیا آگے عیاں
جمع آید پرورد شاں پوسٹ	امرغ پندار د کہ جنس و ست او
جمع ہوں تو کمال سب کی بھینجے	مرغ سمجھیں وہ ہے انہی جنس سے
تا نگر و گنج ازاں دانہ ملق	جز نگر مرغی کہ حزمش داو حق
دانے کی جانب کب اسکا عزم ہے	ہاں مگر وہ مرغ جس میں حزم ہے
حزم را ملذار و محکم کن تو دیں	اہست بے حزمی پشیمانی لہیں
حزم کو مرت چھوڑ کر مضبوط دیں	کیا یہ بے حزمی پشیمانی نہیں

لے رامیں اور وین دو عاشق و معشوق گذرے ہیں رامیں طلب اور رامین طالب خدا

کوہ کے مریاد را وزنے نہند	کاہ باشد کو بہر بادے جہد
کوہ لیکن کیا ہوا کی پت کرے	کانیتی ہے گھاس ہر اک باد سے
کلبے برادر راہ خواہی ہیں بیا	ہر طرف غولے ہی خواند ترا
اس طرف آ جا۔ اوہرے رہ گذر	ہر طرف سے ہے چھلاووں کی پکار
من قلاؤ زم دریں راہ وقت	رہنمایم ہمہرت باشم رفیق
پیشوا ہوں میں یہ رستہ ہے رفیق	میں رہونگا راہ میں تیرا رفیق
یوسف اکم روسوئیں گرگ خوا	نے قلاؤ زاست نے رہ دانداو
یوسف ایسے گرگ کی جانب نہ جا	وہ نہ رہبر ہے نہ جانے راستا
چرب و نوش دانہائے اسرا	حرم آں باشد کہ نفرید ترا
دانہائے چرب و شیریں دہر کے	حرم وہ شے ہے نہ دھوکا دیں تجھے
سحر خواند میدد در گوشل و	کہ نہ چوبے دارد و نہ نوش او
کان میں بچو نکیں وہ جادو بالیقین	کیونکہ وہ چرب اور شیریں کچھ نہیں
خانہ آن تست و تو آن منی	کہ بیا مہمان باے روشنی
گھر ہے تیری ملکیت اور تو مری	آ تو مہماں ہو مری اے روشنی
یا سقیم و خستہ این دخنہ ام	حرم آں باشد کہ کوئی تھمہ ام
ہاتھ سے خستہ و بیمار ہوں	حرم یہ ہے۔ تو کسے ناچار ہوں
یا مرا خواند است آں خالو پسر	یا سرم دردست درد سر بہر
یا بلاتا ہے وہ خالو کا پسر	یا بدن دکھتا ہے اور ہے درد سر
کہ بکار و در تویشش ریشہا	زانکہ بکفی شت ہد بائیشہا
عیش سب تجھ کو وہ وجہ ریش ہیں	کیونکہ اُن کے نوش میں سونیش ہیں
ماہیا او گوشت در شست نہند	ازرا کہ بچاہ یا شستنت و ہد
شست میں وہ گوشت اسے مچھلی رکھیں	گر بچاس آور ساٹھ در ہم تجھ کو دیں

کشت دار و لاله و کشت بود	در بہاراں خطہ وہ خوش بود
لاله بختا سپہ میان سبزہ دار	سپہ بہاریں گاؤں کی بھی خوشگوار
تا در آمد بعد وعدہ ہشت سال	وعدہ دادے خواجہ و رافع حال
آٹھ سال اس میں کو گزرے بجا	ٹالنے کو وعدہ خواجہ نے کیا
عزم خواہی کہ و آمد ماہ دے	او بہر سالے ہی گفتے کہ کے
کیا ارادہ ہے کہ اب مالک آگیا	وہ یونہی ہر سال گو کہتا رہا
از فلاں خطہ بیامد میہماں	او بہانہ ساختے کا سال ماں
ایک تھاں اس جگہ سے آیا تھا	وہ بہانے کرتا امسال اے نقا
از مہمات آں طرف خواہم دید	سال دیگر گر تو انم وارہید
کام سے ، آؤ نکالے شک لے انجی	دوسرے سال اب اگر فرصت ملی
بہر فرزند ان تو اے اہل پر	گفت ہستند آن عیالم منتظر
تیرے بچوں کے لئے اے آہل - پر	بولائیں سب بال بچے منتظر
تا مقیم قہر شہری شدے	باز ہر سالے چوں لکک آمدے
گھر میں شہری کے کھڑ جاتا تھا وہ	میں تک لک ہر برس آتا تھا وہ
خرج او کروے کشو دے مال خویش	خواجہ ہر سالے ز زور مال خویش
خرج کرتا تھا بہت دل کھو بھر	خواجہ ہر سال اس پہ اپنا مال دہر
خواں نہادش باداواں و شاہاں	آخر میں کرت سہ ماہ آں پہلواں
کھانا دہتاقی نے کھا یا صبح و شام	تین ماہ اس طرح آخر لاکلام
چند وعدہ چند بفریسی مرا	از خجالت باز گفت او خواجہ را
تو نے وعدے کر کے دھوکے میں رکھا	پھر یہ خواجہ سے خجالت سے کہا
لیک ہر تحویل اندر حکم ہوست	گفت خواجہ ہم و جام وصل جوست
ہے مگر ہر کام زیر حکم ہو	ہو لا خواجہ جسم و جان میں وصل جو

زنانکے بے خبری شقاوت بروہد	دیں دوازدوست درو سر وہد
کیونکہ بے خبری شقاوت ہے پسر	دین جائے ہاتھ سے ہو درو سر
بشنوائیں افسانہ را و شرحیں	تاشوی حازم برائے حفظ دیں
سن یہ افسانہ اور اسکی شرح بھی	تا ہو حازم حفظ دیں کا اے انھی

ایک دہقانی اور ایک شہری

اے برادر بود اندر ماضی	شہری بے باروستانے آشنا
بھائی یہ قصہ ہے اگلے وقت کا	شہری ایک دہقان کا بھتا آشنا
روستانے چل سوئے شہر آمدے	خرگہ اندر کوئے آل شہری روئے
آتا سوئے شہر دہقانی اگر	تو ٹھہرتا آکے اس شہری کے گھر
دومہ و سہ ماہ مہمانش بدے	بروکان او و پر خوانش بدے
رہتا اسکا میہماں دو تین ماہ	بیٹھتا خواں و دوکان پر خوش نگاہ
بہر حوائج را کہ بودش آن زمان	راست کر دے مرد شہری ایگان
حاجتیں جو اس کی ہوتیں ہر گھڑی	پوری کرتا مفت شہری واقعی
رویشہری کرو گفت کجا چہ تو	بیچ می نانی سیودہ فرجہ جو
شہری سے اکثر کہا کرتا تھا یوں	گاؤں میں میرے نہیں آتے ہو کیوں
اللہ اللہ جملہ فرزندان بیار	کایں زمان گلشن است نو بہار
اللہ اللہ بچوں کو بھی لایئے	ہے بہار اور موسم گل آئیے
یا بتا بتاں بیا وقت مر	تا بہ بندم خدمت را من کمر
آئیے گرمی میں یا وقت مر	آپ کی خدمت پہ باندھوں گاکمر
خیل فرزندان و قوم را بیار	دروہ ما باش خوش ماہے سہیل
لڑکے بھی ہوں ساتھ ادرب یار غار	گاؤں میں رہتیے جینے تین چار

ز و عمارت و داخل بیشمار	صحیحہ باشد چو فصل نو بہار
جس سے ہے قسم و روتق بیشمار	صحت اک ہے مثل فصل نو بہار
ساگر یزی و شوی از ہدیری	خرم آں باشد کہ طوق بدیری
تاہی سے بھاگ کر اس سے بچے	خرم اس میں ہے کہ طوق بدر ہے
ہر قدم را دام میدان فضول	خرم سور لظن گفتہ است آن رسول
ہر قدم کو جان تو دام اے فضول	خرم سور لظن ہے کہتے ہیں رسول
ہر قدم و امیست کم روا و ستارخ	روئے صحرا ہست بہار و فراخ
ہر قدم پر جال ہے ناداںانہ جا	ہر بیاباں ہے کشادہ اور بڑا
چون تبا ز دوامش افتد در گلو	آں بزرگو ہی دود کہ دام کو
دوڑے تو پھندے میں آئے ناگہاں	دوڑے کو ہی بڑے کہ پھندا ہے کہاں
دشت میدیدی نمیدیدی کیس	آنکہ میگفتی کہ کو اینک بیس
تھا نظر میں دشت نکلتی یہ گھات کب	تو جو کتا تھا کہاں ہے دیکھ اب
دنبہ کے باشد میان کشت زار	بے کمین دام صیاد اے عیار
کھیت میں دنبہ نہیں ہوتا کبھی	بے کمین و دام صیاد اے اجھی
استخوان کلمہ ہاشاں ابیس	آنکہ گستاخ آمد، اندر میں
پڑیاں اور جبرے انکے دیکھ تو	جو تھے دنیا میں بڑے گستاخ غ
استخوان شاں ابیرسل زامضی	چوں بگورستان ولی مے مرضی
پڑیوں سے پوچھ ماضی کی خبر	جائے گورستان کی جانب تو اگر
چون فرو رفتند در چاو غرور	تا بظاہر زمین ازستان گور
کس طرح آنکو بلا چاو غرور	آپس تجھ کو تا نظر مستان گور
ورنداری چشم دست آور عصا	چشم اگر داری تو کورانہ میا
اور جو اندھا ہے تو حاصل کر عصا	آنکھیں رکھتا ہے تو کورانہ آ

آدمی چوں کشتی است بادیاں	تا کے آرد باد را آں باد راں
آدمی کشتی ہے اور اک بادیاں	بھیٹتا ہے باد لیکن باد راں
باز سو گند آں بادش کاے کریم	گیر فرزند آں بیا بنگر نعیم
پھر آسے آنے کی آسنے دی مسم	ساتھ لا بچوں کو دیکھ آکر ارم
دست او بگرفت سہ کرت بعد	کا لہا لہ زو بیلا بنائے جھد
ہاتھ پکڑا لے کے وعدے تین بار	اور کہا جلدی سے آتا میرے یار
بعد وہ سالے بہر سالے جنیں	لا بہا و وعدہ ماے شکریں
دس برس تک ہر برس وعدے کئے	چاشنی میں مکر کی ڈوبے ہوئے
اکو وکان خواجہ گفت لے پدر	ماہ وابر و سایہ ہم دار و سفر
خواجہ کے بچے بھی بولے اے پدر	چاند بادل سایہ کرتے ہیں سفر
حقما بروے تو ثابت کردہ	رنجما در کار او بس بروہ
تم نے ثابت اُسپہ حق اپنے کئے	رنج اس کے کام میں تم نے سہ
اوہنے خواہد کہ بعضے حق آں	واگذار دی چون شوی تو میہماں
چاہتا ہے حق کرے وہ کچھ ادا	میہماں رکھ کر تجھے اے با صفا
بس نصیت کرو مارا اونہاں	کہ کشیدش سوئے لہا بہ کناں
کر گیا ہے یہ نصیت وہ ہمیں	گاہوں لے جائیں خوشامد سے بیتیں
گفت حقست این لے اے سیویہ	اَللّٰح من شَرِّ من حسنۃ البیہ
بولایہ سچ ہے مگر سن تو سی	اُسکے شر سے ڈر۔ بھلائی جس سے کی
دوستی ختم دم آخر بود	ترسم از وحشت کہ او فاسد شود
دوستی ہے بیچ تکچھ وقت کا	ہو نہ فاسد خوف ہے یہ بر ملا
صحبتے باشد چو شمشیر قلع	ہمچوئے در بوستان و زر روع
صحبت اُن تلوار ہے جو کاٹ دے	ماگھ جیسے گشت و بوستان کے لئے

چوں رسد بر در بھی بند و کمر	مر سگے را لقمہ نانے زور
وہ اسی در پر سدا بیٹھا رہے	کتنے کو جس در سے اک لقمہ ملے
گرچہ پردے جو رو سختی می رو	پاسبانِ محارِس در میشود
چاہے جتنی اُس پہ تڑپیں سختیاں	ہو نگہبان اور در کا پاسبان
کفر و اندک و غیرے اختیار	ہم براں در باشدش باش و قرار
کفر جانے غیر پر کرنا مدار	صرف اسی در پر وہ پاتا ہے قرار
آن سگانش می کند آن مادیب	ور سگے آید غریبے روز و شب
اسکو دیتے ہیں سزا گتے سبھی	آتا ہے گتے مسافر گر کوئی
حق آں نعمت گردگانِ دلست	کہ برد آسجا کہ اقل منزلست
رہیں ہے نعمت کے حق میں دل ترا	کتنے ہیں تو اپنے پہلے گھر کو جا
حق آں نعمت فرد بگذار پیش	می گزندش کہ برو بجائے خویش
حق نعمت کو نہ اُس کے ترک کر	کاٹتے ہیں کتنے ہیں جا اپنے گھر
چند لونیہ می واشد حیثیات	از و رول اہل آب حیات
ہے پیا اور کھل گئیں آنکھیں تری	دل اور اہل دل سے آپہ زندگی
از و ر اہل دلال جاں دوی	پس غذائے وجد و سکون بخودی
تو نے دروازے سے اہل دل کے لی	پس غذائے وجد و سکون بخودی
گر وہر دکاں ہمیکردی ز حرص	باز این در را کردی ز حرص
گھومتا پھرتا ہے ہر دکان پر	حرص سے پھر چھوڑ بیٹھا تو یہ در
می دوی ہر شریذ مردہ یک	بر در آن نمناں چرب و یک
دوڑتا ہے گوشت روٹی کو مگو	تو امیروں کے دیر پر شور پر
کارنا امید آنجا رہے شود	چربش آنجا داں کہ جاں فرہ شود
کام مایوسوں کا جس جا بن سکے	چرب وہ جو جان کو فرہ کرے

چوں نداری دیدہ میکن پیشوا	آں عصائے حرم واستلال
گر نہیں آئیں اُسے کر پیشوا	وہ عصا حزم اور استلال کا
بے عصاکش در سر پرہ مالیت	اور عصائے حرم واستلال نیست
بے عصاکش مت مٹھر سے تیس تو	وہ عصا بھی گر نہیں اے نیکو
تاکہ پا از سنگ و از چہ ارہد	گام ز آںساں نہ کہ نابینا ہند
تا بچے مٹھو کر کنوئیں سے دہم	رگہ تو تا بیناؤں کی صورت قدم
می ہند یا تا نیفتد در خطا	لرز لرزان و ترس و احتیاط
پاؤں رکھتا ہے نہ آفت میں رہے	ڈرنے ڈرنے احتیاط و خوف سے
لقمہ جستہ لقمہ مالے شدہ	اے زودوے جستہ در بارے شدہ
لقمہ ڈھونڈا سانپ کا لقمہ بنا	تو دھوئیں سے چھٹ کے آتش میں گرا

اہل سبا کا قصہ

یا بخواندی و ندیدی جز صدا	تو بخواندی قصہ اہل سبا
یا پڑھا لیکن نہ دیکھا جز صدا	کیا نہ دیکھا قصہ اہل سبا
سوئے معنی ہوش کہ ارا نیست	از صدا آں کوہ خود آگاہ نیست
کوہ کو معنی سے ہو کیا آہی	ہے صدا سے بے خبر خود کوہ بھی
چون جنش کردی تو او ہم شد خوش	او ہمیں بانگے کند بے گوش ہوش
تو جو چپ ہو وہ بھی ہو جائے خوش	وہ صدا دیتا ہے بس بے گوش و ہوش
صدرا راں قصر و ایوانہا و باغ	و اوق اہل سبا را بس فراغ
جگے تھے لاکھوں محل، ایوان و باغ	حق سے تھا اہل سبا کو آں فراغ
ور و فاکر فنادن و سگاں	شکر آں نگذاشتند آہ بدرگاں
تھے و فائیں گویا کتوں سے بھی کم	شکر نعمت کا نہ کرتے تھے بہم

از دعائے وے شند بے پادواں	خوش دل و شادمانہ سوئے خاں
دوڑتے ان کی دُعا سے بیگان	گھر گئے اپنے وہ خوش دل شادمان
تندرست شادمان و محترم	جملہ بے درد و الم بے لُج و غم
تندرست و شادمان و محترم	سب تھے بے درد و الم بے رنج و غم
از دم میمون آں صاحبقران	سوئے غلامِ خویش گشتدے کوں
حقا مبارک وہ دم صاحبقران	اپنے اپنے گھر وہ ہوتے تھے رواں
یافتی صحت از اں بایران کیش	از مودی تو بے آفات خویش
اولیاء اللہ سے صحت ملی	آفتوں میں آزمائش تو نے کی
چند جانت بے غم و آزار شد	اچھا آن لگتی تو رہوار شد
جان سے آزار بھی سب منٹ گیا	بن گیا رہوار بس گڑا بن رترا
تا ز خود ہم کم نگردی اے لوندا	امتحل رشتہ بُریائے بند
آپ سے بھی کم نہ ہو تو بے اندر	اے مقلد! باز دھرتی پاؤں پر
یا دنا ورو آں غسلِ نوشی تو	تا سپاسی و فراموشی تو
بھول جاتی ہے غسلِ نوشی تری	تا سپاسی اور فراموشی تری
چوں اہل دل از تو خستہ شد	لاجرم آں راہ بر تو بستہ شد
اہل دل کا دل ہوا جب درد مند	ہو گیا آخر وہ رستہ تجھ پہ بند
ہچو ابرے گریہائے زار کمن	زو و شتاں دریا بے استغفار کمن
ابر کے مانند گریہ یا راکر	ڈھونڈ اُن کو جلد - استغفار کر
میوہائے پختہ برخود وا کھدا	تا گلستاں شو تو بشتگدا
پختہ میوے پھٹ پڑیں تیرے لئے	تیری جانب تاکہ باغ اُٹکا کھلے
باسک کھٹاں شدستی خواجہ تاش	ہم براں در گرو از سگ کم مہاش
کھٹ کے کٹے کا تا ہو خواجہ تاش	میں سگ اس در پہ رکھ تو بود و باش

حضرت عیسیٰ اور دردمند لوگ

ہاں وہاں اے مبتلا این درمل	صومعہ عیسیٰ مست خوان ہل
چھوڑ اس در کو نہ تو اے مبتلا	خانقہ عیسیٰ کی ہے خان وفا
از ضریر و شل و لنگ اہل دل	جمع گشتہ زہر اطراف خلق
لو لے لنگڑے اور مریض و اہل دل	جمع چاروں سمت سے ہوئی تھی خلق
تا دم ایشاں رہا نہ از جہاں	بر در آں صومعہ عیسیٰ صباح
آتے تھے تا ہو کنا ہوں سے مفر	خانقاہ عیسوی پر ہر سحر
چاٹنگہ بیر شمعے آن جنبش	او چو فانغ گشتے از اوراد و خیش
آتے تھے با ہر کوئی فوس بجے	جب وہ فارغ ہوتے اپنے دروسے
شستہ بر در با امید و انتظار	جوق جوق مبتلا ویدے نزار
خانقہ کے در پہ صرف انتظار	دیکھتے تھے سیکڑوں زار و نزار
حاجت مقصود جملہ شد روا	گفتے اے اصحاب آفت از خدا
حاجتیں سب کی جو کرتا ہے روا	کہتے اے لوگو وہ ہے صرف اک خدا
سوئے غفاری و اکرام خدا	ہیں رواں گردید بے رنج و عنا
جامعہ عفزان و اکرام خدا	ہاں رواں ہو جاؤ بے رنج و عنا
کہ کشانی ز آقا ایشاں برائے	جملگان چیں اشتران بستہ پائے
عقل سے تو ان کے زانو کھوتا	اونٹ کے مانند سب تھے بستہ پائے
از دم جاں بخش عیسیٰ در زماں	جملہ صحت یافتہ گشتہ رواں
بس مسیحا کے دم جاں بخش سے	سب نے صحت پائی اور چلتے ہوئے
زاد حق و از دم نیک طبع	شد روا آں حاجت جملہ علیل
انکے دم سے کیونکہ تھا حکم خدا	سب مریضوں کی ہوئی حاجت روا

جائے گل گل باش جائے خار خار	نور را ہم نور شو بانار نار
گل کی جائے گل ہو جائے خار خار	بجز سے ہو نور اور آتش سے نار
کر داور از جنین تو غریبم	حق مادر بعد از اں شد کانکم
تیری صورت سے عزیزم اسکو کیا	حق مادر ہے پس حق خدا
داد در حملش ترا آرام خوا	صور نے محرومت در وین جسم او
حمل میں اس سے تجھے راحت ملی	جسم میں اس کے بنی صورت تیری
متصل را کر و تدبیرش جدا	ہمچو جز و متصل دید او ترا
متصل کو کر دیا اس نے جدا	متصل جز و متصل جب تو بلا
تاکہ مادر بر تو مہر انداختست	حق ہزاراں صنعت و فن ساختست
تیری ماں نے مہربانی تجھ پر کی	یہ ہے صنعت رحمت اللہ کی
ہر کہ آں حق را نداندر بود	پس حق سابق از مادر بود
حق نہ جانا جس نے سچ ہے باکلی	حق مادر سے ہے اول حق حق
با پدر کردش قریں آں و غیر	آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر
پھر کیا جفت پدر و بیکہ اے فنا	جس نے ماں اور دودھ کو پیدا کیا
آنکہ دائم و آنکہ نے ہم آں تو	اے خداوند اے قدیم احسان تو
جو میں جاؤں یا نہ جاؤں، یاں ترا	ہے قدیم اے کبریا احسان ترا
زانکہ حق میں نے گم دو کہن	تو بفرمودی کہ حق را یاد کن
کیونکہ میرا حق نہ ہو گا کہنہ تر	تو نے فرمایا کہ حق کو یاد کر
باشما از حفظ در کشتی نوح	ایاہ کن لطفے کہ کردم آں صبح
نوح کی کشتی میں تھو دی پناہ	یاد سے وہ مہربانی کی نگاہ؟
وادم از طوفان از جوش ماں	اصل اجداد شمارا آں زماں
میں نے دی طوفان کی موجوں سے ماں	کس طرح اجداد و آبا کو دماں

چوں بمانی از سرو از دکان	با تو باشد در مکان و لامکان
کیون اسے چھوڑے تو۔ ہو محو دکان	ساتھ ہو تیرے مکان تا لامکان
مر جھا پائے ترا گیر و وفا	او بر آرد از کدورتھا صفا
وہ جھا کہ بھی تری سمجھے وفا	اغذ کرے وہ کدورت سے صفا
تا ز نقصان اروی سوئے کمال	چوں جھا آری فرستد گو شمال
چھٹ کے تو نقصان سے پائے کمال	وہ جھاؤں پر تجھے دے گو شمال
بر تو قبضے آید از رنج و پیش	چوں تو دروئے ترک کردی ریش
قبض کیس پائے گا رنج و پیش	تو نے ترک درو کی گری رومش
پہنچ تو پہلے ازاں عہد کہن	آل دب کردن بود یعنی مکن
پھر اس عہد کہن سے تو کہتا	اس سزا دینے کا یہ مطلب پڑا
اینکہ دگیر ست پاگیرے شود	پیش ازاں کا یہ قبض زنجیرے شود
اب جو ہے دگیر، وہ پاگیر ہو	قبض جب تک صورت زنجیر ہو
تا نگیرے یں اشارت را بلاش	رنج مقفولت شود محسوس فاش
ان اشاروں کا تو کچھ مجھے وقار	رنج مقفولت ترا ہو آشکار
قبضہا بعد از اجل زنجیر شد	اور معاصی قبضہا دگیر شد
بن گیا بعد اجل زنجیر قبض	جوش مصلیاں سے ہوا دگیر قبض
عبدشہ ضعیف کا و محشر بالعمی	لفظ من اعرض ہنا عن ذکرنا
عیش ہو تنگ اور اندھوں میں آٹھے	پھیرے جو منہ ہمارے ذکر سے
قبض و دقتگی دلش را میخلد	دزد چوں آل کسالت می برد
قبض و دل تنگی سے دل ہم ٹوٹا	مال جب کچھ چور پیتا ہے چڑا
قبض آن مظلوم کو شرت گریست	او ہمہ گوید عجب این قبض حسیت
قبض ہے مظلوم سے۔ جو رو پڑا	وہ یہ کہتا ہے کہ ہے یہ قبض کیا

موج او مراوج کہ رامیر بود	آب آتش خو زمین بگرفتہ بود
موج اوچ کدہ پر مٹی بالیقین	آب آتش خوئے پکڑی مٹی زین
در وجود جد جد جہتاں	حفظ کہ دم من نکردم ردتاں
ہم نے تیرے باپ دادا کا وجود	کا حفاظت اور کیا کب بے نمود
کار گاہ خویش چوں ضائع محکم	چوں شدی سرشت پائیت چوں لم
کار خانہ اپنا ضائع کرتا کیا	سر بنا کر پاؤں کیونکر مارتا
از گمان بد بد اں شو میروی	چوں فدائے بیوفایاں میشوی
یہ گمان بد ہے تیرا رہنما	بیوفاؤں پر تو ہوتا ہے فدا
سوئے من آئی گمان بد بری	من ز سہو و بیوفائیہا بری
بد گمانی مجھ سے، جرات ہے مٹی	میں ہوں سہو اور بیوفائی سے بڑی
میشوی در پیش ہیچوں خود و تو	ایں گمان بد بد اینجا پر کہ تو
تو کمر دیتا ہے خود جس جا چکا	یہ گمان بد وہاں تو رکھ روا
گرتا گویم کہ گو گونی کہ رفت	بس گرفتگی یا رو ہمارا ہن رفت
اب جو میں پوچھوں تو کدے سب گئے	بھٹے بہت یا را اور ہمراہی ترے
بارفتت ماندور فقر زین	یا زینکیت رفت برجہج بریں
یا رفاست خاک کا قلم ہے	دوست تیرے چرخ پا لہ پر گئے
بے مد چوں آتشہ کارواں	تو مائذی در میانہ ہچناں
جس طرح ہو آگ بعد کارواں	رہ کیا راک تو ہی باقی دریاں
کو منزہ باشند از بالا وزیر	دامن او گیر اے یار دلیر
جو نہیں آلودہ بالا و زیر	دامن اسکا تمام اے یار دلیر
نے چو قاروں زمین نذر روا	نے چو عیسیٰ سوئے گردوں شود
مثل قاروں جو نہ مٹی میں دھنڈے	مثل عیسیٰ جو نہ گردوں پر چڑھے

من برنجم زیں چه رنجہ میشوی	کہنے باید مرا ایں نیکوئی
میں ہوں غم کیوں یا تو ہے کیوں اندوہ نہیں	ایں مجھے منظور یہ نیکی نہیں
من خواہم چشم زودم کو کرک	لطف کن ایں نیکوئی را دور کن
آہمکوں کی حاجت نہیں معذور کہ	لطف کہہ نیکی کو اپنی دور رکھ
شینا خیر لنا خذ زینہ	ایں سب گفتند باعد بینہ
ناخوشی اچھی، خوشی سے حد گذر	رگ کہ کہتے تھے کہ قربت دور کر
نئے زمان خوب نے امن فرما	مانے خواہیم ایں یوان بارغ
وقت ہے اچھا نہ ہے امن و فرغ	چاہیں ہم کو نہ یہ ایوان و بارغ
آں بیا بیاست خوش کا نجا دوا	شہر ہا نزدیک ہم دیگر دست
اچھا وہ جگہ ہوں جس میں دام و دوا	یہ قریبی شہر ہیں آپس میں پد
فاذا جاء اشتا اکترا ذ	یطلب الانسان فی الصیف اشتا
اور جاڑوں میں ہے گرمی کی دعا	آدمی گرمی میں جاڑا مانگتا
لا بضیق لابیض رعداً	فہو لا یرضی بحال ابداً
عیش و شگنی دونوں سے چاہے مفر	خوش ہمیشہ کب ہے یہ اک حالی پر
کلما نال الہدی اکترا ذ	اقتل الانسان ما اکثر ذ
اور ہدایت سے ہے منکر سرسبز	کافر نیت ہے انساں کس قدر
اقتلوا انفسکم گفت آل سنی	انفس زینہ است انشد کشتنی
نفس کو مارو۔ نبی فرما گئے	قتل کے لائق ہے نفس اس واسطے
درخلد از زخم او تو گئے رہی	خار سے سولیت ہر سوش نہی
چچھ ہی جانے گا۔ تم اس سے کہو	ہے سہ پہلو خار جس پہلو کھو
دست اندر یار نیکو کا رزن	آتش ترک ہوا در خار زن
یار نیکو کا ر کو کر اختیار	آتش ترک ہوس سے پھونک خار

باو اصرار آتشش ادا کند	چوں بدین قبض اتفاق کند
باو اصرار آگ کو کرنی ہے دم	قبض پر جب التفات اسکا ہو کم
گشت محسوس آن معانی زد علم	قبض ال قبض عواں شد لاجرم
اسو کا معنی اور مطلب یہ کھلا	قبض دل ہے قبض برق انداز کا
قبض ہیئت برآر و شاخ و پنخ	قبض ہا زنداں شد دست چارہ منخ
قبض ہے چو، جس سے نکلیں شاخ و پنخ	قبض ہے یہ قید خانہ چارہ منخ
قبض بسط اندروں پنخے شمار	پنخ پنہاں بود ہم شد آشکار
پنخ قبض و بسط دل کو کر شمار	پنخ پنہاں بھی ہے اور ہے آشکار
تا زوید زشت خارے درحین	چونکہ پنخیش بد بود زودش بکن
تا کوئی کا تپا نہ گلشن میں آگے	جڑ بڑی ہو تو آکھاڑ اور پھینک دے
زانکہ سر با جملہ میر وید ز بن	قبض ویدی چارہ آں قبض کن
جڑ سے سر ہوتے ہیں پیدا کر نظر	قبض دیکھے قبض کی کچھ فکر کر
چوں برآید میوہ با اصحاب	بسط ویدی بسط خود آبہ
بانٹ دے اصحاب کو میوے جوئے	بسط دیکھے بسط کو پانی بھی دے
باز گوتا باز گویم مرجا	باز گرد و قصہ اہل سبا
پھر سنا اور پھر کہوں میں مرجا	لوٹ سوئے قصہ اہل سبا
اہل سبا کا بانی قصہ	
کار شاں کفران نعمت با کرام	آن سبا ز اہل سبا بودند خام
اور تھا کفران نعمت اُن کا کام	تھے سبا والے مثال طفل خام
کہ کنی با محسن خود تو جدال	باشد آں کفران نعمت و مثال
جیسے محسن سے کرے تو خود جدال	ہے یہی کفران نعمت کی مثال

منہ جیوانات بوئے شیرا	مے بداند ترک مے گوید چا
پاتے ہیں حیوان جب بو شیر کی	چھوڑ دیتے ہیں چراگا ہوں کو بھی
بوئے شیر خصم ویدی باز کرو	بامناجات خدا انباز کرو
شیر دشمن کی جو بو آئے تھے	سجدے میں گر، کر دعا اللہ سے
وانگشتند آں گروہ زگرد و گرگ	گرگ محنت بعد گرگ آمد سترگ
بچ کے گرد گرگ سے کیا کوئی؟	گرگ محنت گرگ سے بھی تھا قوی
برورید آں گوسفند آں گیشم	کہ ز چوپان خرو بستند چشم
بکریوں کو بھاڑا غصے سے انھی	عقل کے چرواہے سے بند آنکھ تھی
چند چوپاں شاں بخواند و نامدند	خاک غم در چشم چوپاں میزدند
گلہ باں نے گھو بھلایا۔ وہ نہ آئیں	گرد غم بن بن کے آنکھوں میں سمائیں
کہ پروما خود ز تو چوپاں تریں	چوں بیع کردیم ہر یکے وریم
اور کہا۔ تجھ سے نگہاں تر ہیں ہم	کیوں ہوں تابع۔ جبکہ خود سرور ہیں ہم
طعمہ گر گیم و آکن یا رنے	ہیزم ناریم و آکن عارنے
گرگ کا قلمہ ہیں، کب ہیں ملک یار	آگ کی لکڑی ہیں۔ کب ہے ہم کو عار
چیتے بوجاہیت و روماع	بانگ شومی در و نشان محمد زاع
جو حالت کی حیثیت سر میں تھی	منہ میں ڈالی بانگ شومی زاع کی
بہر مظلوماں ہمے کند چاہ	ورچہ افتاد و مسکند آہ
کھوتے ہیں بہر مظلوماں وہ چاہ	خود کنوئیں میں گر کے پھر کرتے ہیں آہ
یوسفین یوسفان بشکاقتند	آنچہ میگردند یکیک یافتند
یوسفوں کے پوستیں تھے بھاڑتے	بدلے وہ پاتے تھے راک اکل کام کے
کیست آں یوسف ل حق جوتو	چوں اسبرے بستہ اندر کھئے تو
کون ہے یوسف؟ دل حق جوتو	قید ہے جو تیرے کو چے میں ہوتا

چوں ز حد بردند اصحاب سبا	کہ بہ پیش ما دما بہ از صبا
حد سے بڑھ کر بولے اصحاب سبا	۱۰ کو طفی زیر کی سے ہے سوا
ناصحاں شاں و رضیت آمدند	از فسوق و کفر مانع مے شدند
ان کو دیتے تھے نصیحت پند گ	کیونکہ تھے تم کفر سے رکھو حذر
قصہ خون ناصحاں میں اشد شد	تجھ فسق و کافری میکاشتند
تھے وہ خاناں ناصحوں کے خون	بیچ کفر و فسق کے بوتے یہ
چوں قضا آید شود تنگ اینہاں	از قضا حلو اشد و رنج دہاں
تنگ ہو وقت قضا سارا جاں	اور حلو ہوتا ہے رنج دہاں
گفت اذا جاہل القضا ضاق القضا	تجھ لا بصار اذا جاہل القضا
تنگ ہو میدان جب آئے قضا	روشنی آنکھوں کی لے جائے قضا
چشم بسته می شود وقت قضا	تاناہ بند چشم کھل چشم را
بند کرتی ہے قضا آنکھیں پیرا	آنکھ کو آما نہیں سر نہ نظر
مگر آں فارس چو انگیزید گرد	آں غبارت ز آنسو وارت گرد
گرد آرائی مگر کی اسوار لے	رہ گیا تو دور چھپ کر گود سے
سوئے فارس و مروسوئے غبار	ورنہ بر تو کہ بد آں مگر سوار
جاسوئے فارس نہ جاسوئے غبار	در نہ تجھ پر آ پڑے مگر سوار
گفت حق آنرا کہ این گزشت بخورد	دید گرد و گرگ چوں زاری نکرد
کھائے جس کو گرگ ، حق اس سے کہ	کیوں نہ رویا بیٹھیسے کی گود سے
او نمیدانست گرد و گرگ را	با چنین اشن چہ اگر د او چہ را
جاتا تھا وہ نہ گرد و گرگ کیا	عقل پائی تھی تو ایسا کیوں کیا
گو سفنداں بونے گرگ باگزند	مے بدانند و بہر سو میخروند
بکریاں جب گرگ کی پائی ہیں بڑ	بھاگتی ہیں خوف کھا کر چار سو

چوں بود بے تو کسے کان تو است	حال ادا نیست کو خود زانست
کیا کرے وہ جو ترا دلو اندھے	حال اس کا یہ ہے۔ جو بیگانہ ہے
لیک بشنو صبر آور صبر بہ	حق ہے گوید کہ اے لے نزہ
صبر ہی بہتر ہے۔ کچھ دن صبر کر	حق یہ کتنا ہے کہ اے پاکیزہ تر
کاندر آمد وقت میرا من	صبح نزدیکست خاموش دم مر
وقت آپہنچا ہے باہر آنے کا	صبح ہے نزدیک چپ تورہ ذرا
من ہے کو ختم ہے تو کو تمکونش	ایک بلاشاں میرسد تو کم خروش
میں ہوں خود کوشش میں تو کوشش نہ کر	اُن پر آتی ہے بلا۔ آپیں نہ بھر
وارو تھے غم بہ از جلوئے تو	کوشش من بہ کہ کوششہائے تو
میری پہنچی تیرے حلے سے بھلی	میری کوشش تیری کوشش سے بڑی
کترک جنباں زبان کوشش تو	ہیں محل کن برو خاموش شو
باتیں کم کر اور ہمہ تن گوش ہو	ہاں محل کر ذرا۔ خاموش ہو
ہر چہ زیارت جدا اندازوں	حیلت و مکر و غابازیش اں
یار سے کر دے جدا جو مو۔ مو	حیلہ و مکر و دغا جان اس کو تو
رستائے خواجہ ایس خانہ برد	شد ز حد ایں باز گردے یار گرد
دیکھ دہقان خواجہ کو کھلے چلا	حد سے گذری بات اب نولوٹ آ
واں بلکہ خواجہ چوں آمد بدہ	قصہ اہل سبا یک گوشہ نہ
خواجہ آیا گاؤں میں، کر آشکار	قصہ اہل سبا رکھ در کنار
خواجہ اور دہقانی کا قصہ	
تا کہ حزم خواجہ اکالیوہ کرو	روستائے درمقلق شیوہ کرو
حزم خواجہ کو نہ رکھا استوار	کی جو دہقان نے خوشامد بشمار

پڑو بالش ابد جاں خستہ	جبریلے را بر استوں بستہ
بال و پر توڑے ہیں اُسکے دیکھ تو	تو نے ہاندا حکم ہے جبریل کو
کہ کشی اور را بکھداں آوری	پیش او گو سالہ بریاں آوری
ہے چہ اکاہوں ہمک اس کو چھینٹ	اس کے آگے لایا ہے پیچھا چھٹا
نہیت اور اجڑا تھا اللہ قوت	کہ بجز انہیت مارا لوٹ پوت
ہے غذا اس کی فقط دید خدا	کہتا ہے کھا یہ ہماری ہے غذا
میکند از تو شکایت با خدا	زیں شکنجہ و امتحاں آں مبتلا
کرتا ہے اللہ سے تیرا سچلا	اس شکنجے میں وہ ہو کر مبتلا
گویش نمک وقت آمد صبر کن	گلے خدا افغاں زیں گر گین
وہ یہ کہتا ہے کہ وقت آنے تو	اے خدا فریاد ہے اس گل سے
داد کہ دہد جز خدا تے دادگر	داد تو و اخواتم از ہر بے خبر
جز خدا کے داد کیا دیگا کوئی	داد بے خبروں سے میں لوٹا تری
در فراق روئے تو یا ربنا	او ہے گوید کہ صبر شد فنا
تیرے شوق دید میں بس اے خدا	کہتا ہے وہ صبر رخصت ہو چکا
صالحم افنا وہ در حبس نمود	احمد و امانہ در دست یہو
میں ہوں صالح خستہ قید نمود	میں ہوں احمد قیدی دست یہو
یا بکش یا باز خواہم یا بیا	اے سعادت بخش جان انبیا
جان لے، یا لے ملا، یا خود تو آ	اے سعادت بخش جان انبیا
ایں فراق نذر خواہ صاحب نہیت	یا فراقت کا فراں آنا نہیت
دوستوں کو صبر آتا ہے کہیں؟	کافروں کو تابِ فرقت جب نہیں
ہر کے یا لیتنی کنت تراب	کافراں گویند در وقت عذاب
بر ملا یا لیتنی کنت تراب	کافروں کی ہے صدا وقت عذاب

تم غلیم نبیاً قالم	قد قضتم نوح یام
اور غاروں میں نبی تھا رہے	منتشر تم گیہوں کی جانب گئے
واں رسول حق را بگذشتند	بہر گندم تخم باطل کا شند
اور رسول حق کو چھوڑا برطا	تخم باطل بہر گندم بو لیا
ہیں کرا بگذشتی چٹنے بمال	صحبۂ ادخیر من لہو ست مال
کس کو چھوڑا - غور تو کر تو سہی	اس کی صحبت مال وزر سے ہے بھلی
کہ منم رزاق خیر الرازقین	لخود شد حرص شما را این یقین
میں ہوں رزاق اور خیر الرازقین	تخاۂ عقلوں کو تمہاری یہ یقین
کے تو کھاتر اضائع منہ	اسکے گندم را ز خود روزی وہد
وہ تو کل ضائع کر سکتا ہے کیا	گیہوں کو جو رزق دیتا ہے سدا
کو وہد مر بازو اعی را جواب	کتر از بط نیستی آخر در آب
سنتا ہے اللہ بندے کی دعا	کم نہیں بطف سے تو کچھ اے فنا
کہ فرستاد ہست گندم را آسمان	از پئے گندم جدا گشتی ازاں
جو ہے گیہوں آسمان سے بھیجتا	بہر گندم تم ہوئے اس سے جدا

باز اور طحین

تا بہ بنی وشتہ را قند ریز	باز گوید بط را از آب خیز
دیکھ جنگل کی بھی شیرینی ذرا	چھوڑ پانی - باز نے بط سے کہا
آب مارا حصن امنست و سرور	بط عاقل گوید ش کلمے باز دور
پانی ہے بس قلعة امن و سرور	بط عاقل بولی - ہواے باز دور

۱۔ صفحہ گذشتہ { حیوانات کے شہر بشرفروخت ہوئے کو کہتے ہیں } ۲۔

از پیام اندر پیام او خیرہ شد	تا زلال حزم خواجہ تیرہ شد
پے پے پیہانوں سے گھبرا گیا	پانی حزم خواجہ کا گدلا ہوا
ہم از نیجا کو کانش در پسند	ترق ملعب بشادی میزدند
خواجہ کے بچے بھی کچے پیچھے پڑے	کھیل میں اور کود میں دلشاد تھے
بچھو یوسف کاش ز قند یغجب	ترق ملعب بیرو از غل اب
جس طرح یوسف کو قسمت دائمی	باپ سے لہو دلعب میں لے گئی
آں نہ بازی بلکہ جان بازی آں	جیلہ و مکرو دغا بازی آں
بازی کیا۔ جان بازی ہے یہ بر ملا	جیلہ و مکرو دغا بازی - ریا
ہر چہ از یارت جدا اندازد	مشتوا آزا کاں یاں روزید
یار سے تجھ کو جو کڑا لے جدا	ایک بھی اس کی نہ سن ہوگا بڑا
اگر بود آں سود صد در صد بگیر	بہر ز نگسل ز گنجور اے فقیر
لے دیجہ ہے سود صد در صد بھی ہو	بہر در مت چھوڑا ہل کچ کو
ایں شنفو کہ چندیز داں زجر کرد	گفت اصحاب نبی اگر م و سرو
سن خدا نے کس قدر غصہ کیا	گرم و سرد اصحاب احمد سے کہا
زانکہ بر بانگ بل سا آنگ	جمعہ اکروند باطل بید رنگ
تخت سالی میں مہل کی بانگ پر	جمعہ کو چھوڑا تجھ سب نے بے خطر
تا نباید دیگر اں رزاں خرد	زاں جلب صرفہ ز مایشاں برند
دوسرے تا مول از راں تر نہ لیں	اور جلب سے پھر ہمیں نقصان دین
ماند پیغمبر بخلوت درمنش	با دوسہ درویش ثابت برنیار
مصطفیٰ پر صحت تھے غلوت میں نماز	اور تھے دو تین اصحاب نیاز
گفت طبل لہو باز رگانیہ	چون تاں برید از ربانیہ
بولہ حق، طبل تجارت جب بجا	تم ہوئے اللہ سے بے واسطہ

تو رواداری کہ آیم سونے وہ	تا برابر و افکند سلطان گرہ
چاہتا ہے تو میں آؤں گاؤں کو	اور مجھ سے بادشہ ناراض ہو
بعد ازاں رمان شمش چوں کنم	زندہ خود رازیں مگر مدفون کنم
کیا کروں چارہ پھر اسکے خشم کا	دفن ہو جاؤں میں زندہ بے حیا
زیں خط او صد بہانہ باز گفت	جیلما با حکم حق نقتاد جنت
اس طرح کے شو بہانے پھر کئے	حکم حق سے ناموافق وہ رہے
اگر شود ذرات عالم جیلما تیج	باقضائے آسمان پیچیدہ تیج
ہوں جو ذرات ہاں مکہ اور تیج	وہ قضا کے سامنے ہیں محض تیج
چوں گریز دایں نہیں از آسمان	چوں کند خویش از زوے ثاں
چرخ سے کس طرح بھاگے یہ زمیں	اپنے کو اس سے چھپا سکتی نہیں
اھر چہ آید ز آسمان سونے زمیں	لے مفور و نہ چارونے کیں
آسمان سے آئے جو سونے زمیں	کوئی چارہ اور مفراسکو نہیں
آتش از خورشیدے بار و برو	او پیش آتش بنہا وہ رو
آل برساتا ہے اس پر آفتاب	سامنے سورج کے وہ ہے بے نقاب
ورہے طوفان کند باران او	شہر کارا می کند ویراں براو
مید سے اس پر آتے ہیں طوفان بھی	شہر اس کے ہوتے ہیں ویران بھی
اوشدہ تسلیم او ایوٹ وار	کہ اسیرم ہر چہ مے خواہی ہاں
ہے ہر تسلیم جو ایوٹ خم	کتنی ہے - جو کچھ ہو - ہیں مجبور ناہم
ایکہ جزو ایں زمین سرکش	چونکہ مبنی حکم یزدان سرکش
تو بھی ہے جزو زمین سرکش نہ ہر	ہاں نہ ظالم اپنے خدا کے حکم کو

۱۵ یعنی زمیں کتنی ہے *

ہیں بہ بیڑ کم روید از حسن آب	دیو چوں باز آمد لے بطن شتاب
چھوڑنا مت اس حصار آب کو	آیا شیطان باز بن کر اے بطل
از سر مادست دار لے پایمزد	باز را گوئید زو رو باز گرد
کہ نہ ہمت اور ہم سے ہاتھ اٹھا	باز سے کہہ دو کہ واپس لوٹ جا
مانوشیم ایندم تو کا فرا	ما بری از دعوت و دعوت ترا
تیرے دم میں ہم نہ آئیگے کبھی	ہم تو بے پروا ہیں دعوت تری
من نخواہم بدیہات بستان ترا	حسن را قند و قندستان ترا
ہم نہ مانگیں باغ اور بستان ترے	قند ہے یہ جائے امن اپنے لئے
چونکہ لشکر ہست کم ناید علم	چونکہ جاں باشد نیاید لوت کم
فوج ہے تو پھر علم کی نگر کیا	جان ہے باقی تو کیا کم ہے غذا

خواجہ اور دہقان

بس بہانہ کرو بادلوں مرید	خواجہ عازم بسے عذر آورد
چلے کر کے دیو ملعون سے کہا	خواجہ نے گو عذر دہقان سے کیا
گر بیایم آل نگر و منتظم	گفت ایندم کار ہادام اہم
بے نکلنا گھر سے اک طول اہل	کام ایسے ہیں ضروری آجکل
ز انتظام شاہ شب نغزوہ است	شاہ کا رنا ز کم فرمودہ است
ہے مری فکروں میں نیند اسکی حرام	شاہ نے نازک دیا ہے مجھکو کام
من تمام شد پریشہ رونے زرد	من نیارم ترک امر شاہ کرد
نادم اس کے سامنے ہو جاؤں کیا	ٹالہوں میں حکم کیونکر شاہ کا
میرسد از من ہے جوید مناص	ہر صباح دہر مساسر ہنگ غاص
پوچھتا ہے، ہو گیا پورا وہ کام؟	آتا ہے شہ کا سپاہی صبح و شام

جملہ اجزاء اور متحرک در سکون	ناطقان کا نام المیہ راجعون
سارے اجزاء جاندار اور پر سکون	کہتے ہیں راجع المیہ راجعون
فکر و تسبیحات اجزائے نہاں	غلغلے انگنڈ اندر آسماں
ذکر اجزاء اچھے نہاں کے دیکھ لے	غلغلہ ہیں چرخ میں ڈالے ہوئے
چوں قضا آہنگ نیرنجات کرد	روستانے شہر یے رلمات کرد
تھا جو یرنگ قضا کا راتقات	کردیا دہقان نے شہری کو مات
باہر اداں حزم خواجہ مات شد	ز آں سفر در معرض آفات شد
با وجود حزم خواجہ مات تھا	اس سفر میں موزو آفات تھا
اعتمادش بر ثبات خویش بود	گرچہ کہ بد نیم سیلش در ربود
اعتماد اس کو ثبات اپنے پہ تھا	کوہ تھا سیلاب یکن لے اڑا
چوں قضا بیڑوں کنڈاز جہنم سر	عاقلاں گردن جملہ کور و کر
جب قضا باہر کے گردوں سے سر	مقلندوں کو بنا دے کور و کر
آماہیاں اقتدار و زیا برون	دام گیر و مرغ پڑاں از بون
پھچلیاں دریا سے باہر جا پڑیں	مرغ پڑاں ہو پریشاں دام میں
تا پری و دیو و ریشیشہ بود	بلکہ مار و پی بیابل در رود
شیشے میں دیو و پری ہوں مبتلا	بلکہ ہو مار و کت کی بابل میں جا
جز کسے کا ندر قضا ندر گر نیت	خون اور ایہیج توبے نہ نیت
خود ہی یکن جو ہو قربان قضا	خون اسکا کب نخست نے کی
غیر آنکہ در گریزی در قضا	یہیج حیلہ نہ بہت از وسے ہا
اور جو بھائے قضا سے ناگہاں	نہیج سیکے حیلوں سے کب تو بیجاں

لے ساکن اشیاء یعنی جمادات و سائے بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ۔
 سائے فرشتے وغیرہ ۔

خاک باشتی حسبِ بے سومتاب	اچوں خلقا تم شنیدی من تراب
خاک ہو گا۔ بس نہ اس سے منہ پھرا	خاک سے خلقت ہے۔ تو ہے سن چکا
کر و خاکی و منش افراشتم	ہیں کہ اندر خاک تجھے کا شتم
دی بلندی خاک کر کے پھرا نہیں	دیکھ۔ ڈالے بیچ میں نے خاک میں
تا کہ تم بر جملہ میرا منت میرا	جملہ دیکھ تو خاکی پیشہ گیر
تا امیروں سے زیادہ دلوں وقار	خاک کا پیشہ کر اب تو اختیار
ڈانکے از پستی بالا پرود	آب از بالا بہ پستی در شود
تا ہو پستی سے بلندی کو رواں	پانی ہے بالا سے پستی کو رواں
بعد از آں آں خوشہ چالاک شد	گندم از بالا بزیخ خاک شد
بعد از آں وہ ایک خوشہ بن گیا	خاک میں تھا کیوں اوپر سے گرا
بعد از آں سر با پروردار دفن	وانہ ہر میوہ آمد در زمیں
دفن ہو کر سر فرزاں دن ہوا	وانہ ہر میوے کا مٹی میں ملا
زیر آمد شد غزلے جان پاک	اصل نعمتہا ز گروں تا بخاک
بن گئیں آخر غذائے جان پاک	نعمتیں گروں سے آکر زیر خاک
گشت جزو آدمی حیی دلیر	از تو اضع چوں ز گروں شد بزیخ
تو بہادر آدمی کا جز بنیں	آئیں اوپر سے جو نیچے بالیقین
بر فراز عرش پڑاں گشت شاد	پس صفت آدمی شد آں جماو
عرش پر اڑنے لگیں ہو ہو کے شاد	آدمی کا وصف ٹھہریں وہ جماو
باز از پستی سوئے بالا شد لم	کز جہاں زندہ زاول آسم
پستی سے پھر عالم بالا چلے	پہلے ہم زندہ جہاں سے آئے تھے

۱۰ بے جان نعمتیں ❖

گوش کن کنول حدیث خواجہ	کوسوہ چوں شد وید او جزا
قدح اب خواجہ کا توسن لے ذرا	کاؤں جا کر کیا اُسے بدلا بلا
گوش کن کنول غفلت پاک کن	استماع چچاں عنناک کن
کان کو غفلت سے اپنے پاک کر	حذر کر اس ہجرت عنناک پر
تا چہا وید از بلا و از عننا	در رہ وہ چوں شد از شہر اجدا
راستے میں اس پر کیا آئی بلا	کاؤں کو جب شہر سے اپنے چلا
آں زکاتے داں کہ غمگین راوی	گوش راچوں پیش و ستانش نمی
ہے زکوٰۃ اب وہ جو تو غمگین کو دے	دوستان کو اس کی کاؤں سے تحفے
بشنوی غمہائے رنجوران دل	فاقہ جان شریف ز آب و گل
جو ہیں غمگین۔ اگلے غم بھی سن ذرا	آب و گل سے جان کو فاقہ ہٹا
خانہ پُر دود و دارو پُر فتنے	مرور ابکشا از صفا روز نے
گھر کو پُر فتنے دھوئیں سے بھرنا	کھول روزن اگلے سنے کا ذرا
گوش تو اورا چہ راہ دم شود	دوویخ از خانہ او کم شود
کان تیرا راستہ دم کا بنے	کم ہو دوویخ اس کا شانے سے
غمگساری کن تو بامالے رومی	کہ بسوئے رب علا میروی
غمگساری ہم سے کر اے خوش گھر	کیونکہ ہے سوئے خدا تیرا گھر
ایں ترود و حبس زندانے بود	کو نہ بگذارو کہ جاں سوئے بود
یہ ترود حبس و زنداں پر ملا	جان کو جانے نہیں دیتا ذرا
ایں پادشہاں بدیشہ پیشد	ہر کسے گوید منم راہ رشید
کھینچتا ہے یہ اُدھر اور وہ اُدھر	ہر کوئی کہتا ہے میں ہوں راہ پر
ایں ترود و عقبتہ راہ حق است	اے خٹک نہرا کہ پادشہاں مطلق است
یہ ترود راہ حق کی گھاٹی ہے	وہ مہارک ہے جسے آزادی ہے

اصحابِ ضرّواں کا قصہ

لیس چہ اور حیلہ جوئی مانڈہ	قصہ اصحابِ ضرّواں خواندہ
پھر تو کیوں حیلہ گری میں ہے پڑا	قصہ اصحابِ ضرّواں ہے پڑھا
کہ برباد از روزِ می درویش چہ	حیلہ میگردند کثرتِ نیش چند
چند درویشوں کی روزی کے لئے	حیلہ کرتے تھے جو کثرتِ نیش تھے
روئے در رو کردہ چندین عمر و بکر	شب ہمہ شب میسکالید مذکر
مشورے کرتے تھے مل کر عمر و بکر	رات بھر کچھ سوچتے رہتے تھے مکر
تا نباید کہ خدا دریا بد آں	خفیہ میگردند سرِ ما آں بد آں
تا نہ رازِ اُن کا خدا پر گھل سکے	مشورے کرتے تھے وہ چوری چھپے
دستِ کارے میگردند نہاں دل	بارِ گل اندانیدہ اسگالیدہ گل
ہاتھ دل سے کام پوشیدہ کرے	مٹی حال اپنا چھپانے راج سے
ان فی بخاک صدق ام ملق	کیف لا یعلم ہواک من خلق
صدق ہے یا مکر باتوں میں چھپا	یہ نہ جانے تیری بابت کبریا
من یعاین ابنِ مشواہ غذا	کیف یغفل عن طعینِ ر غذا
کل کہاں آرام کرنا چاہئے	یہ پوشیدہ مسافر سے رہے
قد تولّاه و اھصی عدا	اینا قد ہیبطا و صددا
خوب گنتی ان کی وہ ہے جانتا	پنے ڈیروں کا وہ مالک بن گیا
آں سگان جاہل از جہل و عی	خفیہ میگردند اسرارِ خدا
اندھے اور جاہل وہ کئے بیجاں	پشیدہ اپنے حق سے رکھتے تھے نہاں

یہ بچھڑکی طرح ٹمک مارنے والا ہے

یارِ ما آنجا کریم و دلکش است	مقصدِ مارِ چرا گاہ خوش است
ہے ہمارا دوست اس جا خوش شاہ	ہیں چرا گاہیں وہاں فخر المراء
بہرِ ماغریں کرم نشاندہ است	باہزاراں آرزو مانج اندہ است
نعمتوں میں پہنچ لایا ہے ہمیں	سو تمنا سے بھلایا ہے ہمیں
از براؤ سوئے شہرِ آرم باز	ماؤ خیرہ وہ زمستانِ وراز
گاؤں سے لے شہر کو لوٹ آئیے	ہم ذخیرہ سرویوں کے واسطے
درمیانِ جانِ خود ماں جا کند	بلکہ باغِ ایشاۓ راہِ ما کند
رکتے گا خود ہنک اپنی جان میں	باغِ دید گیا وہ جھنش میں ہمیں
عقلِ میگفت ز دروں لا تفرحوا	عجلمو! اصحابِ بنا کے ترجمو!
عقل کہتی تھی نہ ہر گز خوش رہو	نفعِ پائیں دوستو جلدی کرو
ان ربی لا یحب المفرحین	من بآح اللہ کو نورِ بحین
دوست کب وہ اہلِ فرحت کو دیکھے	نفعِ بس تم پاؤ گے اللہ سے
کل آیت مشغل الہام کم	افرحوا ہونا بس آہام کم
لغو ہے وہ شغل میں جو ڈالے	خوش ہو اس پر جو تمہیں آسان لے
کو بہارِ راست و گرِ باہر و	شاد از دے شو مشوارِ غیر و
سب خزاں وہ ہے ہمارا لے لے	شاد اس سے ہو نہ ہو تو غیر سے
گرچہ تختِ ملک مستحاجِ نشت	ہرچہ غیرِ اوست استدرجِ نشت
اگرچہ بیتا ملک و تخت و تاج ہے	غیر اس کا بچے کو استدرج ہے
اندیشِ سوئے بستی ارتقا است	شاد از غم شو کہ غم و ارتقا است
پستی ہی اس راہ کی ہے ارتقا	شاد ہو غم سے یہ ہے دائم بقا

لے وہ خرقِ عادت جو کانہ سے ظاہر ہو نہ

رہ نمیدانی بجو گامش کجاست	بے تر تو میر و بر او راست
تو جو ہے بے راہ، ڈھونڈ اسکو ذرا	بے تر تو سیدھے رستے ہے لگا
تاری از گام آہوتا بناف	کلام آہورا بکیر و زومعاف
تا کہ نقش پا سے پہنچے تا بناف	کھوج لے آہو سے اور چل راوصاف
اے برادر گمراہ آذر میروی	زیر ویش بر اوج انور میری
اک پر بھی گمراہ تا سر چلے	اس طرح تو اورچ اور پر چلے
چوں شنیدی تو خطاب لا تحف	نے کوریا ترس نے از موج و کف
سن چکا ہے تو خطاب لا تحف	خوف وریا ہے نہ خوف موج و کف
ناں فرستد چوں فرستادت طبق	لا تحف اں چونکہ خوف ادقی
دیگا روٹی بھی دیا جس نے طبق	لا تحف ہے خوف جو دیتا ہے حق
غصہ آنکس لکش اینجا طوف نیست	خوف آنکس است کور اخوف نیست
برخ اے، جسے ز طوف اس کا کیا	خوف اسے ہے جو نہیں حق سے ڈرا

گاؤں کو خواب کی وانگی

مخ عزمش سوئے وہ شتاب رخت	خواجہ درکار آمد بھیر رخت
گاؤں کی جانب ارادہ کر لیا	خواجہ نے سامان چلنے کا کیا
رخت ابر کا عزم انداختند	اہل و فرزند اں سفر را ساختند
رکھ دیا سامان گاؤ عزم پر	بال بچے سب ہوئے گرم سفر
کہ برسے خور و کم از وہ مشرودہ وہ	شادمانان شتاباں سوئے وہ
مشرودہ دیتے والے سے کھایا ہے چل	گاؤں کی جانب چلے خوش بے دھل

۱۔ خوف نہ کر +

قول پہنچیں شہنا اے مجھتی	کو عقل آمد وطن در روستا
قول پیغمبر ہے مانو اور سنو	عقل اندھی گاؤں میں رہنے سے ہر
ہر کہ روزے باشد اندر روستا	تا بجا ہے عقل او ناید بجا
ایک دن جو گاؤں میں کر لے قیام	اک مہینہ تک رہے عقل اسکی خام
تا بجا ہے احمقے دروے بود	از حشیش وہ جز اینجا چہ در
اک مہینہ مگر وہ گاؤں میں رہے	گھاس کاٹے اس سے بڑھ کر کھائے
واکہ ماہے باشد اندر روستا	روزگارے باشد شہل و عملی
اک مہینہ تک رہے جو گاؤں میں	جمل اور کوری میں اسکے دن نہیں
وہ چہ باشد شیخ و صل ناشدہ	دست در تھکید و در حجت زدہ
گاؤں کیا ہے شیخ نا واصل شدہ	جس میں ہو تقلید و حجت بر ملا
پیش شہر عقل کلی این حواس	چوں خراں چشم بستہ و خراس
شہر عقل کل کے آگے یہ حواس	چشم بستہ پیچھے خدائے خراس
ایں ہا کن صورتِ فسانہ گیر	بل تو دروانہ تو گندم دانہ گیر
چھوڑ اسکو کام رکھ افسانے سے	چھوڑ دروانہ کو تو اور گیہوں لے
اگر بدر رفتہ نیست ہیں بر می شان	اگر بد آنسو نیست لہ اغیو بران
موتی گر ملتے نہیں گندم ہی بھر	راہ اس جانے نہیں تو آراہر
ظاہریش گیر ارچہ ظاہر کثر بود	عاقبت ظاہر سکو باطن بود
گو ہو کج، ظاہر ہی کر لے اختیار	ہے یہ ظاہر سنوئے باطن رہگذار
اول ہر آدمی خود صورتست	بعد ازاں جاں کو جمال سیرتست
ہے یہ صورت اول ہر آدمی	پھر ہے جاں، سیرت کا ہے جو حسن می
اول ہر میوہ جز صلوئے است	بعد ازاں لذت کہ معنی و سبت
میوے کی صورت ہی سے ہے ابتدا	پھر ہے لذت جو ہے معنی بر ملا

لیکے درگیر میں رکھ دو کان	غم مجھے گنجشٹ رنج تو چھو کان
گلب ہو پتھوں میں اثر اسکا عیان	غم خزانہ اور ہے یہ رنج کان
جملہ باخر کور ہم تنگ مے شونہ	کو دوکان چوں ناکا بازی بشنوند
اندھے خرکے ساتھ چلتے ہیں سدا	نام جب سنتے ہیں بچے کھیل کا
درمیں اس سوئے خوں شامہاں	اے خزان کور آتشواہماست
گھات میں ہیں پیئے والے خون کو	اس طرف ہیں دام اے اندھے گدھ
گشت نہاں زو و چشم مرماں	تیر ما پڑاں شد لیکن کہاں
ہو گئی لوگوں کی آنکھوں سے نہاں	تیر تو سب اڑ گئے لیکن کہاں
بر جوانی میر سد صد تیر شیب	تیر ما پڑاں کہاں نہیاں عیب
تیر پیری کے جوانی پر گرے	وہ کمان غائب ہوئی اور تیر اڑے
زانکہ در صحرائے گل نبو کشاد	کام در صحرائے دل باید نہاں
دشمن کل میں بل نہیں سکتی کشاد	کام لے صحرائے دل سے باڑاں
حصن محکم موضع امن امان	ایک ہی بادست دل لے مرماں
قلعہ محکم ہے اور جائے امان	امن کا گھر ہے یہ دل اہل جاں
چشمہا و گلستاں در گلستاں	گلشن خرم بکا دوستاں
چشمے ہیں اور باغ ہیں اور بوستاں	باغ ہے سرسبز بہر دوستاں
فیہ اشجار و عین جاریہ	رج الی القلب سرتیا ساریہ
پیڑ بھی ہیں اس میں چشمے بھی رواں	سوتے دل چل سیر دل کر ایسواں
عقل اے نور بے رولق کند	اوہ مرو وہ نر زرا الحق کند
عقل بے رولق نہ ہو اے جان من	گاؤں کی جانب نہ جا۔ اجتنی نہ بن
اس فید اند کہ روزی وہ دہر	خواجہ پندارو کہ روزی وہ دہر
یہ نہ سمجھے۔ دینے والا وے اے	خواجہ یہ سمجھے کہ روزی گاؤں دے

خارا ز گلزار و بخش میشود	تلخ از شیریں لبان خوش میشود
خار و بخش باغ سے ہوتا ہے یار	تلخی ہو شیریں لبوں میں خوشگوار
خانہ از ہنخانہ صحرا می شود	خستل از معشوق خرا می شود
دشت ہم خانہ سے بن جاتا ہے گھر	خستل معشوق خرا ہے پسر
بر امید گلعدارے ماہ و شش	اے بسا از ناز نیاں خار کش
خراستگار گلعدار ماہ و شش	ہاں بہت سے ناز میں ہیں خار کش
از بلاتے دلیر مرے روئے خویش	اے بسا حمال گشتہ پشت لیش
دلیر مرے روئے وہ تکلیف دی	سیکڑوں کی پیچھے زمینی ہو گئی
ناکہ شب آید ہو سد روئے ماہ	کردہ آہنگ جمال خود سیاہ
تا کہ رات آئے تو چوئے روئے ماہ	کہ لیا لوہار نے چہرہ سیاہ
ز آنکہ سرے رولش گرفتار تیغ	خواجہ تما شب بردگانے چار تیغ
دل میں عشق سر و قد کا ہے اثر	قید شب تک خواجہ ہے وکان بے
آں بھر خانہ شینے میر و	تاجرے دریا و خشکی مید و
بیوی کی آفت سے وہ ایسا کرے	تاجر اک دریا و خشکی پر چلے
بر امید زندہ سیمائے بوی	ہر کرا با مزہ سودائے بوی
زندگی کی ہو گا وہ امید ہے	ہو کسی کو مرے کا سودا اگر
بر امید خدمت تھرتے خوب	آں دروگر روئے آور و محبوب
آفت محبوب ہو کی لا کلام	گر کرے خجار کچھ کڑی کا کام
کو نگہ دو بعد روزے دو جاو	بر امید زندہ کن اجتہاد
وہ نہ ہو گا بعد دو دن کے جاد	تو امید زندہ پر کر اجتہاد
عاریت باشد در او آں موی	میں ممکن مونس خستے از خسی
عارضی ہوتا ہے اس ان میں پس	ناکسوں سے اس تو ہرگز در

اولاً خرگاہ سازند و خزنند	حرک لڑاکا پس مہمان آوزند
ہوتا ہے سامان پہلے جیوں کا	زین کو لیتے ہیں پھر مہمان بجلا
صورتت خرگاہ آں معنیت ہے کہ	معنیت ملاح و آں صورتت چ فلک
خیمہ صورت۔ حرک معنی ہے پلے	کشتی صورت، معنی ملاح صورت
بہر حق این اربا کن یکیش	تاخر خواجہ بجنباذ جرس
چھوڑ بھی اس کو خدا کے واسنے	پھر خر خواجہ کی تا کھنٹی ہے
خواجہ اور اس کے خاندان کی روانگی	
خواجہ و بچگاں جہازے ساختند	برستوراں جانب وہ تاخذند
خواجہ اور بچے ہوئے سب ہمسفر	گاؤں کی جانب چلے چ پائیوں پر
۱۔ شادمانہ سوئے صحرا راندند	سافرواکی لغتخواہ برخواندند
جاتے تھے صحرا کی جانب شادمان	سافرواکی لغتخواہ۔ تھکا پر زبان
۲۔ کز سفر باندہ میخسرو نشود	بے سفر باندہ کے خوشرو نشود
ہو سفر سے مثل میخسرو غلام	بے سفر کب ہو حسین ماہ تمام
۳۔ از سفر بیدق شود فرزند راو	وز سفر بید یوسف صمد مراد
چلنے سے فرزند پیادہ بھی بنے	اور سفر سے کامراں یوسف ہرستہ
۴۔ روز رُو از آفتابے سوختند	شب اختر راہ مے آموختند
دن کو رہتے گرم وہ خورشید سے	رات کو تاروں سے رستہ سیکھتے
۵۔ خوب گشتہ پیش ایشان راہ رشت	از نشاط وہ شد چاہ رشت
وہ بڑا رستہ بھی ان کو تھا بھلا	تھا نشاط وہ میں جنت کا مورا
۶۔ سفر کو اور اس کی برکتوں کو عنایت سمجھو	

تو بدکار گفتن مکان نیست خاموش و اسلام

ہل تو جا چنگو مشک ہے چپ رہ - والسلام

چوں ندیدی تو دگر گستاں دگر گستاں

بیوفا پر نالا مگلا تاں ہی گستاں

کے شناسد معدن آگ کی سترگی

چلتی کو سمجھے کہاں گرگی سترگی

می تشابہد مغز و راں بدہ

گاؤں کو نازاں چلا وہ قافلا

سوئے آں دلاب چمخے میز وند

صورت و دلاب تھے چکدے میں ہاں

جانبہ صبر جامہ میدرید

جانب وہ صبر ہاں تختوں سے گیا

گوینا روح رُواں مے پرورد

روح پرورد تھی وہ ان سب کے لے

بوسہ مید افند خوش بر لُئے او

بوسہ دیتے تھے وہ اس کے چہرے پر

پس تو جان جان را ویدہ

جان جان سے تو رٹا ہے ہونہ ہر

مجنوں کا ساک لیل سے محبت کرنا

بوسہ اش میدا و پیش میگداخت

بوسے دے کر اس سے پاتا تھا گداں

نور از دیوار تا خور میسرود

نور سورج میں بے دیوار سے

زمین پس بستاں تو آب آسمان

بہ ازاں لے آسماں سے آب تو

معدن و نہ نباشد و ام گرگ

چھتی دُجے کی نہیں ہے و ام گرگ

زرگماں بردن بستہ درگرہ

یہ گماں تھا - زرگرہ میں ہے بندھا

ہمچنین خنداں رقصاں مہیند

اس طرح خنداں و رقصاں تھے رُواں

چوں ہم دیدن مرغے مے پرید

دیجا طائر جب کوئی اڑتا ہوا

ہر نیسے کہ سکوہ مے وزید

جو شیم آتی تھی چل کہ گاؤں سے

ہر کہ مے آند زدہ او سوئے او

گاؤں سے جو آدمی آتا آدم

کہ تو روئے یار مارا ویدہ

تو نے دیکھا ہے ہمارے دوست کو

مجنوں کو سگے را مینوخت

مثل مجنوں کے کہ جو تھا سگ ڈال

آنس تو با ما و رو با با گجاست	گز بجز حق مونسانت او فاست
آنس تجھ کو باپ ماں بچے کہاں	جز خدا ہے کون مونس بیجاں
آنس تو با وایہ والا چہ شد	گر کسے شاید بغیر حق عضد
آنس تیرا دانی سے کیا ہو گیا	قوت بازو ہے حق اللہ کا
آنس تو ہاشیر واپستاں نمائند	نفرت تو از دیرستاں نمائند
ہاشیر واپستاں سے نہ اُنسیت رہی	مدر سے اب نہ وہ نفرت ملی
آں شماعے بود بردیوار شاں	جانب خورشید و ارفشاں شاں
وہ تو مٹی بس اک کرن دیوار پر	جانب خورشید پہنچی کوٹ کر
برہراں چیزے کہ افتد آں شماع	تو بر آں ہم عاشق اتی اے شجاع
گر بیڑے جس چیز پر بس وہ شماع	اُس یہ تو ہو جائے عاشق اے شجاع
عشق تو برہر چہ آں موجود بود	آں وصف حق چو زرا ندو بود
عشق تیرا ہو گا جس موجود سے	وصف حق کے رنگ اسپر ہیں چڑھے
چوں زرے باصل نفرت نمائند	از زردی خوشیتن مفلس بمائند
زر بلا جب اصل میں اور بس رہا	اپنی زرداری سے وہ مفلس رہا
طبع سیر آمد طلاق او سچو اند	پشت بروئے کر وود از وئے نشاند
سیر ہو کر طبع نے دے دی طلاق	پیٹھ پھیری اس سے از روئے نفاق
از زرا ندو و صفاتش پابکش	از جہالت قلب اکم گئے خوش
ماں طبع سے صفت کے رہ بچا	جہل سے کھوٹے کو قومت کر کھا
کاں خوشی و ر قلبہا عایتی ست	زیر زینت مایہ بے زینت سیست
اچھا بن کھوٹے کا ہے یہ عارضی	نیچے ہر زینت کے ہے بے زینتی
زر زروئے قلب و رکاں میرود	سوئے آں کاں تو ہم کاں میرود
کھوٹے پر سے سوئے کاں جاتا ہے زر	تو بھی چل اس جا جہاں جاتا ہے زر

گفتن امکان نیست غلامش و اسلام	امکہ شیران مسکانش - غلام
گفتکہ مشکل ہے چپ رہ - و اسلام	شیر بھی ہیں اس کے کٹوں کے غلام
جنت و گلستاں و گلستاں	گزنصوت بگذرید لے دستاں
خلد ہے اور گلستاں ہی گلستاں	تم اگر ظاہر سے گذرو مہرباں
صورت کل اشکست موختی	صورت خود چوں شکستی سوختی
پھر تو گویا ہو گئی شکل کی حکمت	تو نے جب صورت کو اپنی دی شکست
ہیچو حیدر باب خیبر بر کنی	بعد ازاں ہر صورتی راہ شکنی
بہل حیدر لے گا خیبر کو اٹھاڑ	پھر تو ہر صورت کو تو دیگا بگاڑ
کو بدہ مے شد بختار سقیم	سغبہ صورت شد آں خورہ - یہیم
اس کی جھوٹی باتوں پر گاؤں گیا	مبتلا صورت پہ وہ خواجہ ہنزا
ہیچو مرغے سوئے دانہ امتحاں	سوئے دام آں ملق شادماں
جیسے چڑیا امتحاں کے دانے پر	دام میں آیا خوشامد سے مگر
دانہ را دام لیکن شد محیص	از کرم دانست آں مرغ حریص
دام و دانہ کا ، مگر پھر چا پھنس	فرق اس کی فہم میں تھا آگیا
غایت حرص امت نے جو دو عطا	از کرم دانست مرغ آں دانہ را
حرص ہے بالکل نہیں جو دو عطا	مرغ اس دانے کو تھا سمجھا ہوتا
سوئے آں ترویر پیراں دواں	مرغخان طرح دانہ شادماں
مکر کی جانب ہیں پڑاں اور دواں	مرغ طبع دانہ میں ہیں شادماں
ترسم لے رہو کہ بیگاہت کنم	گھر شاوی خواجہ آگاہت کنم
خوف ہے - رستہ ترا کھوٹا کروں	حال اگر خواجہ کی خوشیوں کا کہوں
خود نبود آں وہ دیگر گزید	مختصر کروں چہ آمد وہ پدید
تھا نہ یہ وہ گاؤں ، تھا وہیر و گر	مختصر یہ - گاؤں اک آیا نظر

اُنس تو با ماورو بابا کجا سے	ہمچو حاجی گرد کعبہ بے گزاف
اُنس تجھ کو باپ ماں سے طواف	جیسے حاجی گرد کعبہ بے گزاف
اُنس تو با واپ لڑتا تھا طواف	ہم جلاب شکرش سید اوصاف
اُنس تیرا چہل پہل بوسیدناف	دیتا تھا جلاب شکر کے آسے
اُنس اور تاف اس کی چوم کے	اس چہ شیدہ ست پنکھے آرمی آم
اُنس بوالفضولے گفت کائے مجنون خام	کیا یہ مکاری تو کرتا ہے مدام
اُنس بولا اک گستاخ اے مجنون خام	مقتدر خور ابلب مے استرو
اُنس پوز سگ اُم پلیدی میخرو	اپنی مقتد ہے لبوں سے چائٹا
اُنس بچے کی تو پلیدی ہے غذا	عیب ان زعیناں بوئے نبرد
اُنس عیب نائے سگ او مے شمر د	عیب جو کو کیا خیر ہے تیب کی
اُنس عیب سگے کے گنا ڈالے کئی	اندر آنگہ توا چشمان من
اُنس گفت مجنوں تو پہنہ نقشی و نون	میری آنکھوں سے ذرا نظر نہ کر
اُنس بولا مجنوں تو چہ نقش و تن مگر	پاسبان کوچہ لیلا ست ایں
اُنس کلین طلسم بستہ مولست ایں	پاسبان یہ کوچہ لیلا کا ہے
اُنس ہر طلسم اس جا بندھا مولا کا ہے	کو کجا بگزید و مسکن گاہ ساخت
اُنس نقش بین دل و جان و نشا خنت	کون سی جا اس نے مسکن ہے کیا
اُنس دیکھ دل جان اور بہت بر ملا	بلکہ او ہمدرد وہم لطف منست
اُنس اوسگ شمع رخ کف منست	بلکہ ہے ہمدرد اور موش مرا
اُنس وہ سب شمع ہے میرے کف کا	خاک پائش بہ ز شیران عظیم
اُنس آں سگے گشت و رکوبش مقیم	خاک پا جس کی بہ از شیر عظیم
اُنس ہے وہیکتا اس کے کوچے میں مقیم	من نشیراں کے وہم یک مئے او
اُنس آں سگے کہ باشند اندر کوئے او	ایک بال اس کا د شیروں کو بے
اُنس وہ جو کتا اس کے کوچے میں ہے	

خواجہ اور اس کے خاندان کا گاول ہنچنا

بہنو ایشاں ستوراں بے علف	بعد ماہے چوں سینداں طرف
بے نوا خود، چارہائے ناتواں	اک نہیںے بعد وہ پہنچے واماں
میکند بعد اللہیا وائی	روستائی نہیں کہ از بد نیتی
اب کرے لیت و لعل ان سے دہی	دیکھ اس دہقان کی بد نیتی
تا سو بعا عش نکشایند جلوز	روئے نہماں میکند ز ایشاں موز
تا نہ لیں وہ راہ اس کے باغ کی	منہ چھپاتا پھرتا ہے وہ دن کو بھی
از مسلماناں نہیں اولی تراست	آپنچناں رو کہ ہمہ رق و ہمت
ہے مسلمانوں سے پوشیدہ بھلا	ایسا منہ جو کد و شر سے ہو بھرا
بر سرش بنفشہ باشد چوں جبرس	روہما باشد کہ دیواں چوں گس
بہنچتے ہیں آ کے مانند جس	ایسے منہ میں جن پہ شیطان چوں گس
یامیں آں یا چیدی خوش خند	چوں بہینی روئے او در توفند
یاد دیکھ لے کچھ تو خندہ ذکر	اس کا منہ دیکھ تو ہوں سب تیسے سر
گفت یزداں رغبا بالنا صبیہ	در چناں روئے خبیث عاصیہ
یکڑوں گا ماتھے سے کتا ہے خدا	وہ بڑا چہرہ۔ وہ شکل بد نما
ہمچو خواشاں سوئے در بنما فتد	چوں بہر سرد خانہ اش بافتد
اور یگانوں کی طرح گھیرا وہ در	بوچھنے کے بعد پہنچے اس کے گھر
خواجہ شد زیں کجروی لوانہ اش	در فرو بستند از آواز اش
خواجہ حیراں بدسلوکی سے ہوا	بند گھر والوں نے دروازہ کیا
چوں رافنا دی کچھ تیزی چو سود	لیکن ہنگام اور شتی ہم نبو
چہ کیا لہراں	چہ کیا لہراں

ز آنگہ راہ وہ نگو نشا خستند	قرب ہے وہ پردہ سے تاخذند
گاؤں کے رستے سے واقف نہ تھے	اک ہیئت گاؤں گاؤں وہ پھرے
لشخندے شد لشہر و روستا	ہر کہ گیر و پیشہ بے اوستا
شہر اور وہ میں ہنسی اسکی آئے	کام جو کرتا ہے بے استاد کے
ہر دو روزہ راہ صد سالہ شود	ہر کہ در رہ بے قلاؤزے رود
راہ دو روزہ ہو صد سالہ آئے	راستہ بے رہنما کے جو چلے
ہمچو اس سرگشتگاں گرد و ذلیل	ہر کہ تازد سوائے کعبہ بے دلیل
مثل سرگشتوں کے ہو جائے ذلیل	آئے جو کعبہ کی جانب بے دلیل
آدمی سر پر زندہ ہے والدین	ز آنگہ نادر باشد اندر خافقین
آدمی پیدا ہو بے ماں باپ کے	خالی شرق و غرب ہیں اس باقی
نادر سے باشد کہ برگئے زند	مال او یا بد کہ کسے ہی کند
کم ہے ایسا جو خزانے باندھے	مال وہ پائے جو کوئی فن کرے
تاکہ حمال علم القرآن بود	مصطفیٰؐ کے کو کہ حبش جاں بود
حق نے تھا قرآن پڑھایا بیگماں	مصطفیٰؐ ہے کون جس کا حق تھا جاں
واسطہ افراشت ربدان کرم	ابن حق را جملہ علم بالہستلم
اس لئے ہے واسطہ جو و عطا	ابن حق کا علم ہے لکھا ہوا
چوں حریمار ہنگر مہم آہستہ تر	ہر حریمے ہست محروم اے سپر
دوڑ مت تو پاؤں رکھ آہستہ تر	لے محروم ہوتا ہے سپر
چوں مرغ غامی اندر آب	اندیں ہر چھا ویدند و تاب
جیسے تڑپے مرغ غامی آب میں	رکھ دیکھے اس رو پڑتا ب میں
وز مشک ریزی چنان اوستا	سیر گشتہ از دہ و از روستا
اور غموں سے جو سبے بے رہنما	سیر آخر گاؤں سے وہ ہو گیا

نے رسیت بیکراں حسان من	نے تو بودی سالہا نمان من
تجھ پہ کیا احسان نہ تھا میں نے کیا	کیا نہ تو برسوں مرا مہاں رہا؟
شرم دار و رو چہ نعمت خورشوق	سرمہر یا شنیدستند خلق
شرم آئے منہ کو نعت کھائے خلق	راز افست اپنا ہے مشہور خلق
نہ ترا دالم نہ نک تو نہ جات	اوہمے گفتش چہ کوئی تو نہ جات
کون ہے تو کیا نشان ہے کیا ہے نام	کتا وہ کیا یک رہا ہے بے نام
کاسماں ز بارشش شد درخفت	پہنچیں شب برو بارانے گرفت
جس سے حیرت آسماں تک کو بھی تھی	پانچویں شب کو غضب بارش ہوئی
علقہ زو خواجہ کہ ہنتر را بنواں	چوں سید نکار و اندر استخوان
آٹھ ٹھانی کٹھی اور پوری صدا	خواجہ پر جب آئی ایسی بچھ بلا
گفت آخر حقیقت آجان پر	چوں بعد الحاح آمد سوئے در
بولہ آخر کیا ہے اسے جان پدر	سو غشام سے وہ آیا سوئے در
تو کہ روم آنچہ من بند آستم	گفت من آں تھا بگذاشتم
تھا جو کچھ سمجھیں - مغلط تھا لا کلام	بولے میں چھوڑے اپنے حق تمام
جان مسکینم وریں صرا و سوز	بہنچ سالہ رنج وید این پنج روز
چون سکیں میری یہ سودی یہ سوز	پنج سال اب غم سے میں یہ پنج روز
ور گرائی بہت چوں سیصد ہزار	ایک جھا از خوشی زیار و تبار
ہوئی ہے سختی میں لاکھوں سے سوا	ابنوں کی اور اپنے یاروں کی جھا
جائش خورگہ لوہا مہر و وفاش	زانکہ ول نہاد بر جور و جہاش
خورگہ مہر و وفا تھا داغی	تو حق ظلم کی اس سے نہ تھی
ایں نقیض ال کہ خلاف عادت	چہ بر مردم بلا و شدت است
ہے خلاف عادت اس کی سب پر	یہ جو ہے لوگوں پہ شدت اور بلا

شب بے سراسر روز خود خورشید سوز	بدرش با نڈدایشاں پنج روز
شب کو سردی، دن کو سوچ میں بیٹھ	پانچ دن در پر رہے اس کے پڑے
بلکہ بوازا اضطراب لے ڈی	نے ز غفلت بوماندن نے جڑی
بلکہ وہ بے چین اور بے زرتے اب	یہ ٹھہرنا تھا نہ غفلت کے سبب
شیر مرالے خور و از جوع زار	بالینماں بستہ نیکیاں ز اضطراب
شیر بھی مراد کھاتے بھوک میں	نیک آفت میں بدوں کو گھیر لیں
کہ غلام مر مرالہ نیست نام	اوپر سے ویدش پہے نقش سلام
میں غلام ہوں اور یہ ہے میرا نام	خواجہ اس کو دیکھ کر کرتا سلام
یا پلیدی یا قریب یا کئی	گفت با شد من چہ ام تو کئی
تو جس یا پاک ہے اے بے ہنر	وہ یہ کہتا تھا کہ ہوگا - کیا خبر
یہ سچ گو نہ نیستم پوئے تو	والہم روز و شب اندر صبح ہو
ہاں تری جانب سے بے پڑا ہوں	ذکر حق پر رات دن شیدا ہوں میں
نیست از ہستی سر مویم اثر	از خود می خود دندارم ہم خبر
کچھ نہیں ہے مجھ پر ہستی کا اثر	میں خودی سے بھی ہوں اپنی بے خبر
در دل و جام بجز اللہ نیست	ہوش من از غیر حق آگاہ نیست
جان و دل میں اب بجز اللہ نہیں	ہوش میرا غیر حق آگاہ نہیں
تا براور شد یفر من اخبیہ	گفت ایندم با قیامت شد شبیہ
بھاگتا ہے بھائی بھائی سے انہی	خیاہر بولا - کیا قیامت آگئی
لو تھا خور می ز خوان من تو	شرح میکوش کہ من آلم کہ تو
خوان سے کھاتا تھا میرے مومو	اس سے کہتا تھا کہ میں وہ ہوں کہ تو
کل تر جاوڑا لاشین شاع	نے فلاں وزت خریدم آن متاع
مجھ کو لے شدہ لے ہوئے عیان	کیا خریدنا تھا نہ وہ اسباب

ایکسی کو دابرائے ناکساں	ایں سزائے آن کہ شد یا رخسار
ناکسوں کی میں نے کیوں کی دل دہی	یہ سزا ہے آفت نابل کی
ترک گوید خدمت خاص کرم	ایں سزائے آنکہ اندر طمع خام
ترک خدمت خاص لوگوں کی کہے	ہے سزا اس کی کہ لاچ میں پڑے
بہتر از عمار و زرد گلزار شاں	خاک پاکاں لسی دیوار شاں
بارغ و زر سے عام لوگوں کے دلا	خاک پاکوں کی ہے بہتر چاٹنا
ہر کہ برفرق سرشاہاں رومی	بندہ یک مروروشن دل شوی
بیٹھنے سے سر پہ شاہوں کے اخی	مروروشن دل کی بہتر بندگی
تو نخواہی یافت لے پیکرِ سل	از ملک خاک جز بانگِ دہل
بادشاہ خاک سے تو پائے گا	ماسوا بانگِ دہل کے اور کیا
روستائی کیست گنج بے فتوح	شہریاں خورہ زناں نسبتِ ہر فوج
اور دہقانی میں گنج بے فتوح	مشر والے خود ہیں بہزن بہر فوج
بانگِ غولے آمدش بگزید قتل	ایں سزائے آنکہ بے تدبیر عقل
غول کی آواز پر کر بیٹھا نقل	ہے سزا اس کی کہ بے تدبیر عقل
زاں سمیں سوئے نادر و اعتراف	چوں لشیماں زول شد با شغاف
بعد از ازاں اقرار سے کیا فائدہ	دل لشیماں جب محبت سے ہوا
بعد از ازاں سوئے نادر و آہ سرو	چوں لشیماں گشت از دل تاجہ کرد
مٹھڑی آہوں سے ہر چہر کیا فائدہ	دل ہے جب نادم یہ آخر کیا کیا
گرگ اجڑیاں ہمہ شب سوئسو	اں کمان تیر اندر دست او
رات بھر تھا بھیڑیے کی گھاتیں	تھامان و تیر اس کے مات میں

لے بے سہو +

لے ایک جگہ سے دوسری جگہ بدل جانا +

گفت اے خورشید مرث زوال	گرفتو غم رنجی کروم حلال
بولے تیری محبت کو زوال	اپنا خون میں نے کیا تجھ پر حلال
امشب باراں ببادہ گوشہ	تا بیانی در قیامت توشہ
رات ہے بارش کی۔ اک گوشہ تو ہے	تا قیامت میں لے توشہ تجھے
گفت یک گوشہ ست آں بلخاں	ہست اینجا گرگے او پاساں
بولے۔ اک گوشہ ہے ملک باغیاں	گرگ کا وہ اس جگہ ہے پاساں
درکش تیر و کماں ز بہر گرگ	تا زند چوں آید اک گرگ سترگ
باتہ میں تیر و کماں ہے بہر گرگ	تا کہ مارے آئے جب گرگ سترگ
گفتاں خدمت کنی جا آن تست	ورنہ جائے دیگرے فرمائے چست
گر تو وہ خدمت کرے۔ تو جا ادھر	ڈھونڈ ورنہ دوسری جا سعی کر
گفت صد خدمت کتم تو جائے وہ	واں کماں و تیر در کفم بنہ
بولے۔ صد خدمت کروں۔ گوشہ تو دے	اب کماں و تیر میرے مات دے
من نہ خیم عارستی رز کتم	گر بر آرد گرگ سر تیر ش ز کم
میں نہ سوؤں۔ پہرہ دوں انکور کا	تیر ماروں۔ ہو جو پیدا بھڑکا
بہر حق ملذام امشب ادول	آب باراں بر سر و زریں گل
آج کی رات اب نہ مجھ کو چھوڑ تو	بچے کچھ۔ سر پہ بارش ہے عداد
گوشہ خالی ست و او با عیال	رفت آنجا جائے تنگ بیحال
گوشہ جب خالی ہوا تو با عیال	گو جگہ تھی تنگ۔ پینچا خستہ حال
چوں بلخ بر بہر گزشتہ سوار	از نہیل بیل اندر کنج غار
اک پر اک تھا تڈیاں جیسے ہوں یا	خوف سے سیلاب کے محفوظ غار
شب ہمہ شب گویاں کا پنچا	ایں سزلے ماسزلے ماسزا
کیا ت بھر کہتے رہے سب اے خدا	یہ سزا بے شک ہماری ہے سزا

کہ مہات بسط ہرگز انقباض	کشمکش حرکتہ آرا اور ریاض
ہو نہ تیرا قبض اب بسط آشنا	باغ میں مارا ہے۔ نہ بچہ مرا
نقصہ ہا در شب نافر محبت است	گفت نیکو جز نقص کن شب است
رات کو کب جسم آتا ہے نظر	بولا وقت شب ہے جائیتش کر
دید صائب شب ارو ہر کے	شب غلط بنماید و مبدل بے
دید صائب کب کوئی راتوں کو پائے	رات چیزوں کو بدل کر کچھ دکھائے
ایں سہ تاریکی غلط اگر دشمن کن	ہم شب ہم ابرو ہم یاران شرف
تین اندھیرے ہیں تو کیا ہو روشنی	رات بھی بارش بھی ہے اور ابر بھی
می شناسم باد حرکتہ من است	گفت آں بر من جو روز روشن است
تو نے خر بچہ کیا میرا شکار	بولا۔ ہے جوں روز مجھ پر آشکار
می شناسم چوں مسافر زاد را	در میان بسیت باواں باد را
تو شہ سے واقف مسافر جیسے ہو	جانوں سو گزوں میں کیں اس گوز کو
روستائی را اگر بیانش گرفت	خواجہ برجست و بیام باشکفت
پھر گریباں پکڑا اس دہقان کا	خواجہ کووا اور تختہ میں ہوا
بنگ افیوں ہر دو با ہم خوردہ	کا بلہ طرار شہید آور وہ
بھنگ اور افیون کھا بیٹھا ہے کیا	اور کہا تو چہ دغا ہے۔ پڑ ریا
چوں انی عمر مرا اے خیر ہر	اور سہ تاریکی شناسی باد خر
مجھ کو پہچانا نہیں اے خیر ہر	ان اندھیروں میں تو سمجھا باد خر
چوں نذاذ تھروہ سالہ را	آنکہ داند نیم شب گوسالہ را
کیوں نہ سمجھ تھروہ سالہ کو	نصف شب جو واقف گوسالہ ہو
لے یعنی بددعاوی کہ تجھے ہمیشہ انقباض رہے اور تیرے دل کو کبھی کشادگی	
نصیب نہ ہوگی	

گرگ جو بیان و زگرگ و بے خبر	گرگ خود برے مسلط چوں شر
ڈھونڈتا تھا اس کو اور وہ بے خبر	تھا مسلط بھیڑیا مثلی شر
اندر آں ویرانہ شاں زخمی زوہ	ہریشہ ہرکیک چوں گم گے شدہ
زخم اس جنگل میں تھے انکے لکے	چمچر اور پستو سب اس کو گرگ تھے
از نہیں حملہ گرگ عمرو د	فرصت آں پشہ اندلی ہم بنود
بھیرے کی تھی بڑی ہیبت اسے	مٹی نہ چمچر چلنے کی فرصت اسے
روستائی ریش خواجه بر کند	تا ناپید گرگ آسپے زند
ٹوڑھی دھقاں خواجه کی پھر نہ چلے	بھیڑیا نقصان کوئی کر د چلے
جان شاں از ناف مے آمد لب	ایں جنیں ونداں گزاں تانمیشب
ناف سے جان آئی لب پر بارنا	نصف شب تک دانت وہ پیسا کیا
سر بر آور و از فراز پشہ	ناگہاں گمشاں گرگ ہشام
اوپر چلے سے نکالا اُسے سر	ناگہاں اک شکل گرگ آئی نظر
زوبر آں حیواں کہ تا افتاد پست	تیر را بکشاد آں خواجه زشت
بھیڑیا نیچے گرا اس چلے کے	خواجه نے اک تیر پھینکا زشت سے
روستائی ہانے کرو کو وقت دست	اندر افتادون ز حیواں باوہست
آہ دھقائی نے حسرت سے بھری	اس کے گرنے سے ہوا خارج ہوئی
گفت نے اس گرگ چل ہر نہست	نا جوا مژدا کہ خرگڑہ نہست
بولا خواجه۔ ہے غلط۔ تھا بھیریا	بولا یہ بچہ تو میرے خر کا تھا
شکل اواز گرگ کی او مخبر است	اندر و اشکال گرگے ظاہر است
بھیرے کی شکل ہے وہ نا بکار	بھیڑیا پن اس سے سب ہے آشنا
می شناسم پہچناں کا بے زمرے	گفت نے باپے کہ جیت از فرج و
شل آب و بادہ ہوں پہچانتا	بلا جہ خارج ہوئی اس سے ہوا

سوئے خود اعلمی شدم از حق بصیر	من محاتم از قلیل و از کثیر
خود سے اندھا حق سے بنیا ہوں صاف	خلقت و کثرت سے رک مجھ کو صاف
لاف درویشی زنی و بخود می	ہائے و ہوئے عاشقان یزدی
لاف درویشی ہے زعم بخودی	ہا و ہو ہے عاشقان حق کی سی
کہ زمین امن ندائم ز آسماں	امتحان کرد غیرت امتحاں
بس میں کیا جانوں زمین و آسماں	غیرت حق کر رہی ہے امتحاں
باوخر کردہ چین سوات کرو	ہستی نفی ترا اثبات کرو
پچتر خر سے یہ رسوائی ہوئی	کر دی ثنابت ہستی پیری نفی کی
ایں جنیں سو آگند حق شید را	ایں جنیں گیر درمیدہ صید را
حق یونہی کرتا ہے رسوا مکہ کو	یوں رمیدہ صید ہند قید ہو
صد ہزاراں امتحانست لے پدر	ہر کہ گوید من شدم سر ہنگام
امتحان لینے کے ہیں سو راستے	میں ہوں دربان اسکا جو کئی کے
گرداند عامہ اور از امتحاں	پنجگان اچویندش نشاں
عام لے سکتے نہیں گر امتحان	بوچھتے ہیں پختہ کار اس کے نشان
چوں کند و علوئے خیاطی کسے	افگند در پیش او شہ اطلے
جب کوئی خیاطی کا دعویٰ کرے	شاہ اس کے آگے اطلس ڈالے
کہ بریں ابغلطاق فراخ	ز امتحاں پیرا شو اورادو شاخ
کاٹ اس کپڑے سے اک چوڑی تبا	امتحان دے اُسے قینچی منگا
اگر نبودے امتحان ہر بدے	ہر مختش دروغا رستم بدے
ہوتا ہر بد کا نہ دیں گر امتحان	ہر مختش جنگ میں تھا بہلوان
خود مختش راز رہ پوشیدہ گیر	چوں بہریند زخم میگردد اسیر
اک مختش رپلتہ سینے فرض کر	ڈال دے بہختار کھائے زخم اثر

خویش تن اعارف و واد گشتی	خاک در شپہ مرگوت مے زنی
خود کو عارف جانتا ہے بے تیاک	ڈالکا ہے بیدہ اُلفت میں خاک
کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست	دروم گنجائے جزا اللہ نیست
بس مجھے خود سے بھی آگاہی نہیں	بخز خدا دل میں مرے کوئی نہیں
آنچہ می خورم از آئم یا نیست	ایں دل از غیر تحیر شاو نیست
کل جو کھایا تھا۔ نہیں وہ مجھ کو یاد	ہے تحیر سے فقط دل میرا شاد
عاقل و مجنون حتم یاد آر	در جنیں بے خویشیم معذور وار
عاقل و مجنون حق ہوں اے انخی	رکھ مجھے معذور اگر ہے بیخودی
آنکہ مرد اے خورد یعنی بنید	شرع اور اسوئے معذور اس کشید
کھانے جو مردار شے یعنی شراب	شرع میں معذور ہے وہ ناصواب
مست و بنگی راطلاق و بیعت نیست	بچو طفل است معاف و متقیست
کب طلاق اکہ مست و بنگی لکے لئے	ہے معافی طفل کی صورت اُسے
مستے کا یذربوئے شاہ فرد	صدخم لے دوسرو معز آں نہ کرد
بوتے خالق سے جو مستی ہو عیاں	مے کہ سو مشکوں میں وہ خوبی کہاں
پس برا و تکلیف چوں باشد روا	اسپ فط گشت شد بیدست و پا
اس پہ ہو تکلیف پھر کیونکر روا	گھوڑا ساقط ہو گیا بے دست و پا
بار بر گیرند چوں آمد عرج	گفت حق لیس علی الاعرج عرج
بوجہ آتا رہیں جب ہو لنگڑا اور عرج	حکم حق "لیس علی الاعرج عرج"
بار کہ منہ در جہاں خر کرہ را	درس کہ وہد پارسی بومرہ را
خرنچے پر لا دتے ہیں بار بھی؟	کون شیلیاں کو پڑھائے فارسی
لہ بنگ پینے والا مطلب یہ ہے کہ بنگی اور لیس تکلیف شرعیہ سے خارج ہیں +	
لہ لنگڑے پر بار شرع نہیں +	

دو بدوبند و پیش زنده تیز	عاشق و معشوق را در ستیخیز
باندہ لے جائیں ملک پیش خدا	عاشق و معشوق کو روز جزا
خون رزکو خون مارا خور و	تو چو خود را ز گنج بے خود کرد و
کھائے کب انگر خون میرا	تو نے اپنے کو جو بخود ہے کیا
عاشق بے خویشم بہلول وہ	زو کہ نشنایم ترا از من بچہ
بے خدا کہ بہلول ہوں میں گاؤں کا	جا۔ نہیں میں کچھ بچے پہچانا
کہ طبق گرد و رہو از طبق	تو تو ہم میکنی از قرب حق
ہے کہاں مصنوع سے صانع خدا	قرب حق کا وہم ہے تجھ کو ذرا
صد کرامت دار و کار و کیا	آں نے بینی کہ قرب اولیا
شو کرامت رکھے از فضل خدا	کیا نہ دیکھا تو نے قرب اولیا
موم در سبقت چو آہن مے بود	آہن از داؤد مومے می شود
موم تیرے ماتحت میں لولا ہے	لولا پچھلے ماتحت میں داؤد کے
قرب حق عشق دارند ایں کرام	قرب خلق و رزق جملہ است غام
قرب و حقی عشق ہے ہر کرام	قرب خلق و رزق کو سب پر ہے عام
میزند خورشید بر کھسار و زر	قرب بر انواع باشند لے پدر
قرب ہے خورشید کو با کوہ و زر	قرب کی قسمیں بہت ہیں لے پدر
کہ ازاں آگہ نباشد بید را	لیک قرب ہے ہست باز رشید را
بید کو کیونکہ خبر اس کی ہے	قرب سونے کو جو ہے خورشید سے
آفتاب زہر و دے مار و حجاب	شاخ خشک تر قوی یک قباب
ہو نہ کچھ دونوں سے سوج کو حجاب	شاخ خشک و تر ہو نزد آفتاب
کہ شمار بچتہ از مے میہ می	لیک کو آں قوت شاخ قری
جس سے بچتہ پھل ہل حاصل بچکان	قرب شاخ تر کا لیکن ہے کہاں

مست حق ناید خود از نفع صور	مست ہستیا رگرو از زبور
صور سے بھی مست حق بخود ہے	مست مے جاگے ہوئے سروے
دوغ خوردی دوغ خوردی دوغ	بادہ حق راست باشندے دروغ
تو نے کھایا ہے وہی حق یقین	حق شراب حق ہے ہاں جھوٹی نہیں
روکہ نشا سم تبر را از کلید	ساختی خود را جنید و بایزید
جا۔ میں کیا جانوں ہتھوڑا اور کلید	اپنے کو سمجھا جنید و بایزید
چوں کنی نہاں پیشید اکہ ساز	بدرگی و منبلی و حرص و آرز
مکر کو کیونکہ چھپا سکتا ہے تو	تو ہے بد ذات اور منکر جس خ
آتش در پینہ یا راں زنی	خویش را منصور علا جی گئی
آگ میں چھوٹے سروئی احباب کی	خود کو تو منصور جانے مدعی
باوخر کرہ شنام نیم شب	اکہ پز شنام عمر از بولہ سپا
جانتا ہوں نصف شب کو گوز خ	ہوں عمر سے بولہب سے بے خبر
خویش را بہر تو کور و کر کند	لے خرے کاہل ز تو خراور کند
اندھا بہرا کر لے جو اپنے تئیں	لے گدھے! ہو گا کسی خر کو یقین
تو حریف رہزانی کہ مخور	خویش را ز رہزاں کمتر مشور
گوہ نہ کھا تو اے حریف رہزناں	ساکوں سے مت سمجھ اپنے کو ناں
کے پر و بر آسماں پتر مجاز	باز پراز شبید و سوئے عقل تاز
آسماں پر کب مجازی پتر اٹا	مکر کے پر کھوں سوئے عقل جا
عشق با دیو سیاہے با ختی	خوشتین را عاشق حق ساختی
ہے تو لیکن عاشق دیو سیاہ	جو مجھے ہے دعویٰ عشق رالا
سے احباب کی روئی میں آگ دنیا یعنی اُن سے مکرو فریب کر	

کو دھاسانی زبر ف اندر شستا
کے کنڈیں آب بینا و وفا
سروی میں کوزہ بنائے برات سے
کب وہ تھہرے جب ملے پانی اٹھے

ایک گیدڑ کا مور ہوئے کا دعویٰ

آں شغالے رفت اندر خم رنگ
اندر اں خم کر دیک ساعت و رنگ
رنگ کے شکے میں اک گیدڑ نکلا
اک گھڑی خم میں یونہی بٹھارا رہا
پس برآمد پوشش رنگیں شدہ
کہ منم طاؤس علییں شدہ
جب وہ نکلا پوست بس رنگیں ہوا
پیشم رنگیں رونق خوش یافتہ
ہال جب رنگیں ہوئے رونق بڑھی
وید خود اسرخ و سبز و بور و زرد
خود کو دیکھا سبز پیلا اور لال
جملہ گفتند لے شغالک حال حسیت
بولے گیدڑ ہے یہ تیرا حال کیا
در نشاط از ما کرانہ کر وہ
اس خوشی میں ہم سے ہو بیٹھا جدا
ایک شغالے پیش اوشد کا یقظاں
دوسرے گیدڑ نے بڑھ کر یوں کہا
نشد کر دی تا بہ منبر بر جہی
منبری تو چاہتا ہے مگر سے
پس بھوشیدی ندیدی گرمے
جوش میں بے گرمی دیکھے آ گیا
نشد کر دی تا بہ منبر بر جہی
منبری تو چاہتا ہے مگر سے
پس بھوشیدی ندیدی گرمے
جوش میں بے گرمی دیکھے آ گیا

اندر اں خم کر دیک ساعت و رنگ
اک گھڑی خم میں یونہی بٹھارا رہا
کہ منم طاؤس علییں شدہ
پس ہوں طاؤس رارم کئے لگا
زاقاب آں نکلا بر تانفتہ
دھوپ سے رنگوں میں چھائی روشنی
خوشی تیرا بر شغالاں عرضہ کرو
گیدڑوں کے سامنے آیا شغال
کہ ترا در سر نشا طے ملتویست
نشہ سر میں کیوں خوشی کا ہے بھڑ
ایں تکبر از کجا آور وہ
یہ تکبر تجھ کو کس جا سے ملا
شید کر دی تا شدی از خوشدلاں
مگر تو کرتا ہے ہم سے واہ وا
تا زلاف ایں خلق راہ بر وہی
خلق کو تا مگر سے ہراں کرے
پس بھوشیدی آور وہ بے نشرمتے
مگر کے باعث ہوا تو بے حیا

عیز زو تر خشک کشتن گویا ب	شاخ خشک از قربت آل قباب
ہو زیادہ کچھ انہیں خشکی نصیب	خشک شاخیں ہوں جو سونچ کے قریب
کہ بعقل آید پشیمانی خود را	آں چنان تھے مباحش ایسے بخود
ہوش جب آئے تو پھر حیران ہو	مست اتنا بھی نہ اے نادان ہو
عقلہائے پختہ حسرت مے برند	بلکہ زان ستاں کمر چوٹے میں خورد
عقلہائے پختہ بھی حسرت کس	بلکہ ان مستوں سے جب وہ مے نہیں
گرازاں مے شیر گیری شیر گیری	اے گرفتہ بھجو گر بہ موش پیر
مست اس مے سے ہے، تو ہو شیر گیری	مثل عربہ آئے پکڑا موش پیر
بچو مستان حقائق بر مے بیج	اے خوردہ از خیال خام مے بیج
مثل مستان حقائق کر د جگ	ہے خیال خام سے تجھ کو درنگ
اے تو ایں سو مسیت آئسوگندار	میفتی ایں سو و آں سو مست دار
گر نہیں ہے تو ادھر ہو جا ادھر	گر د مستوں کی طرح ہر سو مگ
کہ بدیں سوگہ بدیں سو سرشاں	گر بد آنسو راہ یابی بعد ازاں
پھر ادھر ہو اور ادھر تو سرشاں	اس طرف گر راہ پائے بعد ازاں
چوں نداری مرگ ہرزہ جاں کن	جملہ نہیں آئی بدیں سوگہ مزین
جب نہیں ہے موت کیوں تڑپے یار	اس طرف رہ کر ادھر کی گپ نہ ار
شاید مخلوق را شناسد او	آن خفا جاں کز اجل نہر اسداو
اس کو زیبا - گرد نہ جانے خلق کو	خضر جاں جو موت سے ڈرتا نہ ہو
درومی درخک پیرش کنی	کام از ذوق تو ہم خوش کنی
پھونک سے بھرتا ہے مشک اپنی ماک	تو تو ذوق وہم سے ہے شاد کام
ایں نہیں فرہ تر غافل مہا و	ایں یک زن تہی گردوز باو
ایسے فرہ کو اٹھا ہی لے خدا	اک سوئی سے سب نکل جائے ہوا

ہم مجھے ہمائی یک آشنا	در نمودی غیب کم خروئی جفا
کرتا ہماں تجھ کو کوئی آشنا	گر جفا تا عیب کیوں سہتا جفا
یک طیبے دار کو ما ساختے	راست مگر گفتمے کج کم بانختے
چارہ گر کرتا کوئی میری دوا	بحرودی کم کر کے گر سچ بولے
نیفعلن الصادقین صدہم	گفت حق کہ کج مجنباں گوش و دم
ینفعن الصادقین صدہم	مکرم حق ہے کج نہ رکھو گوش و دم
آنچہ واری واما وفا مستقر	کہا اندر کج محسب لے محکم
کر عیاں جو کچھ ہو۔ قائم اسپہ ہو	اے مجھ تو غار میں ٹیلہا نہ سو
از نمائش وز دغل خود را مکش	وز گوئی عیب خود با نرے محس
جاں نمائش میں نہ دے اے عروکش	عیب کہہ سکنا نہیں۔ تورہ محسوس
زانکہ گر بہ برد و نہ بے سخن	بر سبباں چہر خود تکیہ مکسوس
بلی و نہ لے گئی اے بد نہاد	کر نہ تو مونچھوں پر اپنی اعتماد
ہست در رہ سنگھائے امتحاں	گر تو نقدے یا مفتی نکشائے واماں
راہ میں ہیں امتحان کی سختیاں	نقد پایا تو نہ کھول اپنی نباں
امتحان ہا ہست ر احوال خیرش	سنگھائے امتحان انیر ز پیش
چند اپنے حال میں ہیں امتحان	امتحان کی سختیوں کو بھی یہاں
یقنوں فی کل عام مرتین	گفت نیر و اں ز ولادت تا چین
یقنوں فی کل عام مرتین	بولا حق تا زندگی پائے نہ چین
ہیں یہ کتر امتحان خود را مخر	امتحان پر امتحانست لے سپر
امتحان کھوڑا بھی ہو تو اس سے ڈر	امتحان پر امتحان ہے اے سپر

۱۔ سچ بولنے والوں کو اُن کا صدق نفع دیتا ہے ۛ

۲۔ ایک سال میں دو بار امتحان لیا جائے ۛ

صدق و گرمی خود شمار اولیات	باز بے شرمی پناہ و پُر غاست
صدق و گرمی ہے شمار اولیا	اور بے شرمی پناہ ہر دغا
کالتفات خلق سونے خود کشند	کہ خشم و ازورں بس ناخوشند
التفات خلق کو ہیں کھینچتے	کتے ہیں ہم خوش ہیں ناخوش ہیں دلے

ایک شبہی خورہ

پوست و نمبہ یافت مروستہاں	ہر صبا ح او چرب کھوئے سلیمان
ایک ناداں کو ملی دُنبے کی کھال	موجھیں تو کرتا تھا اس سے بدخال
در میان شعلہاں رفتے کہ من	لوت چر بے خور و دام و در آہن
جا کے کھتا تھا امیروں سے - سنا	کھا کے آیا ہوں مرغن میں غذا
و حین بر سببت نہاے در نوید	رمز یعنی سونے سببت بنگرید
ہاتھ تھا موجھوں پر اپنی پھیلتا	راز یہ تھا نہ بیچے موجھیں ذرا
کایں گواہ صدق گفتار منست	و بس نشان چرب شیریں خور و
میری حق گوئی کی موجھیں ہیں گواہ	چرب و شیریں ہتی غذا بے اشتاہ
اشکمش گفتے جواب بے طینیں	کہ آباد اللہ کید الکافورین
پیش اس کا کہ را تھا یوں خدا	کھوج کھوئے کافروں کے مگر کا
لاف تو مارا بر آتش بر نہاؤ	کاں سبال چرب تہی بر کندہ باؤ
جھوٹ سے تو نے لگائی آگ کیوں	چرب موجھیں یہ تری برباد ہوں
گر نہوے لاف ز شکت لے گدا	یک کر لیے رحم افگندے ہما
جھوٹ اسے ظالم نہ گر تو بولتا	رحم کرتا کوئی تو مرو خدا

سے خدا کافروں کے فریب کا کھوج کھوتے :-

سوزش حاجت بزد بڑوں علم	مستجاب مدوعائے آل شکم
سوزش حاجت لے کی پردہ دری	پا اثر نکلیں دُعائیں پیٹ کی
چوں مرا خوانی اجاہتا کھنم	گفت حق گرفتاری و اہل صنم
جب پکار یگا - سرونگا میں قبول	بلا حق - فاسق ہو یا ہو بوافضول
وانگہاں حمت بہیں نوش کن	راستی پیش آریا خاموش کن
آب رحمت دیر پھر اور نوش کر	بول جع یا بولنے سے کر حذر
عاقبت پر اندیش ز دست غول	آلود عار اسخت گیری و شغل
غول کے انکھوں سے آخر ہوتا	کر وعائیں اور ڈیا و و بھکا

بٹی کا دُنْبہ کی کھال لے جانا

گر بہ آمد پوست دُنْبہ را برُو	چوں شکم خود را بحضرت در سپرو
کھال وہ دُنْبہ کی بٹی لے گئی	جب شکم لے حق سے بول ڈیا دُنْبہ
کوئل از رُس غائبش نکلت رشت	از پے دُنْبہ دویدند او گمشت
خوف سے پیلا ہوا اس کا پسیر	اس کے پیچھے دوڑے وہ بھاگی مگر
آبروئے مرو لانی را برُو	آمد اندر انجن آں طفل خرُو
اس گھنڈی کو دہاں رُسوا کیا	انجن میں آیا وہ دوڑا ہوا
چرب مکیوی لبان بسلتاں	گفت آں دُنْبہ کہ ہر صبح بدل
موتھیں اور لب تو کیا کرتا تھا تر	بولا وہ دُنْبہ کہ جس سے ہر
بس نویدیم و کدواں جہد سود	اگر بہ آمد ناگہانش در رُو
دوڑ سب بیکار وہ میری ہوتی	بٹی آئی ناگہاں اور لے گئی
چوں شنید ایں قصہ گشت انعم ہلاک	پہلوان لاف گرم و ذوقناک
سن کے قصہ ہو گیا غم سے ہلاک	پہلوان مغرور تھا اور ذوق ناک
سرفرو برد و جنش شند از سخن	منفعل شد در میان انجن
سر جھکایا اور چپکا ہو گیا	منفعل جب انجن میں وہ ہوا

از امتحانات قضا میں مباح	ماں سوئی برس کے آخرا تلاش
امتحانات قضا سے خوف کر	اپنی رسوائی سے ڈرانے بے خبر

بلعم باعور اور شیطان لعین

بلعم باعور و ابلیس لعین	زامتحان آخیز گشتہ ہمیں
بلعم باعور و شیطان لعین	تھے ذیل امتحان آخیز میں
زانگہ بودند امین از مکر خدا	کا امتحان رفت اندر مامضی
وہ مکر تھے مکر سے اللہ کے	بس ہمارے امتحان سب ہو چکے
عاقبت سوئی آمد حال شاں	ہم شنیدہ باطنی احوال شاں
آخر کار ان کی رسوائی ہوئی	تو نے ان کی داستان ہوگی سنی
کانچہ پنہاں میکند پیدایش کن	سخن ماراے خدا رسواش کن
وہ چھپاتا ہے تو پیدا کر اُسے	اے خدا! جلتا ہوں رسوا کر کے
او بدعویٰ میل دولت مے کند	معدہ اش نفیرین بسلت میکند
وہ تو دولت کا ہے بنا مدعی	معدہ بیچھے مونچھے پر اہنت انجی
لاف ادا کر ہمارے کند	شاخ رحمت از بن بر میکند
لاف زن ہے کرتا ہوں جود و عطا	شاخ رحمت کی جڑیں ہے کھودتا
جملہ اجزائے منش خصم ویند	کو بہارے لاف ایشاں ویند
دشمن اس کے ہیں تمام اجزائے تن	ہیں خزاں میں لاف گلہائے چمن
ایں شکم خصم سبال او شدہ	دست پنہاں فرما اندر زودہ
پیٹ اس کی مونچھے کا دشمن ہوا	کرتا ہے پوشیدہ پوشیدہ دُعا
کانے خدا رسوا کن ایں لاف لٹاں	تا بچند سوئے مارجم کرام
اے خدا رسوا کر اس کی نخوتیں	رجم تا ہم پر کرم والے کر میں

آن شلال آمدند آنجا: مجمع	آنچھو پروانہ بگروا اگر مجمع
گیدڑ آکر ہو گئے پاس اسکے جمع	جس طرح پروانے آپس گرد جمع
پس چہ خوانیمت بگوئے جوہری	گفت طاؤس نرچوں شتری
بولے - تجھ کو کیا کہیں اے جوہری	جلوہ طاؤس نرچوں مشتری
پس گفتندش کہ طاؤس اچھاں	جلوہ دارنارند رنگستان
بولے وہ گیدڑ کہ طاؤس لے انھی	کہتے ہیں گلزار میں تبارہ گری
تو چھاں جلوہ کنی گفتا کہ نے	باو یہ نارفتہ چوں گم مٹنے
تو ہے جلوہ گر یونہی؟ بولا نہیں	جب نہیں جگل - مناع کا کیا یقین
ہاں بگ طاؤس کنی گفتا کہ لا	پس طاؤس خواجہ بوالعلا
مورگی بولی ہی بول اے بوالعلا	چپ ہے کیوں تو مورکب ہے سر دکھا
خلعت طاؤس آید ز اسماں	کے رسد از رنگ و عوہا براں
خلعت طاؤس آئے چرخ سے	رنگ کب و عودوں کا اس پر پڑھ سکے
پچھو فرعون مرصع کردہ ریش	برتر از موسیٰ پیدہ از خلیش
جیسے فرعون مرصع ریش نے	سمجھا - بہتر ہوں کلیم اللہ سے

گیدڑ سے فرعون کی مشابہت

اوہم از نسل شغال مادہ زاد	در خم مالے و جاہے اوفتاد
وہ بھی شاید نسل سے گیدڑ کی تھا	خم مال و جاہ میں ڈوبا ہوا
ہر کہ دید آن جاہ و مالش سجدہ کرد	سجدہ افسو نیا نرا و بخورد
جس نے دولت دیکھ لی - سجدہ کیا	مکر کے سجدوں پر اس کو خرختا

۱۔ مکر مضمک کا ایک بازار جہاں قربانی دیتے ہیں +
 ۲۔ بوالعلا ابن حنیفہ کی کنیت - جو بیوقوفی میں مشہور تھا +

رخمہا شاں باز جنبیدن گرفت	خندہ آمد ماضراں از گفت
رخم بھی اُن کو مگو آیا ذرا	خندہ زن سب حاضرین بچے بر ملا
خج حمت رزمیش کاشند	دعوتش کردند و سیرش داشتند
بویا خج رخم اس کی خاک پر	دعوتیں کیں اور کھلایا پیٹ بھر
بے تکبر راستی اشد غلام	اوچھو ذوق راستی دید از کلام
بے تکبر راستی کی راہ لی	دیکھا جب سخنوں کا ذوق راستی
تا شوی رہبر و عالم نیک نام	راستی را پیشہ خود کن مدام
تا کہ ہو دونوں جہاں میں نیک نام	راستی کو اپنا پیشہ کر مدام

گیدڑ کا دعوائے طاووسی

بر بنا گوش ملامت گر بگفت	آں شغال بہنگ نہ ز رفت
کان میں اس کے ملامت کر جو تھا	خفیہ اس رنگیں گیدڑ نے کہا
ایک صنم چوں منق اور خوشن	بگد آخر در من در رنگ من
ایک ایسا بت نہیں بیت گر کے پاس	مجھ کو دیکھ اور میرے رنگ لے لٹکاس
مر مرا سجدہ کن از من سر مکش	چوں گلستاں گشتہ ام صد رنگ و خوش
سجدہ کر تو۔ سر کشی ہے مجھ سے کیوں	میں تو مثل گلستاں صد رنگ ہوں
خیز دنیا خواں مرا ورکن دیں	کرو فرو آپ تباہ رنگ ہیں
خیز دنیا مجھ کو کہ اور زکن دین	دیکھ آب و تاب میری بالقیں
لوح شرح کبریا فی گشتہ ام	مظہر لطفِ خدائی گشتہ ام
شرح حسین کبریا فی میں بھی ہوں	مظہر لطفِ خدائی میں بھی ہوں
کے شعلے ابو و چندیں جال	آئے شعلہ لاں میں بخوانیدم شغال
کب کسی گیدڑ میں ایسا حسن ہو	اب مجھے گیدڑ د کہنا گیدڑو

زائکہ طاووساں کنڈت امتحان	خوارو بے رونق بھانی درجہ
جب کریں گے مور تیرا امتحان	خوارو بے رونق ہو تو دنیا میں مل

منافع کی نشانی

گفت نیرواں مرئی اور متاق	یک نشان سہلتر زایل نفاق
حق نے ظاہر کی رسول پاک پر	ہر منافق کی نشانی سہل تر
گر منافق رفت باشد غزوہ ہول	واشناسی ہو رادر حق قول
گر منافق ہو بڑا اور پُر زہول	اس کو تو پہچان سن کہ حق و قول
چوں سفالیں کوزہ مارا میخری	امتحان میکنی اے مشتری
مٹی کے برتن جو لیتا ہے کبھی	امتحان کرتا ہے تو اے مشتری
میزنی دستے براں کوزہ چرا	ما شناسی از طنین اشکِ چرا
تھوکتا ہے اور بجاتا ہے اُسے	تا صدا سے ٹوٹا پھوٹا جان لے
بانگِ استہ دگر گول مے بود	بانگ چاوش است پیش میرو
ٹوٹے برتن کی صدا ہے دوسری	ہے نقیب آواز گویا اے اجنی
بانگ مے آید کہ تعریفش کند	ہچو مصدر فعل تعریفش کند
وہ صدا کوزے کی تعریفیں کرے	فعل چوں مصدر کی تعریفیں کرے
چوں حدیث امتحانی رونمود	یادِ آدم قصہ ماروت زود
بات جب یہ امتحانی آ پڑی	قصہ ماروت یاد آیا ابھی

ماروت و ماروت کا قصہ

پیش زیاں گفتہ بوم اندکے	خود چلویم از ہزار ارش یکے
اس سے پہلے کہ چکا ہوں کچھ بیان	اک ہزاروں میں سے کرتا ہوں بیان

از سجدہ و از تحیر مانے خلق	گشت مستکس گدائے زندہ دل
سجدہ و حیرانی مخلوق سے	گدائی میں بھی آگئی مستی اُسے
واں قبول و سجدہ خلق اشد ہست	مال مارا آمد کہ دروے زہر ہست
ہے قبول و سجدہ خلق اشد ہست	مال سانپ لہا اور زہر ہے اہیں ہر
تو شغالی بیچ طاؤسی مگن	ہائے اے فرعون ناموسی مگن
تو ہے گیدڑ، زعم طاؤسی نہ کر	دیکھ اے فرعون ناموسی نہ کر
عاجزی از جلوہ رسوا شوی	سوئے طاؤساں اگر پیدا شوی
عاجزی سے جلوہ کی رسوا ہو تو	موروں میں جا کر اگر پیدا ہو تو
پر جلوہ بر سر رویت زوند	موسیٰ ہاروں چو طاؤساں بند
تیرے سر پر جلوہ کے پر مارتے	موسیٰ اور ہاروں دونوں مورتے
سرنگوں افاوی از بالائیت	زشتیت پیدا شد و رسوائیت
سرنگوں بالا سے گر کر ہے تو اں	زشتی و رسوائی تیری ہے عیاں
نقش شیریں رفت پیدا اگشت کلب	چوں محک پیدی سپیدی چو کلب
شیریں رخصت ہو گئی۔ کتا بنا	مثل کھوٹے سے تو کالا بولیا
پوستین شیر را پر خو می پوش	اے سگ گین زشت از رخ جوش
پوستین شیر کا پردہ نہ لے	خارشی گئے! تو حرص و جوش سے
نقش شیر و آنکہ اخلاق سگان	غرہ شیرت بخوابد امتحاں
شیر کا نقش اور اخلاق سگان	غرہ شیر کا ہوگا امتحاں
بیچ بر خو طلق طاؤسی نمبر	اے شغال بے جمال بے ہنر
اپنے اوپر مور کا یوں ظن نہ کر	تو ہے گیدڑ بے جمال و بے ہنر

اے لوگوں سے عزت کی توقع رکھنا :

ایک بکرا اور بکری

بر دو دوا ز بہر خوردے بے گزند	اں بڑ کو ہی بر آں کوہ بلند
دوڑتا ہے چارہ کھانے بے خطر	ایک بکرا ایک اونچے کوہ پر
بازئی و گیزر حکیم آسماں	تا علف چنید بہ بیند ناگہاں
وہ سراک کھیل زیر آسماں	چرتے چرتے دیکھتا ہے ناگہاں
مادہ بڑ بیند بر آں کوہ و گز	بر کبہ و گیزر بر انداز و نظر
بکری آئے کوہ دیگر پر نظر	ڈالے نظریں دوسرے جب کوہ پر
بر جہد سر مست زیں گتہ تابداں	چشم اوتار یک گرو در زماں
کوہے سر مستی سے وہ اس کوہ پر	آنکھیں ہوں تار یک اسکی دیکھ کر
کہ دویدن کوہ بالو عہ سرا	انچناں نزو یک بنماید و را
جیسے گھر میں اک گڑھا ہو۔ دیکھتے	پاس وہ اتنا نظر آئے اُسے
تا زستی میل حبش کیدش	اں ہزاراں گز دو گز بنمایدش
ستی میں پہنچے وہاں وہ کوہ کر	وہ ہزاروں گز دو گز آئے نظر
در میان ہر دو کوہ بے اماں	چونکہ بکروں قدر اندر میاں
دونوں کوہوں میں۔ اماں کیونکر ملے	کوہے جب تو در میاں میں گرہے
خود پناہش خون و را رنجیتہ	اوز صیبا و اں بکبہ بگرہیتہ
وہ پناہ گز خون خود اُسکا کرے	کوہ پر بھاگا پھرے صیبا د سے
انتظار آں قضائے باشکوہ	شستہ صیبا و اں مایں آن کوہ
منتظر گویا تھے اس کی موت سے	ان پہاڑوں میں چھپے صیبا د تھے
ورنہ چالا کست چست خصم ہیں	باشد اغاصبہ ایں بڑ اچنیں
ورنہ ہے چالاک و چست اور ہوشیار	اس طرح اکثر یہ بکرا ہو شکار

ماکنون اما ندم از تقویٰ بقما	خواستم گفتن در آن تحقیقما
ہو گئی تاخیر اتنی بے گماں	چاہا تھا تحقیق سے کرنا بیاں
ما بگویم باتو از اسرار یار	گوش دل ایک فضل رسخ بار
دوست کے کچھ بھید تجھ کو دوں بتا	گوش دل کو تو ادھر دم بھر لگا
گنتہ آید شرح یکچہ موئے زینل	جملہ دیگر زبیاں رش قلیل
جیسے ہو اک قطرہ دریائے نیل	سیکڑوں بھیدوں سے اسکے کچھ قلیل
اے غلام و چاکراں ماروت ا	گوش کن ہاروت اماروت ا
ہم غلام اور تیرے چہرے پر خدا	نقتہ سن ہاروت اور ماروت کا
در عجاہ بہائے استدراج شاہ	مست بودند از تماشا ئے آلہ
شہ کے استدراج میں کھوئے بچے	مست تھے اللہ کے دیدار سے
ما چہ مستیہ ما و ہد معراج حق	انچہ نہیں مستی ستی استدراج حق
دیکھی کیا کیا مستیاں معراج حق	مست کن جب یوں ہو استدراج حق
خوان انعامش چہا و اندک شود	دانہ و امش خنیں مستی نمود
خوان انعام اس کا کیا کیا کھولے	دانہ و ام ایسی مستی جب رکھے
ہائے ہوئے عاشقانہ میزوند	مست بودند و رہیدہ از کند
ہا و ہوئے عاشقانہ کرتے تھے	مست تھے اور دام سے چھوٹے ہوئے
صحرش چوں کاہ کہ را میر پو	ایک کھین و امتحان راہ بود
جس کی آدھی تھی پہاڑوں کی فنا	ایک گھات ایک امتحان رستے میں تھا
کے بود و مست ازینہا خبر	امتحان میکہ و شاں زبیر و زبر
کیا ہو اک سرمست کو اسکی خبر	امتحان کرتا انہیں زیر و زبر
چاہ و خندق پیش او خوش سلیست	خندق میدان پیش و بکیت
چاہ و خندق ایک ہیں اس کے لئے	خندق و میدان برابر ہیں اُس سے

ماروت و ماروت کا زمین پر آنے کی تمنا کرنا

برزیں ہاراں بیداویے چھریخ	اپس مسیہا بقتلے ویرغ
رکھتے جوں ابراہیم تازہ - پُر زرم	مستی سے بولے - زمیں پر ہوتے ہم
عدل انصاف و عبادت و وفا	گستریدیے اور آں بیدا و جا
عدل و انصاف و عبادت اور وفا	اور پھیلاتے وہاں جا کر ذرا
پیش پاستم آں ناپیدا بست	ایں بقتلہ قضا میگفت بست
پاؤں کے آگے بہت مخفی ہیں جاں	اور کہتی تھی قضا، خود کو سنجال
ہیں مراں کو رانہ اندر کہ بلا	ہیں مرو گستاخ و دروشت بلا
جانہ یوں کو رانہ سٹوئے کہ بلا	کیوں ہے رُخ تیرا سٹوئے وشت بلا
مے نیا بدر راہ پائے سنا لگاں	کہ زبوںے و استخوان بالگاں
دہر وڈوں کو کس طرح رستہ ملے	استخوان و نوے مرنے والوں کے
بسکہ تنخہ تر لاشے کر و شے	جملہ را استخوان مومے و پے
شے کو لاشے قہر نے ہے کر ویا	بال اور ہڈی سے پڑ ہے راستا
بر زمین آہستہ میرا نند ہوں	گفت حتی کہ بندگان یار غوں
چلتے آہستہ زمین پر ہیں سدا	بولاق - بندے جو ہیں اہل وفا
جز بر عقل و فکر ہر پرہیزگا	پا برہنہ چوں و دور خارزار
ہاں جز زاہد اور اہل فکر کے	پا برہنہ کانٹوں میں کیونکر چلے
بستہ بود اندر حجاب جو شمشاں	ایں قضا میگفت لیکن گوشمشاں
بند قید پریش میں تھے بیجان	یہ قضا کہتی تھی - لیکن اُن کے کان
جز مگر آہنا کہ از خود رستہ اند	چشمہا و گوشہا را بستہ اند
ہاں مگر وہ جو ہیں بیخود فتن	کر لیا ہے آنکھ اور کانوں کو بند

دام پاکیرش یقیں شہوت بود	گرم ارجہ با سر و سبوت بود
جال اور پھندے میں شہوت کے چنے	شان اور شوکت اگر گرم رہے
مستی شہوت میں اندر مقرر	پہچومن از مستی شہوت ببر
اور مستی مقرر پر غور کر	کر مرے مانند شہوت سے حذر
پیش مستی ملک شد مستہان	باز این مستی و شہوت در جہاں
پیش مستی ملک رسوا ہیں - ہاں	شہوت عالم اور اس کی مستیاں
او شہوت اتفاق سے کم کند	مستی آن مستی این اب شکند
کب ہے اس کا سوتے شہوت اتفاق	اس کی مستی توڑے اس مستی کی ذات
خوش بود خوش عمل و دل پر نور	آب شیریں تا بخوردی آب شور
خوب ہو معلوم جو آنکھوں میں نور	آب شیریں گر نہ ہو تو آب شور
پر کند جاں از مے و ز ساقیاں	قطرہ از باد و مائے آسماں
جاں بھرے ساقی دے سے بر ملا	آسماں سے گر کے قطرہ عشق کا
وز جلالت و جہانے پاک را	تا چہ مستیہا بود املاک را
روح کو حاصل ہے عظمت بیگماں	دیکھ قطرے میں ہیں کیسی مستیاں
محم باوۃ این جہاں بشکستہ اند	کہ بہوئے دل برائے بستہ اند
اور محم نے کو یہاں کے دی شکست	دل میں اس نے کا کیا ہے بندوبست
پہچو کفائے نہفتہ در قبور	جز مگر آہنا کہ نو میدند و ر
کاروں کی طرح محبوب قبور	ماسوا آئے جو ہیں بایں دور
خار ہائے بے نہایت کشہ اند	تا امید از ہر دو عالم کشہ اند
کانٹ لا تعداد آخر بو دئے	تا امید ہر دو عالم وہ ہوئے

سکونے میدان بزم و تخت بادشاہ	کہ بڑوں آرمداں و زارنگاہ
جانب میدان ہی تخت بادشاہ	ہیں نکالیں صبح سے بے اشتباہ
کہ مناد یہاں کنداز ہر کنار	پس بفرمودند و در شہر آشکار
یہ منادی ہر طرف کرتے پھریں	حکم یہ پہنچا کہ سارے شہر میں
شاہ میخواند شمارا و امنکماں	الصلوات علیہ السلام اسرائیلیاں
ہے بلایا شاہ نے۔ مگر سے چلو	ہو ہمتیں معلوم اسرائیلیو!
بر شمار احساں کند بہر ثواب	تا شمارا و نمائید بے نقاب
تم یہ احساں کرے بہر ثواب	تا کہ وہ چہرہ دکھائے بے نقاب
دیدن فرعون ستوری نبود	اکال سیراں الجوز دوری نبود
دیکھنا فرعون کا ممکن نہ تھا	اُن اسیروں کو تھی دُوری و اما
بہر آں یا سہ بخند کے برو	گر قیادندے برہ در پیش و
قاعدہ تھا۔ او نہ ہے گر کہ منہ چھپائیں	راہ میں آگے اگر وہ اسکے آئیں
درگہ و بیگہ لقائے آل امیر	یا سہ آں بید کہ نہ بیند پیچ آہ
وقت اور بے وقت دیدار امیر	ضابطہ یہ تھا نہ دیکھیں وہ اسیر
تا نہ بیند رو بہ دیوار سے کند	با ملک چاوشاں چو درہ بستنود
جانب دیوار چہرے پھر ایسے	جب نقیبوں کی وہ آوازیں سنیں
آنچہ بدتر بر سر او آن روو	ور بہ بیند روئے آل مجرم شود
بدترین اسکو سزا دی جائے گی	جو ملاتے آئیکہ مجرم ہو وہی
کہ حریص است آدمی فیما منع	بو و شہاں حرص لہائے محتغ
منع کردہ شے کی ہو دُعاں کہ حرص	دیکھنے کی تھی ہر اک ناداں کو حرص

جز عینیت کہ کشاید چشم را	جز محبت کہ نشاند چشم را
جز عنایت کون کمدے آئندہ کو	جز محبت کے نہ ہو عقدہ فرو
جہد بے توفیق جاں کندن بود	زار زنی کم گر چہ صد خرمن بود
سہی بے توفیق ہے بس جاں کنی	کم دیں کنگھی سے جو ہوں سو ڈھیر کنی
جہد بے توفیق خود کس امباو	در جہاں اللہ اعلم بالاشاؤ
سچی بے مقصد کسی کو حق نہ دے	بس وہی اصرار جانے رشہ کے

فرعون کا خواب بچینا

جہد فرعون چو بے توفیق بود	ہر چہ و میدخت آں تفتیق بود
سچی فرعون چو بے توفیق تھی	جو سلائی اس نے کی۔ اودھڑی وہی
از مخم بود و کمرش ہزار	وز معبر بود و ساحر بے شمار
تھے مہتم علم میں اس سے ہزار	اور جاؤ گد معبر بے شمار
مقدم موسیٰ نمودندش بخواب	کہ کند فرعون و ملکش اخراب
آئے ہیں موسیٰ یہ دیکھا اُسے خواب	وہ اور اس کا ملک ہوتا ہے خواب
بامعبر گفت با اہل نجوم	چوں بود و دفع خیال و خواب شوم
اس نے یہ پوچھا کہ اے اہل نجوم	دفع ہو کیونکہ خیال و خواب شوم
جملہ گفتندش کہ تدبیر کے کنیم	راہ زاون اچو رہزن بر زمین
بولے سب۔ تدبیر اسکی ہم کریں	مثیل رہزن روک دیں پیدائشیں
اتنا رسید آں شب کہ مولد بود آں	سائے آں پند آں فرعونیاں
رات پیدائش کی جب آئی تھی	راتے یہ فرعونوں کی پھر ہوئی

لے خواب کی تعبیر نکالنے والا ۛ

در بر آں میر یک یک مے مشند	ہر گنج بزم مصریے جمع آمدند
ایک اک سب سا سنے آنے گئے	تھے جہاں مصری۔ اکٹھے ہو گئے
ہیں قد خواجہ در آں گوشہ نشین	ہر کہ مے آمد بکفانیستیں
اور کتا۔ خواجہ! تم بیٹھو یہیں	جو کوئی آتا۔ وہ کتا یہ نہیں
گردن ایشاں پداں حلیہ زدند	تا بدیں شیوہ ہمہ جمع آمدند
لائیں سب کی گروہیں اس چلے سے	اس طرح جب جمع آکر سب ہوئے
داعی اللہ را بروندے نیاز	شومئی آنکہ سو با نیک نماز
حق کے داعی سے نہ تھا اُن کو نیاز	آفت آئی یہ کہ وہ تھے بے نماز
الحذر از مکر شیطان اے رشید	دعوت مکارِ شاں اندر کشید
الاماں اس نکر سے شیطان کے	دعوت مکار پر دوڑے گئے
تا نگیر با نیک محتالیت گوش	با نیک و ایشاں و محتاجاں نیرش
تا نہ آواز آئے پھر مکار کی	سُن صدا درویش و مفلس کی اخی
در شکم خوراں تو صاحب دل بچو	گر گدایاں طاہرند و زشتخو
کر تو اپنی دل کی اُن میں جیسو	گر گدایاں لاچی اور زشت خو
خزما اندر میانِ تنگہاست	در تنگہ دریا گہر با سنگہاست
خز جو کچھ ہیں میانِ تنگ ہیں	نہ میں دریا کی گہر اور سنگ ہیں
از یکہ تا جانبِ میداں واں	پس بخوشیند اسرائیلیاں
صبح ہی میداں کی جانب چلے گئے	جوش میں آکر وہ اسرائیلیے
روئے خود بنمو و شاں بس تازہ و	چون بھلت شاں میداں بڑا و
منہ دکھانا رونمائی تھی نئی	جمع اس چلے سے جب قوم اُسنے کی
ہم عطا ہم وعدہ کر دیاں قبا و	کر دلداری و بخششہا و
کی عطا اور پھر کئے کچھ وعدے بھی	ان کی دلداری بھی کی بخشش بھی کی

فرعون کا بی اسرائیل کو بلانا

شاہ منادی در محلہ تہارواں	بانگ میزد کو بکوشادی کنان
ہر محلے میں منادی ہو گئی	کو بکوشی یہ صدا گوئی ہوئی
کالے اسیراں سوائے میدان گاہ	کر شہنشاہ دیدن جو دست مید
اے اسیرو جانب میداں چلو	دیکھو شاہنشاہ کو - اناام
چوں شنید آں مژدہ اسرائیلیاں	نشکمان بودند و لب مشتاق آں
مژدہ اسرائیلیوں نے جب سنا	دید کے پای سے بچے مشتاق لقا
زین خبر گشتہ حلقہ شاد ماں	راہ میداں برگزید آں زماں
اس خبر سے ہو گئے سب شاد ماں	راہ لی میدان کی - پہنچے دواں
حیلہ راخوردند و آستوناختند	خوشن را بہر جلوہ ساختند
کھا کے دھوکا سب اُدھر کو چلے گئے	بن سوز کر دیکھنے کے واسطے
تا رود آنجا بہ بنید روئے او	تا چہ خاصیت نہ دیدار او
دیکھیں چہرہ اس کا تا جا کر دواں	کیا ہے تاثیر اس کی - کر لیں امتحان
از غرض غافل مبدند و بے خبر	وز طمع رفتند بیروں سر بسر
تھے غرض سے محض غافل - بے خبر	طمع سے باہر گئے وہ سر بسر

ایک متشبی حکایت

پہنچناں کاں جانول حیلہ ماں	گفت مجرم کسے از مصریاں
جس طرح اک حیلہ گر اور بد معاش	بولد - اک مصری کہی ہے مجھ کو تلاش
مصریاں اجمع آید ایں طرف	تا در آید آئنگہ مے جویم بکف
مصریوں کو جمع کر دو تم یہاں	اس کو پکڑوں جس کا جریا ہوں میں

بعد ازاں گفت ز بجائے جانناں	جلہ درمیدان نجسید امشب
پھر کہا۔ اپنی خاکسب کے لئے	آج اس میدان میں سونا چاہیے
پاسخش داوند کہ خدمت کنیم	گر تو خواہی یک مہ نیچا ساکنیم
عرض کی بہم شوق سے خدمت کریں	تو کہے تو ایک مہ اس جا رہیں
فرعون کا خوش خوش واپس آنا	
اشہ شبانکہ باز آمد شادماں	کا امشبان گلست ووزندازنماں
شام کو شہ لوٹ آیا۔ خوش ہوا	حل کی شب سب ہیں عورت سے جدا
خازنن عمران ہم اندر خدمتش	ہم بشہر آمد قرین صحبتش
تھے جو خازن اس کے عمران خدمتی	شہر کو بس آئے اس کے ساتھ ہی
گفت اے عمران بریں خوشی	ہیں مہ سونے زن و صحبت مجو
بولہ اسے عمران یہیں کہ شب بسر	پاس عورت کے نہ جا۔ صحبت نہ کر
گفت چشم ہم وریں درگاہ تو	نہیج نہ نشیم بجز دلخواہ تو
بولے ہاں تیرے ہی در پر سوؤنگا	فکر کیا ہے تیری خواہش کے سوا
بولہ عمران ہم ز اسرائیلیاں	لیک مرفوعون اول بودجاں
گو تھے عمران قوم اسرائیل سے	پر بہت فرعون کو محبوب تھے
نے گماں بڑے کہ وہ عصیاں کند	انکہ خوف جان فرعون آں کند
گماں کب تھا کہ وہ عصیاں کریں	اور ہلاکت کا مری باعث بنیں
ایمن ز عمران بد و افعال او	لیک آں بر خود جزائے حال او
نقل سے عمران کے بے خوف تھا	خود وہ تھا اس کے لئے لیکن سزا
خود کجا در خاطر فرعون بود	ایں خلیں تھدی رہیں عا دو نمود
خاطر فرعون میں تھا کب کشود	اس کی ہے تھدی رہیں عا دو نمود

زہرہ نے عمرانؑ مسکینؑ کو کہتا	باز گوید اختلاط جفت را
اب تھی عمرانؑ مسکینؑ میں کہاں	حال صحبت کا جو کہ دیشا بیاں
پیش می آمد پس میرفت شہ	جملہ شب بچھو حال وقت زہ
باہر اندر رات بھر فرعون تھا	درو زہ کے وقت جیسے حامل
ہر زمان مے گفت اے عمرانؑ	سخت زجا بروہ است این نغرا
ہر گھڑی کہتا تھا۔ اے عمرانؑ مجھے	بیقراری سخت ہے اس شود سے
چوں زن عمرانؑ لبرائؑ و حزید	تا کہ شد استارہ موسیٰ پدید
زوجہ عمرانؑ سے ہوئی جب ہمنکار	کو کب موسیٰؑ ہوا کہ دوں ننگار
ہر پیمبر کہ در آید در رسم	نجم او بر چرخ گرد و متجم
جب رسم میں آتا ہے کوئی بنی	تارا ہوتا ہے فلک پر منجمی
نجومیوں کا شور و غوغا	
بر فلک پیدا شد اہل ستارہ اش	کور می فرعونؑ مکر و چارہ اش
اُن کا تارا چرخ پر ظاہر ہوا	حیلہ سب فرعونؑ کا لے کار تھا
روز شد گفتش کہ اے عمرانؑ برو	واقف آن غفلؑ و آن باہمت شو
دن ہوا۔ بولا کہ اے عمرانؑ جا	لا خبر کیسا تھا شور اور غفل
رازد عمرانؑ جانب میدانؑ و گفت	ایں چہ غفلؑ بود نہا ہوشہ شفقت
جا کے میدان میں یہ عمرانؑ نے کہا	شور یہ کیسا تھا جو شہ نے سنا
ہر نجم سر بر ہنہ جامہ چاک	پچھو اصحابؑ غراما لیدہ خاک
ہر بجی تھے سر اور جامہ چاک	اہل ماتم کی طرح تھاں کے خاک
پچھو اصحابؑ غراما آوازِ شاں	بد گرفتہ در فنانؑ سازِ شاں
ماتمی لوگوں کی سی آواز تھی	اور۔ چلانے سے تھی بیٹھی ہوئی

حضرت عمرانؑ کا بی بی کو نصیحت کرنا

آنایید بر من تو صد حزن	باز گرد و بیخ از دنیا دم حزن
تا نہ پہنچے مجھ کو اور تجھ کو ضرر	لوٹ جا اور ذکر اس کا کچھ ذکر
چوں علامتہا رسد اے ناز نہیں	عاقبت پیدا شو و آشماریں
ہوں گے جب اے نازیں پیدا نشان	حل کے آشمار تب ہونگے عیاں
مے سید و خلق و مے مند برہا	اور زماں از سوئے میاں فرہا
پہنچے بل بل کر ہوا میں یک یک	جانب میاں سے نعرے شہر تک
پا برہنہ کایں چہ غلغلہاں	شاہ ازان سیت ہیں جیت آنداں
نگے پاؤں - جب یہ شور و غل ملنا	خوف سے فرعون باہر آ گیا

فرعون کا شور و غل سے ڈرنا

کز نہیںش میرم جتنے و دیو	از سو میاں چہ باگست و غریو
دیو و جن کو خوف سے ہیں لرزیں	شور و غل کیسا ہے یہ میدان میں
قوم اسرائیلیاں از تو شاو	گفت عمرانؑ شاہ مارا عمر باو
تجھ سے اسرائیلیوں میں ہے خوشی	بولے عمرانؑ عمارتوں شاہ کی
رقص مے آرمد و کفہا میزند	از عطائے شاہ شادی میکنند
تا لیوں اور رقص سے کرتے ہیں یاد	شاہ کی بختش سے ان کے دل ہیں شاو
وہم و اندیشہ مرا پڑ کر و نیک	گفت باشد کایں بودا و نیک
وہم و اندیشہ ہے ایسے شور سے	بولا - شاید ہو یہی - لیکن مجھے
از غم و اندوہ و غم پیر کر و	ایں صدا جان مرا تغیر کر و
ہے غم و اندوہ سے حالت خراب	اس صدا سے دل میں ہے اک انقلاب

آبروئے شاہ مارا سنجید	سوئے میدان شاہ را انگیختند
اور ہمارے شاہ کی لی آبرو	جائے میدان میں ابھارا شاہ کو
شاہ را مافاسخ آرم از غماں	دست بر سینه زوندا ندر زماں
ہم رہا غم سے کہیں گے شاہ کو	بولے سینہ کوٹ کر وہ سب سینو
شید بر فرعون بر خواند نسق تمام	عاقبت زرا تلف شد کار خام
کہ دیا فرعون سے قصہ تمام	ز تلف اتنا ہوا - ہے کام خام
خواند ایشان از خشم آن پادشاہ	چوں شنید از غصہ ویش شد سیاہ
پھر بلایا سب کو سونے بارگاہ	ہو گیا یہ سچ کے غمہ اس کا سیاہ
من بر آویزم شمار بے اماں	گفت ایشانرا کہ ہیں اے غائبان
کیا چڑھا دوں تم کو سولی پر - کو	اور کہا اُن سے کہ کیوں اے غائبان
مالہا در دشمنان در با ختم	خویش اور مضحکہ انداختم
مال و زر تم کو دیا اے دشمنو	مضحکہ میں میں نے ڈالا اپنے کو
دور ماندند از ملاقات زباں	تاکہ مشبہ جملہ اسرائیلیاں
عورتوں سے دور ہو - تھی اتنی بات	وہ اسرائیل تا صرف ایک رات
ایں بود یاری و افعال کہ آٹا	مال رفت آبرو و کار خام
کیا یہ ہے غمخواری و فعل گرام	دے گئے ال و آبرو - ہے کار خام
ملکہ تبار اسلم مے خورید	اسالہا اور از ر و خلعت مے برید
میری ساری سلطنت کو کھا گئے	برسوں خلعت، اور وہیلنے بھی - لئے
فہم گزاردید با شیدم میں	از برائے آسمان روزے جنیں
خود کر کے سب مدد میری کہیں	اس لئے بر آسمان آئے وقت جس
طبل خوارانید و مکارید و شوم	رہے تال میں بود فرنگ و نجوم
تم ہو پیٹو اور مکار اور شوم	اتنی تمہاری رائے اور عقل و نجوم

ریش منور کندہ و بد رید گال	خاک بر سر کردہ پُر خوں دی گال
ڈاڑھی نوبی اور اکھاڑے مجھے سر	خاک بر سر اور خوں سے آکھڑے
گفت خیرست بیچ آشوبست	بد نشانے میدہد مخوس سال
بولے عمران، خیر ہے، کیا ہے یہ حال	بدشگونی کرتا ہے مخوس سال
عذر آور دند و گفتندے امیر	کر دمارا دست تقدیر شل سیر
عذر کر کے سب وہ بولے امیر	کر لیا تقدیر نے ہم کو اسیر
اینہم کر دیم و دولت تیرہ شد	دشمن شہست گشت و شیر شد
کر چکے سب کچھ اندھیرا ہو گیا	دشمن فرعون پیدا ہو گیا
شب ستارہ آں سپر آمد عیاں	کورئی ما بر جبین آسمان
رات کو اس کا ستارہ تھا عیاں	اپنی کوری تھی پردے آسمان
ازو ستارہ آں ہمیر بر سما	ما ستارہ بار کشیتیم از ہکا
اس نیچا کا تھا ستارہ چرخ بد	تارے برساتے ہم آنکھوں سے اور
باول خوش شاد و عمران نفاق	دست بر سرے زد کا، الفراق
خوش تھے عمران، لیکن از راو نفاق	پیٹ کر سراپا بولے الفراق
کر و عمران خوش پر دشمن و ریش	رفت چوں یونگاں سعتیل و ریش
ترش مرو اور رنج و غصہ سے بھرے	بے خبر دیوانوں کی صورت چلے
خویشترن اعجبی کرد و براند	گفتہ لے بس دشمن رُج جمع خواند
اپنے کو لا علم کر کے وہ گئے	سخت بائیں لوگوں سے کہتے ہوئے
خویشترن ریش و عکس ساخت	نزد ہاے بازگو نہ باخت او
ترش اور عکس خود کو کر لیا	وہ کھلاڑی کھیل کھیلے دوسرا
گفت شاں شاہ مرا بفرقتید	از خیانت ز طمع نشکیفتید
بولے سب نے شاہ کو بہکا لیا	صبر کب طمع و خیانت سے کیا

سُور گرو دوسر زمر کے بر زند	چُون میں با آسمان خمی کند
سُور ہو کر مڑوہ ہو وہ بالیہیں	آسمانوں کی جو دشمن ہو زمین
سُبلان ریش خود بر میکند	نقش با نقاش پنجہ میزند
ڈاڑھی مونچھیں اپنی منی میں ملائے	نقش اگر نقاش سے پنجہ لڑائے

زنجہ عورتوں کو فرعون کا بلانا

سوئے میدان بڑا فگند جنت	بعد مہر شہ بڑا اور سخت
اور میدان میں بھی اک بارگاہ	لو نہیں بعد نکلا سخت شاہ
کائے زناں کرد ہر میاں بید ہر	بار دیگر شد منادی سوئے شہر
عورتو عشرت اٹھاؤ دہر کی	دوسری بار اک منادی پھر ہوئی
آز بخش شہائے شہ شاواں شہید	اے زناں با طفلگان میدان لہوید
شاہ کی بخشش سے جل کر شہاد ہو	سوئے میدان لے کے بچوں کو چلو
خلعت ہر کس از انباش کر کشید	آپنچنانکہ پار مرواں ارسید
خلعت و زر سے ہوئے وہ سب نہال	جس طرح مردوں نے پایا بار سال
تا بیا بد ہر کسے چیز بکیہ خواست	ہیں ناں امروز اقبال ہماست
آج تم جو چیز چاہو۔ مانگ لو	ہے تمہارا بخت یا ور۔ عورتو
کو دکان اہم کلاہ زر نہد	امر زناں اخلاعت و صلت دہد
سر پہ بچوں کے کلاہ زر رکھیں	خلعت و دیدار پائیں عورتیں
گنہگار گیرند از شاہ مکیں	ہر کہ او میں زانیت ہست ہیں
شاہ سے لے وہ خزانہ بر ملا	جس نے مجھ اس نہیں ہیں جانا
شاواں تا خیمہ شاہ آمد نہد	اے زناں با طفلگان ہر شہ نہد
خیمہ فرعون کے پاس آگئیں	عورتیں بچوں کو لے کر چلیں

میں شمارا بروم آتش زخم	بینی و گوش و لباساں برکنم
بھاڑ ڈالوں میں بھلا ڈالوں نہیں	ناک کان اور ہونٹ کاٹوں جوڑم میں
میں شمارا ہیڑم آتش کنم	عیش رفتہ بر شمانا خوش کنم
آل کا ایندھن بنا دوں میں نہیں	عیش پہلا سب ملا دوں خاک میں
سجدہ کروند و بگفتند اے خدیو	گر کیے کرت زما چر بید و بویو
سجدہ کر کے سب یہ بولے اے خدیو	غالب آیا ہم پہ ناں اس دفعہ دیو
اسا ہا و فیغ بلا ہا کردہ ایم	وہم حیراں زانچہ ماہا کردہ کم
درتوں کرتے رہے دینے بکلا	وہم حیراں اس سے جو ہم نے کیا
نوت شد از ما و حش شد بید	نطفہ اس حبست رحم اندر خزید
چوکے ہم اور حل ظاہر ہو گیا	نطفہ مادر کے رحم میں جا بڑا
ایک استغفراں و زولاد	مانگہ داریم اے شاہ قباد
اس کی پیداوش کا دن لیکن ضرور	ہم نگہ رکھیں گے اے شاہ عبور
روز میلادش رصد بندیم ما	تا نگہ و فوت و بھند اس قضا
دن ولادت کا نگہ رکھیں گے مینا	ہم نہ چھکیں اور نہ پوری ہو قضا
گر نگہ داریم اس نگہ مارا بکشت	اے غلام لٹے تو افکار و ہش
گر نگہ رکھیں نہ ہم تو جان لے	ہوش اور افکار ہیں چاکہ ترے
تا بنہ مے ستر و اور روز روز	تا پیر و تیر حکم خصم و وز
تو مہینہ تک پھر اک اک دن گنا	تا نہ ہو جائے رہا پیر خص
بر قضا ہر کوشش بخوں آورد	سرنگوں آید سر خود را خورد
جو قضا پر عزم بخوں کا کرے	اپنا سر کھائے وہ سر کے بل کرے
چوں مکان لا مکاں حملہ برو	خون جو ورین دہلا مارا خرو
جب مکاں ہو لا مکاں پھر حملہ ور	خون خود اپنا کرے وہ فتنہ گر

ماتنگدا ریش از ہرنار وودو	در تنور انداز موسی را تو زود
آگ سے ہم خود گھبانی کریں	ڈال دے موسیٰ کو تو تنور میں
لا تیکون النار حراً شاردوا	عصمت یا نار کو فی بار دوا
آگ اُسے ہرگز نہ دے نقصاں دوا	نار کو فی کر کے ہم لیں گے بچا
برقن موسیٰ نہ کرو آتش اثر	زن بوجی انداخت ورا در شر
جسم موسیٰ پر اثر کچھ بھی نہ پختے	وحی سن کر آگ میں ڈالا اُسے
بیچ طفلے اندر آں خانہ نہ بود	پس عواناں خانہ را جستند زود
خزانہ گھر میں کوئی بچہ شاد کام	ڈھونڈا لکھ کر ہر سپاہی نے تمام
باز غمازاں کزاں اقف ہند	پس عواناں میرا و آتشو شدند
تختے جو کچھ غماز واقف بد نہاد	ہو گئے رخصت سپاہی بے مراد
پیش فرعون از برائے و انگ چند	با عواناں ماجرا بداشتند
سانے فرعون کے قصہ کہا	ان کو زربینے کا کچھ لالچ جو تھا
نیک نیکیو بنکرید اندر عرف	اگلے عواناں باز گردید آں طرف
کھڑکیوں سے جھانک کر دیکھ آؤ تم	یہ دیا حکم اُس نے واپس جاؤ تم
مابجویند آں سپر آں ماں	باز گشتند آں عواناں جملگان
ماتکہ اس بچے کو ڈھونڈ میں لاکھ	وہ سپاہی پھر وہاں پہنچے تمام
مادر موسیٰ کو وحی آنا	
روئے در امیدوار و مومکن	باز وحی آمد کہ در آبش فگن
رکھ امید اور نوج مت تو اپنے بال	پھر یہ وحی آئی اُسے پانی میں ڈال
من ترابا اور سام رو سفید	در فگن در نیش و کن اغتمید
اس سے تجھ کو میں ملاؤنگا منگر	نیل میں ڈال اور بھروسہ مجھ پر کر

یعنی جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو یار کوئی دروازہ سلام علیہ السلام کی طرف سے آیا تھا ہم موسیٰ کو بھی بچا لیں گے +

ہرز نے نوزاد بیروں شد بہر	سوئے میدان غافل از دوستان قہر
جستی ز قیامیں تھیں، تھیں بیرون تہر	تھیں وہ سب میدان میں بے علم قہر
چوں زناں جگہ بدو گرد آمدند	ہر چہ بود از نر ز مادر بستند
عورتیں جب جمع آ کر ہو گئیں	لوگے جتنے تھے وہ چھپنے سب وہیں
سر پریدندش کہ نیست احتیاط	تا نر اید خصم و لغزاید خباط
احتیاطی کاٹ ڈالے سب کے سر	تا کہ ہو دشمن نہ پیدا - الحذر

حضرت موسیٰ کا پیدا ہونا

چوں زین عمران موسیٰ اوہ بو	دامن اندر حیدر آں آشوب بو
مادر موسیٰ نے لیکن اسے فقرا	فقر سے دامن بچایا بر ملا
بعد آں مہساں کہ آں سب زناں	کر دو گیر ہیں چہ آور آں ماں
عورتوں سے کیا پھر اس سب نے کیا	داستان اس کی بھی تو محسن لے ذرا
آں زمان قابلہ در خا مہا	بہر جاسوسی فرستاد آں دغا
گھر میں بھیجا دایئوں کو مکر سے	تا کہ ہر اک جائے جاسوسی کرے
عمر کو زندہ نہ کر کے بچا کو کے ست	فاما و میداں کہ در وہم و شکست
دی خبر اک نے - یہاں بچہ وہاں	وہم سے آیا نہ میداں میں یہاں
اندریں کو چو کیلے نہ بانے ست	کوڑے مارو لیکن پڑنے ست
اس محلے میں ہے اک عورت حسین	بچے حالی - پھر ہے پڑن بالیقین
بچوں عواناں آمدن آں طفل را	در تنور انداخت ز امر خدا
جب سپاہی آئے - تا بچے کو لیں	ڈالا عورت نے اُسے تنور میں
امر آمد سوئے زن از دادگر	کہ ز آں خلیل ست ایں پسر
آیا کچھ اس طرح حکیم دادگر	ہے خلیل اللہ سے نسل پسر

لیک انذرمات محبوب ہے است	آنچہ در فرعون بود اندر تو هست
قید چہ ہیں اژدہ ہے تیرے اخی	تھا جو کچھ فرعون ہیں ہے تجھے میں بھی
تو بر آں فرعون برخویش نسبت	اے دریغ آں جملہ احوال تو هست
دیتا ہے فرعون پر تو اس کو طال	ہائے میر سب کچھ ہے تیرا ہی تو حال
خود کفتم صدیکے ز آہنا درست	آنچہ کفتم جنگی احوال مست
سو میں سے گو میں نہ اک بھی کہ سکا	حال تیرا ہے جو کچھ میں نے کہا
ور زوگیر آں فسانہ آبدت	اگر ز تو گویند وحشت زایدت
ڈھالیں اوروں پر تو افسانہ بنے	گر کہیں تجھ سے تو وحشت ہو تجھے
دور اندازت سخت ایس قریں	چہ خرابت مہکند نفس لعیں
کر رہا ہے دور تجھ کو یہ قرین	کہتا ہے ابر تجھے نفس لعیں
لیک مغلوبی زہل ہے سخت نیست	ایں جراثیم ہمہ در نفس تست
ہاں مگر مغلوب ہے تو جہل سے	وہم یہ سب نفس ہی میں ہیں ترے
زانکہ چوں فرعون اور اعون نیست	آنشت اہمہ م فرعون نیست
کیونکہ زور اس میں نہیں فرعون سا	آگ میں ایندھن نہیں فرعون کا
ور نہ چوں فرعون و شعلہ نیست	گلخن نفس ترا خاشاک نیست
ور نہ چوں فرعون ہے وہ آتشیں	نفس کے گلخن میں ایندھن ہی نہیں

ایک سپیرے کی کہانی

تاہری زیں از سر پو شیدہ بو	ایک حکایت بشنو از تاریخ گو
راز پو شیدہ سے تا ہو آشفنا	ایک تاریخی حکایت سن ذرا
تا بکیر داو با فشو ٹہاش مارا	مار گیرے رفت اندر کو ہسار
سانب پڑے تافنوں سے بزملا	اک سپیرا کو ہساروں میں گیا

ماوریش انداخت اندر روئیل	کار را بگذاشت با نعم الکویل
مان نے روئیل میں ڈالا اُسے	کام چھوڑے فضل پر اللہ کے
ایں سخن پایاں نثار و مکرم باش	جملہ مے سجد اندر دست و پاش
یہ سخن لمبا ہے جو بھی مکرم تھے	اس کے دست و پامیں سب لپٹے رہے
صدر ہزاراں طفل معیشت از برس	موسیٰ اندر صد خانہ درو روں
وہ ہزاروں بچوں کی لپٹا تھا جاں	صدر خانہ میں تھے ہر موسیٰ نہاں
از جنوں معیشت ہر جاہر جنیں	از حیل آں کور چشم و ورہیں
وہ جنوں سے مارتا تھا ہر جنیں	مکر سے مکتی کور چشم و ورہیں
اژدہا بد مکرم فرعون عنود	مکر شاہان جہاں اخور وہ بود
اژدہا وہ مکر تھا فرعون کا	مکر شاہان جہاں کو کھا گیا
لیک ز اں فرعون تر آمد پید	ہم و را ہم مکرم اور اور کشید
اس سے بڑھ کر اور فرعون آگیا	اس کو اس کے مکر کو جو کھا گیا
اژدہا بود و عصا شد اژدہا	اے بخور و آں را بہ توفیق خدا
اژدہے کو وہ عصا تھا اژدہا	کھا گیا اس کو بہ توفیق خدا
دست شد بالائے دست این تاکجا	تا میرزاں کہ الیہ المننتا
ہاتھ غالب ہاتھ پر کتنا ہوا	یعنی حق تک جو ہے سب کا منتا
کاں کیے در پاست بیغور و کراں	جملہ دریا ہا جو سبیل ہیں آں
وہ ہے دریا حد نہیں جس کی کوئی	اسکے آگے سیل ہیں دریا سبھی
حیلما و چار ہا گراژدہا دست	پیش الا اللہ آنہا جملہ لاست
مکر اور چارہ اگر ہیں اژدہا	آگے الا اللہ کے وہ سب ہیں لا
چوں سید اینجا بیانم سر نہاد	محو شد واللہ علم بالرشاد
یہ یہاں آکر بیاں عاجز نہاد	کھو گیا واللہ اعلم بالرشاد

جزو را بگذار بر کل دارالکائنات	اینهمه جزو را زور یا نیست زور
جزو کو چھوڑ اور کل کر اختیار	نڈیاں دریا سے سب نکلی ہیں یار
برگہ بے برگئی نشانِ طوبی است	زشتہ مائے خلق بہر خوبی است
مفلسی آسودگی کے واسطے	ہے بدی خلقت کی خوبی کے لئے
از جہائے خلق امید و فاست	ختم مائے خلق بہرِ مہرِ خاست
جوہر خلقت سے ہے امید و فاست	خلق کا عضوہ محبت کی بنا
دارِ راحت و ائما بیراحتی است	جگہ مائے خلق بہرِ آشتی است
دارِ راحت ہے سدا بے رحتی	جنگِ عالم ہے برائے صلح ہی
ہر گلہ از شکر آگہ میکند	ہر زون بہرِ نوازش را بود
ہر گلہ کرتا ہے آگہ شکر سے	ضرب ہے ہر اک نوازش کے لئے
بویے برا ز ضد تا ضد اے حکیم	بویے برا ز جزو تا کل اے کریم
ضد سے ضد کی بو تو لے لے اے حکیم	کر تماشائے جزو و کل تک اے کریم
جملہ عالم را بدینیاں میں شمار	چل عصارہ دستِ موسیٰ گشت مار
ساری دنیا کو یونہی کر لے شمار	دستِ موسیٰ میں عصارے تھا مار
مار گیر از بہر یاری مارِ جھست	جگہ مائے آشتی آر دُورِ ست
بہر یاری سانپ ڈھونڈے مار گے	صلح ہوتا ہے لڑائی کا اخیر
غم خورد بہرِ حریف بے غمی	بہر یاری مار جوید آدمی
اور کھائے رنج بہرِ بے غمی	بہر یاری سانپ ڈھونڈے آدمی
گرد کو ہستان و دور اتیان برف	او ہے جتنے یکے مارِ شکر ف
برف کے موسم میں گرد کو ہسار	ڈھونڈتا تھا وہ بھی اک خوشخوار مار
کہ دلش از مشکل او شد پُر زہیم	اڑو مائے مروہ وید آسجا عظیم
مشکل جس کی دیکھ کر وہ ڈر گیا	دیکھا مروہ اک پڑا ہے اڑو دلا

آئینہ جو بندہ است یا بندہ بود	اگر گران و گشتا بندہ بود
ڈھونڈنے والا جو کچھ ڈھونڈے	کوئی دوطرے یا کہ آہستہ چلے
کہ طلب راہ نیکور مہر است	در طلب زن اما تو ہر دوست
نیکی کے رستے میں رہہر پہ طلب	تو طلب میں ہاتھ دونوں کھول اب
سوئے اومینیر و اور اسے طلب	انگ ملوک و ختمہ شکل بے ادب
تو جو ہو پچھر بھی اُسی کی کر طلب	مست لنگڑا اور حقیر و بے ادب
بوائے کزن گیرہ سو بوائے شہ	کہ گفت و گہ بجا موشی و گہ
سو سمجھ تو ہر طرف سے شہ کی بو	رہ کبھی چپ، کہ کبھی کچھ گفتگو
جستین یوسف کنید از جد پیش	گفت آن یعقوب با اولاد خویش
ڈھونڈو یوسف کو زیادہ سعی سے	یوں کہا اولاد سے یعقوب نے
ہر طرف راہ نیک شکل مستعد	ہر جس خود را دریں محبتن بجد
دوڑ کر ہر سمت اس کو ڈھونڈو	اپنی ہر صں سے تلاش اس کو کرو
ہمچو گم کردہ پسر و سوبسو	گفت اندر روح خدا لا یتا سو
میں گم کردہ پسر ڈھونڈو و چلو	پھر کہد رحمت سے کیوں مایوس ہو
روئے جاناں ابجاں جویاں شوید	از رہ حق نہاں پویاں شوید
ڈھونڈو لو جاناں کو جاں کی راہ سے	دوڑو تم حق نہاں کی راہ سے
گوش را بر چار راہ آں نہید	پرس پر ساں مزدگانہاں نہید
کان رکھو اس کے پس چار راہ پر	جان کو مزدہ مسناؤ پوچھ کر
سوئے آں سرکاشنائے آں سرید	ہر کجا بوائے خوش آید بو برید
جس سے واقف ہو وہ راز اپنا تم	جس جگہ بوائے خوش آئے جاؤ تم
سوئے اصل لطفہ یا بی سے	ہر کجا لطفہ بہ بینی از کسے
راہ اصل لطف کی تو پائے گا	لطف دیکھ کر کسی سے بر ملا

عالم افسردہ است و نام او جادو	جامد افسردہ بود اے استاد
عالم افسردہ ہے نام اس کا جادو	جامد افسردہ ہے اے عالی رہنما
باش تا خورشید حشر آید عیاں	تا بہ بینی جنبش جسم جہاں
صبر کر تا مچلے سورج حشر کا	جنبش جسم جہاں پھر دیکھنا
چوں عصلے موسیٰ اینجا مارشد	عقل از ساکنان اخبار شد
ہو گیا جب مار موسیٰ کا عصا	ساکنوں کا عقل نے پایا پتا
پارہ خاک ترا چوں زندہ ساخت	خاکہارا جلگی باید شناخت
خاک پارہ سے بچے زندہ کیا	چاہیے ان مٹیوں کا جاننا
مردنہ منسوبید ز آنسو زندہ اند	خاش اینجا اطرف گویندہ اند
اس طرف مردہ ہیں۔ زندہ ہیں۔ اوھر	اس طرف خاموش۔ اوھر تقریر گر
چوں زان سوئش فرست سوتے ما	آں عصا گرد و سوئے اژدہا
جب ہماری سمت وہ ہے بھیجتا	ہو ہماری سمت اژدہ وہ عصا
کو ہما ہم لحن داؤدی شود	جو ہر آہن بکف مومے بود
لحن داؤدی ہوں سارے کو ہمار	موم ہو ہاتھوں میں لوہا بار بار
باد حمال سلیمانے شود	بحر باموسیٰ سخندانے شود
ہاں سلیمان کی ہوا حامل بنے	اور دریا بات موسیٰ سے کرے
ماہ با احمد اشارت ہیں شود	نار ابراہیم را نسو میں شود
چاند احمد کا اشارہ ہیں بنے	نار ابراہیم پر نسو میں بنے
خاک قاروں اچو مارے در کشد	استن حنانہ آید در رشد
بھینچ لے قاروں کو مٹی مار خاک	استن حنانہ ہو نیک اور پاک

۱۰۔ استن حنانہ کی حکایت دفتر اول میں بالتفصیل بیان ہو چکی ہے ۛ

مارگیر اندر زمستان شد بید	مار محبت سازد ہائے مرده وید
سخت سروی میں سپیرا بر ملا	سانپ کا جو یا تھا تیرا یا اڑد ہا
مارگیر از بہر حیرانی خلق	مارگیر و اینت نادارنی خلق
یوں سپیرا خلق کو حیراں کرے	سانپ پڑے خلق ناداں کے لئے
آدمی کو بہت چل مفتوں بود	کوہ اندر مار حیراں چوں شود
آدمی ہے کوہ - کیوں حیراں ہو	کوہ حیراں دیکھ کر ہو سانپ کوہ
خوشن نشاخت مسکین آدمی	از فرونی آمد و شد در کمی
آہ پہچانا نہ خود کو آدمی	تھا بڑا - پھر ہو گیا چھوٹا وہی
خوشن آدمی ارزاں فروخت	بود اطلس خویش را بر حق دخت
سستا بیجا خود کو اس انسان نے	خود تھا اطلس - خود اٹھا گدڑی لئے
صد ہزاراں مار کہ حیراں است	اوجہ حیراں شد بہت مار و ست
اس سے لاکھوں سانپ حیراں ہیں قتا	سانپ سے حیراں وہ کیوں ہو گیا
مارگیر آں اڑد ہا را برگرفت	سوئے بغداد آمد از بہر شکفت
اس سپیرے نے لیا وہ اڑد ہا	اور وہاں سے سوئے بغداد آ گیا
اڑد ہائے چوں ستون خانہ	میکشیدش از پیئے دامگا نہ
اڑد ہا وہ جوں ستون خانہ تھا	اس کو پیوں کے لئے تھا کیچیتا
کاڑد ہائے مرده آورده ام	در شکارش من جگر ہا خوردہ ام
ہاں میں لایا ہوں یہ مرده اڑد ہا	سخت مشکل سے شکار اس کا کیا
اوہے مرده گمان دیش ملیک	زندہ بود و او اندیش نیک نیک
مرده ہونے کا گمان تھا سانپ پر	زندہ تھا - مین نہ آتا تھا نظر
اوز سرما ہا ز برف انسرودہ بود	زندہ بود و اما بشکل مرده بود
برف اور سردی سے تھا غھٹا ہوا	زندہ تھا - لیکن بشکل مرده تھا

اے آنکس کہ نذار و نور حال	ایں بود تاویل اہل اعتزال
ہائے وہ جس میں نہیں کچھ نور حال	چہ یہی تاویل اہل اعتزال
باشد از تصویر غیبی انجمنی	چون ز جس بیرون نیامد آدمی
غیب کی تصویر بے معنی ہوئی	جس سے جب یا ہر نہ آیا آدمی
میکشید آن مار را با صد زحیر	ایں سخن پایاں نذار و مار گیر
بمشقت کھینچتا اس کو رہا	مختصر یہ ہے سپیرا جا بجا
تا نہد ہنگامہ را بر چار سکو	تا بہ بغداد آمد آں ہنگامہ جو
تا کرے ہنگامہ بر پا چار سکو	آیا وہ بغداد میں ہنگامہ جو
غلغلہ در شہر بغداد اودناؤ	بر لب شط مرد ہنگامہ نہاد
غلغلہ بغداد میں ہر سکو پڑا	نہر پر ہنگامہ بر پا کر دیا
بوالعجب در شکارے کردہ است	مار گیرے اڑ دیا آوردہ است
سبے شکار اس نے بڑا نادر کیا	اک سپیرا لایا ہے اک اڑ دیا
صید او گشتہ چو اواز ابلہیشن	جمع آمد صد ہزاراں خاکیش
سن کے ہتھوڑے اس کے پھندے میں پھنسے	جمع لاکھوں احمق اس جا ہو گئے
ہچناں کہ بت پرستاں کشیش	طبقہ گرد او چو رز گرد و عیش
جیسے بت گرد جمع ہوں گرد و عیش	طبقہ زن انگور جوں گرد و عیش
تا کہ جمع آیند خلق منتشر	منتظر ایشان او ہم منتظر
تا کہ سب ہوں جمع جو ہیں منتشر	تھا وہ لوگوں کی طرح خود منتظر

۱۰۰ مقترلین - فرقہ معتزلہ *

۱۰۱ انگور کی میٹھی *

۱۰۲ بت پرستوں کا پیشوا یا عیسائیوں کا پادری *

سنگِ حقدِ اسلامے میکند	کوہِ بچی را پیامے میکند
مصطفیٰ کو کرتے ہیں بھترِ سلام	کوہِ پینچا تا ہے ییچئی کو پیام
جملہ ذراتِ عالم در نہاں	باقو میکویند روزانِ شبان
جس قدر ڈرے ہیں سب ہو کر نہاں	روز و شب کرتے ہیں تجھ سے بولناں
ما سیمِ علم و بصیرِ علم و خوشیم	باشما نا محرم ما خامشیم
دیکھتے سنتے ہیں غویوں میں ہیں کم	تم سے یوں چپ ہیں کرنا محرم ہو تم
چوں شمسوئے جمادی میر وید	محرم جانِ جاداں کے شنوید
لم جمادی کی طرف خود ہو رواں	تم پہ کب رازِ جمادی ہو عیاں
از جمادی عالم جاں روید	غلغلِ اجزائے عالم بشنوید
عالم جاں کو جمادی سے چلو	شورِ کچھ اجزائے عالم کا سنو
فاشِ تبیحِ جماداتِ آیدت	وسوسہ تا ویلہا بر بایدت
انہی تبیحیں جو کاؤں میں پڑیں	وسوسے تا ویلیں سب جاتی رہیں
چوں نثارِ وجان تو قندیلہا	بہرِ تبیش کروم تا ویلہا
جان تیری جب نہ قندیلیں رکھے	بہرِ تبیش بس تو تا ویلیں کرے
دعویٰ دیدنِ خیالِ عارِ بود	بلکہ مر بیندہ را دیدارِ بود
دعویٰ دید اک خیالِ عارِ تھا	دیکھنے والوں کو ہاں دیدارِ تھا
اک غرضِ تبیحِ ظاہر کے بود	دعویٰ دیدنِ خیالِ وعیٰ بود
الغرضِ تبیحِ ظاہر کب ہوئی	دید کا دعویٰ خیالِ و کمرِ ہی
بلکہ ہر بیندہ را دیدارِ آں	وقتِ عبرت میکند تبیحِ خواں
اسکا جلوہ دیکھنے والے کو ہاں	وقتِ عبرت کرتا ہے تبیحِ خواں
پس چارِ تبیحِ یادِ تِ مید ہد	آن لالت پہچو گفتنِ مبدشود
ہے دلاتا یاد وہ تبیح کی	یہ ولالت بولنے کی ہے اچھی

جملگان از جنبشش بگریختند	باجیر فرما اینکچند
اس کی جنبش سے لگے پھر بھاگنے	پہلے تو حیرت سے چلائے رہے
ہر طرف میرفت چاقاں چاقاں بند	مے شکست آں بند زان پاگ بند
بند ہر شوگر رہے تھے ٹوٹ کے	ٹوٹے تھے بند اس ٹل شور سے
اڑوائے زشت عزراں ہمجوش	بند باگست بیرون شد ز زیر
اڑوا خوشوار مشن شیریں	بند ٹوٹے اور پھرا ناگیاں
از فادہ کشنگاں صد پشتہ شد	در ہزیمیت بس خلائی گشتہ شد
گشتوں کے پھٹے لگے بھاگ پڑی	بھاگنے میں مر گئے کچھ آدمی
کہ چہ آوردمن از کسار و دشت	مار گیر از ترس بر جانک گشت
کہتا تھا میں دشت و کسے لایا	تھا سیر خوف سے ٹھٹھا ہوا
رفت ناواں سوئے عزراں غیش	گرگ ابیدار کرواں کو رمیش
سوئے عزراں پیل پھیلا دیکھو	بھڑاندھی نے جگایا گرگ کو
سہل شد خوں غوری نہ جج را	اڑوا یک لقمہ کرواں گج را
پینا خوں حجاج کو جوں سہل تھا	اڑوا اک لقمہ اس کا کر گیا
استخوان خوردہ را در ہم شکست	انخیش را بر استیں پیچید و بست
ٹوڑ ڈالیں اس کی ساری ہڈیاں	آستیں پر پھر وہ لپٹا ناگیاں
سوئے گرو از بیاباں برفشاں	شہر خالی گشت اژدر را بر اند
سوئے گرو بیاباں جھاڑ دی	شہر خالی، سانپ بھاگا اے اخی
از غم بے آلتی افسردہ است	نفس اژدر ہست او کے مروہ
بے کسی سے ہے فردہ بالیقین	نفس اژدر ہے ترا مروہ ہیں
کہ باہر او ہے رفت آب جو	اگر بیاد آلت فرعون او
نہر بھی چلتی تھی جس کے علم سے	گراے فرعون سامانی ملے

مرد ہنگامہ افزوں تر شود	گدیہ و توزیع نیکو تر رود
تالہ ہو لوگوں کا ہنگامہ سوا	لوڑی پیسے سے زیادہ ہو بھلا
جمع آمد صد ہزاراں تراثر خا	حلقہ کردہ پشت پابر پشت پا
اس جگہ یہود سے لاکھوں آ گئے	آگے پیچھے ہو گئے آ کر کھڑے
امروا از زن خبر نے زارد حام	رفتہ درم چوں قیامت خاص عام
مزد و عورت کا تھا بے حد ازدحام	تھا قیامت وہ ہجوم خاص دعا
بچوں سے خراقة جنبانید او	میکشاوند اہل ہنگامہ گلو
جب بجاتا تھا وہ اپنی ڈگڈگی	بیچتے تھے لوگ، حتیٰ پہلے پڑی
اڑو ما کو ز مہریر افسر وہ بود	زیر صد گونہ پلاس و پردہ بود
اڑو ہ سردی سے جو افسردہ تھا	ٹاٹ اور کپڑوں میں تھا لپٹا ہوا
بستہ بودش بار سنہائے غلیظ	احتیاط کر وہ بودش آں حفیظ
رشتیاں اس پر بندھی تھیں بے شمار	چو کسی کرتا تھا اس کی ہوشیار
در ذرنگ اتفاق و انتظار	وزہیا ہوئے و فغان ہشمار
دیر جب اتنی ہوئی انجام کار	ما و ہو اور سن کے غوغا اور ہکار
اور غلہ خلق و کشت و علم طراق	تافت بر آں مار غور شید عراق
شورو عل اور پھر یہ دیر اور طرنا	اڑو ہے پر ہنگامہ خورشید عراقی
آفتاب گرم سیرش گرم کرد	رفت از اعضائے او اخلاط سرد
آفتاب گرم سے گرما گیا	سردی اخلاط و اعضا سے بجا
مردہ بود وزندہ گشت او از شکفت	اڑو ما بر خویش پیچیدن گرفت
مردہ تھا لیکن وہ زندہ ہو گیا	بیچ اپنے جسم پر کھانے لگا
خلق را از جنبش آں مردہ مار	گشت شاں آں یک تیر صد ہزار
لوگوں کو جنبش سے مردہ سانپ کی	دیکھتے ہی دیکھتے حیرت ہوئی

موسیٰؑ باید کہ اژدہا کشد	ہر کسے! ایں تمنا کے رسد
ہو کوئی موسیٰؑ تو اژدہا مارا جائے	ہر کسی کی یہ تمنا کب پر آئے
در ہزیمت کشتہ شد لے وائے او	صد ہزاراں خلق ز اژدہائے او
ہائے جب وہ بھاگ کر جانے لگے	لوگ لاکھوں اُس کے اژدہ سے مرے
گفتہ شد واللہ اعلم بالستاد او	وز طمع ہم خویش را برباد او
کہ چکا - واللہ اعلم بالصواب	ہو گیا لالچ سے وہ خود بھی خراب

فرعون کا حضرت موسیٰؑ سے سوال جواب

خلق را کشتی و افکندی بنیم	گفت فرعونؑ چرا تو اے کلیمؑ
خلق کو مارا کیا پر خوف و بیم	کہتا تھا فرعونؑ تو نے کیوں کلیمؑ
در ہزیمت کشتہ شد مردم ز زلق	اور ہزیمت ز تو افتاد بد خلق
کھائی لغزش اور بیچارے مرے	لوگ بھاگے ڈر کے تیرے خوف سے
کیون تو در سینہ مرد وزن گرفت	لاجرم مردم ترا دشمن گرفت
مرد و عورت کینہ سب رکھنے لگے	ہو گئے آخر وہ سب دشمن ترے
از خلافت مرد وزن انیست بدم	خلق را بخواندی بر عکس شد
ججھ سے پھرنے کے لئے مجبور تھے	تو نے لوگوں کو بلایا۔ وہ پھر سے
در مکافات تو فیگے مے پر دم	من ہم از بشت اگر پس میخیزم
ججھ سے بدلا لینے کی کوشش ہیں ہوں	میں بھی تیرے سر سے کو پیچھے ہوں
یا بحر فے لبس وی کردم ترا	دل ازیں بر گن کہ بغرت ہی مرا
یا چلوں نقیض قدم پر میں ترے	دل اٹھا اس سے کہ دھوکا دے مجھ
در دل خلقاں ہراس انداختی	تو بدیاں غرہ مشکوش ساختی
ڈالا ہے لوگوں کے دل میں تو نے ڈر	اپنی بنوٹ پر ذرا غرہ نہ کر

راہ صد موسیٰ و صد ہاروں نہند	آنکہ او بنیاد فرعون کی کند
راہ موسیٰ نہ راو ہاروں روک دے	بس وہ پھر دنیا میں فرعون کی کرے
پشتہ مگر دوزماں و جاہ صفر	اگر نکستیں اژدہا از دست فقر
باز چھتر جاہ و دولت سے ہوا	فقر سے یہ اژدہا کیڑا بنا
پس کش اور انجور شید عراق	اژدہا را دار در برف فراق
سامنے سورج کے مت لا اے اخی	اژدہے کو برف میں رکھ ہجر کی
لقمہ اونی چو او یا بد سجات	تافسودہ مے بود آں اژدہات
تو عینے لقمہ ، اگر وہ ہو رہا	تار ہے چھٹرا ہوا وہ اژدہا
حکم کم کن نیست وز اہل صلات	مات کن و را و امین شوز مات
کہ نہ رحم اس پر ہے کب نیل سکی ذات	مات کر اس کو کہ ہو بیخوف مات
و آں خفاش مردہ ریگیت پر زند	اکاں توف خورشید شہوت بر زند
تجھ کو پر مارے گا یہ خفاش تہب	تھر شہوت اسکا ہو گا گرم جب
مردوار اللہ بجز یک الوصال	میکش و را در جہاد و در قتال
بیکے مرد ، اللہ بجز یک الوصال	قتل اے کہ ہو کے مصروف قتال
در ہوائے گرم خوش شد آن مرید	چونکہ آں مرد اژدہا را آورید
خوش ہوا وہ گرم جب پانی ہوا	مرد وہ جس وقت لایا اژدہا
بلیست چیلے کہ ماغنیتم نیز	لاجرم آں فتنہا کو اے عزیز
آن سے زاجر جو بیاں میں نے کئے	اس سے پھر ظاہر بہت تھتے ہوئے
بستہ داری در وقار و در وفا	تو طمع داری کہ اور ایسے جفا
اسکو رکھے بستہ عز و وفا	تجھ کو صرت ہے کہ بے جور و جفا

لے چگا ڈر +

لے اللہ تجھے وصل کی جزا دے +

مر مرا بخزیدہ انداہل جہاں	کہ ہمہ عاقلتری تو اے فلاں
مجھ کو حاصل کر کے سب کا ہے بیان	سب سے عاقل تر ہے تو ہی اے فلاں
موشیا خود را خریدی ہیں برو	خوبشیتن کم ہیں بخود غرہ مشو
خود خریدار اپنا ہے تو موشیا	چھوڑ خود بینی نہ ہو مغرور جا
جمع آرم ساحران دہر را	ہما کہ جہل تو نمایم مشہر را
جمع کر کے ساحران دہر کو	جہل میں تیرا دکھاؤ مشہر کو
ایں خواہ شد برنئے تا دوروز	ہم لقمہ وہ تا جہل روز روز
ایک دودن میں یہ ہو سکتا نہیں	ہم لقمہ اک چلک کی دے تو ہم نشیں
گفت موسیٰ مر مرا دستور نیست	بندہ ام اہمال تو ما مور نیست
بولے موسیٰ ۴۔ اذن ہے مجھ کو کہاں	بندہ ہوں ہملت دوں کیونکہ نا تو اں
گر تو چیری مرا خود یا نیست	بندہ فرما تم بد اثم کار نیست
تو ہے غالب کب کوئی یاور مرا	حکم کا بندہ ہوں اس سے کام کیا
میرنم با تو بجد تا زندہ ام	من چکارہ نصرت من بندہ ام
ہوں تری کوشش میں جب تک زندہ ہوں	میری نصرت کچھ نہیں سا کہ بندہ ہوں
میرنم تاورسد حکم خدا	او کند ہر خصم از خصمی جدا
سنی ہے جب تک کہ ہے حکم خدا	وہ کرے دشمن کو کینے سے جدا
گفت نے نے ہملت باید نہاد	عشوہا کم وہ تو کم پیائے باو
بولہ کچھ ہملت تو طینی چاہتے	نازش اتنی بھی نہیں زیبا بچے
حق تعالیٰ وحی کر دیش در زمان	ہملتش وہ متع ہر اس راں
حق تعالیٰ نے مگر یوں وحی کی	کہ نہ خوف اور دے اسے ہملت بڑی
ایں جہل روزش بدہ ہملت بطوع	تا سگالہ مکہا او نوع نوع
ہملت اب چالیس دن کی ہے اسے	ہما کہ گوناگوں وہ چلے سوچ سے

خوار گردی مضحکہ غوغا شوی	صد نہیں آری وہم رسوا شوی
خوار ہوگا۔ مضحکہ اڑ جائے گا	سو جتن کرے ہوگا۔ جسوا بر ملا
عاقبت ر شہر مار سوا شدند	بہچو تو سالوس بسیار اں مہند
جو ہمارے شہر میں رسوا ہوئے	مثل تیرے سیکڑوں مگار تھے

حضرت موسیٰ کا جواب

گر بریزد و غم امزش پاک نیست	گفت با حقم اشراک نیست
وہ اگر لے جان، کچھ محبت نہیں	بولے۔ امر حق میں کچھ شرکت نہیں
اِس طرف رسوا و پیش حق شریف	راحمیم من شاگرد من اک حریف
ہوں ادھر رسوا۔ تو پیش حق شریف	راحمی و شاکر ہوں میں یجن اے حریف
پیش حق محبوب مطلوب پسند	پیش خفاں خوار و زار و رشتہ مند
سامنے خالق کے محبوب و پسند	سامنے لوگوں کے خوار و ستمند
از سیہ ویاں کند فردا ترا	از سخن میکویم ایں ورنہ خدا
حشر میں کالا کرے گنا گنہ ترا	بات اک کہتا ہوں میں۔ ورنہ خدا
ز آدم و ابلیس بر میخاں نشا نشا	عزت آں دست آہن گانش
آدم و ابلیس سے لے تو نشان	عزت اس کی اسے بندوں کی ہے اں
ہاں وہاں بر بند و برگڑاں رقی	شرح حق پائیاں نثار و پہچو حق
کر زباں بند اور لوٹ اب تو ورق	شرح حق کی حد نہیں کچھ مثل حق

فرعون کا جواب

دفتر و دیوان حکم ایندم مراست	گفت فرعونش رقی در دست است
دفتر و دیواں یہ میری قوتیں	ہے ورق۔ بولا وہ۔ میرے ہاتھ میں

قطرہ برہر کہ میزد شد جذام	کف کے انداختیں شعلوں کام
ہوتا کوڑھی - فکرہ جس پر پڑتا تھا	منہ سے نکلنا مثل شتر کف ڈالتا
جان شیران سیہ میشد ز دست	شر غریغ و ندان و دل میں شکست
شیروں کے بھی جھکے تھے چھوٹے ہوئے	ٹوٹے دل و دانتوں کی آواز سے
سحق و بگرفت باز او شد عصا	چوں بقوم خود رسیداں مجھ سے
اور بھین پکڑا تو وہ پھر تھا عصا	پہنچے اپنی قوم میں جب باصف
پیش ماخو رشید و پیش خصم شب	تکلیف بردار و دو میگفت آن عجب
ہلکے سورج بسا منہ دشمن کے شب	اس پر تکلیف کر کے کہتے - ہے عجب
عالیٰ پر آفتاب چاشم گاہ	العجب چوں مے نہ بیند ایں سپاہ
ہے جہاں میں آفتاب صبح گاہ	ہے عجب - اس کو نہ گردیجھے سپاہ
خیرہ ام و در چشم بندتی خدا	چشم باز و گوش باز و ایں فکا
ہے نظر بندتی حق حیرت فرا	کان آنکھیں ذہن ہے سب کچھ کھلا
از بہارِ خارِ ایشاں من سمن	امن ز ایشاں خیر و ایشاں ہم امن
ہوں بہارِ خار سے ان کی سمن	مجھ سے وہ حیراں ہیں اُن پر خندہ زن
سنگ آتش بہ پیش آں فریق	پیش شاں بروم بے جا و حق
پانی اُن کے سامنے بہتر ہوا	جام مے میں اُن کے آگے لے گیا
ہر گلے چوں غارت گشت نوش میش	دستہ گل بستم و بروم بہ پیش
پھول نکلے خار اور تھا نوش میش	دستہ گل لے گیا کرنے کو پیش
چونکہ باخو رشید پیدا کے شود	اں نصیب جان بخویشاں بود
جبکہ وہ باخو ہیں کیونکہ ہو سرور	وہ پیش بے خودوں کو ہے ضرور
آب بیداری بہ بیند خواہیا	خفتہ بیدار باید پیش ما
خواب بیداری میں تا وہ دیکھ لے	خفتہ کو بیدار ہونا چاہئے

تیز رو گو پیش رو بگرفتہ ام	آباکوشداو کرنے من خفتہ ام
جل کہ میں نے تجھ کو پکڑا بالیقین	اور کرے کوشش کہ میں غافل نہیں
وانچہ افزا بندن بر کم زخم	حیلہ ہاشاں را ہمہ بر ہم زخم
جس قدر وہ بڑھ چلیں ہیں کم کروں	ان کے سب حیلوں کو میں پر ہم کروں
نوش خوش گیر ندمن ناخوش کنم	آب را آزند من آتش کنم
ناخوشی میں ان کی خوشیوں میں بھروں	پانی وہ لائیں تو آگ اس کو کروں
آنچہ اندر وہم ناید آں کنم	نہر پیوندن ویراں کنم
ہو نہ جس کا وہم۔ وہ ساماں کروں	وہ ملیں آپس میں میں ویراں کروں
گو سپہ گرد آرو صحت بساز	تو ترس و ہمتش وہ بس راز
کدے لے آ فوج، کہ حیلہ گری	تو نہ ڈر اور اسکو ہمت دے بڑی

حضرت موسیٰ کا فرعون کو مہلت دینا

من بجائے خود شدم رستی ہلا	گفت مرا آمد برو مہلت ترا
میں چلا جاتا ہوں اب تو ہے رہا	بولے موسیٰ حکیم مہلت آ گیا
چوں سگ صبا و دانا و محب	او ہمے شداژدہ اندر عقب
کتا دانا جس طرح صبا و کا	وہ چلے اور اژدہا پیچھے چلا
سگ امیکر در گاہ و زیر سم	چوں سگ صبا و جنبہاں کردہ دم
ریت پھرتے کو بناتا زیر سم	ٹپڑھی کرتا اور ہلاتا اپنی دم
خرد مینا نید آہن را پدید	سگ آہن ابدم در میکشید
لوہے کے ٹکڑے بظاہر چاہتا	لوہا اور پتھر مٹھاتا چاہتا تھا
کہ ہر میت میثداڑے روم و کرخ	ورہو امیکر و خود بالائے چرخ
بجائے تھے ڈر کے محسوس روم و کرخ	یوں ہوا میں اڑتا تھا بالائے چرخ

تا لدن علم لدنی ہے یرد	ہر پرے عرض فریاد کے پرد
معرفت کو علم عرفاں پا سکے	ٹ پر دریا کے کب ہر پر اڑے
کش بایہ سیدہ ازاں پاک کرد	اپس چرا علمے بیا موزی بلمرد
جس سے سینہ پاک اسے کرنا پڑے	سکھائے علم ایسا کس لئے
وقت واکشتن تو پیش آہنگ باش	اپس مجھ پیشی ازیں سرنگ باش
لوٹنے کے وقت پیش آہنگ ہو	س سرے سے تو نہ بڑھ اور لنگ ہو
بر سحر سابق بود میوہ لطیف	آخروں اسباقوں باش احریف
بیڑ پر سابق رہے میوہ لطیف	خرفی اسباقوں بن اے حریف
اولست و زانکہ او مقصود بود	اگرچہ میوہ آخر آید در وجود
ہے وہ اول کیونکہ وہ مقصود ہے	میوہ آخر ہی میں گو موجود ہے
تا بکیر دوست تو علمتنا	اچوں ملائک گو سلا علم لنا
دستگیری تا کرے علمتنا	جوں ملائک بول کا علم لنا
ہمچو احمد پوری از نور گجے	اگر و اس مکتب اتی تو ہجے
مثل احمد نور دانش سے اڑے	اور جو مکتب میں نہ جانے تو ہجے
کم نہ واللہ اعلم بالعباد	اگر نباشی نامدار اندر بلاد
کم نہیں واللہ اعلم بالعباد	گو نہ ہو مشہور امصار و بلاد
از برائے حفظ گنجینہ زریست	اندیشہ پرانہ کا نہ معروف نیست
گنج زری ہے حفاظت کا یقین	اس خزانے میں جسے شہرت نہیں
زیں قبل آمد فرج در زیر سنج	موضع معروف کے نہند گنج
اس طرح راحت ہے گو بہت مرج	موضع مشہور میں رکھیں نہ گنج

لے پیش قدم
 لے جا آخر میں ہیں۔ وہی بقت لے چلے والے ہیں *

آتشید فکرش بسته است خلق	آتشیں اس غواغیش شد فکر خلق
تا نہ سویش فکر باندھے اُن کے خلق	دشمن ایسی نیند کی ہے فکر خلق
خوروہ حیرت فکر را و ذکر را	حیرتے باید کہ رو بد فکر را
کھا گئی وہ فکر کو اور ذکر کو	چاہئے حیرت کہ بھاڑے فکر کو
اوبصورت پس بمعنی پیشتر	ہر کہ کاہل تر بود او در ہنر
ظاہر اترچھے پہنئے - معنی بڑھے	جو ہنر میں سست اور کاہل رہے
کہ گلہ وا کر دو خانہ رود	راجہوں گفت و جمع ایساں بود
جیسے جائے گھر کو ریوڑ لوٹ کے	راجہوں بولہ رجوع اس طور سے
پس فتد آں بزرگ پیش آہنگ بود	چونکہ گلہ باز گردوا زورود
بھیڑ جو آگے تھی - وہ تیچھے رہے	گاہیں دم چر کے لوٹے دشت سے
ضحکہ الوجدی وجوہ العالبین	پیش افتد آں بزرگ پسین
ترش و ہنستے ہیں وقت واپسین	تیچھے والی بھیڑ آگے ہو وہیں
خزرا دادند و بخردند ننگ	از گزافہ کے شدند ایں قوم ننگ
خز دے کر مول لے بیٹھے ہیں ننگ	جھوٹ ہے یہ کب ہوئی یہ قوم ننگ
از حرج را ہیست نہاں تابنج	پاشکستہ میر و ندا ایشاں برج
ہے حرج سے راہ پنہاں تا فرنج	پاشکستہ جا رہے ہیں بہر حج
ز انکہ ایں افش ندانند آں طریق	دل نوا شہا بستند ایں فریق
دانش گویا نہ جانے یہ طریق	عقل سے بیزار دل ہے یہ فریق
ز انکہ ہر فرع باصلش بہرست	دانش باید کہ اصلش آں سرست
فرع اپنی اصل کی ہے را بہر	عقل وہ ہے - اصل ہے جس کی ادھر

لے تکلف - تکلیف
لے کشادگی - راحت

عقل مجی امین زریب المنون	عقل جزوی گاہ خیرہ گنگون
عقل کل سارے شکوں سے ہے برون	عقل جزوی دنگ ہے اور سرنگون
رو بخواری نے بخارا لے لپسر	عقل بفروش ہنزحیرت بجز
سمت خواری جا بخارا کو نہ جا	عقل کو تہیج دے حیرت گولا
ساکنان و محفلش لا یفقهون	آبخارا آو گریابی ورون
اہل محفل سب میں لا یفقهون	ہو بخارا میں اگر کشف بطون
کہ حکایت با حکایت کشہ ایم	ماچو خور اور سخن آغشته ایم
ہوں حکایت سے حکایت خود بنا	خود کو میں نے بات میں الجھا لیا
تا قلب یا لم اندر ساجدین	من عدم افسانہ کروم ورجین
ساجدوں میں تا ہو میرا لوٹنا	میں نے یہ قصہ عدم میں بھی کہا
وصف حالت حضور یا رخار	ایں حکایت نیست پیش مروکار
حال ہے اور ہے حضوری بالیقین	سامنے عاقل کے یہ قصہ نہیں
حرف قرآن ابد آئنا رہ نفاق	آں اساطیر اولیں کہ گفت عاق
منکدوں نے کہ دیا از راہ کیں	حرف قرآن کو اساطیر اولیں
ماضی مستقبل محالش کجاست	لامکانے کہ ورتور خداست
اس میں ماضی حال مستقبل ہو کیا	لامکان جس میں کہ ہے ثور خدا
ہر ویک چیز ندو پنداری کہ دست	ماضی و مستقبلش نسبت بنوست
دونوں ہیں ایک اور تو سمجھا ہے وہ	تجھ سے نسبت ماضی استقبال کو
بام زید زید و بر عمر آں زید	یک تنے اور اپدر مارا پسر
زید کو چھت ، بام ہے ہر عمر و	ایک شخص اس کا پدر۔ میرا پسر

لہ جاہل
لہ پہلے لوگوں کے قصے

بگسند اشکال اوستور نیک	خاطر آردیں شکل اینجا و یک
توڑے سب شکلیں طریقہ نیک تر	شکلیں اندیشہ کرے پیدا۔ مگر
ہر خیالے ابرو بد فور روز	دست عشقش آتش اشکال سوز
اس سے ہر اک نکتہ فور افرود ہے	عشق اس کا آگ مشکل سوز ہے
کلیں سوال آمازا آسو مرترا	ہم از آسو جو جواب لے مرتضیٰ
جس طرف سے یہ سوال اس دم اٹھا	ڈھونڈ اُدھر ہی سے جواب لے باصفا
تالک بشرتی ولا غزل زمست	اگوشہ بے توشہ دل شہر ہے بست
سشرتی وغزنی نہیں یہ نور ماہ	گو شہر دل ہے عجب اک شاہراہ
لے کہ معنی چمے جوئی صدا	اتوا نسیو از آسو چوں گدا
کوہ معنی ہے تو کیا ڈھونڈے صدا	تو جو ڈاؤن ڈول ہے چل گدا
میشوی در ذکر یار ربی دو تو	ہم از آسو جو کہ وقت درو تو
کتا یا ربی ہے بھر کہ آو سرد	ابھی طرف سے ڈھونڈ تو جب وقت درو
چونکہ دردت رفت جوئی عجبی	وقت مرگ و درو آسو می خبی
مٹ گیا جب درو بے پروا ہے تو	وقت مرگ و درو اُدھر جھکتا ہے تو
چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو	وقت محنت گشتہ آشد گو
وقت جب گزرے تو مستغنی رہے	وقت محنت اللہ اللہ تو کرے
چوں شدی سخن باز غفلت تنی	در زمان درو و غم یادش کنی
جب ہو خوش تو بین غفلت میں پئے	درو و غم میں یاد کرتا ہے اُسے
ہر کہ بشناسد بود اتم بر آں	ایل ز آں آمد کہ حق ابیگماں
جس نے پہچانا۔ وہ اس کا ہو گیا	اس لئے ہے یہ کہ حق کو بر ملا
گاہ پوشیدہ است کہ بدیدہ حبیب	آگہ در عقل گمان مستش عجیب
ہے کبھی پوشیدہ۔ گاہ ہے بظاہر	ہو گمان و عقل میں جس کے حجاب

مصلحت آنست که اطراف مصر	جمع آرد نشان شد و صراف مصر
مصلحت یہ ہے کہ اُن کو مصر سے	علم دے تو جمع ہونے کے لئے
او پسے مردم فرستاد آن ماں	در نواحی بہر جمع جادواں
اس نے بھیجے پھر بہت سے آدمی	ساحروں کو جمع کر لائیں ابھی
ہر طرف کہ ساحرے بڈنا مدار	کہ دیہاں سوئے او وہ مرد کا
تھا جہاں بھی کوئی ساحر ہو شیار	بھیجے اس کے پاس دس مردان کار
دو جواں بودند ساحر مشہر	سحر ایشاں در ول مہ مہ مہ
تھے وہاں مشہور ساحر دو جواں	اُن کا جا دو قلب مہ میں صوفشاں
شیر و شیدہ ز مہ فاش آشکار	در سفر ہا رفتہ ہر مخمے سوار
چاند سے وہ دوہتے تھے دو دھبھی	اور مٹکے پر سفر کرتے کبھی
شکل کر پاسی نمودہ آفتاب	او بہ پیمودہ فرو شیدہ نشاب
صورت کر پاس اکثر دھوپ کو	تاب کر وہ نیچ دیتے دوستو
سیم بروہ مشتری آگہ شدہ	دست از حسرت بر خما بر زوہ
مشتری کو اس کی جب ہوتی خبر	دست حسرت مارتا رخسار پر
صد ہزاراں مچنین در جا دوئی	ہو داستاد و نبودہ چہل روی
لاکھوں ایسے سحر اُن کو یاد تھے	تھے نہ وہ حرف روی ہر طور سے
چوں بر البشاں آمد این پیغام شاہ	کہ شہشاہست اکنون چارہ خواہ
اُن کو پہنچا شاہ کا جب یہ پیام	چارہ جو تم سے ہے سلطان انام
از پیئے آنکہ دو درویش آمدند	بر شہ و بر قصر او موبک زدند
وجہ یہ ہے آئے ہیں درویش دو	شاہ کو کھیرا ہے اور اس قصر کو

ملہ یعنی جس طرح حرف روی بار بار آتا ہے۔ اس طرح وہ ایک ہی سحر بار بار
 ذکر کرتے تھے۔ بلکہ انہیں لاکھوں مختلف سحر یاد تھے۔

نسبت زبر و زبر شد زین و کس	سقف سوتے خویش کی جست و س
دوہوں سے ہے نسبت زبر و زبر	ورنہ چھت ہے ایک ہی سہ کچھ غور کر
نیست مثل امثالست این سخن	قاصر از معنی نو حرف کہن
مثل اس کے کب ہے منتیلی سخن	ہنگام ہیں معنی نو، حرف کہن
چوں لہجہ نیست مکشالب بر بند	بے لب ساحل است این بحر قد
گر نہیں ساحل تو کر ہونٹوں کو بند	یعنی بے ساحل ہے یہ دریائے قد
این سخن پایاں ندارد باز گرد	سوتے فرعون متغ تا چہ کرد
یہ سخن ہے انتہا ہے۔ ٹوٹ جا	دیکھ کیا فرعون سرکش نے کیا
فرعون کا جادو گروں کو تلاش کرنا	
چونکہ موسیٰ باز گشت او بماند	اہل رائے و مشورت را پیش خواند
جب گئے موسیٰ تہ وہ تنہا رہ گیا	اور طلب آئے مشیروں کو کیا
مجمع کشند و بفشردند پائے	ہر کسے کو مد عرض فکر و رائے
جمع سب اک جا ہوئے بڑھ بڑھ کے گئے	عرض کردی سب نے اپنی اپنی رائے
عاقبت ہامان بے سامان ہوں	رائے پیش آورد و کردش ہمنوں
آخر اس ہامان نے بے سامان جو تھا	رائے دی اور آگے بڑھ کر یوں کہا
کائے شہ صاحب ظفر جوں غم فزود	ساحراں را جمع باید کرد و زود
اے شہ فارغ بہت غم بڑھ گئے	ساحروں کو جمع کرنا چاہئے
در محاکک ساحراں اریم ما	ہر یکے در سحر فرد و پیشوا
سلطنت میں ہیں تری ساحر بہت	سحر کے فن میں ہیں وہ ماہر بہت
لہ یعنی اس کی صفات میں معنی نو اور حرف کہن کے بیان کا دائرہ تنگ ہے	

آبرویش پیش لشکر بردہ اند	کہ دو مرد اور ابہ تنگ آوردہ اند
آبرو لی پیش لشکر بر ملا	تنگ دو شخصوں نے اس کو پہنچا
جز عصار و عصار شور و مشرے	نہیت با ایشاں سلاح و لشکرے
لڑتے ہیں صرف اک عصار سے بے ہوش	ہیں نہ ہتھیار اور نہ لشکر انکے پاس
گرچہ در صورت بجا کے ختم	تو جہان استاں در رفتہ
سورہا ہے خاک میں گو ظاہر	راست لوگوں کے جہاں میں تو گیا
ور خدا فی باشد اے جان پدر	اے اگر سحرست وہ مارا خبر
اور خدا فی ہو جو اے روح پدر	گر وہ جادو ہے تو ہم کو دے خبر
خوش را بر کیمیا تے بر زمین	ہم خبر وہ تا کہ ما سجدہ کلیم
کیمیا سے خود کو وابستہ کریں	تو خبر دے تا کہ ہم سجدہ کریں
در شب و یچو رخور شیدے ہند	نا امید انیم امیدے ہند
اس اندھیری رات میں سوچ لے	یہ ہماری یاس بدلے آس سے
رائد گانیم و کرم مارا کشدا	از ضلال انیم در راو رشدا
رائدہ در گاہ ہیں۔ پائیں کرم	سوئے نیکی آئیں گرا ہی سے ہم

ساحر مردہ کا جواب دینا

نہیت ممکن ظاہر ایں اوم زدن	گفت شان و خواب گاہے والاؤن
ظاہر اوم مارنا ممکن کسے	خواب میں اُس نے کہا۔ بچو مرے
یک راز پیش چشم ورنہیت	فانش مطلق گفتن دستور نہیت
راز لیکن آنکھ سے کب دور ہے؟	گو عیاں کرنا نہیں دستور ہے
آتش و پیداشمارا ایں خفا	ایک نشانے و انما یم ہاشما
راز پوشیدہ بتاتا ہوں تمہیں	اک نشانی میں دکھاتا ہوں تمہیں

کہ ہے گرد و بارش اڑ دیا	انبست با ایشاں بغیر یک عصا
حکم سے بتا ہے ان کے اڑ دیا	صرف ان کے ہاتھ میں ہے راک عصا
زیں و کس جملہ بافغان آمدند	شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند
وہ ہیں نالاں ہاتھ سے ان دونوں کے	شاہ و لشکر سارے عاجز آ گئے
شاہ ز آل اسال فرمودہ دست تا	چارہ جو یاں بندہ اپیش شما
بھیجا ہے اس واسطے سلطان نے	چارہ مجھ ہم کو تمہارے سامنے
کنہما بخشد عوض شہ بیکیاں	چارہ سازید اندر دفع شتاں
اور تیرا نے شہ سے لا تعداد لو	تا کہ ان کے دفع کا چارہ کرو
ترس و ہرے رول ہر دو فنا و	آں دو ساحر اچاں پیغام داد
بس امید و بیم کی حالت ہوئی	ساحروں کو جب دیا پیغام آجی
سر بزانو بر نہاوند از شکفت	عرق خاستت چون بنیدن گرت
سر بزانو ہو کے بیٹھے وہ شقی	رگ میں جسیقت کی جب حرکت ہوئی
حل مشکل اوز انو جادوست	چوں ہیرستان ہمونی زانوہست
حل مشکل کو دو زانو بچہ ہے	مکتب صوفی ہے زانو بچے پہلے

جادو گروں کا اپنے باپ کی قبر پر جانا

گور بابا کو تو مارا رہنما	بعد از ان گفتند اے مادر بیا
قبر تک ہو باپ کی تو رہنما	بعد از ان ماں سے کہا۔ اماں باؤرا
پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ	برودشاں بر گور او بنود راہ
رکھے روزے تین انہوں نے بہر شاہ	لے گئی وہ قبر پر دکھلا کے راہ
شاہ پیغامے فرستاد از وجا	بعد از ان گفتند اے بابا بیا
بھیجا ہے پیغام ڈر اور خوف سے	پھر کہا۔ بابا! ہمیں فرعون نے

عصا خواب موسیٰ اور جادوگر و نبی تشبیہ

مصطفیٰؐ را وعدہ کرو الطاف حق	گو میری تو نمیر و آں سبق
تھا ثبٹ سے وعدہ الطاف حق	تیرے مرنے سے بیٹے گا کب سبق
امن کتاب معجزت ارا نعم	بیش و کم کن از قرآن مانعم
میں اٹھاؤنگا کتاب اور معجزا	بیش و کم ہو گا نہ قرآن میں ذرا
امن ترا اندر دو عالم حافظم	طاغیاں از حدیث را تضم
میں دو عالم میں ترا حافظ رہوں	دور باغی کو حدیثوں سے رکھوں
کس نتا بدیش و کم کردن و	تو بہ از من حافظ دیگر محو
بیش و کم کوئی کرے طاقت کہاں	مجھ سا حافظ کون ہو گا بیگماں
روقت از روز افزوں میکنم	نام تو پر ز تو بر فقرہ زخم
روز افزوں میں کہوں روئی تری	سوئے چاندی پر ہو سکے منجلی
منبر و محراب سازم بہر تو	در محبت نہر من شد قہر تو
دوں تجھے میں منبر و محراب بھی	قہر میرا قہر تیرا ہے منجلی
نام تو از ترس نہماں میکنم	چوں نماز آرنہ نہماں میشوند
نام تیرا ڈر سے لیتے ہیں نہماں	چھپ کے پڑھتے ہیں نمازیں بیگماں
خفیہ میگوبند نامت اکنون	خفیہ ہم با نگ نازلے فوفنون
خفیہ تیرا نام لیتے ہیں وہ اب	اور ازاں آہستہ دیتے ہیں وہ اب
از ہراس ترس کفار لعین	وہیت نہماں میشو و زہر زہین
ہے جو اس کو خوف کفار لعین	دین چھپتا ہے تیرا زہر زہین
من منارہ بر کم آفاق را	کو گر دالم دو چشم عاق را
میں منارہ دہریں کر دوں بلند	دو ذوں آنکھیں کر دوں گراہوں کی بند

از مقدار خواب شان آگہ شوید	نور چشمی نام جو آنجا مے روید
خصوصاً نام آن کے سونے کا مکان	نور چشمی جب کہ تم جاؤ وہاں
آں عصا گیرید و بگذارید نیم	آں نامکہ خفته باشد آں حکیم
وہ عصا لو - دور کر دو خوف و بیم	جس گھڑی سو جائیں وہ دونوں حکیم
چارہ ساحر شمارا حاضر ہست	گر بدزدوید آں عصا شان احساں
ہے تمہیں معلوم ساحر کی دوا	ہے عصا ساحر - جو لو اس کو چڑا
اور رسول ذوالجلال و مہبت ہست	ورنہ بتوانید ہاں آں ایزد ہست
ہے رسول ذوالجلال اور مہندی	گر نہ ہو ایسا - تو وہ ہے ایزدی
سرنگول آید ز حق درگاہ حرب	گر جہاں فرعون گیرد شرق و غرب
حق سے عاجز آئے وہ ہنگام حرب	فتح گر فرعون کر لے شرق و غرب
بر نویس اللہ اعلم بالقواب	ایں نشان است آدم جان بابا
لکھ اسے واللہ اعلم بالقواب	ہے نشان سچا دیا - ہو کامیاب
سحر و کدش را نہ باشد رہبر کے	جان بابا بخسید چوں ساحر کے
سحر و کد اسکا کرے کیا رہبری	جان بابا! سونے جب ساحر کوئی
چونکہ خفت آں چہداوساکن شود	چونکہ چو پاں خفت گرگ امین شود
سونے سے زور اس کا ساکن ہو گیا	گلہ ہاں سو یا - نظر ہے بھیڑ یا
گرگ آنجا امید رہ کجاست	ایک حیوان کے کہ چو پانش خداست
بھڑیلے کو اس جگہ ہو بار کیا	ہاں مگر جس کا محافظ ہو خدا
جاوئے خواندن مراں حق را خطاست	جاوئے کہ حق کند حقست راست
حق پہ کرنا سحر ہے بالکل خطا	حق کرے جادو تو برحق اور دوا
گو ہمیر و نیز حقش را حقست	جان بابا ایں نشان قاطعت
مرکے بھی پائے بندی بے گساں	جان بابا یہ ہے روشن اک نشان

حضرت موسیٰ کا بابت قصہ

جان با با چونکہ ساحر خواست
 جان با با جبکہ ساحر سو گیا
 ہر دواز گویں رواں گشت تفت
 دونوں اس کی قبر سے راہی ہوتے
 چوں بمصر از بہر آں کار آمدند
 مصر میں پہنچے جو وہ اس کام سے
 اتفاق افتاد کاں روز ورود
 اتفاق اس روز کچھ ایسا ہوا
 پس نشان داوند شاں مرد مریاں
 دیدیا لوگوں نے اُن کو یہ نشان
 آمدند آں ہر دو تاخر مانیان
 آئے دونوں باغ میں خرما کے ہاں
 بہر نازش بستہ بود او چشم سر
 بہر نازش بند تھیں آنچیں مگر
 اے بسا بیدار چشم و خفتہ دل
 ہیں بہت بیدار چشم و خفتہ دل
 وانکہ دل بیدار دارد چشم سر
 جس کا دل بیدار ہو وہ سوئے مگر
 کار او بے رونق بے آب شد
 کام سارا اس کا اتر ہو گیا
 تا بمصر از بہر آں پیکار زلفت
 جانب مصر اس لطافت کے لئے
 طالب موسیٰ و خانہ او شدند
 گھر کا موسیٰ کے پتہ لینے کے
 موسیٰ اندر زیر نخل خفتہ بود
 موسیٰ زیر نخل سوتے تھے فتا
 کش نخلستان بگوئید ایں ماں
 ڈھونڈو نخلستان میں اسوقت ہاں
 خفتہ بود اولیک بیدار جہاں
 خواب میں موسیٰ تھے بیدار جہاں
 عرش و فرش جملہ دریش نظر
 عرش و فرش اُنکے تھے سب دریش نظر
 خود چہ بیند چشم اہل آب و گل
 دیکھے کیونکہ چشم اہل آب و گل
 گوئید بر کشاید صد بصر
 بیہوشی ہو جاتی ہے اُس کی نظر
 ساحر کی روح اپنے بچوں سے کہ رہی ہے

چاکرانت شہر ماگیرند و جاہ	دین تو گیر دژ ماہی تا بہ ماہ
تیرے خادم شہر لیں اور عز و جاہ	دین ہو ماہی سے لے کر تا بہ ماہ
تا قیامت باقیش داریم ما	تو ترس از شیخ دیں لے مصطفیٰ
تا قیامت رکھیں باقی ہم اُسے	شیخ دیں سے تو نہ ڈر مرسل زکریا
اے رسول ما تو جا دو نبیستی	صادقی ہم خرقہ موبستی
میرے پیغمبر! تو مجا دو گر نہیں	تو ہے صادق مثل موسیٰ بالیقین
اہست قرآن مر ترا پہچوں عصا	کفر ہارا در کشد چوں اژدہا
ہے یہ قرآن تجھ کو مانند عصا	سفر کو نکلے برنگ اژدہا
تو اگر در زیر خاک خفتہ	چوں عصایش اں تو آنچہ گفتہ
خاک میں بھی تو اگر ہو محو خواب	قول تیرا ہے عصا ہے خوش خطاب
اگرچہ باشی خفتہ تو در زیر خاک	چوں عصا آلہ بوداں گفتہ پاک
اگرچہ زیر خاک تو سو جائے گا	قول پاک آئندہ ہو مانند عصا
تا صداں ابر عصایت دست نے	تو نجیب آئندہ مبارک خفتہ
مدعی تیرا عصا کب پل سکے	شوق سے آسودہ ہو کر نیند لے
تن بخفتہ نور جاں در آسماں	بہر یکار تو زہ کردہ کہاں
تن ہے خفتہ آسماں پر نور جاں	ہے حمایت کے لئے بھنے کہاں
افلسفی دانشجو پوزش مے کند	فوس نورت تیر پوزش مے کند
فلسفی گھڑتا ہے جو کچھ فلسفے	تیر کھاتا ہے کہاں نور سے
آنچنہاں کردواں ازل فزوں گفت	او بخت و بخت و آبلش سخت
ہو گیا یہ بلکہ اس سے بھی سوا	سو گئے وہ سب نصیبہ جاگتا

زائکہ میدیدند حد سحر اراں	اپس یقین شاں شد کہ بہت زائکہ
ساحروں کی حد سے تھے وہ آشنا	تھا یقین ہی جانب اللہ کا
نہیست ممنوع و حرام و ممتنع	اپس ازیں جو علم سحر آموختن
ہے نہیں منع و حرام اے باصفا	اس لئے جاؤ گے فن کو سیکھنا
کارِ شان تازع و جاں کندن رسید	بعد از آن اطلاق توشان شد پدید
ہو گئے آثار طاری نزع کے	پھر بڑھی تپ اور دست آنے لگے
سوئے موسیٰ از برائے عذر آں	اپس فرستادند مرے در زماں
سوئے موسیٰ عذر خواہی کے لئے	آوی بھیجا وہاں سے ڈھونڈ کے
امتحان تو اگر نہو دہند	کا امتحاں کہ وہم مارا کے رسد
وجہ تھی اس کی حسد ہی بر ملا	امتحان کرنا ہمیں واجب نہ تھا
اے تو خاص الخاص درگاہ الہ	محرم شاہیم مارا عذر خواہ
تو ہے خاص الخاص درگاہ الہ	محرم سلطان ہیں تجھ سے عذر خواہ
پیش موسیٰ سا جد و دو تو شدند	عفو کرو و در زماں نیگو شدند
سامنے موسیٰ کے سجدے میں گرے	دی معافی نہ وہوں اچھے ہو گئے
اے ترا الطاف و فضل بے غدر	در گذر از ما کہ ما کہ وہیم بد
تیرے الطاف و کرم ہیں بیشتر	اور کہد تو ہم سے اب کہ در گذر
گشت بروزن تن و جان تاں حرام	گفت موسیٰ عفو کروم اے کرام
آگ دوزخ کی ہوئی تم پر حرام	بولے موسیٰ تو دی معافی اے کرام
اچھے سازید خورازا عذر اراں	من بتمارا خود ندیم اے دیار
عذر کرنے کا بھلا موقع ہے کیا	میں نے تم کو خود وہاں دیکھا نہ تھا
در نبرد آئید پیش پادشا	بچناں بیگانہ شکل و آشنا
آنا تم لڑنے کو پیش بادشا	بس یونہی بیگانہ شکل و آشنا

طالب دل باش و در پے کار باش	اگر تو ایل دل نہ بیدار باش
طالب دل اور صرف کار رہ	گر تو ایل دل نہیں بیدار رہ
نیت غائب ناظر از ہفت و شش	اور دل بیدار شد مخفی شش
جو تراناظر ہے کب پہناں وہ ہو	اور جو دل بیدار ہے تو خوب سو
لیک کے خسید دلم اندر و سن	گفت پیغمبر کہ خسید چشم من
دل مرا سوتا نہیں اے کامیاب	بولے پیغمبر ہیں آنکھیں مجھ خواب
جاں فدائے خنک گان دل بصیر	شاہ بیدار است و حارس خفتہ گیر
جنکے دل جاگیں غذا ہو ان پہ جاں	شاہ ہے بیدار خفتہ پاسباں
در گنجہ در ہزاراں مثنوی	وصف بیدار بی دل اے معنوی
کب سمائے ہوں جو لاکھوں مثنوی	وصف بیدار بی دل اے معنوی
بہر دنیوی عصا کردند ساز	چوں بدیدنش کہ خفتہ ستل و دراز
وہ عصا لینے کے ڈھب کرنے لگے	جب یہ دیکھا سو ہے ہیں وہ بڑے
کڑپش بایہ شدن آنگہ بود	ساحراں قصہ عصا کردند زود
بیچھے سے ہم اس عصا کو لیں چہرا	ساحروں نے یہ کیا تھا منشورا
اندر آمد آں عصا در اہتر ساز	اندکے چوں پیشتر کردند ساز
وہ عصا جنش میں آیا بر ملا	آگے بڑھنے کا جو کچھ ساماں کیا
کاں و بر جانشک گشتند از و جا	آہنچاں بر خود طر زید آں عصا
خشک ہو کر رہ گئے وہ ناسزا	خود بخود اس درجہ لرزا وہ عصا
ہر دو آں بگر خجند و روتے زرد	بعد از آں شد از دما و حملہ کرد
زرد رو ہو کر وہ بھاگے فتنہ گر	از دما بن کر ہوا پھر حملہ ور
غلط غلطان منہزم اندر شیب	رودر افتادون گرفتند از نہیب
اور لڑھک کر اک گٹھے میں جاڑے	چلتے چلتے خوف سے وہ گر گئے

با یس دو خصم اور غشیت	موسیٰ و فرعون درستی تست
دھونڈان دونوں کو اپنے میں بھی	میں بھی میں موسیٰ و فرعون بھی
نور دیگر نیست دیگر شد سراج	باقی مت هست از موسیٰ تنج
ہے وہی نور اور چراغ اک دوسرا	نور موسیٰ ہو گا تا روز جزا
یک نور نیست دیگر زان سرست	ایں مخالف و ایں فقیہ دیگر است
نور لیک اس میں پیدا ہے وہی	یہ چراغ اور بجی گو ہے دوسری
زانکہ در شیشہ است عدا و دوستی	اگر نظر در شیشہ داری گم شوی
کیونکہ شیشے میں ہیں اعدا و دوستی	شیشے کو دیکھ کر ہے گم رہی
از دوستی و اعدا و جسم لے مٹتی	اور نظر بر نور داری وارہی
اس دوستی سے اور عدا سے بر ملا	نور پر رکتے نظر تو ہو رہا
اختلاف مومن و کبر و یہود	اور نظر گاہ ہست لے مغر و جود
اختلاف مومن و کبر و یہود	ہے نظر گر سے یہ اے جان و جود
اندھیری رات میں ہاتھی کی شکل میں اختلاف	
عزیز را آوردہ بودند ہنود	بیل اندر خانہ تار یک بود
ہندو لائے تھے دکھانے پر ملا	ایک ہاتھی اک اندھیرے گھر میں تھا
اندر آں ظلمت ہی شد ہر کسے	از برائے دیدنش مروم بسے
جا رہے تھے اس اندھیرے میں سبھی	دیکھنے اس کو بہت سے آدمی
اندر آں تاریکیش کفے لبو	دیدنش با چشم چوں ممکن نبود
ہاتھ اندھیرے میں تھا ہر اک پھیرتا	دیکھ لینا آنکھ سے ممکن نہ تھا
گفت ہنوجوں ودا شستش نہاد	آں یکے را کف بخراطوم افاد
بولاد اس کا جسم ہے پر نالہ سا	سوڈ پر ہاتھ ایک کا جب پڑا
آں بروچوں باد بیزن شد پڑا	آں یکے را دست بر گوشش رپا
اس پر پٹکھا بن کے وہ ظاہر تھا	دوسرے کا ہاتھ کانوں پر پڑا

جمع آریہ از برون از درون	انچہ باشد مر شمار از فنون
اندر اور باہر سے کر لو جمع سب	سحر کے فن جس قدر ہوں یاد اب
انتظار وقت فرصت مے بزند	پس زمیں ابوسہ اوند و شدند
انتظار وقت فرصت میں ہے	وہ زمیں کو بوسہ دے کر چلے
جادو گروں کا فرعون کے پاس آنا	
دادشاں تشریف مائے بیکراں	تا بفرعون آمد آں ساحراں
اور اس سے خلعت و القام پائے	پاس سب فرعون کے ساحر وہ آئے
بردگاں سپان نقد و جنس زاد	وعدہ شاں کرو ہم پیشیں بداد
لچھہ غلام اور اسب نقد و جنس بھی	لچھہ کئے وعدے دیا کچھ پیشگی
گرفزوں آئید اندر امتحاں	بعد از آتشاں گفت ہاں کشتاں آقاں
غالب آئے تم جو وقت امتحاں	پھر کہا اُن سے کہ اہل شوق ہاں
کہ بدزد پر وہ جو دوسخا	برفتا تم بر شما چندیں عطا
ہو دریدہ پر دہ جو دوسخا	استقدر تم پر کروں لطف و عطا
غالب آئیم و شود کارش تباہ	پس بگفتندش باقبال تو شاہ
غالب آئیں اور کریں اسکو تباہ	سب یہ بولے ہے اگر اقبال شاہ
کس نذر دپائے ما اندر جہاں	مادریں فن صفدریم و مہلواں
ہے ہمارا کون ہم رتبہ یہاں	جنگجو اس فن میں ہیں ہم پہلواں
کاینکا تہا سست کہ پیشیں بدست	ذکر موسیٰ بند خاطر باشد سست
یہ بھی قصہ پہلے قصوں سا ہو	ذکر موسیٰ بند خاطر ہو گیا
نور موسیٰ نقد تست کیا رنیک	ذکر موسیٰ بہر رُپوش بہت لیک
نور موسیٰ خود ہے تو اسے بادقا	ذکر موسیٰ کا یہاں ضمنا ہوا

کشت موجودات امیدو آب	اموسیٰ و عیسیٰ کجا بد کا فتا ب
عالم ایجا و کو دیتا کھا آب	موسیٰ و عیسیٰ نہ تھے جب آفتاب
کہ خدا انگڈاں زہ در کماں	آدم و حوا کجا بوداں زماں
جب کمان اللہ نے یہ کھینچ لی	آدم و حوا کہاں تھے اس گھڑی
آں سخن کہ نیست ناقص نہ آنست	ایں سخن ہم ناقص نہ ابراست
وہ سخن ناقص نہیں جو ہے ادھر	یہ سخن ہے ناقص و ابر- مگر
ورنگویم ہیچ از آں لے وائے تو	اگر گویم ز آں بلغزد پائے تو
کچھ نہ بولوں تجھ پر پھر افسوس ہو	اگر کہوں لغزش ہو تیرے پاؤں کو
برہماں صورت بھپسی لے فتنے	ورنگویم در مثال صورتے
تو چیک جائے اسی میں بے کمال	اور اگر دوں تجھ کو صورت سے مثال
سر بکھنا فی بابے بے یقیں	بستہ پائی چوں گیا اندر زمیں
سر پہ تیرا ہوا سے ہم نشیں	گھاس بن کر تو ہے پابند زمیں
یا مگر پارا ازیں گل بر کنی	ایک بیت نیست تا نقلہ کنی
پاؤں یا مٹی سے اپنے کھینچ لے	پاؤں ہوں تو تو ہمیں حرکت کرے
ایں حیات اروش میں مشکلست	اچوں کنی پار حیات میں گلست
زندگی کی ہے روش مشکل بڑی	کیا کرے مٹی ہے تیری زندگی
بس غنی گردی ز گل ردل روی	چوں حیات حق گیری آروی
گل میں کیا بول میں سکونت ہو تری	گر حیات حق ہو حاصل اے غنی
لوت خوارہ شد اور امے ہلد	شیر خوارہ چوں زدایہ بکسلد
کھانا کھائے اور اُس کو چھوڑے	شیر خوارہ جبکہ دایہ سے چھوڑے

لے دودھ پیتا بچہ :

آں کیے اکف چو برپائش بسود
 ایک کا جب ہاتھ پاؤں پر پڑا
 آں کیے برپشت و بہا و دست
 ایک نے جب ہاتھ پھیرا پیٹھ پر
 ہچنیں ہر یک مجڑوے چوں رسید
 اس طرح ہر عضو پر ہر اک گیا
 از نظر کہ گفت شاں مجڑ مختلف
 بخت نظر کہ سے بیاں سب مختلف
 در کف ہر کس اگر شمعے بدے
 ستمج ہوتی سب کے ہاتھوں میں اگر
 چشم جس ہچوں کف و ستمج و بس
 چشم جس ہے اک ہتھیلی اور بس
 چشم دریا و گیسٹ و کف و گر
 چشم دریا اور ہے کف اور ہے
 جنبش کفہا ز دریا روز و شب
 جھاگ کی دریا سے جنبش روز و شب
 ماچو کشتیہا ہم بر لب ز نیم
 دست و پا ہیں مثل کشتی مارے
 اے تو در کشتی تن رفتہ بخواب
 کشتی تن میں جو تو ہے مجھ خواب
 آپ آپے ست کو میرا ندش
 آپ کو اک آپ رکھتا ہے رواں

گفت شکل پیل دیم چوں نمود
 بولا ہاتھ کیا ہے اک کم ہے بڑا
 گفت خدائیں پیل چوں مجھے بہت
 بولایہ ہاتھ ہے تخت سخت تر
 فہم آں میکہ دہر جائے شنید
 جس جگہ سنا تھا - ویسا جانتا
 آں کیے الش لقب داؤں الف
 کنتا وال اک دوسرا کہتا الف
 اختلاف از گفت شاں بیوں تھا
 اختلاف ان میں نہ ہوتا اس قدر
 نیست کف ابراہیمہ ان سترس
 کب ہتھیلی کو ہے سب پر سترس
 کف بہل ز دیدہ و دریا نگر
 چھوڑ کف - دریا مقارم غور ہے
 کف ہے بینی و دریا نے عجب
 دیکھے کف دریا نہ دیکھے ہے عجب
 تیرہ چشمیم و در آب رو شنیم
 ہم ہیں اندھے آب رو شن میں پڑے
 آب اویدی نگر در آب آب
 پانی دیکھ دیکھ لے اب آب آب
 روح را رو حیت کو میخواندش
 ہے بلاق روح کو اک روح لاس

سست گیر و شاخار ابعداؤں	اچن بخت گشت شیریں لگنے اس
شاخ کو ہیں کم پڑتے بے گمان	جب وہ پیک کر ہو گئے پیٹھ دیاں
سروش بر آؤ می ملک جہاں	اچل زان اقبال شیریں شدہاں
سرد ہوا شان پر ملک جہاں	جب ہو اس اقبال سے شیریں دیاں
تاجیننی کا رخون آشامیست	سخت گیری و تعصب خامیست
خون پینا ہے جبین کا کام ہاں	سخت گیری اور تعصب خامیاں
باتو روح القدس گویدے منش	چیز دیگر ماند اما گفتنش
میں نہیں کہ دیکھا روح القدس ہی	اور ہے اک بات کہنے سے رہی
بے من و بے غیر من اے ہم تو من	نے تو گوئی ہم بگوش خویش تن
بے مرے۔ بے عزیز میں تو ایک سے	بلکہ اپنے کان میں تو خود کے
تو ز پیش خود بہ پیش خود و شوکی	بہجوں اس وقت کہ خواب اندر رہی
خود ہی تو آ جائے اپنے سامنے	جس طرح سوتے ہیں اندر خواب کے
باتو اندر خواب گفت آں نہاں	بشنوی از خویش و پنداری فلاں
کہ گیا ہے خواب میں رائے نہاں	خود شننے اپنے سے اور سمجھے فلاں
بلکہ گرد و نی و دریائے عمیق	تو کیے تو نیستی اے خوش رفیق
بلکہ ہے اک چہ رخ و دریائے عمیق	تو فقط تو ہی نہیں اے خوش رفیق
قلم است و غرقہ کا و صد گواہ است	آں تو فی وقت کاں نہ صد گواہ است
بٹکے پھر دریا دریا سو کو ڈوبا	وہ ہے تو ہی جو کہیں تو سو بنا
دم مزین اللہ اعلم بالصواب	خود چہ جائے حد بیداری خواب
دم نہ مارا اللہ اعلم بالصواب	اس میں کبچہ حد بیداری و خواب
الصلوات اے پاکبازاں الصلا	دم مزین تا بشنوی زان مر لقا
الصلوات اے پاکباز و الصلا	دم نہ مارا و سن کہ وہ کہتا ہے کیا

چونکہ غلیش از قوت اقلوب	بستہ شیر زمینی چوں خوب
قوت دل سے ترک رسم بشیر کر	صورت روانہ ہے بشیر خاک پر
لے تو نور بے حجب رانا پذیر	اقتوت حکمت خور کہ شد نور ستیر
نور بے پردہ سے کیوں ہے بے حصول	قوت حکمت کھا کر ہے نور بقول
تا بہ بینی بے عجب مستور را	آتا پذیرا کردی لے جاں نور
دیکھے گا بے پردہ ہر مستور کو	جب تو حاصل کر سکیگا نور کو
بلکہ بے گردوں سفیہ چوں کنی	آچہل ستارہ سیر بر گردوں کنی
بلکہ گردوں کیا خدا تک ہو سفر	سیر تارے کی طرح ہو چرخ پر
ہیں بگو چوں آمد می مست آمدی	انچہاں کہ نیست در بہت آمدی
کس طرح آیا؛ بڑی مستی لئے	جس طرح ہستی میں آیا نیست سے
لیک مزے با تو بر خواہیم خواند	راہ ہائے آمدن یادت نمائند
بھید اک کہتا ہوں سن اے باغداد	راستہ آنے کا تجھے کو کب ہے یاد
گوشہ ابر بند آنگہ گوش دار	ہوش ابلکہ آنگہ ہوش دار
کان کو بند اور پھر سن اے نگار	ہوش کو چھوڑ اور پھر ہو ہوشیار
در بہاری و ندید سستی تموز	نے نگویم زانکہ تو خامی ہنوز
ہے بہاروں میں نہ دیکھیں گرمیاں	مست کہوں میں؛ کیونکہ تو ہے خام ہاں
ماہ و چوں میوہائے نیم خام	انچہاں بچوں و غنست اکرام
ہم ہیں اس پر میوہ ہائے نیم خام	یہ جہان اک پیڑ ہے اے خوش کلام
زانکہ در خامی شاید کاخ را	سخت گیر و خاما مر شاخ را
کیونکہ وہ ہیں نامناسب کاخ کو	خچہ پھل سختی سے تھا میں شاخ کو

لے یعنی وہ محلوں میں نہیں بھیجے جاتے ۛ

گفت نے رفتہ بر آں کوہ بلند	گفت آں گمرا از ہرگز ند
بولائیں اُس کوہ پر چڑھ جاؤنگا	اور اماں ہر ابتلا سے پاؤں گا
ہیں ممکن کہ کوہ کا ہست پس نہاں	جز حبیب خویش اندہر اماں
نوحؑ بولے۔ کوہ خود ہے مثل کاہ	دوست کو اپنے فقط دیگا پناہ
گفت من کے پند تو بشنودہ ام	کہ طمع کردی کہ من میں دودہ ام
بولائیں تیری نصیحت کب سنوں	کر نہ لاچ، کب ترے کہنے سے ہوں
خوش نیا مدگفت تو ہرگز مرا	من برئی ام از تو در ہر دوسرا
بات یہ تیری نہیں سمجھ خوشگوار	میں نہیں دونوں جہاں میں ذمہ دار
اہیں ممکن بابا کہ روز ناز نیست	مرخدا را خویشہ و انبا نیست
نوحؑ بولے۔ دن یہ نازش کا نہیں	ہے شریک و خویش بھی اسکا کہیں
تا کنوں کردی ایندم ناز کیست	اندریں رگا و گیر اناز کیست
ناز اب تک کہ چکا۔ اب ناز کیا	ناز اُس درگہ میں کرنا ہے خطا
لم یلدے لم یولدہست او از قدم	نہ پدر دارد نہ فرزند و نہ عم
لم یلدے اور لم یولدے وہ ذات	باب بیٹے سے بری، عالی صفات
ناز فرزند اں کجا خواہد شید	ناز با بایاں کجا خواہد شنید
ناز بیٹوں کا اٹھانے کا وہ کیا	ناز باپوں کا ہے اُسے کب سنا
نہستم مولود ہیرا کم بناز	نہستم والد جو انا کم گراز
بچوں نہ بیٹا۔ ناز کہ بابا نہ ہاں	ہوں نہ والد۔ ناز کم کر لے جاں
نہستم شوہر نیم من شہوتی	ناز را بگذار اینجا اے سستی
میں نہیں ہوں شہوتی شوہر مگر	ناز مجھ سے اس قدر خاتم نہ کر

۱۔ اُسے کسی کو نہیں جانا ۲۔ وہ کسی سے نہیں جانا گیا ۳۔

۴۔ یہ اشعار گویا خدا کی زبان حال سے ہیں ۵۔

از زبان بیزبان کہ تم تعالیٰ	اُم مزین تابشروی اسرارِ حال
ہاں زبان بے زبان سے علمِ تعالیٰ	دُم نہ مارا اور سن جو ہیں اسرارِ حال
انچہ ناید در بیان و زماں	اُم مزین تابشروی زان دم زماں
چونہ خود ذکر و زماں میں آ سکے	دُم نہ مارا اور سن پھر اس دم ماسے
انچہ ناید در کتاب و خطاب	اُم مزین تابشروی زان آفتاب
جس سے خالی ہے کتاب اور ہر خطاب	دُم نہ مارا اور سن بیان آفتاب
آشنا بگزار و رشتہ نوح	اُم مزین تادم زندہ بہر تور و روح
تیرنا چھوڑ اور لے کشتی نوح	چپ ہوتا تیرے لئے بولے یہ روح

حضرت نوحؑ کے لڑکے کی سرکشی

کہ نخواستہم کشتی نوحؑ عدو	بچو کناں کا شنا میکرو او
نوحؑ کی کشتی کا طالب ہی نہ تھا	مثل کناں کے کہ وہ تھا تیرتا
تا نگر دی عرق طوفاں لے نہیں	ہیں بیا در کشتی باہنشیں
عرق طوفاں ہونہ جائے بے وفا	نوحؑ بولے۔ بیٹھ جا کشتی میں آ
من بجز ستم تو ستم افرو ستم	گفت نے نے آشنا آ منجم
ستم سے تیری جلاؤں ستم کیا	بولے آتا ہے مجھے تو تیرنا
دست دپائے آشنا امروز لا ست	ہیں ممکن کیں موج طوفاں بلا ست
تیرنے والے کے دست دپا ہیں لا	نوحؑ بولے یہ ہے طوفاں بلا
جز کہ ستم حق ہے باید حتمش	ہا و قہر است و بلائے ستم کش
ستم حق کے ماسوا۔ ہو جا حتمش	ہے بلائے قہر بار ستم کشت

لہٰذا گذشتہ صفحہ کا نوٹ، یعنی آؤ۔ پیام دعوت و طلب د
 علیہ السلام

خود ندیدی تو سفیدی از کبود	گفت او از اہل خویشانت نہو
کچھ نہ سمجھا تو سفید اور یہ سیاہ	ہو ایک تھا خویش وہ گم کردہ راہ
نہیست دندان بر کنش آؤ استاد	چونکہ دندان ترا کرم اوقاد
اب اٹھاڑاں کو وہ دندان کب پہے	جب ترے دانتوں میں کیڑے لگ گئے
گرچہ بود آن تو شو بیزا رازو	تا کہ باقی تن نگر دو زار ازو
خود تو کو اپنی ملک سے بیزار ہو	تا کہ باقی تن نہاں سے زار ہو
غیر نہو آنکہ او شد مات تو	گفت بیزارم ز غیر ذات تو
غیر وہ کب ہے جو تجھ سے مات لے	بولے ہوں بیزار تیرے غیر سے
بہیت چنداں کہ با باران چمن	تو ہے انی کہ چو نم با تو من
اس سے بڑھ کر جو چمن یاراں کیساتھ	جانتا ہے وہیں کیا ہوں تیرے ساتھ
مغذی بے واسطہ بے حائلے	زندہ از تو شاد از تو عائلے
رزق سے بے واسطہ ہے بامرو	تجھ سے ہے محتاج زندہ اور شاد
بلکہ بچوں و چگونہ ز اعتدال	متصل نے متصل نے ایں کمال
بلکہ بے چون و چرا ہے اعتدال	متصل کب، متصل کب یہ کمال
زندہ ایم از لطفت کی کو صفات	ماہیا نیم و تو دریائے حیات
زندہ تیرے لطف سے ہے کائنات	پھدیاں ہم تو ہے دریائے حیات
نے بہ معلولے قریں با ملتے	تو نیکی و رکسار فکر تے
ملت و معلول سے کب ہے قریں	فکر میں بھی تو سما سکتا نہیں
تو مخاطب بودہ در ماجرا	پیش ازیں طوفان بعد ازیں
تو مخاطب تھا ہر اک حالت میں ہاں	پہلے اس طوفان کے اور بعد از اس
اے سخن بخش تو نو و آں کہن	باتو میں گفتم نہ با پیشاں سخن
سب کو تو ہی دے سخن - تو یا کہن	اُن سے کیا میں تجھ سے ہوں گرم سخن

اندریں حضرت نثار و اعتبار	جز خنوع و بندگی و اضطراب
کس کو اس درگاہ میں ہے اعتبار	ماسوائے عاجز و انہماک
باز میگوئی بجہل آشفتم	گفت با با ساہا لیں گفتہ
پھر وہی باتیں جہالت ہے یہ کیا	بولہا با مذتوں کہتا رہا
تاجواب سرد بشنودی بسے	چند از اینہا گفتہ با ہر کسے
اور جواب سرد پایا دیکھ لے	تو نے کی یہ گفتگو ہر شخص سے
خاصہ کنوں کہ شدم انا و زنت	ایں دم سرد تو در گوشتم زنت
اب میں دانشمند ہوں مگر لے یقین	تیری سرد آہیں میں سن سکتا نہیں
بشنوی یکبار تو پند پدرا	گفت با با چہ زیاں دار و اگر
مان لے اک بار کہنا باپ کا	نوح بولے ہو ترا نقصان کیا
ہچنین میگفت او دفع غلیف	ہچنین میگفت و پند لطیف
اور جواب سخت لڑکے نے دئے	وہ نصیحت اس کو دیتے ہی لپے
نے دئے درگوش آں او بر شد	نے پدرا از نصیحت کناں سر شد
اور نہ بیٹے نے سنی اک بات بھی	باپ کو سیری نصیحت سے نہ تھی
بر سر کناں زو و شد ریز ریز	اندریں گفتن بدند و موج تیز
پڑزے پڑزے کر ویا کناں کا سر	تھیں یہ باتیں آہیں موجیں جوش پر
مر مرا خرم و وسیلت بر و بار	نوح گفت لے پا و شاہ بڑ بار
خبر مرا اور لے گئی موج اس کا بار	نوح بولے اے خدا نے بڑ بار
کہ بیاد اہلت از طوفان رہا	و غلہ کردی مر مرا تو بار بار
اہل تیرے ہوئے طوفان سے رہا	وعدہ تو نے بار بار مجھ سے کیا
پس چرا بر بوسیل از من گفتم	دل نہا دم بر امیدت کے سلیم
لے گئی موجیں مری ملی کدھر	مطمئن تھیں تیری امید پر

لیکت ز احوال او آگہ کنم	بہر کفانے دل تو نشکنم
حال سے تجھ کو کروں داغ و ذرا	بہر کفانے دل نہ توڑ و نگا ترا
ہم کئی غرقہ اگر باید ترا	گفت نے نے را ضمیم کہ تو مرا
غرق کر دے گر ضرورت ہو مجھے	بولے۔ ہاں ہاں میں تو راضی ہوں مجھے
حکم تو جانست ہیں جاں میکشم	ہر زمانہ غرقہ میکشم من خوشم
حکم تیرا جان ہے تا زہم کی	خوش ہوں مجھ کو غرق کرے جب بھی
او بہانہ باشد تو منظورم	ننگرم کس او گر ہم بنگرم
ہو وہ حیلہ، اور تو تو نظر	کس کو دیکھوں اور دیکھوں بھی اگر
عاشق مصنوع کے باشم چو گبر	عاشق صنع تو ام در شک و صبر
گبر ہی مصنوع سے الفت کریں	عاشق صنعت ہوں شک و صبر میں
عاشق مصنوع او کا فر بود	عاشق صنع خدا با فر بود
عاشق مصنوع، کا فر با یقین	عاشق صنع خدا ہے بہترین
خود شناسد آنکہ در رویت صفت	در میان پر و فرقی بس خفیت
جانے وہ جس کو بصیرت ہے ملی	ورمیاں ان دو ہے فرق خفی

دو حدیثوں کی مطابقت

زانکہ عاشق بود او بر اجرا	و می سوالی کرد سائل مر مرا
کیونکہ وہ تھا بحث پر عاشق کمال	مجھ سے سائل نے کیا کل یہ سوال
ایں ہمیں گرفت گرفت اوست ہمارا	آفت نکتہ الرضا بالکفر کفر
قول پیغمبر ہے، قول آن کا ہے ہمارا	ہے جو نکتہ، الرضا بالکفر کفر

لہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے ❖

گاہ با اطلال و گاہے ما و من	نے کہ عاشق روز و شب کی سخن
بستیوں سے اور کھنڈر سے موبو	رات دن کرتا ہے عاشق گفتگو
او کر امیکوید ایس مدحت کرا	اسوئے در اطلال کردہ دانا
ہم سخن کس سے ہے اور مدحت سرا	وہ کھنڈر کی سمت کر کے رخ سدا
واسطہ اطلال را برداشتی	شکر طوفان اکنوں بگماشتی
ہو گیا فانی کھنڈر کا واسطہ	شکر ہے طوفان گیا تو نے بجا
نے نہاتے نے صدائے میزدند	زانکہ اطلال لیتیم بد بدند
بھی صدا اُن میں نہ نغموں کا گذر	کیونکہ تھے معوس یہ سارے کھنڈر
کز صدا چوں کوہ دا گوید جواب	من چنان اطلال خواہم در خطا
دیں صدا کا کوہ کی صورت جواب	چاہتا ہوں وہ کھنڈر وقت خطاب
عاشقم بر نام جاں آرام تو	تا مٹتی بشنوم من نام تو
نام بہ تیرے میں عاشق دل سے ہوں	نام تیرا تا دو بارو میں سنوں
تا مٹتی بشنود نام ترا	ہر نبی زان دوست ارد کوہا
تا دو بارہ نام وہ شن لیں ترا	دوست رکھیں کوہ کیوں ا بیا
موش را شاید نہ مارا در مناخ	اں کہ بیت مثال سنگلاخ
مجھ کو تو کیا ہے ضروری موش کو	بست وہ کسار جو سنگین ہو
بے صدا ماند دم گفتار من	من بگویم او نگہ دو بار من
بے صد ارہ جانے جب میں کچھ کہوں	میں کہوں اور وہ نہ ہے مجھ کو سکوں
نیست ہدم با قدم یا رش کنی	باز میں آن کہ ہموار رش کنی
جب نہیں ہدم تو پامالی ہی دے	کر نہیں کے ساتھ تو ہموار اسے
حشر گرداغم بر آرم از تری	گفت لے نوح اے تو خواہی چلا
پھر جلا دوں سب کو تیرے رو برو	دی ندا حق نے جو چاہے نوح تو

تاسوال و تاجواب آید دراز

ہو سوال اس کا جواب اسکا دراز

نقش خدمت نقش دیگر میشود

نقش خدمت کا ہو نقشہ دوسرا

اگر کشایم بحثیں امن بسا

بحث کو چھڑوں اگر اے دلنوازا

ذوق نکتہ عشق از من میرود

ذوق عشق اس طرح ہو جائے جدا

حیرت بحث و فکر کی مانع ہے

پیش یک آئینہ دار مستطاب

مضطرب سا پاس اک حجام کے

کہ عروس نوگزید مائے فتی

میں عروس نوہوں لایا مہ تقا

کہ تو بگزین چوں مرا کائے فتا

اور کہا تو بال چن ۲۰ یا ابی

کہ سر اینہا نثار د مروویں

کچھ خیال اس کا د رکھے مروویں

حکمہ کردا وہ ہم برائے کیدرا

زید نے بھی بدلے میں حملہ کیا

پس جو اہم گوے و آنکھ میزنم

دے جواب اور پیٹ لینا پھر کمال

یک سوالے دارم اینجاد و فاق

پوچھتا ہوں تجھ سے از را و فاق

آں یکے مرو و مو آمد شتاب

آیا اک تل چاولی ڈاڑھی تلے

اگفت ز رشیم سفیدی کن جدا

بولا ڈاڑھی سے سفیدی کر جدا

ریش او برید و چل شیش نہا

اسے ڈاڑھی کاٹ کر آگے رکھی

ایں سوال اینجہ است لے گزین

یہ سوال اور یہ جواب اے نکتہ چیں

ایں یکے زو سپلیہ مروید را

اک نے آکر زو کے پھٹو دیا

اگفت سیلی زن سوالے میکنم

بولا سیلی زن ہے تجھ سے اک سوال

برق فائے تو زوم آمد طراق

مارا گردن پر صدا آئی طراق

لے پھٹو مارنے والا

لے نکتہ

مسلمان ارضا باید رضا	باز فرمود او کہ اندر ہر قضا
چاہئے مومن ہو راضی برضا	پھر یہ فرمایا کہ ہو کوئی قضا
گر بدیں راضی شوم باشد شقاق	نے قضائے حق بود کفر و نفاق
کفر ہو مکر لوں جو اس سے اتفاق	کیا قضائے حق نہیں کفر و نفاق
پس چہ چارہ باشد اندر میاں	ورنیم راضی بود آں ہم زیاں
پس علاج اس کا ہے کیا پیچہ بیاں	مورنہ عجول راضی تو اس میں ہے بیاں
ہست آمار قضا این کفر راست	نقشہ کش این کفر مقضی نے قضا
کفر کے آمار اس میں ہیں تو کیا	بولائیں۔ ہے کفر مقضی کب قضا
ما شکالت حل شود اندر جہاں	پس قضا را خواہ از مقضی ہاں
تا کہ مشکل تیری حل ہو اے پسر	تو قضا کو مقضی سے تعبیر کر
نے ازا نزو کہ نزاع کفر مات	راضیم بر کفر ازو کہ قضا ست
پر نہ ہو جھکڑا ہمارے کفر کا	کفر پر راضی ہیں گروہ ہو قضا
حق اکافر مخواں اینجا مایست	کفر ازوئے قضا خود کفر نیست
حق کو کا ذکر رہا ہے بے ادب	کفر ازوئے قضا ہے کفر سب
ہر دو یک کے باشد آخر حلم و ظلم	کفر ہست قضا نے کفر علم
ایک ہو سکتے ہیں کیونکہ حلم و ظلم	کفر ہے جہل اور قضا نے کفر علم
بلکہ ازوئے زشت ابنمو نیست	زشتی خط زشتی نقاش نیست
بلکہ اس سے نقشب کی زشتی کھلی	بد خطی زشتی نہیں نقاش کی
ہم تو اند زشت کردن ہم نکو	وقت نقاش باشد آنکہ او
اچھا کھینچے نقشب یا کھینچے بُرا	نقشب نقاش میں ہیں اے قضا

لے قضا والا *

لے غصہ اور غضب *

پوستھا شد بس رقیق و واکفید	انگنہ چوں مغزش در گند و رسید
پوست نازک ہوتے ہوتے پھٹ گیا	چونکہ ان کا مغز تھا بالکل بھرا
مغز چوں گند شاں شد پوست لم	قشر جو زوشتق و بادام ہم
مغز جب بڑھنے لگا۔ گھٹنے لگے	پستہ بادام اور پوست اخروٹ کے
وحی برقی نور سوان مبینی ست	وصف مطلوبی چو صوابی ست
وحی برقی نور سے قرآن جلا	منہ طالب وصف ہے مطلوب کا
پس بسوزد وصف حادث اکلم	چوں تجلی کرو اوصاف قدیم
جلتی ہے پھر وصف حادث کی کلیم	جب عیاں ہوتے ہیں اوصاف قدیم
جل فنا از صحابہ مے شنود	ایک قرآن ہر کرا محفوظ بود
جل فنا کہتے اصحاب و فنا	یاد قرآن حفظ جس کو یاد تھا
نیست ممکن جز سلطانے شکر ف	جمع صورت باچنیں معنی ثر ف
ہے فقط شاہنشہ عالی کے ہاتھ	جمع صورت استقدر معنی کے ساتھ
خونبا شد و ر بود با شد عجب	در چنیں مستی مراعات ادب
خود نہیں رہتیں۔ رہیں۔ تو ہے عجب	ایسی مستی میں مراعات ادب
جمع صدین است چوں گرد و دراز	اندر استغنا مراعات نیاز
ہے صدوں کی جمع۔ کیونکہ ہو دراز	ہو جو استغنا میں بھی پارس نیاز
باز و وقت تحیر امتیاز	جمع صدین از نیاز و اقامت نیاز
اور پھر وقت تحیر امتیاز	دو صدوں کی وجہ ہیں ناز و نیاز
کور خود صندوق قرآن میشود	چوں عصا معشوق عیاں میشود
کور ہو قرآن کا صندوق ہاں	ہے عصا معشوق اندھوں کا بیان

لے ہم میں بزرگ ہے :
لے عارف کامل سے مراد ہے :

ابن سوال از تو ہے پرسم بگو	حل کن اشکال مرا اے نیکو
پوچھتا ہوں تجھ سے دے اسکا جواب	حل مری مشکل کو کراے کامیاب
ایں طراق از دست من بود آیا	از قفا گاہ تو اے فخر کیا
یہ تہ اقد باحت سے میرے ہوا	یا تری گدھی سے آئی تھی صدا
گفتا درو ایں فراغت مستم	کہ دریں فکر و تاملن بیستم
بولا مجھ کو درد سے فرست نہیں	تا کروں فکر و تامل بالیقین
تو کہ بیدار می ہے اندیش ایں	نہیست صاحب درد ایں فکر ہیں
تو کہ ہے بیدار وہ اس کی فکر کر	فکر اہل درد کو کب ہے مگر
درو منداں را نباشد فکر غیر	خواہ در مسجد برو خواہی بدید
درو مندوں کو نہیں سمجھ فکر غیر	خواہ تو مسجد میں جا یا سوئے غیر
غفلت بیدار میت فکر آورو	در خیالت نکلتے بکر آورو
فکر غفلتی ہے دل بیدار سے	نکتے جو غفیل میں پیدا کرے
جز غم میں نہیست صاحب درد	مے شناسد مرد را و گرد را
بے غم دیں صرف اہل درد کو	جاتا ہے مرد کو اور گرد کو
احکم حق را بر سرور و مے نہد	حفظ فکر خویش یکسو مے نہد
حکم حق کو وہ سر آکھوں پر رکھے	کچھ نہ اپنی فکر کی پروا کرے

صحابہ کرامؓ میں کوئی حافظ نہ تھا

در صحابہؓ کم بدمے حافظ کسے	گرچہ شوقے بود جانثار بے
ہاں صحابہؓ میں کوئی حافظ نہ تھا	گرچہ اس کا شوق اُن کو تھا بڑا
منہ علم افزو کم شد بوسنتش	ز آنکہ عاشق را بسوز و دوشتش
بڑھ گیا علم اور رہا باقی نہ بوسنت	کیونکہ عاشق کو جلا دیتا ہے دوست

زارمی و سکینی دس لا بہا	بیتہا و نامہ مدح و ثنا
وہ خوشامد اور وہ رونامہ بینکنا	نامہ کے وہ شعروہ مدح و ثنا
خواری بیزاریہ با اہل خویش	گریہ افغان و حزن و دروغیش
خواریاں اور اپنوں سے بیزاریاں	وہ فغان و رنج اور وہ زاریاں
ذکر پیغام و رسول از مغرب و ہست	دوری و رنجوری ز ہجران دوست
جھوٹے پیچھے نامہ و پیغام وہ	دوری و رنجوری و آلام وہ
تا کہ بیڑوں شد ز حد و از عدد	انہجناں میخاوند با معشوق خود
حد و اندازہ سے آگے بڑھ گیا	سامنے معشوق کے ایسے بیڑھا
گا و وصل ایں عمر ضائع کر دست	گفت معشوقیں اگر بہر نیست
پھر تو کیوں کھوتا ہے کھٹے وصل کے	دوست بولایہ جو ہے میرے لئے
نیستیں بارے نشان عاشقاں	من بہشت حاضر و تو نامہ خواں
ہاں نہیں ہے عاشقوں کا یہ نشان	میں ہوں تیرے پاس تو ہے نامہ خواں
من نے یا لم نصیب خویش نیک	گفت اینجا حاضری اما و یک
اپنی قسمت کو نہیں پاتا میں نیک	بولا عاشق۔ تو تو حاضر ہے۔ و یک
نیست ایندم گرچہ مے خیم جمال	آنچہ میدیم ز تو پارینہ سال
وہ نہیں اب گرچہ حاصل ہے وصال	جسم سے جو کچھ دیکھتا تھا پار سال
دیدہ دل ز آب تازہ کر وہ ام	من ازیں چشمہ زلالے خوردہ ام
دل کو اور آنکھوں کو ہے تازہ کیا	میں نے اس چشمے سے پانی ہے پیا
را و آبم را مگر ز دور ہرنے	چشمہ مے بنیم و لیکن آب نے
راہزن نے راہ ماری بے گماں	چشمہ ہے۔ لیکن وہ پانی اب کہاں
من بلفار و مراد و رقتو	گفت پس من نیست معشوق تو
میں ہوں مشرق میں تو مغرب میں پڑا	بولائیں تیرا نہیں معشوق۔ جا

اگر حدیث و صحیفہ و ذکر و مندر	اگوت کوراں خود صننا و لیتند
جن میں قرآن اور حدیثیں ہیں بھری	بیگیاں اندھے ہیں خود صندوق ہی
زائکہ صندوق تھے بود خالی دست	باز صندوق تھے پر از قرآن ہست
اس سے جو خالی ہو اور ہو پڑ عیوب	جس میں ہو قرآن وہ ہے صندوق خوب
یہ ز صندوق تھے کہ پر موش ست مار	اباز صندوق تھے کہ خالی شد ز بار
بہتر اس سے جو بھرا ہو مار سے	پھر ہے جو صندوق خالی بار سے
گشت دلالہ بہ پیش مرد سرد	حاصل اندر وصل چوں افتاد مرد
پھیکا پڑتا ہے رخ دلالہ تب	مرد کو ہوتا ہے حاصل وصل جب
شد طلبگار رتی علم اکنوں قبح	چوں مطلوبت سیدی اے طبع
پھر طلب کرنا بڑا ہے علم کا	پہنچا جب مطلب تک تو اے فتا
سرد باشد جستجوئے نزدباں	چوں شدی بر باہلئے آسماں
پھر ہے نافع جستجوئے نزدباں	جبکہ تو ہو بار بار بس آسماں
سرد باشد راہ خیر از بعد خیر	اجنہ برائے یاری و تعلیم غیر
سرد راہ خیر ہے بس بعد خیر	ماسوائے یاری و تعلیم غیر
جہل باشد بر نہادون صیقے	آنکہ روشن کہ شد صافی و بے
جہل ہے صیقہ کا اس پر پھیرنا	آنکہ روشن ہو جب اور ہو صفا
جہل باشد محبت نامہ رسول	پیش سلطان خوش نشستہ و قبول
جہل ہے پھر ڈھونڈنا خطا اور رسول	پیش سلطان جبکہ ہے تو خود قبول
معتشوق کے سامنے عاشق کا نام نہ محبت چہنا	
نامہ بیروں کو رو پیش یار خاوند	آں کیے ریا پر پیش خود نشانند
لے کے خط پڑھنے لگا وہ سامنے	اک کو پاس اپنے بٹھایا دوست نے

کہ گئے افزوں گاہ ہے در کیست	آئکہ او موقوف حالت آدمیت
گاہ اس میں ہے فرونی۔ گہ کمی	حال کا پابند ہے یہ آدمی
صوفی ابن الوقت باشد در مثال	ایک صافی فارغست از وقت حال
صوفی ابن الوقت ہے بہر مثال	پچھ نہیں صوفی کو فکر وقت و حال
زندہ از نفع مسح آسائے او	احالہا موقوف فکر و رائے او
زندہ ہیں اس کے مسیحی نفس سے	حال ہیں پابند اس کی فکر کے
بر امید حال و بر من مے تنی	عاشق حالی نہ عاشق بر منی
میرا عاشق ہے امید حال پر	حال کا عاشق تو میرا کب مگر
نیست معبود خلیل آفل بود	آئکہ گہ ناقص گئے کامل بود
وہ نہیں معبود اور زائل ہوا	جو کبھی ناقص۔ کبھی کامل ہوا
نیست لبر لا احب الا فلین	و آئکہ آفل باشد و گہ آن دایں
کب ہے دلبر۔ لا احب الا فلین	ہے جو فانی۔ حال پر قائم نہیں
یک مانے آب و یکدم آتشست	آئکہ او گاہے خوش و گہ ناخوشیت
گاہ پانی ہے تو گہ مانند نار	جو کبھی خوش ہے۔ کبھی ناخوش ہے یار
نقش بت باشد و لے آگاہ نے	برج مہ باشد لیکن ماہ نے
نقش بت آگاہ ہو سکتا نہیں	برج مہ ہو، ماہ ہو سکتا نہیں
وقت انہیوں پدر بگرفتہ سخت	ہست صافی نصف چوں ابن وقت
وقت کو چوں باپ کے پڑا ہے سخت	صوفی صافی ہے گویا ابن وقت
ابن کس نے فارغ از اوقات حال	ایک صافی غرق عشق ذوا الجلال
کب کسی کا ہے پسر، فارغ از حال	ہے جو صوفی غرق عشق ذوا الجلال

ملے میں فنا ہو جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

حالت اندر دست بند کافے	عاشقی تو بر من و بر حالتے
کب ہوا قلوب کسی کے حال پر	مجھ پہ عاشق ہے کہ میرے حال پر
جزو مقصودم ترا اندر ز من	پس نیم کلی مطلوب تو من
جزو ہوں میں اک ترے مقصود کا	میں نہیں معشوق کلی اب ترا
عشق بر تقدیرت بر صندوق نے	خانہ معشوقم و معشوق نے
نقد سے ہے عشق کب صندوق سے	خانہ معشوق ہوں معشوق نے
مہبت او منتہایت او بود	ہست معشوق آنکہ او کیو بود
ہو جو تیری ابتدا و انتہا	ہے وہی معشوق جو کیو رہا
ہم ہویدا او بود ہم نیز سر	اچوں بیانی اش نباشی منتظر
ظاہر و باطن میں ہو تیرا منقر	جب آسے پائے نہ ہو تو منتظر
بندہ ایں ماہ باشد ماہ و سال	میرا حالست نے موقوف حال
ماہ کے بندے بنے ہیں ماہ و سال	حال کا حاکم نہیں پا بند حال
چوں بخوابد جسمہا راجاں کند	اچوں بگوید حال را فرماں کند
اور جب وہ چاہے رتن کو جاں کرے	جب وہ چاہے حال کو فرماں کرے
منتظر نشستہ باشد حال جو	منتہی نہو کہ موقوفست او
منتظر کب حال کا ہے اے فی	وہ سدا کیساں ہے کب ہے منتہی
دست جنبانہ شود مے مست او	کیمیائے حال باشد دست او
جب ہلائے میست نے ہوئے کہاں	کیمیائے حال اس کا ہاتھ ہاں
خار و نشتر ز گس و نسریں شود	اگر بخوابد مرگ ہم شیریں شود
خار و نشتر کو گل و نسریں کرے	وہ جو چاہے موت کو شیریں کرے
نے چو تو محروم از حال و کشش	او بود سلطان حال اندر روش
کب ہے وہ محروم جذبات و کشش	صورت سلطان حال اس کی روش

در ظلال غالبان غالب شومی	کر جو ارباباں طالب شومی
غالبوں کے ساتھ میں غالب ہو تو	طالبوں کے ساتھ میں طالب ہو تو
منکر اندر خستین و خست	گر یکے موئے سلیمانی بخت
تو نہ دیکھ اس کو نگاہ خست سے	چھوٹی گر عزم سلیمانی کرے
نے طلب بودا قول و اندیشہ	ہر چہ داری تو زماں و پیشہ
اس کی پہلے بختی کہاں نکر و طلب	مال اور پیشہ جو تو رکھتا ہے اب
ور با استد از طلب ہم قاصر است	اگر یکے کفے بیا بدنا در دست
اور طلب سے گزرنے کے قاصر ہے وہ	اک خزانہ پائے تو نادر ہے وہ
چوں بجد اندر طلب بختیافت او	ہر کہ چیز ہے بخت بیشک یافت او
جب طلب کی راہ میں دوڑا اگیا	جیسے جو دھونڈتا۔ اسے بے شک ملا
یا فتنی و شد میسر بے خطر	چوں نہادی و طلب پا لے سپر
ہو گیا سب کچھ میسر بے خطر	پاؤں جب رکھا طلب میں لے پسر
تا بیا بی ہر چہ خواہی لے عجب	ہیں مباحش لے خواہ یکدم بے طلب
تا جو کچھ چاہے ہے وہ تجھ کو سب	ہاں نہ رہ اسے خواہ اکر دم بے طلب
چونکہ در خدمت مشتتا بندہ بو	عاقبت جو بندہ یا بندہ بود
جبکہ وہ خدمت میں دوڑا جائے گا	جو کوئی ڈھونڈے گا۔ آخر پائے گا
وے طلب اللہ اعلم بالصواب	در طلب چالاک شوزاں فتح باب
کر طلب۔ واللہ اعلم بالصواب	ہو طلب میں مستعد اور فتح باب
ایک سست آدمی کا قصہ	
نزد ہر دانا و پیش ہر غبی	آں کے در عہد داؤد و نبی
سامنے نادان و دانا کے اخی	عہد داؤد و نبی میں تھا کوئی

لم یلد لم یولد آن ایزد است	غرق نورے کہ اولم یولد است
لم یلد لم یولد اور ایزد ہے وہ	غرق ہے اس میں کہ لم یولد ہے وہ
ورنہ وقت مختلف را بندہ	روچیں عشقے گزیں گر زندہ
مختلف وقتوں کا ورنہ بندہ ہے	عشق ایسا کہ اگر تو زندہ ہے
بگرا ندر عشق و بر مطلب خویش	منگرا ندر عشق زشت خویش
عشق اور معشوق ہی کو دیکھ لے	لغش اپنے تو نہ دیکھ اچھے بُرے
بگرا ندر ہمت خوای شریف	امنگرایں کہ حقیر می یا ضعیف
لہنی ہمت پر نظر کر اے شریف	تو نہ دیکھ اس کو ہے دُہلا یا ضعیف
آب میجو دا نما اے خشک لب	تو بہر حالے کہ باشتی مے طلب
دھونڈ دا تم آب کو اے خشک لب	تو ہو جس حالت میں کہ صبر طلب
کو پا خر بر سر منبع رود	اکاں لب خشک گواہی میدہد
برہنہ کا سر چشمہ پر اے فخر منگاہ	خشک لب تیرے ہیں خود اس کے گواہ
کہ بات آرد یقینیں ایں اضطراب	خشکی لب بہت پیغامے ز آب
بجھ کو لے آئے گا ہم میں اضطراب	خشکی لب کیا ہے اک پیغام آب
ایں طلب را حق مانع نہیںست	کایں طلب گاری ہمارا کہ چشمے ست
را حق میں اس کو مانع محسوس نہیں	اس طلب میں ہیں ہمارا کہ چشمیں
ایں سپاہ نصرت را یات تست	ایں طلب مضیاع مطلوبات تست
توج ہے یہ فتح اور را یات کی	یہ طلب بھی ہے مطلوبات کی
میز نذرہ کہ مے آید صباح	ایں طلب پیچوں خروے در صباح
اور چلائے کہ آتی ہے سحر	یہ طلب جوں مرغ دے با ملک ظفر
نیست لبت حاجت اندر راو رب	اگرچہ آلت نیست تو مے طلب
راو رب میں حاجت ساماں ہے رب	گو تو بے ساماں ہے پھر بھی کہ طلب
یار او شو پیش او انداز سر	ہر کر اینی طلب گار اے پسر
سامنے اس کے جھکا دے اپنا سر	جسکو تو دیکھے طلب گار اے پسر

روز آتش شب ہر شب تاخت	ماتے بسیار میکرد ایں دُعا
صبح تک شب سے سحر سے تا صبح	ماتوں کرتا رہا وہ یہ دُعا
بر طمع غمے و بر بیگاریا	خلق میخندید بر گفتاریا
جمع خام اور ناروا بیگاریا	ہستے تھے لوگ اس کی اس گفتاریا
یا کسے ادھت بنگ ہیشیش	کہ چہ میگوئی عجب ایں مست ریش
بھنگ اُسے شاید کسی نے دی پلا	بک رہا ہے بے شعور احمق یہ کیا
ہرگز ایں نادر نشد و رشد عجب	راہ روزی کسبِ رنج است تعب
یہ نہیں نادر جو ہو تو ہے عجب	شرط ہر رزق ہے کسب و تعب
از رو کسب و تعب بالرخ و تب	ہر کرا او پیشہ داد و طلب
ہے ضروری رنج اور کسب و تعب	جس کسی کو دے وہ پیشہ یا طلب
ادخلوا الاوطان من ابوابہا	اطلبوا الارزاق من اسبابہا
ہو وطن میں داخلہ ابواب سے	رزق کو ڈھونڈو مگد اسباب سے
ہست او دینی ذوفنون	شاہ و سلطان و رسول حق کنوں
ہیں جو داور دینی ممتاز فن	شاہ و سلطان اور رسول ذوالفن
در ہمہ روئے زمین اور است سیر	ہست فرمان و از وحش و طیر
وہ زمین پر ہر جگہ کرتے ہیں سیر	حکم میں آج اُنکے سب ہیں وحش و طیر
کہ گزیدتش عنایت تہائے دوست	با چنای عتے و نازے کا ندرست
لطف سے خالق کے وہ ممتاز ہیں	کیسے با عزت ہیں۔ اہل ناز ہیں
موج بخشایش مدد اندر مدد	معجزاتش بے شمار و بے عدد
موج بخشش سے انہیں حاصل مدد	معجزے ہیں بے شمار اور بے عدد
کے بہت آواز بچوں رغنوں	بچکس ان خود آواز آہنگوں
جس نے پائی ارغنوں کی سی صدا	آجک آواز سے لے کر کون تھا

اے دعا میکہ دوا تم کا سیندا!	ٹوٹتے بے رنج روزی کن مرا
یوں دعا کرتا تھا دایم۔ اے خدا!	مال بے محنت مستقت کر عطا
اچوں مرا تو آفریدی کاہلے	زخم خوار کے سست جنبے منبلے
تو نے جب کاہل مجھے پیدا کیا	زخم خورده، سست بازو، مبتلا
ابرخران پشت ریش ہیرا	بار اسپان اشتراں نتواں نہا
جن گدھوں کی پیٹ ہو جانے نگار	اونٹ گھوڑوں کا لدے کیا آن پہ بار
کاہلم چوں آفریدی اے ملی!	روزم وہ ہم ذراہ کاہلی
جب کیا پیدا ہے کاہل اے غنی!	رزق دے مجھ کو برائے کاہلی
کاہلم من سایہ خسیم در وجود	مختم اندر سایہ احسان وجود
سست ہوں میں اور کاہل جسم میں	حائے میں احسان کے ہیں رختیں
کاہلان و سایہ خسیاں! امگر	روزیکہ نہادہ نوے دگر
کاہلوں راحت پسندوں کو مگر	رزق تو دیتا ہے با نوح دگر
ہر کر پاہست جوید روزیکے	ہر کر اپا نیست کن دلسوزیکے
پاؤں جس کے ہیں۔ وہ روزی ڈھونڈتے	اور ٹوٹے کس کی دلجوئی کرے
رزق اُمی راں سبوتائیں خنیں	ابر را باراں بسوتے ہر زبیں
بیچ میرا رزق میں بھی ہوں حنیں	ابر کو برسا دے سوتے ہر زبیں
چوں زمیں را پانا باشد جو دتو	ابر را راند بسوتے اود و تو
ہے زمیں بے دست و پا تیرا کرم	ابر اس کی سمت بھیج د مبدم
طفل! اچوں پانا باشد مادرش	آبید و ریزد و خلیفہ بر سرش
بچہ جب بے پاؤں کا ہوتا ہے تاں	دودھ اس کو ہے پلائی بیگان
روزیکے خواہم بنا گاہے بے نقب	کہ ندارم من ز کوشش چر طلب
مانگتا ہوں رزق بے فکر و تعب	ہے مری کوشش فقط حسن طلب

اواز نیکیا مئی ہدیہ اے سالار دہ	وآں ہے خندید مارا ہم بدہ
اس میں سے جو ہدیہ آئے تجھے	کوئی کہتا تھا نہیں بھی لچھ ملے
کم نمیکہ داز دعا و چا پلوس	اوازیں تشنیع مردم وین موس
کم نہ کرتا تھا دُعائیں رزق کی	طعن اور تشنیع سے لیکن کبھی
کوڑا بنان تھی جوید پنیر	تا کہ شد معروف در شہر و شہیر
ڈھونڈتا ہے خالی تھیلے سے پنیر	ہو گیا مشہور شہروں میں حقیر
اوازیں خواہش نے آمد جدا	شد مثل در خام طمع آں گدا
اپنی خواہش سے نہ تھا لیکن جدا	جمع میں ضرب المل تھا وہ گدا
کر واجابت مستعان ذوالجلال	کم نمیکہ داز دعا و ابتهال
کی خدا نے ہر دُعا آخر حتم	کم نہ کرتا تھا دُعائیں وہ ملول
عاقبت جو بندہ یا بند خدا	گر گراں و گرشتا بندہ . لو
سچ ہے جو ڈھونڈے گا پسر بسر	سست ہو یا دوڑنے والا کوئی

اُس گدا کے گھر میں گائے کا گھس آنا

اِس دعا میکہ بازار سچی آہ	تا کہ روزے ناگہاں در چاشتگا
یہ دُعا کرتا تھا بازار سچی آہ	ایک دن وہ صبح کو بے اشتباہ
شاخ زویشکست در بند و کلید	ناگہاں در خانہ اش گاؤں وید
تالا کھنچ در کا توڑا سینک سے	گائے اس کے گھر میں آئی دوڑ کے
مرد حبست و قوا نمہاں لبست	گاؤ گستاخ اندر آں خانہ بخت
مرد لے وہ گائے اٹھ کر باندھ لی	گائے گستاخ اس کے گھر میں گھس گئی

آدمی اخصوت خوش کرمیت	اکوہر وعظی بمیرا ندو لیست
اپنی خوش لمی سے وہ بیجاں کریم	آدمی ہر وعظ میں دو سو مریم
سوئے تذکیریش مغفل این انک	سیر و آہو جمع گرد آں زماں
ذکر سے بے ہوش ہو کر بیگماں	سیر و آہو جمع ہوتے ہیں دہاں
ہر دو اندر وقت عوت محرمش	اکوہر مرغاں ہم رسائل بادش
وقت دعوت وہ ہوں محرم بیگماں	کوہ مرغ ان کے ہوں سارے ہم نیاں
نور ویش بے جہات درجہات	این صد چنداں مراورہ عجزات
نوراں کا بے جہت ہر جا رہے	یہ اور ایسے سیکڑوں ہیں معجزے
کہ وہ باشندہ است اندر جستجو	ابا ہمہ تمکلیں خدا روزیتی او
کرتے رہتے ہیں بعد محنت تلاش	باوجود اس کے بھی وہ اپنی معاش
مے نیاید باہمہ پیر و زیش	بے زرہ باقی در بنجے روزیش
روزی انکی گو وہ ہیں خود کامراں	بے زرہ باقی و بے محنت کہاں
خانہ کندہ ون گردوں راندہ	ایچنیں مخدول واپس ماندہ
گردشوں میں وقف اور خانہ خراب	یہ ہے گمراہ اور پھر ناکامیاب
گنج یا بدلتا رو و پایش فرو	ایچنیں مدبر ہے خواہد کہ او
گنج پائے بے حد و بے انتہا	ایسا ہے بدبخت اور ہے چاہتا
بے تجارت چرکند دامن زسود	زا حتمی خواہد کہ بے رغبتش زود
بے تجارت نفع سے دامن بھرے	فکر احمق ہے کہ بے محنت کئے
کہ برآید بر فلک بے زروباں	ایچنیں گنج نیامد در جہاں
کون جائے چرخ پیر بے زروباں	گنج یوں بے رنج ملتا ہے کہاں
کہ رسیدت وزی و آمد بشیر	ایں ہے گفتش ہر سخن زر بکیر
تیری روزی آگج اسے خوش خبر	دل لگی کرتا تھا کوئی لے یہ زر

نہیں آگے چوں بود دیوار و در	چوں و مناطق از حال ہند گز
کس طرح ہو واقف دیوار و در	حال مناطق سے ہے ناطق بے خبر
چوں بداند سچہ صامت و دم	چوں من از تبیج ناطق غافل
پھر جادوی کی سنوں تبیج کیا	جب نہیں تبیج ناطق کا پتا
ہست جبریٰ الخدائے مناس	ہست سستی را یکے تبیج خاص
پائی مند جبری نے اس تبیج کی	خاص اک تبیج سستی کی ہوئی
جبری از تبیج سستی بے اثر	سستی از تبیج جبری بے خبر
سستی کی طاعت سے جبری بے اثر	ذکر سے جبری کے سستی بے خبر
بے خبر از حال او وز امر قم	ایں ہے گوید کہ آل ضالست کم
بے خبر حال اور قم کے حکم سے	یہ ہے کہتا راہ کم کردہ اے
جنگ شاں افکند یزداں از قدر	واں ہے گوید کہ میں اچھے خبر
جنگ میں رکھا ہے حق نے سر بسر	وہ یہ کہتا ہے کہ اس کو کیا خبر
جنس از نا جنس پیدا میکند	گوہر ہر یک ہو پیدا میکند
جنس کو نا جنس سے پیدا یہاں	کہتا ہے جو ہر وہ ہر اک کا عیاں
خواہ ناواں خواہ وانا یا خے	قہر از لطف داند ہر کسے
اس میں ناواں ہوں کہ دانا دیکھتے	قہر کو سب لطف سے ہیں جانتے
یا کہ قہرے در دل لطف آمدہ	لیک لطف قہر دہنہاں شدہ
لطف میں یا قہر ہے جلوہ نما	قہر میں ہے لطف پنہاں ہو گیا
کش بود دل محبت چاہنے	کم کسے داند مگر رہا بنے
جسکے دل میں ہے کوئی کشف کی	کن اسے جانتے مگر حق کا ولی
سوئے لانا خود بیک پرے پند	باقیاں نہیں دنگا نے میسر بند
اڑتے ہیں اس پر سے سوئے آشاں	باقیوں کو دونوں ہی پر ہے گماں

اپس گلوئے گا و برید آزمائاں	بے توقف بے تامل بے اماں
کاٹ ڈالا گائے کا اس نے گلا	بے توقف بے تامل بے اماں
چوں سرش برید شد سوائے قصاب	آہا بے برکند دروم شتاب
کاٹ کر سر لے گیا سوائے قصاب	کمال اس کی وہ اتارے تاشاب
اے تقاضا گردوں پہچون جنیں	چوں تقاضا میکنی اتمام دیں
اے تقاضا کرنے والے جو جنیں	کرتا ہے کیوں خواہش اتمام دیں
اسل گرداں رہ نما تو فتنہ	یا تقاضا را بہل بر ما منہ
اسل کر سستہ بنا تو فتنہ دے	یا بری کر دے - تقاضا چھوڑے
چوں ز مفلس زر تقاضا می کنی	زر بخشش در سراے شاہ غنی
کسی کا مفلس سے کرے	اے غنی چھپ کر اُسے زرخش دے
بے زرہ تو نظم و قافیہ شام و سحر	زہرہ کے دارو کہ آید در نظر
بے زرہ اور سحر صبح و شام کے	بے تری تو فتنہ ہیں کس کام کے
نظم و جہنم و قوافی اے علیم	بندۂ امر تو انداز ترس و بیم
نظم و جہنم و قوافی اے علیم	تا بے فرماں ہیں اور رنج ہیں
چوں مسخ کروڑ ہر چیز را	ذات بے تمیز و بامتمیز را
کر دیا ہر چیز کو تسبیح خواں	بے تمیز اور بامتمیز اب ہیں جہاں
ہر یکے تسبیح بر نوع دگر	گوید و از حال آلین بنجر
ہر کوئی تسبیح ہا نوع دگر	کر رہا ہے دوسرے سے بے خبر
اے آدمی منکر ز تسبیح جماد	واں جماد اندر عبادت و ستاد
جانے کیا انسان تسبیح جماد	وہ عبادت میں مگر ہیں استاد
بلکہ ہفتاد و دو ملت ہر یکے	بیخبر از یکدگر و اندر شکے
بلکہ یہ جو ہیں بہتر ملتیں	بے خبر باہد گر ہیں دہم میں

اؤنگرو دور و مژد از طغشال	اؤنیقتد و رگمان از طغشال
طغشال اس کو دیں نہ کچھ تکلیف ہاں	اُن کے طعنوں سے نہ ہو وہ ہلکاں
گویش با گرہی باہری و جنت	بلکہ گردیا کوہ آید بگفت
رنگ کراہی ہے تیرے حال میں	کوہ و دریا بھی اگر اُس سے کہیں
مطمئن و موقن بے احتیال	یہیچیک ذرہ نیفتد و خیال
مطمئن ہو اور یقین میں بالکمال	ایک ذرہ بھر نہ ہو اسکو خیال
درس کے لڑکے اور استاد	
سرخ دیدند و طلال اجتہاد	کو دکاں مکتبہ از استاد
سرخ اٹھائے، اور طلال اکھ ہوئے	بچوں نے مکتب میں اک استاد سے
تا معلم و رفتد و راضطار	مشورت کروند و لغوی کار
تا معلم کچھ دنوں ہو بہترار	مشورہ مٹھرا ہے تاخیر کار
کہ بغیر و چند روز او دوپلے	چوں نے آید و را رنجو پلے
دور وہ کچھ روز تو ہم سے بچے	کیوں نہیں آتا مرض کوئی اُسے
ہست و چل کوہ را برقرار	تا رہیم از جس و از تنگی کار
کوہ کے مانند ہے وہ ایک جا	قید اور تنگی سے تاہم ہوں رہا
کہ بگودا و ستا چونی تو زرد	اُس یکے زیر کتریں تدبیر کرو
یوں کہو استاد چہرہ کیوں ہے زرد	ایک نے سوچا جو تھا اُن سب میں درد
ایں تریا از ہوا یا از تشبیت	خیر باشد رنگ تو برجائے نسبت
تہب ہے یا ہے یہ خرابی ہوا؟	خیر باشد کیوں اڑا رنگ آپ کا
تو برا در ہم مدد کن اینچنین	اندکے اندر خیال قد از ہمیں
بجائی! تو بھی پھر مدد کرنا مددنی	کچھ خیال اس سے ہو پیدا دانی

علم ادو پر گماں ایک پرست	ناقص آمد ظن بہر از اتر بہت
علم کے دو پر گماں کا ایک پر	ظن ہے ناقص اور اڑنے میں تر

علم اور گماں

مرغ یک پر زو افتد سرنگوں	باز بر پر دو دو گامے یا فزوں
مرغ اک پر سے اڑے ہو سرنگوں	پھر اڑے دو اک قدم یا کچھ فزوں
امیفتد منیخیر دآں مرغ گماں	ہائیکے پر بر امید آشیان
ایک ہے مگر تا ہے وہ مرغ گماں	ایک پر سے با امید آشیان
چوں ز ظن ابرست عیش و منو	شد دو پر آں مرغ و پر ہوا کشو
جب گماں سے چھوٹا علم اسکو ملا	مرغ کو دو پر بے اڑنے لگا
بعد از اں بیشی سو یا ستقیم	نے علی وجہ مکتبا و ستقیم
بعد از اس چلتا ہے سیدھا راستا	منہ کے بل گرتا نہیں اونڈھا ذرا
بادو پر بر میسر دچوں جبرئیل	یگماں بے مگر بے قال و قیل
اڑتا ہے دو پر سے مثل جبرئیل	بے گماں بے شبہ اور بے قال و قیل
گر ہمہ عالم بگویند شش توئی	بر رویند ان دین مستوی
ساری دنیا گر کہے ہاں ہے تو ہی	رہو راہ حق و دین نبی
اوگر دو گرم تر از گفت شاش	جان طاق اوگر دو جفت شاش
گرم وہ ہوتا نہیں اس قول سے	جان یکتا اس کی ای سے کیوں بے
ورہمہ گویند اور اگر ہی	کوہ پنداری و تو بر گ کھی
اور اگر گمراہ سب اس کو کہیں	کاہ ہے تو کوہ اپنے زعم میں

لے قول تعالیٰ: من بیشی مکتبا علی وجہ ابدی من بیشی سو یا علی اراط استقیم یعنی جو منہ کے بل
اگر کر چلتا ہے وہ زیادہ است و گویا وہ جو کھڑے کھڑے سیدھا راستہ چل رہا ہے +

اختلاف عقلماء در اصل بود	بروفاق ستیاں باید شنود
اصل میں ہے ساری عقول کا اتفاق	ستکیوں کا ہے اسی پر اتفاق
بر خلاف قول اہل اعتزال	کہ عقول از اصل از اند اعتدال
اور یہ کہتے ہیں اہل اعتزال	اصل میں عقول کو ہے اک اعتدال
تجربہ و تعلیم بیش و کم کند	تا یکے را از یکے اعلم کند
تجربہ تعلیم بیش و کم کرے	دوسرے کو ایک سے اعظم کرے
باطلستان میں زانکہ لائے کو دے	کہ ندارد تجربہ در مسئلے
یہ ہے باطل، کیونکہ اک لڑکے کی ملنے	تجربہ سے جو نہ کچھ ادراک پائے
ایگز روز اندیشہ مردان کار	عاجز آید کارِ شان در اضطراب
تجربہ کاروں کی گذرے فکر سے	کام ان کا فکر سے اتر رہے
برو میداندیشہ زان طفل غرو	بیر با صد تجربہ بونے نبرو
چھوٹے بچے لے جو اندیشہ کیا	بڑھے دانا کو نہیں اسکا چتا
خود فزول آں بہ کآن فطرت	ناز افزونی کہ جہد و فکرت
برتری بہتر، جو ہو پیدا نشی	اس غزونی سے جو ہو تحسین کی
تو بگودا وہ خدا بہتر بود	یا کہ لنگے را ہوار اثر رود
تو ہی کہ وہ چال اچھی حق جو دے	چال یا لنگڑے کی جو اچھا چلے
لڑکوں کا مکر سے استاد کو وہم میں ڈالنا	
روز گشت و آمدناں کو دکاں	برہیں فکرت بکشت شاہاں
دن چرٹھا اور آئے لڑکے بیگماں	سوئے مکتب اپنی ٹوہن میں شاہاں
جملہ استاد و اندھیروں منتظر	ساور آید از در آں یا رِ مِصر
لڑکے سب باہر کھڑے تھے منتظر	تا کہ اندر آئے وہ یا رِ مِصر

خیر باشد اوستا احوال تو	چوں در آئی از در مکتب بگو
خیر باشد - آپ کا ہے حال کیا	جب در مکتب سے آئے - چھیڑنا
کز خیالے عاقلے مجنوں شود	اں خیالش اندکے افزودم و
کرتا ہے دیوانہ عاقل کو خیال	مجھے بڑھے گا اور ان کا احتمال
در پئے ماعنم نمائید و حنیس	اں سوم اں چارم و پنج جنیس
نالہ و غم کا کریں اظہار ہاں	تیسرا چھٹا یونہی پھر پانچواں
متفق گویند یا بدستقر	تا چوسی کو دو کو تورا تریں خبر
اس کے دل پر مستقل ہو گا اثر	تیس لڑکے جب یونہی دیکھے خبر
باد بخت بر عنایت مہنگی	ہر یکے گفتش کہ شاباش اذکی
بخت ہو بیدار تیار اے اجی	سب یہ بولے اس - شاباش لے ذکی
کہ نگراند سخن ایک رفیق	متفق گسند در عہد و متیق
کوئی برگشتہ نہ ہو گا بر ملا	متفق ہو کر یہ پیچاں کر لیا
تا کہ عثمانزے فلوید ماجرا	بعد ازاں سو گندوا و جملہ را
تا نہ چٹکی کھائے اُن میں سے کوئی	بعد ازاں اس نے قسم ان سب کو دی

لوگوں کی عقل میں اختلاف

عقل و در پیش میریت از رمہ	رائے اں کو دن کچر بیدار ہمہ
عقل اس کی سب سے سبق لے لئی	رائے اس لڑکے کی یوں غالب ہوئی
کہ میان شاہداں ندر صور	اں تفاوت ہست در عقل بشر
جیسے مشوقوں کی شکلیں ہیں جدا	عقل انساں میں ہے فرق بر ملا
وز زباں نہاں بو حسن جمال	زین قبل فرمود احمد در مقال
حسن انساں کا زباں میں ہے چھٹا	ہے اسی بحث میں قول مصطفیٰ

زنگہ در ظلمات شد اورا وطن	عقل جزوی آتش و ہمت وطن
کہو مکہ ہے ظلمات میں اس کا وطن	عقل جزوی اس کی کھتی دہم اور وطن
آدمی بے وہم ایمین میرود	برزمین گم نیم گزرا ہے بود
آدمی چلتا ہے اس بے خط	نصف کو رستہ نہیں پے ہو اگر
گرد و گز عرش بود کثر میثوی	بر سر دیوار عالی گم روی
عرض دو گز بھی ہو تو جھک کر چلے	ادھی اک دیوار پر گر تو چڑھے
ترس و ہنس را مگو بنگہ بھم	بلکہ می رفتی ز لرزدل بودم
ہاں سمجھ اس بھش خوف و دہم کو	بلکہ دل کی لرزشوں سے دہم ہو
استاد کا وہم و خیال سے بیمار ہو جانا	
برچید و میکشانید او کلیم	گشت تا سخت سست از وہم و ہم
اوڑھا کبل اور وہاں سے اٹھ چلا	سست وہم و ہم سے استاد بھی
من بدیں عالم نہ رسید اوخت	خفگیں بازن کہ مرا دست سست
میرا یہ حال اور نہ آئے کچھ کہا	بیوی پر غصہ کیا۔ ہے بے وفا
قصہ اروتار ہذا رنگ من	خود مرا آگہ فکر و از رنگ من
چاہتی ہے چھوٹا مجھ سے مگر	رنگ سے میرے نہ دی مجھ کو خبر
بینہ کز باہا من افنا و طشت	او بحسن جلوتہ خود مست گشت
بے خبر ہے میرے دن ہیں آخری	مست ہے جلوتہ گری میں حنن کی
کو دکاں اندر پئے آں استاد	آمد و دور را بہ تندی برکشو
بچے پیچھے پیچھے تھے استاد کے	آپا کھولا در نہایت زور سے
کہ مبادا ذات نیکیت ابدی	گفت زن خیر است چہ نہ و آمدی
دشمنوں کے کیا مزاج اچھے نہ تھے	بیوی بولی۔ خیر ہے۔ کیوں آگئے

سراما آمد ہمیشہ پائے را	ز انکہ منبع او بہت سبب سے را
اور تھا سردار سب کا بر ملا	کیونکہ تھا مرکز وہی اس زمانے کا
کو بود منبع ز نور آسماں	اے مقلد تو جو پیشی بر آں
نور کا منبع ہے تیرا راہبر	اے مقلد! دیکھ تو بے وقاحت ذکر
غیر باشد رنگ ویت و روم	اور آمد گفت استار اسلام
اور کہا چہرہ یہ کیوں ہے زرد	آیا وہ لڑکا - کیا جھک کر سلام
تو پر ویش گویا وہ ہلا	گفت استافیت رنجے مر مرا
کیوں بھبک بھک کر رہا ہے بیٹھ جا	بول لہلہ استاد ہوں لہجہ بھلا
اند کے اندر دلش ناگاہ زد	لفی کرو اما غبار و ہم بد
دل میں کچھ تھوڑا سا میل آہی گیا	لفی کی - یکن غبار و ہم تھا
اند کے آں وہم از دلش بریں	اند آمد و میگے گفت اینچیں
بڑھ گیا کچھ اور وہم استاد کا	دوسرا آیا یہی کتا ہوا
ماندا ندر حال خودیں در شکفت	پہنچیں تا وہم اوقت گرفت
حیرت اپنے حال پر اس کو ہوا	ایسے ہی جب وہم کو قوت ملی

فرعون کا وہم سے پریشان ہونا

زود فرعون از بخور کرد	سجدہ خلق از زین اطفال مرد
بڑھ گئے حد نے دل فرعون کے	عورتوں مردوں نے جب سجدے کئے
آپنیاں کر دوش زوہے منہ تک	گھڑق ہر کیٹے اوند و ملک
ایسا اس کو وہم نے مرسوا کیا	جب کہا سب نے شہنشاہ اور خدا
انڈ ہاگشت نے شہنشاہ سیر	کہ بدعوائے الہی شد دلیر
انڈ دیا تھا جو نہیں ہوتا تھا سیر	ہو گیا زعم خدائی پر دلیر

آدمی اکہ نبوستش مخی	قال بدر بخور گردانده
آدمی کو گونہ ہو علم بے گماں	قال بد بیمار کہ رفتی ہے ماں
ان متا رستم کہ نیا ترضوا	قول پیغمبر قبولہ یفرضوا
خود مرض سر پر جو کو بیمار ہو	قول پیغمبر ہے - اس کو مان لو
فعل و اروزن کہ خلوت میکند	گر بگویم او خیالے بر زند
کچھ تو ہے ، جو ہے وہ خلوت چاہتی	اب کہوں کچھ میں تو سمجھ گا بھی
بہر مشقے فعلی انمول میکند	مر مرا از خانہ بیروں میکند
ہو گا جاؤ اور لڑنے کا خیال	گھر سے وہ دیگا مجھے باہر نکال
آہ آہ و نالہ ازوے مے بڑا	جامہ خواب فکند استاد و فتاد
آہ آہ اور نالہ وہ کرنے لگا	بچھ گیا بستر - معلم سو گیا
درس میخواندند با صد اندھاں	کو دو کاں اسجا شستند و نہاں
پچکے پچکے پڑھتے تھے - مغموم تھے	تھے وہاں لڑکے وہ سب بیٹے بیٹے
بد بنائے بود و ما بد باقیم	کا نیمہ کر ویم و ما زند اقیم
یہ بڑی ڈالی بنائے ناگزیر	ہم نے سب کچھ تو کیا - پھر ہیں آہ
تا ازیں محنت فزح یا بیم زود	ہیں دگر اندیشہ باید نمود
تا رہائی اس مشقت سے ملے	فکر کوئی اور کرنی چاہیئے

استاد کو پھر وہم میں ڈالنا

درس خوانید و کنید آوا بلند	گفت آں کوکل کہ لے قوم پسند
شور کر کے تم سبق اپنا پڑھو	بولا وہ لڑکا کہ اے ہمارا ہیو

اے اگر تم مرض کو اپنے اوپر فرض کر لو گے تو مریض ہو جاؤ گے ؟

گفت کوسی بنگ مال من ہیں	از غم بیگا مکان مدر حسیں
بولو۔ اندھی! ویکھ میرا رنگ دھال	دوسروں کے غم کا تجھ کو ہے خیال
تو درون خانہ از بغض و نفاق	مے نہ بینی حال من راجہ راق
ظہر میں تو بیٹھی ہوئی ہے کینہ ور	مال سے سوزش کے میری ہے خبر
گفت زن انچا جہ عیبے نیست	وہم و کلن لاش و بے منیست
بولی عورت، نقص تو کوئی نہیں	وہم بے منی میں مارے بالیقین
گفت اے غرقو ہنوزی در لجاج	مے نہ بینی در تغیر و احتجاج
بولو۔ اے مجھ دہی ہے بحث ادا	کیا نظر میرے لڑنے پر نہ کی
گرتو کور و کشندی ما راجہ جرم	مادر میں رنجیم در اندوہ و کرم
تو اندھی اور بہری ہو گئی	اور مجھے تکلیف ہے اس دم بڑی
گفت انچا جہ بیارم آسنہ	تا بدانی کہ ندارم من گنہ
بولی اے غراجہ میں لاؤں آسنہ	تا یقین آئے نہیں میرا گنہ
گفت وروجہ تو چہ آئینہ ان	و اما در بغض و کینی و عننت
بولو۔ جا تو کیا - ترا آئینہ کیا	بغض و کین کرتی رہی ہے بر ملا
جامہ خواب مرا زوگستاں	تا تجسیم کہ سر من شد گراں
بلبل جا اور میرا بستر دے بجھا	سر گراں ہے، اب میں جا کر سوؤنگا
زن توقف کرد و روشن بانگ زد	کالیہ و زوز ترا میں نے سوز
ظہر کی عورت۔ دی معلم نے صدا	و سخن جان۔ جلد دے بستر بچھا
استاد کا بیماری کے وہم سے لونا	
جامہ خواب آورد و گستاں عجز	گفت اماں نے و باطن پر سوز
بہوی نے بستر بچھایا زود و تز	کہ نہیں سکتی تھی۔ دل تھا بڑا شر
گرتو کور و کشندی ما راجہ جرم	ور نہ گویم جد بنو و ایں ماجرا
ظہر کی عورت۔ دی معلم نے صدا	بچپ رہوں۔ تو مفت میں قصہ بڑھ

ماں صبح آئیم پیش و ستا	آپہنیم صلہ میں مکر شتا
صبح ہم جائیں گے پاس استاد کے	جھوٹ اور سچ کو تمہارے جاننے
کو دو کاں گشتہ بسم اللہ روید	بر دروغ و صدق ما واقف شوید
بولے لڑکے - جاؤ بسم اللہ تم	جھوٹ اور سچ سے بنو آگاہ تم
ماؤں کا استاد کی بیمار عیسیٰ کو جانا	
بامداداں آمدند آں ماوراں	خفتہ استا ہمجو بیمار گراں
صبح دم مائیں چلی آئیں دہاں	تھا جہاں استاد سوتا عاتواں
ہم عرق کردہ زبیاں لے لہاف	سر بہ بستہ روکشیدہ در سجاں
کچھ لہافوں سے پسینہ تھا رواں	سر بندھا تھا منہ تھا پونہ میں ہاں
آہ آہ می کند آہستہ آہ	جلگاہاں گشتہ ہم لاجول گو
آہ کی آہستہ اس نے بالیقین	عورتیں لاجول سب بڑھتے لگیں
خیر باشد استاد این رو سر	جان تو مارا بنو دازیں خبر
خیر باشد کب سے ہے یہ درو سر	ہے قسم - ہم کو نہ تھی اس کی خبر
گفت من ہمچو پتھر بودم از آں	آئیم کہ دند این مادر عزال
بولہا میں بھی نے خیر خود اس سے نہ	انہی خیر یوں کے مجھے آئے
من ہم غافل غافل شوق قال و قال	بود و باطن جنیں رہتے تھیں
تھا میں غافل بکر رہا تھا قال و قال	اندر اندر بڑھ گیا رہنے تھیں
چوں بچہ مشغول باشد آدمی	اور زویر رنج خود باشد غمی
جبکہ ہو کہ شش میں مشغول آدمی	رنج سے چوتی نہیں سمجھ آدمی
از زبان مصرع یوسف شد سحر	جملہ از مشغولی خود بے خبر
حضرت یوسف ہوئے رسوا - مگر	بہنوئی طاری تو باری مصر پر

چوں ہمخواندند گفت اکو دو کاں	بانگ استاد اراد روزیاں
جب پڑھاکنے لگا وہ رادواں	یہ صدا استاد کو مٹگی زیاں
درو سرا فرایداستار از بانگ	ارزواں کو دروید بدہر وانگ
درو سر آواز سے بڑھ جائیگا	درو وہ کیوں مول تھا لینے لگا
گفت استار است میگوید وید	درو سرا فزوں شد میوں شوید
بولتا استاد۔ اب یہ تم نے سچ کہا	جاؤ رخصت درو سر بڑھنے لگا
سجدہ کروند و بختند اے کریم	دور بادا از تو رنجوری فیم
سجدہ کر کے سب وہ بولے اے کریم	دور ہو تجھ سے یہ رنجوری ویم
اپنوں جہتند سوئے خانہا	پہچو مرغاں ہو ائے دانہا
اپنے اپنے گھر وہ لڑکے چلے پیتے	مرغ دانے کے لئے جیسے اڑے

لڑکوں کا جانا اور ماؤں کا پہنچنا

مادر نشان خشکیں گشتند و گفت	روز کتاب و شما بالہو جفت
ان کی مائیں غصے سے کہنے لگیں	وقت مکتب کا ہے کھیل اچھا نہیں
وقت تحصیل است اکنون شما	میگرینید از کتاب اوستا
وقت یہ پڑھنے کا ہے پھر کس لئے	بھاگتے ہو مکتب و استاد سے
عذر آوروںد کاے مادر تو بیت	ایں گناہ از ما و از قصیر نیست
عذر کر کے سب نے ماؤں سے کہا	یہ ہماری تو نہیں کچھ بھی خطا
از قضاے آسماں استاد ما	گشت رنجور و قییم و مبتلا
تھاپی استاد کو حکم قضا	ہو گیا بیمار و دکھ میں مبتلا
مادراں گفتند مکرست و دروغ	صد دروغ آرید بہر طمع و دروغ
بولیں مائیں کہہ رہے ہو مکر سے	چلے سو ہیں اک دہی کے واسطے

در حقیقت بر حقیقت بگردی

ایک حکایت گویند گربندوی

تا حقیقت کا تو گرویدہ رہے

اک حکایت میں کہوں گے تو سنے

ایک غلوٹ نشین دین کا قصہ

غلوٹ اور ابو دہ بھو ابے ندیم

بود درویشے بکھسارے مقیم

تھا۔ فقط تنہائی تھی اسکی ندیم

ایک درویش اک پھاڑی پر مقیم

بود از انفاں مرد و زن طول

چوں ز خالق میر سید اور شمول

مرد و عورت سے پہنچتا تھا ملال

چونکہ تھا اللہ سے اس کا وصال

سہل شد ہم قوم دیگر اس سفر

پہنچا نہ سہل شد مارا حضر

دوسروں کو ہے یونہی آساں سفر

ہم کو رہنا ہے وطن میں سہل

عاشق است آں خواجہ پراہنگری

آہنگر نہ عاشقی بر سرور می

خواجہ ہے آہنگری پر مبتلا

جس طرح تو سرور پر ہے فدا

میل آخرا درویش انداختہ

ہر کسے اہر کارے ساختہ

رجبت اس کی اسے دل میں ڈال دی

ہے بنا اک کام کو یاں ہر کوئی

خار و خس بے آب بادے کئے و

دست و پا بے میل جلیاں کے شو

خار و خس پاتی ہوا رہن کب چلیں

دست و پا بے شوق کب جنبش کریں

پتہ دولت پر کشا ہنچوں ہما

گر بہ بینی میل خود سونے سما

لھو لے دولت کے پر مثل ہما

ہو اگر رغبت تری سونے سما

نوحہ میکن ہیچ منشیان نہیں

اور بہ بینی میل خود سونے نہیں

نوحہ کر اور بیٹھ مت رہ ہنشیں

ہو اگر رغبت تری سونے نہیں

جاہلاں آخر بسر بر میزنند

عافلاں خود نو جاہل پیش کنند

جاہل آخر میں ہیں سر کو پہنچتے

جو ہے دانا تامل وہ پہلے کرے

یارہ یارہ کرو ساعد ہائے خون	روح والہ کہ نہیں اندر نہ پیش
ٹکڑے ٹکڑے اپنے ہاتھوں کو کیا	پیش وہیں کیا جائے روح مبتلا
اے بسام و شجاع اندر خراب	کہ بڑوست یا پائیش خراب
جنگ میں ہوتے ہیں ایسے شورا	ضرب سے کہتے ہیں جکے دست دیا
اوہماں مست آور و درگیر دار	برگمان آنکہ ہفت او برقرار
وہ ہی ہمت سے پھر کرتے ہیں وار	جانتے ہیں۔ ہیں ابھی تک برقرار
خود نہ بیند دست افتہ و ضرر	خون ازو بسیار افتہ بے خبر
ہاتھ کا کٹنا نہیں آتا نظر	خون بہتا ہے۔ مگر ہیں بے خبر

جسم روح کا لباس ہے

تا بانی کہ تن آمد چوں لبیس	رو بکولابس لباس را لبیس
جسم ہے لبوس۔ اگر معلوم ہو	وہو نہ تو کپڑے پہننے والے کو
روح را توحید اللہ خوشتر است	غیر ظاہر و ست پائے و بگست
روح کو خوشتر ہے توحید خدا	اور باطن میں ہیں اسکے دست دیا
دست پاؤں خواب بینی ایتلاف	آن حقیقت ان معاش از کز ان
دست و پا اگر خواب میں دیکھے	وہ حقیقت ہے نہ جھوٹا جان اسے
آں توئی کہ بے بدن اری بن	پس ترس از جسم جان و تن
تو وہ ہے۔ بے جسم رکھتا ہے بدن	جان جانے تو نہ ڈر اسے جان من
روح دارد بے بدن پس کاؤ بار	مرغ باشد در قفس پس بقرار
بے بدن بھی روح کو ہے کاؤ بار	مرغ رہتا ہے قفس میں بقرار
باش تمام مرغ از قفس آید برون	تا بہ بینی ہفت چرخ اور از بون
مرغ کو باہر قفس سے آنے دے	پھر ہوں ہفت افلاک پہنچ اس کے لیے

گویم غریباں خواہم اے حری	چوں بروی خاک اجمع آوری
پھر کے مجھ سے کہ چھلنی بھٹکے	خاک کو جب جمع کر لے بھاڑ کے
جائے دیگر و ازینجا والسلام	من زاول دیم آخر اتمام
جاکیس اور اس جگہ سے - والسلام	دیکھا ہے اول سے آخر تک تمام
ہر کہ آخر میں چہ با معنی بود	ہر کہ اول میں بود اعمی بود
جو ہو آخر میں - ہے با معنی وہی	جو کہ اول میں ہو ہے اندھا وہی
اندر آخر او نگر و دشر مسار	ہر کہ اول بسنگ و پایاں کار
وہ نہ آخر میں کبھی ہو شمسار	جو کہ پہلے سوچ لے انجام کار
باد شاہی بندہ درویشی است	حکم چوں بر عاقبت اندیشی است
باد شاہی ہے فقیری کی غلام	عاقبت بینی پس ہے حکم اے ہمام
در نگر و اللہ اعلم بالسادا	عاقبت بیناں بوند ابل شاد
غور کر، واللہ اعلم بالثواب	جو ہیں آخر میں - وہی ہیں کامیاب
قصہ آں مروزا ہد باز گوے	ایں سخن پایاں نرودراز گوے
مروزاہد کی حکایت پھر سنا	راز گو، قصہ بہت ہے یہ بڑا
کاندراں کسار بودش خواہد	اکن تمام اکنوں حدیث شیخ فرو
ہاں - پہاڑوں میں وہ کرتا تھا بہر	شیخ کا قصہ ذرا اب ختم کر

پہاڑی زاہد کا قصہ

سیب امرود و انار بے شمار	اندراں کہ بود اشجار و شمار
سیب امرود اور انار اچھے بھلے	کوہ پر تھے بیڑ اور میوے نکلے
غیر آں چیزے نخورے دامنا	وقت آں درویش بود آں میوما
اور کچھ کھاتا نہ تھا اُن کے سوا	میوے اس درویش کی تھے بس غذا

زابتدائے کار آخر ابیں

ابتدا میں کام کا انجام دیکھ

سانہاشی نویشیاں یوم دیں

حشر میں تا ہونے کو بدنام دیکھ

ایک شخص اور ایک سنار

اآں یکے آمد پیش زر گرے

پاس زر گر کے گیا اک آدمی

گفت: خواجہ مراغبان سیت

بوللا۔ اے خواجہ یہاں چھلنی کہاں

گفت جابلے ندام بردکاں

بوللا۔ جھاڑو بھی نہیں دکاں میں

من ترازوئے کہ میخوام بدہ

میں ترازو مانگتا ہوں مجھ کو شے

گفت بشنیدم سخن کر سیتم

بوللا سب سنتا ہوں۔ میں ہر نہیں

ایں شنیدم یک پیری مرشد

یہ سننا۔ ہے جسم تیرا کا پتا

فہم کردم یک پیری ناتواں

جانتا ہوں۔ کہ ہے پیر ناتواں

واں زر تو نام قراضہ خورد مرد

اور سونا ریزہ ریزہ ہے ترا

اپس بگولی خواجہ جابلے پیار

پس کے تو مجھ سے لا جھاڑو ذرا

کہ ترازو وہ کہ بر سخم زرے

وے ترازو تاکہ زر تو لوں انجی

گفت میزان ہ بریں سفاکیت

دق نہ کر۔ بولا۔ ترازو لا یہاں

گفت بس بس میں مضاکر کہاں

بوللا۔ بس بس چھڑ دے یہ بھین

خوشیتن اگر ممکن ہر سو مجھ

یوں نہ بہرہ بن۔ نہ کر چلے سنے

تا نہ پنداری کہ بے مغیستم

کہ یقین اسکا میں بے مغی نہیں

دست لہزاں جسم تو نامنقش

تو ہے بوڑھا۔ جسم لاغر ہے ترا

دست لہزاں ضعف لہزاں ہر زماں

ہاتھ لہزاں ضعف سے ہیں بیگیاں

دست لہزاں بین بیزور زخرو

ناخن کا نہیں کے گئے گا بر ملا

کہ بگویم زرخو را از غبار

دھونڈ لوں سونا چ کوڑے میں گرا

در حدیث دیگر دل و اس چنان	کاجے شان آتش اند قارخان
ہے حدیث اک یہ کہ دل ہے بے سخی	دیگ میں جیسے ہو پانی جوش زن
در حدیث دیگر آمدے شریف	ہست دل مانند کینک ضعیف
ہے حدیث اک یہ ذرا سن لے شریف	جسم میں یہ دل ہے اک چٹا ضعیف
کہ قرآنے نبودش بریکان	مے جہد و اغم از نیجا تا پداں
اک جگہ جس کو نہیں ملتا قرار	ہر طرف وہ ہے پھدکتی بار بار
ہر زمان دل او گر لائے بود	آں نہ ازوے لیکن جائے بود
رائے دل کی ہر گھڑی ہے فوسری	رائے وہ اس کی نہیں ہے اور ہی
پس چرا امین فتویٰ برائے دل	عہد بندی تا شوی آخر چل
کیوں تو بے پروا ہو سن کر رائے دل	عہد کر کے ہو پشیمان اور چل
لہنم از سنا شیر حکمت و قدر	چاہے مے بینی و نتوانی حذر
یہ بھی ہے تاثیر حکم کبریا	ہے کٹواں ظاہر، نہیں بچنے کی جا
فیست خود از مرغ پراں رخسار	کو نہ بنید دام و افتد در طلب
مرغ پراں سے تجب یہ نہیں	جو نہ دیکھے دام اور ہو غم نشین
اے عجب کہ دام بنید باوند	گر بخوابد ورنخواہد مے فتد
ہاں تجب یہ ہے کہ پھندا دیکھ کے	اس میں وہ خواہی نخواہی گر پڑے
چشم باز و گوش باز و دام پیش	سوز دامے مے پر دبا پڑ خوش
واہوں گوش و چشم، پھندا سامنے	خود پڑوں سے اڑ کے پھندے میں پھنسے
بند دام کی تشبیہ قصبات	
بنگر اندر دل مہتر زادہ	سر برہنہ در بلا افتادہ
دیکھ تو گدڑی میں مہتر زادہ کو	سر برہنہ اور بلا افتادہ کو

عہد کرو کہ بچیم در ز من	گفت آن درویش یا رب با تو من
ہے کیا عہد اب نہ میوہ توڑوگا	بلکہ وہ درویش بچے سے اے خدا
نیز غیرے را نکویم کہ بچین	خود بچیم میوہ را در کل عین
اور نہ تڑواؤنگا میوہ غیر سے	میں نہ خود توڑوؤنگا میوے پیڑ کے
من بچیم از ورخت مشتعل	جز از آن میوہ کہ با و اندازدش
میں نہ کچھ توڑوؤنگا اونچے پیڑ سے	ماسوا اسکے ہوا سے جو گرے
تا در آمد امتحانات خدا	مڈتے ہر نذر خود بودش وفا
امتحان عہد کا وقت آ گیا	تو توں وہ عہد پر قائم رہا
گر خدا خواہد بہیمیاں ہر زبید	زیں سبب فرمود استشنا کنید
عہد اگر چاہے خدا پورا کرے	اس لئے ہے حکم استشنا کرے
اختیار چلگاں پست من بہت	ز آنکہ حکم کار و دوست من است
پست تر ہے مجھ سے سب کا اختیار	کیونکہ میرے ہاتھ میں ہے حکم کار
ہر زمانہ پر دل ہم داغ جو	ہر زمانہ دل ادا ہم میل و گر
ہر گھڑی داغ جگر پر دل پر رکھوں	ہر گھڑی دل کو نیا اک ذوق دوں
کل شیء عن مراومی للحمید	کل اصباح لانا شان جدید
کب جدا مقصد سے میرے کوئی شے	ہر صبح میری جدا ہی شان ہے
در بیابانے اسیر صرصریت	در حدیثا مدکل ہجوج سلیت
دشت کی آندھی میں جو ہے منتشر	قول پیغمبر ہے۔ دل ہے مثل پر
کہ چپ کہ است با خدا خلاف	با و پر را ہر طرف اندگراف
دائیں بائیں آگے پیچھے ہر ملا	پھینکتی ہے پر کو ہر جانب ہوا
اے بیفی حکم ہے۔ کہ جب تم کوئی عہد کیا کرو۔ تو "انشاء اللہ تعالیٰ" کہ	
لیا کرو	

از انکہ آہنگ مر آزا بشکند	حقہ گروہم خشت زنداں بر کند
بند ہو تو قوطے آہن گسار سے	اینٹ زنداں کی نقب زن قوطے
ایں عجب یں بند نہا گئی اں	عاجز از تکبیر آں آہن گراں
یہ عجب اک بند ہے سخت و نہاں	قوٹنے سے عاجز آہن گر یہاں
دیدن آں بند احمد را رسد	بر گلوئے بستہ چیل من مسد
اکھی احمد کو ہے اس بند کی	رستی خرما کی گلے میں دیکھ لی
ادید بر پشت عیال یو لب	تنگ ہیز مفت جمال محط
لکڑیاں لاوے بلی زوجہ یو لب	آپ نے فرمایا حال محط
جیل ہیر مارا جزا و چٹھے ندید	کہ پید آید برو ہر ناپید
رستی لکڑی کون آن رہن دیکھتا	آن پہ تھا ہر عمارت و باطن کھلا
باقیانش جملہ تادیلے کنند	کایں زہر و شہیت ایشاں چھند
باقی سب تادیلیں کرتے ہیں یار	یہ ہیں بیوہ و یتیم اور وہ ہیں پرچار
بیک زتا شیر آں شیش دو تو	کشتہ و نالاں شدہ و پیش او
بیچھے اس کی قم بلی اس تاثیر سے	آیا وہ تالاں ہی اس کے سامنے
اکہ دعا دیتے تادوار رسم	تا ازیں بند نہاں بیرون کھم
کہ تو بہت اور دعا، تاہوں رہا	قید سے باہر ہیں آ جاؤں ذرا
آئندہ انداں علامتہا پید	چوں زندان دوستی را از سعید
جو کہ دیکھے اس علامت کو غیاں	کہوں نہ پہچانے وہ نیکے پر کوں
داند و پوشد بامروء اجمال	کہ نہ اند کشف را از حق حلال
دکھتا ہے پنہاں بچک کبریا	جانے کشف راز کو وہ نادر

۱۔ یعنی زوجہ یو لب کے گلے میں +

۲۔ لکڑیوں کی آٹھانے والی +

دروہائے نابکاری سوختہ	امتشہ و املاک خود بفرودختہ
نابکاری کی ہوا میں ہے جلا	مال و اسباب اس نے بیجا پرلا
خوار گشتہ درمیان قوم خویش	مرہمش نایاب لب لبیش و لبیش
اور اپنی قوم میں بدنام و خوار	مقتا بس مرہم نہیں دل ہے فگار
خان مان فتنہ شد و بدنام و خوار	کام دشمن مہر و دوا بار و بار
خانان برباد اور رسوا و خوار	بوجھ وہ ڈھوتا ہے دشمن کامگار
زادے بنید بگوید اے کیا	ہمتے میدار از بہر خدا
دیکھ کر زائد کو اس سے یوں کہ	گرد و میری خدا کے واسطے
کاندیریں بازو زشت نما وہ ام	مال و زر و نعمت زلف اوہ ام
ہو گیا ادبار میں میں مبتلا	مال و زر سب ہاتھ سے جاتا رہا
ہمتے تا بول کہ من میں وار ہم	زیر گل تیرہ بود کلوہ ہم
کر دما ایسی کہ ہو جاؤں رہا	خاک تیرہ سے کروں خود کو جدا
ایں عامیخواہدا و ازعام و خاص	کا خلاص و خلاص و خلاص
ہر کس و ناکس سے بھتی یہ اتھا	کر رہا ہوں کر رہا ہوں کر رہا
دست بازو پائے بازو بند نے	نے موکل پر سرش نے آہنے
دست دیا آزاد قید و بند سے	سر پہ تھا جی اور نہ لہجہ کے کٹ
از کد میں بند میجوی خلاص	وز کد میں قید میجو ہی مناس
نور پائی خواہ ہے کس قید سے	ہے ضروری بھاگنا کس سے بچے
بند تقدیر و قضائے مستغنی	ہاں نبیند آں بجز ذوات صغی
قید تقدیر اور پوشیدہ قضا	کون دیکھے اس کو بے مہر خدا
گرچہ پیدائش آں و کمنست	بدتر از زنداں بند آہنست
گرچہ وہ ظاہر نہیں پنہاں تو ہے	بدتر از زنجیر و صد زنداں تو ہے

غیرت حق کو بشمالش اوزو و	ز آنکہ فرمود است و فواہا لعمود
غیرت حق نے سزا دی اسکو زو و	کیونکہ فرمایا ہے اذ فواہا لعمود
درویش کا ہاتھ کاٹا جانا	
اتفاقاً دزد چنڈے تا خلتہ	واندر آں کہسار منزل ساختہ
اتفاقاً چنڈ چور آئے وہیں	اس پہاڑی میں ہوئے مسکے گویں
بیست نوزدواں بندہ اسجاویش	بخش میگردند مسروقات غریب
بیس تھے وہ بلکہ زائد بیس سے	مال تھے چوری کا یا ہم بانٹتے
شحنہ راغما ز آگہ کہ وہ بود	مردم شحنہ در افتادند زو و
شحنہ کو جاسوس نے وی تھی خبر	آگئے اس کے سپاہی جلد تر
ہم بد اسجا پائے چپو دست راست	جملہ بریدند و غوغائے بجاست
کاٹے بابیں پاؤں سیدھے ہاتھ بھی	شور غل سے ایک پہل بچ گئی
دست ز ابد ہم پریدہ شد غلط	پاشا امخواست ہم کو دین غلط
ہاتھ زاہد کا بھی سہوا کٹ گیا	چاہتے تھے پاؤں بھی وہ کاٹنا
در زماں آمد سوالے بس گزین	ہانگت زو بر عواں کا گتہیں
آگیا ناگہ جس جا اک سوار	ہر سپاہی سے کہا - اے نا بکار
ایں فلاں شخصیت ابدال خدا	دست و را تو چرا کردی جدا
ہے فلاں یہ شخص ابدال خدا	ہاتھ اس کا کیوں کیا تم نے جدا
آں عواں بدیدیم بدین رفقت	پیش شحنہ داو آگاہیش گفت
وہ سپاہی پھاڑ کو کپڑے چلے	دانتے سب جا کے شحنہ سے کہے

۱۷ اپنے عہد وفا کرو *

ایں سخن پایاں نداراں فقیر
بات طولانی ہے یہ اور وہ فقیر

از مجاعت شد زبون تن اسیر
بھوک سے لاعز ہے آفت میں اسیر

فقیر کا درخت سے امرود توڑنا

پنج روزاں باداموں نے زحمت
پانچ دلی تک جب نہ امرود اک گرا

ز آتش جو عیش صبور ہی میگ کجیت
بھوک سے بے صبر آخر ہو گیا

بزرگ شاخ مروے چند و پید
دیکھ مرواس نے کچھ اک شاخ یہ

بادام شاخ را سر زیر کرد
جب ہوا سے شاخ نیچے کو جھکی

جو ع و منف و قوت جذب قضا
بھوک اور ضعف اور پھر جذب قضا

چونکہ از امرود بن میوہ شکست
ہوئے سے امرود کے میوہ لیا

ہم در آندم کو شمال حق رسید
گوشتالی حق سے آئی بے گمان

مخلصان ہستند دائم در خطر
جو ہیں مخلص۔ ہے سدا ان کو خطر

یا ممکن نہ کہ نتوانی وفا
عہد مت کر۔ جب نہ ہو مخلص وفا

باز چشم توئے قصہ کاں فقیر
پھر بھی قصہ سناؤں۔ وہ فقیر

ز آتش جو عیش صبور ہی میگ کجیت
بھوک سے بے صبر آخر ہو گیا

باز صبر کے کرو خود او کشید
صبر کر کے پھر چلا آیا ادھر

طبع را بر خوردن و چیر کرد
پھر طبیعت کھانے پر راعب ہوئی

کرد ز اہدرا زند زرش میوفا
عہد زاہد کا نہ قائم رہ سکا

گشت نذر عہد زرخیز سست
سست اپنے عہد میں وہ ہو گیا

چشم او بکشا و گوش او کشید
کھولیں آنکھیں اور مینچے اس کے کان

امتحانا ہست۔ راہ لے پیر
امتحان ہیں راستے میں اے پیر

بر خط منشیں بیروں جب ہلا
پڑ نہ خطرے میں۔ بلا سے باہر آ

عہد چوں شکست درم شد کبر
ٹوڑ کر یوں عہد ہو بیجا اسیر

لے بسا مستور و پر پردہ	شومی فرج و گلو رسوا شدہ
ہیں بہت سی عورتیں پردہ نشیں	جو گلو فرج سے رسوا ہوئیں
لے بسا قاضی جبر نیک خو	از گلوئے شوتے اوزر ورو
ہیں بہت قاضی وانا نیک خو	جو ہیں رشوت کے سبب سے زور ورو
لے بسا حاجی کج رفتہ بعشق	وقت باز آمد شدہ دیار نیک
حاجی اکثر شوقی سے جج کو گئے	لوٹ کر آئے تو فاسق ہو گئے
بلکہ در ہاروت و ماروت میں سر آ	از عروج چرخ شاں شد سدا بہار
حص سے ہاروت و ماروت اب یہاں	پا نہیں سکتے عروج آسمان
پایہ پڈاز بہر لیں کراختر از	وید در خود کا ملی اندر نماز
بایہ پڈاز اس سے بچے اسوج سے	کھلے نمازوں میں دکھستی دیکھتے
از بسد اپدیشہ کرد آں ووبہا	وید علت خوردن بسیار آب
کاہلی کی اپنی دھونڈی وجہ جب	تھا زیادہ پانی پینا ہی سبب
گفت تاسا لے خواہم خورد آب	انچناں کرد خدائیش اوتاب
بولے۔ چھوڑا اک برس کو میں نے آپ	پھر کیا ایسا ہی۔ حق نے وہی وہ تاب
اپن ہمینہ جہا وید بہر دیں	گشت سلطان قطب العار فیں
یہ بھی ادنیٰ کو شش انکی بھر دیں	ہوئے سلطان و قطب العار فیں
چوں بریدہ مند برائے ارحق و	مروزا ہدر اور شکوئی بہت
تا حق جرم خلق سے جب کٹ گیا	مروزا ہد کو نہ کچھ شکوہ رہا
انچیں با شمشیر چیکر رہنہ شد	صد در دیگر بڑا شکستہ مند
ایسا ہوتا ہے جب اک در بندہ	اور کھل جاتے ہیں متوار مومنو
شیخ اقطع گشت نامش پیش خلق	کر معروفش بدیں القاب خلق
بچھ اقطع نام آن کا ہو گیا	خلق نے مشہور یوں انکو کیا

کہ نہ انستم خدا بر من گواہ	سختنہ آمد یا بچہ نہ عذر خواہ
بے خبر تھے ہم، خدا خود ہے گواہ	سختنہ آیا یا برہنہ عذر خواہ
اے کریم و سرور اہل بہشت	ہیں ہبل کن مر مر از نیگار زشت
سرور اہل بہشت اور اے کریم	عفو کر دے اس بدی کو اے سلیم
میشناسم من گناہ خویش را	گفت میدانم سبب این عیش را
اور ہوں اپنی خطا پہچانتا	بولد اس کی وجہ میں ہوں جانتا
پس مینیم بودا داستان او	من شکستم حرمت پیمان او
ہاتھ سیدھا لے لیا اُسے انجی	توڑی میں نے حرمت اسکے عہد کی
تا رسید آں شومی جرات بدست	من شکستم عہد و دانستم بدست
شومی جرات میں ہاتھ آخر چھنسا	عہد توڑا میں نے اور جانا پڑا
باوے والی فدائے حکم دوست	دست ماو پائے ماوغز دوست
سب ہیں اے حاکم فدائے حکم دوست	ہاتھ پاؤں اور ہمارا مغز و پوست
تو نہ انستی ترا نبود و بال	اقسام من بودایں ترا کرم حلال
تجھ کو کیا معلوم، تیری کیا خطا	بجھ کو بجھا، یہ مری قیمت میں عطا
با خدا سامان پیچیدین کراست	اسکے اودانست و فرما زو است
کون اُلجھے اس سے جو خود ہے خدا	جاننا تھا جو وہ ہے فرما زوا
بر کنار با ما مجوس قفص	اے بسامرغاں ز معدہ و رقص
کوٹھے کے آوے ہیں بنجرے میں پڑے	ہیں بہت سے مرغ مارے چھوک کے
کہ یریدہ حلق او ہم حلق او	اے بسامرغ پرندہ دانہ جو
حلق کے باعث کٹے انکے گلو	ہیں بہت سے مرغ ایسے دانہ جو
گشتہ از حرص گلو ماغز دست	اے بساماہی در آئیہ دوست
بھنس گئیں حرص گلو سے خشک میں	پھیلیاں دریا میں کیا جرات کریں

من نخواہم کالہ کافر شوند	وز ضلالت و رگبار بد روند
میں نے یہ چاہا کہ وہ کافر نہ ہوں	ہوں نہ گمراہ، بدگمانی کے یوں
اے کرامت! بگردیم آشکار	کہ ہمیت مست اندر وقت کا
یہ کرامت ہم نے کر دی آشکار	تا مدد کچھ تجھ کو پہنچے وقت کار
تا کہ ایں بیچارگان گماں	رونکر وند از جناب آسماں
یہ جو بیچارے نہ ہوتے بدگماں	رونکر دیتے فیض آسماں
من تزلزلے ایں کرامت ہمار پیش	خود تسلی و اومے از ذات خویش
اس کرامت سے بھی پہلے میں تھے	خود تسلی دیتا اپنی ذات سے
اے کرامت! ہر ایشیاں اومت	و ایں جہان از ہر این نہاومت
یہ کرامت دیا مجھے اُن کے لئے	یہ چراغ اب ہیں جلے اُنکے لئے
تو از آں بگذشتہ کو مرگ تن	ترسی از تفریق جزائے بدن
تو ہے بالاتر، کہ مرگ جسم سے	عضو کی تفریق ہونے سے ڈرے
و ہم تفریق از مرایے تو رفت	دفع وہم از سر رسیدت نیک رفت
و ہم تجھ میں ہے کہاں تفریق کا	دفع وہم اب تجھ کو باطن سے ہٹا

فرعون کے جادوگر

ساحراں اُٹنے کو فرعون لعین	کر و تہدید و سیاست بزمیں
ساحروں سے ہوں کما فرعون نے	میں سزا دینا سیاست کے لئے
کہ ہر دست پاستاں از غلاف	پس در آویند از دانتاں موعنا
دست و پا کاٹوں جتنے ہو تم خلاف	اور لٹکا دوں۔ کروں میں کیوں مہنا
اوچھاں پنداشت کایشاں ہما	و ہم و نحو یقیند و سواس گماں
وہ یہ سمجھا سب بونہی ڈرتے رہیں	و ہم و سواس و گمان و غری میں

اگر تو نام اولش خواہی واں
ہیں برو بوا بخیر نیسایش خواں
پہلا نام آن کا جو چاہے جانتا
کہ انہیں بوا بخیر نیسانی قاتا

شیخ افطع کی کرامت

در عرضش و رایکے زاعرب یافت
کوہر و دست خود زنبیل فہت
دیکھا اک زائر نے چھتر میں انہیں
بجٹے تھے زنبیل جو تختی ہاتھ میں
گفت وراے عدوئے جان خویش
در عرضم آمدی سر کردہ پیش
بولے - اپنی جان کا تو ہے عدد
ہیں چر اگر دی شتاب نہ سابق
گفت ز افراط مروا شتیاق
تو نے سبقت کس لئے کی بے نفاق
پس بستم کرد و گفت اکنوں بیا
لیک مخفی اربابیں اے کیا
مشکدا کر پھر کہا اس سے - کہ آ
ہاں مگر سب سے چھپانا ماجرا
آنمیرم من مگو ایں باکسے
نے قرینے نے جیسے نے خسے
لکھنا میری زلیست تک اسکو نہاں
بعد از ازل قوم دگر از روش
اپنے بیگانوں سے کہ دنیا نہ ہاں
بعد از ازل روزن سے قوم اک دسری
مطلوع گشتند بر ما فیدش
ان کے یوں بچنے سے واقف ہو گئی
گفت حکمت اتو دانی کردگار
من گنم نہاں تو کردی آشکار
بولے - حکمت تو جانے کردگار
آمد الہامش کہ بیکندے بدند
یوں ہوا الہام - تھے کچھ آدمی
کہ مگو سالوس بود او در طریق
کہ خدا رسواش کرد اندر فوایق
ہاں طریقت میں وہ اک مکار تھا
اس نے رسوا خدا نے کہ دیا

روز و ر خوابی مگو کلا خواب نیست	سایہ فرعست اصل جز متا نیست
تو ہے سوتا یہ نہ کہ کب خواب ہے	سایہ ہے شاخ، اصل بس متا ہے
خوابیچہ اپیت کن اے عضد	کو بہ بیند خفتہ کو در خواب شد
خواب بیداری ہے گویا اے جواں	خفتہ کیا سمجھے کہ ہے خواب گراں
او گمان وہ کہ ایند خفتہ ام	بیخیزاں کوست در خواب دم
وہ تو یہ جانے کہ ہوں سویا ہوا	اصل میں پر خواب ہے وہ دوسرا
کوزہ گر گر کوزہ را بشکند	چوں بخوابد باز خود قالم کند
کوزہ گر، کوزہ کوئی توڑے اگر	پھر وہ جب چاہے بنا دے جوڑ کر
کور را ہر گام باشد ترس چاہ	با ہزاراں ترس مے آید براہ
اندھے کو ہے ہر قدم پر خوف چاہ	سیکڑوں خطروں میں چلتا ہے وہ راہ
مرد بنیاد پر عرض راہ را	پس بد اندام خاک چاہ را
مرد بنیاد دیکھتا ہے راہ کو	جاننا ہے ہر گڑھے اور چاہ کو
پاؤں زانویش نلزد و ہر دمے	رو ترش کے دار و اواز ہر غمے
پاؤں اور زانو لڑتے ہی نہیں	ترش تو وہ کب ہو اور اند و نگیں
خیز فرعون کہ ما آئیم ستیم	کہ بہر بانگے ز غولے ستیم
دیکھ اے فرعون ایسے ہم نہیں	بانگ غولی پر ٹھہرتے ہیں کہیں؟
خرقہ مارا بد رو زندہ ہست	ورنہ خود مارا پر ہنہ تن بہست
پھاڑ خرقہ سینے والا ہے خدا	یوں بھی ہم خوش ہیں دگر اس نے سیا
بے لباس ایں خواب اندر کنار	خوش کبیرم اے عدوئے نابکارا
بے لباس اس خواب سے ہوں ہیکار	خوش ہوں اس سے اے عدوئے نابکارا
خوشتر از تجرید از تن و مزین کج	نیست اے فرعون کے البام کج
سب سے بہتر ہے جدائی جسم سے	سن تو اے فرعون بے البام سے

از تو سمجھا دیند بیات نفس	کہ بود نشان لرزہ متخلف و ترس
نفس کی دھچکی سے وہ ڈرتے ہیں	خوف سے لرزاں بدن اُنکے رہیں
بزرگچہ لور دل بے شستہ اند	اوپر نہایت کا ایشان مستہ اند
نور دل کے در پہ سب آہا وہیں	وہ نہ سمجھا تھا کہ یہ آزا وہیں
چاکر و چیت کو کش پر چستہ اند	سایہ خود را از خود انستہ اند
شنا وہیں چالاک چستی ہیں بھرے	اپنا سایہ جسم کو ہیں جانتے
خرد کو بد اندریں گلزار شاں	باو دل گرد دل اگر صد بار شاں
ریزہ ریزہ اھلو کر دے دانہی	گر فلک کی او کھلی سو بار بھی
از فروع وہم کم تر سیدہ اند	اصل آں ترکیب چون یہ اند
وہ نہیں دے قریب وہم سے	اصل ہیں ترکیب کی دیکھے ہوئے
گر رود در خواب دستے بال نیست	ایں جہاں ہمست اندر ظن ماست
خواب میں گر ہاتھ کٹ جلتے نہ ڈر	یہ جہاں ہے وہم ظن سے جاگد
ہم سرت پر جاست ہم عمرت از	اگر خواب نہ سرت برید کار
عمر تیری بڑھ گئی۔ سر پہ بکا	خواب میں گر سر چھڑی سے کٹ گیا
تندرستی چوں بخیر می بے سقیم	اگر نہ بخیر خواب خود را و وہیم
جب اٹھے۔ ہو تندرستی۔ بیشتر	خواب میں دو ٹکڑے گر آئیں نظر
فیست با کے از و صد بار شاں	حاصل اندر خواب نقصان بین
پچھ نہ جو۔ گو سب کو دل ٹکڑے کرے	القرض نقصان بدن کا خواب سے
گفت پیغمبر کہ حکم نام مست	ایں جہاں کہ بصورت قائم است
خواب کی صورت کہیں خیر الا نام	اس جہاں کا ہے جو صورت پر قیام
ساکھان میں یہ وہید بے رسول	از رو تقلید تو کردی قبول
ساکھوں نے اسکو دیکھا چلے رسول	کر یا تقلید سے تو نے قبول

یستوی الاعلیٰ لدیکم والبصیر	فی المقام والنزول والمبیر
ہے برابر کور اور بینا تمہیں	ہر جگہ ہر منزل اور ہر سیر میں
اچوں جنہیں اور رحم حق تعالیٰ دے	جذب اجزا اور مزاج او نہد
جب رحم میں بچے کو حق جان دے	جذب اجزا کا طبیعت میں رکھے
ان خورش او جذب جزا بکند	تار و پودہ جسم خود رائے تند
کھانے سے وہ جذب اجزا کو کرے	تانا بانا جسم کا اپنے تئیں
تا چل سالش بجزب جزو ہا	حق حریصش کردہ باشد در نما
جذب اجزا کے لئے چالیس سال	ہے حریص اس کو بناتا فوج الجلال
جذب جزا روح را تعلیم کرو	چوں نہاند جذب جزا شاہ فرو
جب سبق وہ روح کو دے جذب کا	جذب اجزا کیوں نہ جانے کبریا
جامع میں ذرہ ماخوشید بود	بے غذا اجزات ادا نہ رپود
جمع ان ذروں کو سورج نے کیا	نیزے اجزا کو چلائے بے غذا
اں زمانے کہ در آئی تو خواب	ہوش و حش رفتہ را خواہد تاب
جس گھڑی بیدار ہو تو خواب سے	ہوش و حش رفتہ کو پھر دیکھ لے
آبدانی کاں ازوغائب شد	باز آید چونکہ فرماید کہ غد
ہولیس تجھ کو نہ تھے وہ منتشر	لوٹ آئیں جب وہ فرمائے کہ پھر

حضرت عزیرؑ کا گدھا

ہیں عزیرؑ اور نگر اندر خرت	کہ ہو سیدہ است فرینیدہ برت
اے عزیرؑ! اپنے گدھے پر غور کر	سڑ گیا اور گل گیا پیش غور
پیش تو گدھا و آوریم اجزاش را	اں سرود و دود و گوش و باش را
کہ میں اجزا جمع تیرے سامنے	کان - حوم سر پاؤں ہوں باہم پلے

ایک نچر اور ایک اونٹ

گفت استر با شتر لے خوش توفیق	دردراز و شیب دور راہ عقیق
ہوا چتر اونٹ سے کیوں اے رفیق	ادبغا نیجا جب ہو رستہ پاک عقیق
تو نیانی در سر و خوش میروی	من ہے آلم لبور چوں غوی
سر کے بل گرتا نہیں تو بے گماں	اور میں گرتا ہوں اکثر ناگماں
من ہے اقم برودر ہر مے	خواہ در خشکی و خواہ اندریے
منہ کے بل گرتا ہوں میں تو ہر گھڑی	خواہ وہ خشکی ہو کوئی یا تری
ایں سبب ابا زگو با من جڑست	تا بد ائم من کہ چون باست نیست
کچھ سبب اس کا بتا آخر مجھے	تا کہ رستہ مجھ کو جینے کا ملے
گفت از چشم تو چشم من نقیس	بیگماں و شترست و دور ہیں
بولتا تیری آنکھوں سے آنکھیں مری	دور ہیں ہیں اور بہت ہے روشنی
بعد از ان ہم از بلندی ناخرم	زیں سبب در رو چشم حاضر م
میں بلندی سے ہوں سب کچھ دیکھتا	منہ کے بل گرتا نہیں یوں برملا
خوش بر اہم بر سر کوہ بلند	آخر عقبہ بنیم ہو شمشد
خوش خوش آتا ہوں سر کوہ بلند	گھائی کو میں دیکھتا ہوں ہو شمشد
پس ہمہ پستی و بالائی مراہ	دیدہ ام را و انما ید ہم الہ
یہ بلندی راہ کی - یہ پستیاں	کرتا رہتا ہے خدا مجھ پر عیاں
ہر قدم من از سریش فہم	از عمار و اوقادون داریم
ہر قدم رکھتا ہوں میں دانائی سے	لغزش اور گرنے سے بچنے کے لئے
تو بے بینی پیش خود یکدوسہ گام	وانہ بینی و نہ بینی رنج دام
دیکھتا ہے تو فقط دو تین گام	وانہ کو دیکھے نہ دیکھے رنج دام

سخت لہجہ بی بگوائے نیکو	ایک صبح گفتش اہل بیت او
سخت دل تو کیوں ہے اے موح	اس سے یوں اک روز ہوی نے کہا
نوحہ میداریم بالشت دو تو	مازہجو و مرگ فرزند ان تو
نوحہ خاں ہیں اور جاتے ہیں بچے	ہم ترے بچوں کے ہجو و مرگ سے
یا کہ رحمت نیست دل لے کیا	تو نے گری نے زاری چرا
رحم کیا دل میں نہیں تیرے ذرا	تو نہیں روتا نہ ہے تالہ سرا
پس چہ امید ہست از تو کہوں	چوں تار حے نباشد در و دروں
تجھ سے کیا امید پھر کوئی رکے	رحم جب بالکل نہیں دل میں نہ
کہ نہ بگذاری تو مارا در عنا	ما با امید تو نیم اے پیشوا
رنج سے تو ہم کو کر دیگا رہا	ہم تری امید پر ہیں پیشوا
خود شفیع ما توئی آرزو سخت	چوں بیارایند بہر حشر سخت
تو شفاعت اس مصیبت میں کرے	سخت جب محشر میں داور کا بچے
ما با کرام تو نیم امید و ام	در چنوں و زو شیب بے زینہا
ہم ہیں تیرے کطف کے امید و ام	جب ہوں ایسے بے اماں لیل و نہا
کہ نماند هیچ مجرم را اماں	دست ما و دامن تست آرد اماں
جب اماں پائیں نہ اسباب خطا	ہو ہمارا ماتحت اور دامن ترا
کے گذارم مجرم ام الشکیز	گفت پیغمبر کہ روز رستخیز
مجرموں کو کب رکھوں تالہ سرا	قول پیغمبر ہے میں روز جزا
تا رہا نم شایہ اشکنہ گراں	امن شیع عاصیاں با شتم بیاں
تا کروں ان کو مصیبت سے رہا	میں شفیع عاصیاں ہوں بر ط
وارہا نم از عتاب نقض عہد	عاصیاں اہل کیا تر را بجد
تا نہ نقض عہد کی پائیں مزا	دو خطا سب اہل نقض کیا تر کو بجا

پارہا را اجتماع میدہم	دست پلے و جزو برہم مے نہم
جمع کر کے چو دیں ٹکڑوں کو ہم	ہاتھ پاؤں اور کریں اجزا بہم
کوہے دوز و کہن بیسوز نے	در نگہ در صنعت پارہ ز نے
بے سوزی سیتا ہے ٹکڑے بر ملا	دیکھ بارہ دوز کی صنعت ذرا
آپینخاں دوز کو پیدا نیست درز	رسمانے سونے نے وقت خرز
یوں سے۔ باقی نہ چھوڑے درز بھی	وقت بیسنے کے نہیں ڈورا سوزی
تا نماذ شہادت را یوم دیں	چشم بکشا حشر را پیدا بہ ہیں
تا قیامت میں تجھے پھر شک نہ ہو	آکھ کھول اور دیکھ ظاہر حشر کو
تا ندری وقت مرن را ہتمام	تا بہر بینی جامعہ تمام
وقت مرنے کے نہ گھبراتے ہتمام	جتن کرنا تو مرا دیکھے تمام
از فوات جملہ حسائے دنی	پہچنانکہ وقت مٹتی ابدی
اپنی حس کے فوت سے یہ خوف تو	جس طرح سوتے میں ہے اے میگو
گرچہ میگرد و پریشان مخاب	برجواس خود ندری وقت خواب
گروہ یہی ہیں پریشان اور خراب	اور حسوں کا ڈر نہیں کچھ وقت خواب
ایک شاگ کا اپنے بچوں کی موت نہ رونا	
آسمانی شیخ برائے زیں	بود شیخ رہنمائے پیش ازیں
جو زمیں پر آسمانی شیخ تھا	تھا بھی کوئی بزرگ رہنما
ورکشائے لہو و دارا بچناں	چون تھیر در میان امتاں
کھول دیتا ہے در بارے جہاں	جیسے فرسل امتوں کے دریاں
چوں نبی باشد میان قوم خویش	گفت بہم کہ شیخ رفتہ پیش
قوم میں اپنی ہے مثل انبیا	ہے بچ کا قول۔ شیخ پیشوا

دریکے مونے سیکان وصف است	فیست بر روشنی مقبول است
گر نہیں چہرے پر اک مونے سیاہ	شیخ ہے وہ اور ہے مقبول الہ
چوں بود ویش سپیدار باخود است	اونہ پیرست نہ حاصل پردا
بال جس کے ہوں سپید اور ہو خودی	وہ نہیں پیر اور خاص ایزدی
در سر مونے زو صفش باقیست	اونہ از عرش خدا آفاقیست
بال بھر جو وصف باقی ہو کہیں	وہ ہے دنیا دار - مروج حق نہیں
ما ہمہ امیداران تو ہم	رینہ چین خوانی حسان تو ہم
ہم تو ہیں امیدوار اب سب ترے	رینہ چین ہیں ماں ترے احسان کے
لیک با ایں جملہ چون حقیقتی	بہر فرزند اں چہا بے رافتی
با وجود اس کے بھی بے شفقت ہے تو	ایسے فرزندوں سے بے گفت ہے تو
یا مگر خود دل نے سوز و ترا	باز گولے شیخ مارا ماجرا
یا پھٹا خود نہیں ہے دل ترا	کچھ تو کہ اے شیخ ہم سے ماجرا

شیخ کا نہ رونے کے واسطے عذر کرنا

شیخ گفت اور مہندارے رفیق	کہ ندارم رحم و مہر دل شفیق
شیخ بولایہ دو تو جان اے رفیق	رحم سے میرا نہیں ہے دل شفیق
برہمہ کفار مارا رحمت است	گمچہ جان جملہ کافر نعمت است
رحم مجھ کو کافروں پر بھی ہے اب	کافر نعمت ہیں گو وہ سب کے سب
برسگام رحمت بختنایش است	کہ چہ از سنگھماشاں نش است
رحم کتوں پر بھی آتا ہے مجھے	کیوں انہیں پختہ سے سب ہیں مارتے

لے یہاں سے اس بزرگ کی بیوی کا قول پھر شروع ہوا۔

از شفاعتہائے من و روزگارند	صالحان اہمتم خود فارغند
ہاں شفاعت سے مری روزگار	صالح امت میں فارغ بر ملا
گفت شاں چوں حکم نافذ میرود	بلکہ ایشان اشفاعتنا بود
علم بن کر ہوگی جاری انکی بات	خود شفاعت وہ کریٹے نیک ذات
من نیم و از رخدا یم بر فراشت	ہیچ و از روز غیرے بر ذراشت
بوجہ اٹھاتا ہے مجھ سے کبریا	بار اٹھاتا ہے کسی کا کوئی کب
در قبول حق چو اندر کف کماں	آنکہ بے وزرست شفیختنا یجاں
تا براج حق جیسے ہاتھوں میں کماں	جو کہ ہے بے بوجہ ہے شیخ ابکواں
معنی میں موبداں اے نا امید	شیخ کہ بود پیر یعنی موسیٰ پید
اس کے کو معنی سمجھ - اے نا امید	شیخ بوڑھا بال ہوں جس کے سفید
تا زہستیش من اند تار مو	ہست آں موئے سپہبستی او
تار ہے باقی نہ ہستی بال بھر	بال کالے اس کی ہستی ہیں پسر
مگر سیہ موباشد لو خود یا دو موت	چونکہ ہستیش نماد پیر او ست
بال کالے ہوں کہ ہوں بال چالے	بیر وہ ہے جس کی ہستی خود میٹے
نہست آں موئے ریش موئے سر	ہست آں موئے سیہ صفیٰ بشر
کب وہ موئے ریش ہیں یا موئے سر	بال کالے کیا ہیں ؟ اوصاف بشر
کہ جواں ناگشتہ ماشیخیم پیر	ہند و عیسائی بر آرد صد نفیر
ہم ہیں شیخ و پیر اور کب ہیں جوان	تھا یہ گوارے میں عیسے کو کا بیان
شیخ بنو و گھل باشد اے پسر	مگر ہمید از بعض اوصاف بشر
بیر کامل وہ کہاں ہے اے پسر	کہ نہیں بعض اس میں اوصاف بشر

دعاشیہ غمہ گذشتہ (کبیرہ گناہ کرنے والے لوگ) +

رہ بردتاہ بحر پیموں سیل جو	منتصل گردو بہ بحر آنگاہ او
لے کے جانے سیل بن کر بحر تک	بحر سے مل جائے۔ تو بے شبہ و شک
نزعیاں روحی و تا عیدے بود	ورکند دعوت بہ تقلیدے بود
کب عیاں با وحی تائیدی بنے	گر کرے تبلیغ تقلیدی بنے
ناچجو چوپانے بگردا میں رمہ	گفت پسین چوں لحم داری بزمہ
جیسے گلہ کے لئے ہر گلہ بان	بولی بیوی۔ تو ہے سب پر مہربان
چو مکہ فضا و اہل شان و پیش	چوں نداری نوحہ فرزند خویش
جن پر نشر ہے اجل کا لگ چکا	کیوں نہیں پھر نوحہ خواں فرزندوں کا
دیدہ تو بے نم و گریہ چاہست	چوں گواہ رحم اشک دیدہ ہاست
تیری آنکھیں کیوں میں غالی اشک سے	ہیں گواہ رحم آنسو آنکھ کے
در سخن یکبارہ بے آزر م شد	میخ و انازیں عتابش گرم شد
بے مزوت ہو گیا یکبارہ گی	میخ کی غتے سے تیوری چڑھ گئی
خود نباشد فضل نے پیموں تہوڑ	رہو بزن کرد و بگفتش کاے عجز
فضل گل ہوئی ہے کب فضل خزا	بولا عورت سے کہ سن اے پیرن
غائب پنہاں رہیم دل کا ند	جگہ گرمزد ایشاں درحی اند
چشم دل سے ہیں بھلا پوشیدہ کب	مرگئے ہیں جو۔ ہیں زندہ سب کے سب
از چہ زور و راکتم پیموں تو پیش	من جو بہنیم شان معین پیش
منہ کو تیری طرح بیٹیوں کس لئے	دیکھتا ہوں اُن کو اپنے سامنے
با منند و گرد من بازی کناں	گرچہ میرنند از دور زماں
کھیلا کرتے ہیں مرے چاروں طرف	گو نہیں دنیا میں اب وہ ذی شرف
با عزیزانم و صالست و عناق	مگر یہ از بھراں بودیا از فراق
اور فرزندوں سے ہوں میں بھلا	ہجر سے روٹی ہے جان بے قرار

کہ ازیں خود وار ہائش انچدا	اآں سنگے کہ میگز و گویم دُعا
تو چھڑا دے اس کی یہ عادت خدا	گنا جب کاٹے ہیں کرتا ہوں دُعا
کہ بنا شند از خلائی سنگسار	ایں سنگا ترا ہم دریل مذنیہ و
سنگسار اب ہوں نہ یہ مخلوق سے	تو کتوں کی یہ رہتی ہے مجھے
مکاند شاں رحمۃ للعالمین	زآں بیاورد و اولیا را بر زمین
تا بنائے رحمۃ للعالمین	اولیا کو لائے وہ سوئے نہیں
حق را خواند کہ وافر کن خلاص	خلق را خواند سو گدرا و خاص
صدق دافر ہونے کی مانگیں عافیت	وہ سوئے در گا و حق سب کو بلائیں
بچوں تشد گوید خدا یا در مہند	جہد بنماید ازیں سو بہر ہند
کچھ نہ ہو تو بولیں در کھول لے خدا	زور دیتے ہیں نصیحت میں بڑا
رحمت کئی بود ہتمام را	رحمت جزوی بود مرعام را
رحمت کئی ہے بہر ہر ہما ملہ	رحمت جزوی ہے بہر خلق عام
رحمت دریاست ہادی سبل	رحمت جزوش قومیں گمشدہ بکل
رحمت دریا ہے ہادی بالیقین	رحمت جزوی ہے کل سے بس قریں
رحمت کل را تو ہادی ہیں بود	رحمت جزوی بکل پیوستہ شد
رحمت کل کو تو ہادی جان انجی	رحمت جزوی ہے کل سے بل گئی
ہر خدیوے اکند اشباہ بحر	تا کہ جزو ہست و نذا ندر افو بحر
ہوتا ہے نا لاب ہر شب بحر کا	جزو ہے جب تک را و دریا جانے کیا
سوئے دریا خلق را چوں آورد	چوں نذا ندر را و یم رہ کے پرو
لائے کیونکہ سوئے دریا خلق کو	کیا کرے جب یا در را و یم نہ ہو

لے مقبول خدا ہے

لے دریا ہے

حسب این خواب خواب نذر کند	تا کہ غیبت باز جاں سپر زند
جس کو بیداری میں دیتی ہے سلا	غیب سے ہو رُوح تیری آسنا
ہم بہ بیداری بہ بیند خوابا	ہم ز گردوں پر کشاید باہا
خواب دیکھے عالم بیدار میں	آسماں سے تجھے پہ دروازے کھلیں

ایک شیخ نابینا کا قرآن پڑھنا

دیر در ایام آل شیخ فقیر	مصطفیٰ در خانہ پیر خیر
دیکھا اُن روزوں میں اُن روش نے	ایک قرآن گھر میں اندھے پیر کے
پیش و ہماں شد اوقات نماز	ہر روز اہد جمع گشتہ چند روز
اس کا وہ صمان گرما میں ہوا	دونوں زاہد دل کے بیچے ایک جا
گفت نینا اے عجب مصحف چرا	چونکہ نابینا ست در وینست
سوچا ہے قرآن کا اس جا کام کیا	جبکہ نابینا ہے پیر با صفا
اندریں اندیشہ تشویش فروو	کہ جز اور نیست نینا باش بود
نکہ اس اندیشے میں اسکی برہ گئی	یاں سوار اس کے نہیں رہتا کوئی
اوست تنہا مصحف آویختہ	من نیم گسترخ یا آویختہ
وہ ہے تنہا اور قرآن ہے یہاں	میں نہیں گسترخ اور بے باک یاں
تا بہرسم نے خمس صبرے کتم	تا بہ صبرے ہرگز اے ہر زخم
تا کہ پوچھوں صبر کرلوں، چچا ہوں	صبر سے مقصود میں حاصل کروں
صبر کرو ہو چندے در حرج	کشف شد کالصبر مفتاح الفرج
صبر سے تھا کچھ دنوں محو حرج	کھل گیا ہے صبر مفتاح الفرج
صبر کجخت لے برادر صبر کن	تا شفا یابی تو زں کج کن
صبر ہے کج اے برادر صبر کر	تجھے کو غم سے ہو شفا حاصل کر

من بہ بیداری ہے بنیمیاں	خلق اندر خواب کے بند شاں
جاگتے ہیں دیکھتا ہوں میں انہیں	خلق انکو دیکھتی ہے خواب میں
برگ جسے از درخت فشاں کنم	ز خیباں خود را دمے پنہاں کنم
جس کے پتوں کو گرا دیتا ہوں میں	دہر سے خود کو چھپا لیتا ہوں میں
عقل سیر روح باشد ہم بدان	جس سیر عقل باشد اے فلاں
عقل ہوتی ہے اسیر روح ہی	جس اسیر عقل ہے سن اے اخی
کار ہائے بستہ را ہم ساز کرد	دست بستہ عقل را جاں باز کرد
اور تجھے جو کام جاری ہو گئے	عقل کے عقدے کو کھولا جان نے
پہچو خس بگرفتہ روئے آب	جسہا و اندیشہ بر آب صفا
ہو خس و غاشاک جیسے اے پیر	جس اور اندیشہ ہے آب صاف پر
آب پیدا می شود پیش خرد	دست عقل آں جس بکیو میرد
آب پیدا ہو خرد کے سامنے	دست عقل اس جس کو جب بکیو کرے
خس چو کیسوفت پیدا گشت آب	خس پس از بود ویر چوں جاب
خس ہٹی تو ہو گیا ظاہر پھر آب	جمع مٹی خس نہر پر مثل جاب
خس فزاید از ہوا بر آب ما	چونکہ دست عقل نکشاید خدا
خس ہمارے پانی پر بڑھتی رہے	کہ نہ خان ماتحت کھولے عقل کے
از ہوا خدان گریاں عقل تو	آب را ہر دم کند پوشیدہ او
ہستی روحی ہے ہوا سے عقل ہاں	پانی کو ہر لحظہ وہ کر لے نہاں
حق کشاید ہر دو دست عقل را	چونکہ تقوے بست دو دست ہوا
عقل کے ماتحتوں کو کھولے گا خدا	بندہ گئے جب زہد سے دست ہوا
چوں خرد و سالار و مخدوم تو شد	پس حوا اس چہرہ محکوم تو شد
جب ہوئی سردار عقل لے حق شناس	ہو گئے محکوم وہ غالب حواس

گفت ایں نیکو با سست حق	در صاف جنگ پیغ زخم را
بولے یہ پوچش ہے ابھی دیکھ لے	جنگ میں پیغ جراحت کے لئے
گفت لقمائ صبر نیکو ہمد معیت	کو پناہ و وافع ہر جا عنیت
بولے تھان صبر بھی ہے معتتم	دافع فکر و پناہ رنج و غم
صبر با حق قرین کروا فلاں	آخر والعصر را آگہ بخواں
صبر ہے نزدیک حق سے اے پسر	آخر والعصر پڑھ اور غور کر
صد ہزاراں کیمیا حق آفرید	کیمیا نے کچھ صبر آدم ندید
کچھ لاکھوں قسم کی ہیں کیمیا	کیمیا نے صبر ہے سب سے سوا

سرخ نابینا کا بانی قصہ

مرد وہاں صبر کر دونا کہاں	کشف کشف حال مشکل در زماں
صبر کہاں نے کیا اور نا کہاں	حال مشکل ہو گیا اس پر عیاں
نیم شب آواز قرآن اشنید	جست از خواباں عجائب را بدید
نصف شب آواز قرآن کی سنی	غید سے چونکا تو حیرت ہو گئی
کہ ز صحن کو رینخوا آمد درست	گشت بے صبر ز کو راں حال جست
کو رہا قرآن فرز پر طہ ربا	ہو گیا بے صبر۔ پوچھا ماجرا
گفت چون در چشمایت نیست نور	چوں ہمے بینی ہے خوانی سطور
پوچھا آنکھوں میں نہیں جب روشنی	سطریں آتی ہیں نظر کیونکر اچھی
انچہ میخوانی براں افتادہ	ہست ایر حرفاں بنہادہ
تو جو کچھ پڑھتا ہے اس پر ہے نظر	اچھی ہے رکھے ہوئے ہر حرف پر

لے یعنی تو واصو با الحق و تو واصو بالصبر۔ حق کے اور صبر کے ساتھ وصیت کرتے ہیں

صبر تلخ آمد پراوشگرست

صبر سونے کشف ہر ہر بہرست

صبر کڑوا۔ بھل ہے میٹھا برلا

صبر کشف را ز میں ہے رہنما

حضرت لقمان کا صبر کرنا

دید کو میکرو ز آہن حلقما

رفت لقمان سونے داؤد از صفا

دیکھا حلقے میں بنائے لوہے کے

خدمت داؤد میں لقمان گئے

ز آہن و پولاد آں شاہ بلند

جملہ را با ہمدگر درے فگند

وہ بنا کر آہن و فولاد سے

ایک کونٹے دوسرے میں ڈالتے

در عجب میماند و سواشش نو

صنعت ز ادا و کم دیدہ بود

بڑھ گیا و سواس اور حیرت ہوئی

صنعت ایسی چلتے کی دیکھی نہ تھی

کہ چمے سازی ز حلقہ تو بتو

کابیں چہ شاید بود و اپرسم ازو

حلقے کیوں رکھتے ہیں یہ او پر تلے

ان سے آخر پوچھنا تو چاہئے

صبر یا مقصود ز تو رہبرست

باز با خود گفت صبر او لرست

صبر ہی مقصود کا رہبر بنے

پھر کہا ہے صبر ابھی لازم مجھے

مرغ صبر از جملہ پراں تر بود

اچوں پرسی ز تو تر کشف شود

صبر کا ہے مرغ سب سے تیز تر

گر نہ پوچھے۔ بھید کھل جائے پسر

سہل از بے صبریت مشکل شود

اور پرسی میر تر حاصل شود

سہل ہے صبری سے ہو دشوار تر

اور جو پوچھے ہو ہر اسکا اثر

شد تمام از صنعت داؤد آں

چو کہ لقمان تن بزواند زماں

صنعت داؤد پوری ہو گئی

جبہ لقمان نے کیا صبر اس گھڑی

پیش لقمان حکیم صبر خو

پس زرہ ساز پور پوشید او

سامنے لقمان صبر انگیز کے

بن چکا جب چلتا۔ پھر پہنا اُسے

در زماں ہچھوڑا غ شنب نور د	باز بخشند بنیشیم آل شاہ فرد
اس گھڑی جوں شیخ شنب افروز کے	بخشتا ہے نور آنکھوں کا بجھے
ہر چہ بستاند فرستہ اعتیاض	زیں سبب بنو ولی را اعتراض
وہ جو کچھ لے اسکا بدلہ خوب دے	معرض کب ادلیا ہیں اس لئے
در میان ماکنت سورے وہد	اگر بسوزد باغنت انگور لے وہد
اور ماتم میں دل مسرور دے	گر جلا دے باغ - تو انگور دے
کان غمہارا دل متے وہد	آں شل بیدست اداستے وہد
مست اس کے رحم سے مغموم ہو	باتہ جھٹکتے وہ جو اک بے دست کو
چوں عوض مے آید از مقصود	لا انکم واعتراض زما برفت
جب مراو دل عوض میں ہر حصول	اعتراض اس پر ہمارا ہے فضل
را خیمہ گر آتش مارا کشد	چونکہ بے آتش مرا گرمی رسد
ہوں میں راضی آگ اگر میری بجھے	جبکہ بے آتش مجھے گرمی ملے
انہیں کورسیت چشم روشن	چونکہ بے حقیقت بن بخش دیدنے
ہے اس اندھے پن میں بینائی بڑی	جب وہ دے بے آئینہ چہ کوروشنی
گر چراغنت شد چراغ فغاں می کنی	بیچراغ چوں بد اور روشنی
شیخ بجھنے سے ہے پھر کیوں بیگنی	بے چراغ اس سے بے جب روشنی

اولیاء اللہ کا قصہ

کہ نزارند اعتراض در جہاں	بشنو اکنوں قصہ آنر ہر دواں
جو نہیں ہیں معرض اسے با وفا	قصہ سنی اکی رہو دواں کا اب ذرا
کہ بے دوزندو گاہے میدزد	ز اولیا اہل دعا خود دیگر ند
جو کبھی سیتا - کبھی ہے بھاڑتا	اولیا کا اک گر وہ اہل دعا

جمعیت در سیر پیدا میکند
 اچھی کی حرکت سے ظاہر ہے مگر
 گفت اے گمشدہ جبل تن جدا
 بولا جبل تن سے ہے تو تو جدا
 من زرق درخشاں کاے مستعان
 میں نے اپنے حق سے کی تھی اتھا
 قسمت حافظ مرا نور سے بدہ
 میں نہیں حافظ مجھے دے روشنی
 باز وہ دو دیدہ آرا آزمایا
 میری آنکھیں پھر مجھے مقصوم کر
 آما در حضرت ندا کاے روکار
 آئی طاق کی ندا اے مرد کار
 حسن ظن ہوں امیدے خوش قرار
 حسن ظن ہے اور امید بے ہوا
 ہر زمان کہ قصد خواندن باشت
 قصد جب قرآن پڑھنے کا کرے
 من در اندم و او ہم حشیم ترا
 میں تجھے اسوقت دوں آنکھیں تری
 پہچناں کر دہر آنگاہے کہ من
 اس نے ایسا ہی کیا، میں جس گھڑی
 آں جبیرے کہ شد غافل ز کار
 جو نہیں بندوں سے غافل وہ جبیر

کہ نظر صرف اسی مستند
 ٹھیک پڑتی ہے نظر ہر حرف پر
 ایں عجب میداںی از صنع خدا
 ہے تعجب صنعت خالق میں کیا
 بر قرانت من حصیم پہچو جان
 شوق ہے قرآن پڑھنے کا بڑا
 در و دیدہ وقت خواندن بیکہ
 پڑھتے وقت آنکھیں یہ کھل جائیں ہی
 کہ گبیر مصحف فرام عیاں
 تا پڑھوں قرآن میں اے داگر
 اے بہر کیجے بیا امیدوار
 ہم سے تو ہر غم میں ہے امیدوار
 کہ ترا گویم بہر دم بر تر آ
 تجھ سے کتا ہوں کہ آئے بڑھ کر آ
 یا ز مصحف قرانت بایست
 یا کہ قرأت مصحف اللہ سے
 تا فر خوانی معظم چو ہوا
 جو ہر اعظم پڑھے تو با غرضی
 و اکشایم مصحف نذر خواندن
 کھول کر قرآن پڑھتا ہوں کبھی
 آں گرامی بادشاہ کروکار
 ہاں وہ سلطان گرامی و بصیر

اخر ازل زانسا کما خواہد شوند	سیل جو ما بر مراد اور وند
اور ستارے اس کی مرضی پر رہیں	سیل دریا اس کی خواہش پر چلیں
بر مراد اور روانہ کو بکو	زندگی و مرگ سر ہنگام اور
اس کی خواہش میں ہر دم پھر رہے	اور پیادے زندگی و موت کے
ہر کچا خواہد بہ بخشد تہنیت	ہر کچا خواہد فرستد تعزیت
اور جہاں بھی چاہے بھیجے تہنیت	وہ جہاں بھی چاہے بھیجے تعزیت
ماندگان راہ ہم درد ام او	سالکان راہ ہم برگام او
اور واماندہ ہیں پھندے میں پڑے	اس کے قدموں پر ہیں سالک اہ کے
بے رضا و امیر او فرمانرواں	یہیچ دندانے بخند درد ہاں
بے رضا و حکم اس کے ہر گھڑی	دانت بھی ہن نہیں منہ میں کوئی
بے قضائے او نیا دیدیج مرگ	بے رضائے او نیتدیج برک
غیر حکم اس کے نہ کوئی بھی مرے	بے رضا اس کی نہ اک پتا گرے
در جہاں ز اوج ثریا تا سکہ	بے مراد او بخنددیج رگ
اس نہیں تک لے کے اوج چرخ سے	بے مراد اس کے نہ کوئی رگ بے
در فرسیماے تو پیداست اس	گفت آتش راست گفتی بچیں
تیری بیشانی سے ہے جلوہ نما	بولا اے شہ بہو نے باطل سچ کہا
شرح کنیں ابیاں کن نمیکند	آن صد بیان اے صادق و نیک
گھوڑی گھوڑی اس بیاں کی شرح کر	یہ اور ایسے سو سخن سچ ہیں مگر
چوں بگوش اور سد آرد قبول	آپنا مکہ فاضل مرد مفضل
گر نہ کر لے م سے فوراً قبول	تاکہ کوئی فاضل اور مرد مفضل
کہ از آن ہم بہرہ یابد جان عالم	آپنا نش شرح کن اندر کلام
جس سے بہرہ یاب ہوں سب غافل عالم	اس طرح کر شرح میں اس کی کلام

کہ وہاں شاں بستہ باشد از دعا	قوم دیگرے متناہم ز اوینا
جو ہے خاموش اور نہیں کرتی دعا	ایسی بھی ہے ایک قوم ادلیا
جستہ نفع قضا شاں شد حرام	از رضا کہ بہت کم آں کرام
ڈھونڈنا دینے قضا کا ہے حرام	اس رضا سے جو کہ ان کو ہے محرام
کفر شاں آید طلب کردن خلاص	در قضا ذوق ہے ہمے بنید خاص
کفر ہے چاہیں اگر اپنی خلاص	ہے قضا میں بھی انہیں ان ذوق خاص
کہ نہو شد از غمے جامہ کہ بود	حسن ظننے بردل ایشان کشود
نیلا جامہ غم میں ڈھ رکھیں جدا	حسن ظن سے انکے دل پر ہے کھلا
آب حیاں گردوار آتش بود	ہر چہ آید پیش ایشان خوش بود
آگ بھی آئے تو ہو آب حیات	سامنے جو آئے خوش ہیں نیکذات
سنگ اتر راہ شاں گوہر بود	زہر در حلقوم شاں شکر بود
پتھر ان کی راہ میں گوہر ہے	زہر ان کے حلق میں شکر ہے
از چہ باشد این ز حسن ظن خود	جملگی یکساں بود شاں نیک
حسن ظن سے ان کو یہ رہتے ہیں	نیک و بد یکساں ہیں سب اکٹھے ہیں
کامے الہ از ما بگرداں میں قضا	کفر باشد نزد شاں کردن دعا
اے خدا تو پھر لے ہم سے قضا	نفر ہے ان کے لئے ایسی دعا

بہلول و ایک صاحب دل

چونی اے درویش واقف کن مرا	گفت بہلول آں کچے درویش مرا
حال کیا ہے کچھ پتہ مجھ کو دے	پوچھا اک درویش سے بہلول نے
بر مراد اور وود کا یہ جہاں	گفت نہیں باشد کسے کا دواں
ہو گستا پر کسی کی یہ جہاں	بولا ایسا ہے کہ جیسے جاوداں

اس قدر بشنو کہ چوں گئے کار	مے نگرود جز بامیر کہ دگار
اس قدر سن لے کہ جلد کار و بار	پس نقطہ توقف حکم کر دگار
چوں قضا نے حق رضائے بند شد	حکم اور اربندہ خواہندہ شد
جب قضا نے حق ہے بند کسی رضا	حکم اس کا بندہ کی خواہش بنا
بے تکلف نے پئے مژدہ ثواب	بلکہ طمع او چیں شد مستطاب
بے تکلف یہو نہ کچھ فکر ثواب	ہوتی ہے خود طبع اس کی مستطاب
زندگی خود بخود بہر خود	نے پئے ذوق حیات مستند
زندگی چاہے نہ خود اپنے لئے	اور نہ ذوق زندگی کے واسطے
ہر کجا امر قدم را مسلکست	زندگی و مژدگی پیش بحسبیت
جس طرف ہے امر حق کا راستا	جینا اور مرنا اسے یکساں ہوتا
بہر یزدان مے زید نے بہر گنج	بہر یزدان مژدہ خوف و رنج
حق سے جیتا ہے نہ فکر گنج سے	حق پہ مرتا ہے نہ خوف و رنج سے
ہست میانش برائے خواہ او	نے برائے جنت اثمار و جو
اس کو ہے ایمان صرف اللہ کا	جنت اور نہروں بھلوں سے کام کیا
ترک کفرش ہم برائے حق بود	نے زہیم آنکہ در آتش شود
ہے برائے حق ہی ترک کفر بھی	آگ کا اس کو نہیں ہے خوف ہی
انہیں آمد زلالں خنئے او	بے ریاضت نے حشمت جئے او
فطرتا خوگر ہے وہ اس بات کا	بے ریاضت بے غم و دوبرطلا
آنگہاں خند کہ او بند رضا	ہچو حلوائے شکر اور اقضا
وہ ہے اسوقت جب دیکھے رضا	اور حلوا ہے اُسے حکم قضا
بندہ کش خنئے و خلعتیں بود	نے جہاں بر مرقع مانش بود
بندہ جس کی خود خلعت یہ رہے	کیوں نہ دنیا حکم پر اسکے چلے

بر سر خوانش زہر آتشے بود	ناطق کا ملجہ خواں باشے بود
ہر غذا موجود ہو اس خوان پر	ناطق کالہ بچھائے خوان اگر
ہر کسے یا بد غذائے خود جدا	کہ نمائندہ سچ کہاں بینوا
ہر کوئی پائے غذا اپنی جدا	وہ نہ چائے کوئی کہاں بے نوا
خاص او عام را مطعم دروست	بچھو قرآن کہ بمعنی ہفت قسمت
بہرہ در سب خاص و عام اس بھت	سات باطن جیسے ہیں قرآن کے
کہ جہاں امریزدانت رام	گفت میں بارے تقدیر پیش عام
یہ جہاں ہے زیر حکم کبریا	بولاس کا تو یقین سب کو ہوا
بے قصا و حکم اس سلطان بخت	بیچ بر گئے زنفید از وخت
حکم جب تک دے نہ خود اللہ ہی	پیر سے گریتا نہیں پتا کوئی
تا نگوید لقمہ راحی کا دغلا	از دہاں لقمہ نشد سونے گلو
گر نہ لقمے سے کہ وہ کا دغلا	منہ سے لقمہ جائے کب سونے گلو
جنش و آرام امر اس غنی ست	میل و غنیت کاں ملک آدمی ست
جنش و آرام ہے حکم غنی	میل و رعیت باگ ہے انسان کی
پر جنش باند نگر دو پڑے	در زمینہا و آسمانہا ذرہ
از نہیں سکتا کرے جنش اگر	ایک ذرہ بھی زمین و چرخ پر
منہج نتواں کرو جلدی نیست غش	جز بفرمان قدیم نافذ شس
شرع کب ممکن ہے جلدی ہے	کہ نہ ہو زبان نافذ کی فتنی
بے نہایت کے شود در نطق رام	کہ اشم و برگ درختاں اتمام
جو ہو بے حد نطق میں وہ کب کرے	کون سب پیڑوں کے پتے کن نیچے

شب رواں گشتہ زور و زوریاں	برز میں میشد چومہ بر آسمان
اور شب روان سے تھے نہ توں	تھے زمیں پر جیسے ماو آسمان
کچھ دور روز اندر ہے انداختے	در مقامے مسکنے کچھ سانچتے
گاؤں میں دو دن سے کم بہتے ملا	کم کسی جا اپنا کرتے تھے مقام
عشق آں مسکن کند و زن فروز	گفت ریکشانہ باشم مگر دور روز
عشق اس مسکن کا ہودل میں فروز	کہتے تھے ہاں گھر میں گر دو دن رہوں
انقلی یا نفس سافر للغنا	غزوة المسکن احاذرنا انا
کر سفر اسے نفس تو بہر غنا	ہونہ جاؤں اک جگہ کا شیفنا
کی کیون خالصا فی الامتحان	لا اعود فلق قلبی بالمكان
تا رہے خالص یہ وقت امتحان	دل نہ لوٹے گا مرا سونے مکان
چشم اندر شاہین باز او بھو باز	روز اندر سیر عید شہد نماز
محق نشا شہباز پر وہ مثل باز	دن کو پھرتے رات کو پڑھتے نماز
منفرد از مردوزن نے اردوئی	منقطع از خلق نے از بد خوئی
مرد وزن سے تھے جدا کیسی دوی	تاری دنیا تھے، خوںے نیک بختی
خود شفیق و وعالیش مستجاب	مشفق بر خلق نافع بھو آب
تھے شفیق اور تھیں دعائیں مستجاب	نہاں شفقت پر نافع مثل آب
بہتر از مادر شہی تر از پدر	نیک بدر امر بان و مستقر
ماں سے بہتر، باپ سے بڑھکر شفیق	نیک و بد پر مہرباں تھے اور رینق
چوں پدر، مستم شفیق و مہرباں	گفت پیغمبر شمارا لے مہرباں
باپ کی صورت شفیق و مہرباں	مصلحت کہتے تھے میں ہوں بیگماں
جزوہ از کل چار برے کنید	ز آل سبب کہ جملہ اجزائے منید
کیوں جدا کرتے ہو کل سے جز جلا	کیونکہ تم ہو مے اجزا بر ملا

کہ بگڑاں لے خداوندائیں قضا	پس چرا لا بہ کند او یا دعا
یا الہی پھیر دے تو یہ قضا	کیوں کہنے پھر وہ غشاہ اور دعا
بہر حق پیش چو حلوا در گلو	امرگہ او و مرگہ فرزندان او
بہر حق ہے مثل حلوا خوش گوار	اسکی موت اور اس کے فرزندوں کی یار
چوں قطف میس میس میس	از نزع فرزندان بر آں با وفا
جیسے تلخ کوزینہ گدا کے واسطے	جاں کی بیٹوں کی اس کے سامنے
در دعا بیند رضاے دادگر	پس چرا گوید دعا را لا مگر
دیکھے جو اس میں رضاے دادگر	پس دعا وہ کیوں کرے کوئی مگر
میکند آں بندہ صاحب شد	آں شفاعت اں عازر رحم خود
وہ کرے بہر ہدایت بر ملا	وہ شفاعت ہے نہیں ہے کچھ دعا
کہ چرخ عشق حق افروختہ است	رحم خود را او همان مہم سوختہ است
جب چرخ عشق حق روشن کیا	اس نے رحم اپنا جلایا بر ملا
سوخت مرا و صاف را مہم	دورخ اوصاف و عشق است او
پھونک ڈالے آسنے اوصاف اے انجی	عشق دورخ اسکے ہے اوصاف کی
چوں قوتی کو در ایندولت بخت	ہر طوقے این فریقے کے شناخت
جس طرح جانا و قوتی نے سمنو	جانا ہر سالک نے کب اس فرق کو

حضرت قوتی اور اُن کی کرامت

عاشق و صاحب کرامت خواجہ	اُن دو قوتی داشت عشق دیباچہ
عاشق و صاحب کرامت تھے قتا	چہرہ زیبا تھا دو قوتی کو ملا

لے وہ لذت حلو جس میں بادام پڑتے ہیں +

کہ دے با بندہ خاصے زوے	درسفر معظم مرادش آں صیغے
کوئی خاصان الہی سے بے	تھا یہ مقصود سفر ان کے لئے
کن قرین خاص گام اے الہ	ایں بے گفتہ چو میرفتے براہ
خاص بندوں سے ملا دے اے خدا	راستہ ملتے تو کرتے تھے گوا
بندہ بستہ میان و محکم	یا رب آنہارا کہ بشناسد ولم
جان سے اور دل سے ہیں بندہ ہوا	یا رب ان کا جی کو دل سے جانتا
برین محبوب شاں کن ہوا	وآنکہ شناسد تو اے زرداں جان
آن کو بھی کر دے تو مجھ پر ہوا	جن کو پہچانے نہ میرا دل یہاں
اس عشق چہ استقا ستاں	حضرتش گفتے کہ اے صدر میں
تشی کی جیسی ہے یہ اور عشق کیا	ان سے کہتا تھا خدا اے با صفا
چوں خدا باتست چہ جوئی بشر	ہر من اسی چہ مجھ کوئی وگر
ساتھ ہوں میں، پھر بشر سے واسطہ	میں ہوں تیرا، پھر تلاش عیز کیا
تو کشو می ورو لم را و نیاز	او بگفتے یا سب اے امانے از
تو نے دل میں کھول دی را و نیاز	وہ یہ کہتے حق سے اے دانائے راز
طمع در آب سبوح ہم بستہ ام	در میان بحر اگر بنشستہ ام
طمع ملے کی بھی ہے پھر لازمی	میں جو ہوں دریا میں بیٹھا اے غنی
طمع در فحہ حریفیم ہم بجا ست	پہنچو او دم نو در فحہ مرا ست
طمع ہے نجف مقابل کی بجا	عورتیں تو ہے ہیں، انہوں دلوں سا
حرص اندر عزیز تو تنگ و تباہ	حرص اندر عشق تو فخرست و جاہ
ماسوا کی حرص ہے شرم و گناہ	حرص تیرے عشق میں ہے فخر و جاہ
وآن حیزاں تنگ و رویشی بود	شہوت حرص نراں عیشی بود
ننگ و خواری ملک ہے نامرد کی	حرص و شہوت نہ کی آگے ہی رہی

لے یعنی زین حریف کی طمع بھی درست ہے +

عضو از تن قطع شد مزار شد	جزو از تن قطع شد بیکار شد
عضو جب تن سے کٹا۔ مردار ہے	جو جب تن سے ہٹا۔ بیکار ہے
مردہ باشد بنود مثل زجاں خبر	تائہ چہ بنود و بگل بار و خبر
مثل مردہ بے خبر جاں سے ہے	مثل سے جا کر پھر نہ وہ جیتک ہے
عضو نورہ سیریدہ ہم جنبش کند	وہ بجنبش نیست خود او بسند
عضو نورہ بٹا ہے کٹ کر بالیقین	گر کہے جنبش بسند اس کی نہیں
این نہ آن کل نیست ناقص شود	جزو از این کل گر بر و عیو شود
یہ نہیں وہ کل چ ناقص ہو فنا	جزو اس کل سے کٹے تو ہو جدا
چیز ناقص گفتہ شد بہر مثال	قطع و وصل او نیاید در مثال
اس نے ناقص رہی اس کی مثال	قطع و وصل اس کا ہے برون مثال
شیر مثل او نباشد گرچہ رائد	مر علی را بر مثال شیر خواند
شیر ان کا پا نہیں سکتا کمال	شیر سے دیدی علیہم کو گر مثال
جانب قصہ وقوی بازاریاں	از مثال مثل فوق آن ایاں
قصہ خواجہ وقوی کر بیان	چھوڑ بھی فوق و مثل کی بحث ہاں

حضرت وقوی کا قصہ

گوئے تقوئے از فرشتہ میر بود	آفکدہ در تقوئے ایم خلق بود
تھے فرشتوں سے بھی تقوئے میں بے	وہ چہ تقوئے میں ایم خلق تھے
ہم زوینداری او میں شک خود	آنگہ اندر سیرمہ رامات کرد
ان کی دینداری میں خود کو شک تھا	سیر میں چاند ان سے پیچھے ہی رہا
طالب صانع حق بقوئے مدام	باچیں تقوئے او اور او قیام
حق طلب خاصان مولا کی مدام	باوجود نہاد او اور او قیام

آفتاب ماہ را رہ کم ز نید	گفت موسیٰ ایں ملامت کم کنید
چاند سورج کے نہ تم رہزن بنو	بولے موسیٰ۔ یہ ملامت کم کرو
نامشوم مصحوب سلطان زمن	میر و تاج جمع البحرین من
بادشاہ حضرت تاجہم سے ملیں	جمع البحرین کی دھن ہے یہیں
ذاکل و امضیٰ و اسریٰ حقبا	اجعل الخضر لامری سببا
یا کروں سیر و سیاحت سا لہا	ہے وسیلہ خضر میرے کام کا
سا لہا چہ بود ہزاراں سالہا	سا لہا پر تم ز پر و بالہا
برسوں کیسے گو ہزاروں سال اڑوں	میں جو برسوں لے کے پڑو ہال اڑوں
عشق جاناں کم مداں عشق نا	میر و یعنی نئے ارز و بداں
عشق جاناں عشق ناں سے کم نہیں	پر یہ پھر نا عشق سے کم ہے کہیں
داستان آں وقوفی بازگو	ایں سخن پایاں ار دے عمو
قصہ سیخ وقوفی پھر سننا	کیا ٹھکانا اے انجی اس بات کا
قصہ حضرت وقوفی کی طرف رجوع	
گفت سافرت مذنیٰ فی خانقہ	آں وقوفی رحمۃ اللہ علیہ
مشرق و مغرب میں ہوں برسوں پھرا	کہتے ہیں وہ۔ اُن پر ہو فضیل خدا
بے خزاں راہ و حیراں در آلہ	سا لہا رنم سفر از عشق ماہ
تھامیں حیراں راستے سے بے خبر	عشق تم میں ہے کیا برسوں سفر
ز انکہ من حیرانم و بیخوش و دنگ	پا پر ہنہ رفته ام بر خار و سنگ
کیونکہ میں حیراں ہوں اور وارفتہ ہاں	میں تھانگے پاؤں کا نٹوں پر رواں
لہ یعنی وقوفی علیہ الرحمۃ	

درخت حوص سوتے پس رو	حوص مرداں زرہ پیشی بود
ہیچے کی حوص ہے تیچے نہاں	حوص ہے مردوں کی آگے بیگماں
واں مگر حوص فضل و سروسیت	اں کے حوص زکمال مرویت
دوسری رسوائی و نامرؤمی	حوص پینی باعث مردانگی
کہ سو خضرے شود موسیٰ دواں	آہ برترے بہت اینجا بس نہاں
خضر کی جانب ہوئے موسیٰ رواں	اس میں بھی اک جید تھائیش نہاں
برہر آنچہ یافتی باللہایت	ہمچو منسقی کر آبش سیریت
جوئے۔ اس پر نہ ہو قائم بدو	جیسے مستقی نہ ہو پانی سے سیر
صدر ابجد اصد رشت راہ	بے نہایت خضر تستیں بارگاہ
صدر کیسا یہ توصف اسکی ہے راہ	بے حد و پایاں ہے اس کی بارگاہ

حضرت موسیٰ کی راز طلسمی

ہیں چہ میگوید زشتا قے کلیم	از کلیم حق بیاموز اے کریم
کہتے اک مشتاق سے ہیں یوں کلیم	کچھ کلیم اللہ سے سیکھ اے کریم
طالب خضرم ز خود بینی بری	باچہیں جاہ و چشمین سیمبری
خضر کا طالب ہوں نخت سے بری	مرتبیہ اور یہ سیمبری
در پئے اں نیکوئے سرگشتہ	موسیا تو قوم خود را ہشتہ
اک بزرگو نیک کے تیچے پڑا	تو نے اپنی قوم چھوڑی موسیا
چند گروی چند جوئی تا کجا	کیقبادی رستہ از خوف رجا
ڈھونڈتا کب تک پھرگا جا بجا	تو ہے سلطان خوف سے چھوٹا ہوا
آسمانا چند ہیما فی زمیں	اں تو باست تو واقف ہوں
آسماں اکب تک تو ناچے گا زمیں	اینا حصہ تو نے پایا بالیقین

سائل رب پر سات شمعوں کا نظر آنا

اندر اس ساحل شیتا بیدم ہاں	ہفت شمع اڑو دریم ناگہاں
دور سے پہنچا کتاے تنگ دواں	سات شمعیں میں نے دیکھیں ناگہاں
بر شدہ خوش تا عیناں آسماں	نور و شعلہ ہر یکے شمعے ازاں
آسماں پر تھا درخشاں بر ملا	روحانی اور شعلہ ہر اک شمع کا
موج حیرت عقل اڑو سرگشت	خیرہ گشت خیرہ کی ہم خبر گشت
موج حیرت عقل کے سر سے بڑھی	تھا میں حیراں ، خیرہ کی حیرت کو تھی
وین ویدہ خلق از آندا و خست	کایں چگونہ شمعہا افزہ خست
اور میں لوگوں کی آنکھوں سے نہاں	کس طرح شمعیں یہ روشن ہواں
پیش آں شمعے کہ بر مرد میفرود	خلق جویاں چراغ گشتہ بود
شمع کو چھوڑا جو مد سے بڑھ گئی	خلق ہے چراغ چراغ گشتہ کی
بند شاں میگر ہیدی من یشا	چشم بندی ہو مجب بر دید ما
بند ہے ہر آئینہ ، یدتی من یشا	کیا ہے آنکھوں پر نظر بندی تھا

ان ساتوں شمعوں کا ایک ہو جانا

نور اویشکا فتنے جیب فلک	باز میدیم کہ میشد ہفت یک
چرخ پر بے حد تھی اس کی روشنی	مل کے ساتوں شمع سے پھر اک بنی
مستی و حیرانی من رفت شد	باز آں یکبار دیگر ہفت شد
مستی و حیرت مری حد سے بڑھی	سات پھر ہو گئیں یکبارگی

لے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ۔

زائیکہ بر دل میر و عاشق نقیض	تو میں میں پامیارا بر زمیں
کیونکہ عاشق دل پر کرتے ہیں سفر	تو نہ دیکھ راہ پاؤں کو یوں خاک پر
دل چھ اند کو مست مست لنوار	از رہ و منزل ز کو تاہ و دراز
سمجھ گیا دل جو ہے مست و لنوار	راہ و منزل اور کو تاہ و دراز
رفتنی ارواح دیگر رفتن مست	ایں راہ کو تہ او صافی تن مست
روح کا جانا ہے - جانا دوسرا	وصف تو تن ہے یہ دراز و کم - فنا
نے بگامے بو و منزل نے نقل	تو سفر کر دی ز لطف تا بعقل
یہ سفر بے نقل اور بے پاؤں تھا	لطف سے تو عقل تک آیا چلا
جسم ما از جاں بیاموزید سیر	سیر جاں نیچوں بو و زور و دیر
سیر کرنا جاں سے سیکھا جسم نے	سیر جاں ہے پاک دور و دیر سے
لیک سیر جسم باشد در علن	سیر جاں ہر کس نہ بندی جاں من
اور سیر جسم ہوتی ہے عیاں	سیر جاں ہوتی ہے جاں میں نہاں
میر و نیچوں نہاں شکل چلے	سیر جسمانہ رہا کر او کنوں
کھل چوں میں چلے بے چوں بے گماں	سیر جسمانی جو چھوڑے ناگماں
تا بہ بینم در بشر انوار یار	گفت و زے مشتم مشتاق و یار
تا بہ بشر میں دیکھ لوں انوار یار	کہتے ہیں اک دن چلا مشتاق و یار
آفتابے درج اندر ذرۂ	تا بہ بینم قلمی در قطرۂ
ذرۂ میں سورج کا جلو دیکھ لوں	تا کہ اک قطرے میں دریا دیکھ لوں
بو و بیکہ گشتہ روز و وقت شام	چوں سیم سوئے یک ساحل یکام
دھل چکا تھا دن ہوا تھا دھنشا	آخر اک ساحل پر پہنچا شاد کام

مے یعنی جب تو جسم کی سیر چھوڑ کر روح کی سیر کر گیا - تو تجھ سے نور چمکے گا۔

کاجنیں غل شدہ گوند است یاجوب	باز حیران گشتم اندر صنع رب
کیوں ہوا ایسا یہ کیا ہے ماجرا	صنع رب سے میں بہت حیران تھا
ساجہ حالست اینکہ میگردد سرم	اپیشتر رفتم کہ نیکو بسکرم
واقعہ کیا ہے کہ سر پھرتے لگا	دیکھنے کو اور کچھ آگے بڑھا

پھر ان سات مردوں کا شالیت خست بن جانا

چشم از سبزی ایشان نیکیخت	باز ہر یک مرد شد شکل خست
آنکہ تھی سبزی سے اٹھی نیک بخت	بن گیا ہر مرد پھر شکل درخت
برگ ہم خم گشتہ از میوہ ذراخ	ز انہی برگ پیدا نیست شاخ
پتے بھی میووں میں پوشیدہ تھے ہاں	پتوں کی کثرت سے شاخیں تھیں ناں
سدرہ چہ بود از غلامیوں شدہ	ہر درخت شاخ بر سدرہ زدہ
سدرہ کیہ تھیں وہ توبرہ ون غلا	ہیڑ کی شاخیں تھیں سدرہ تک رسا
زیر تر از گاو ماہی بدقیں	نیخ ہر یک رفتہ از قعر میں
گائے اور مچھلی سے نیچے بالیقین	تھیں جٹیں اٹھی سوئے قعر زمیں
عقل زان شکالہا زیر و زبر	نیخ شان از شلخ خنداں روئے تر
عقل تھی زیر و زبر بے اختیار	جز تھی شاخوں سے زیادہ پربار
ہیچو آب زمیوہ جستہ نور آں	میوہ کہ بر شکافیدے عیاں
نور مثل آب جاری اُن سے تھا	جو کہ میوے پھٹ گئے تھے ظاہرا

ان درختوں کا مخلوق کی آنکھوں سے پوشیدہ ہونا

صد ہزاراں خلق از صحرادشت	آں عجبت کہ برایشان میگذشت
لوگ ادھر لاکھوں سواد دشت سے	پھر تعجب یہ گذرتے رہتے تھے

انصلا لاتے میان شمعها	کہ نیا پید بر زبان و گفت ما
انصال آن شمعوں میں ایسا ہوا	کہ نہیں سکتی زبان جس کو ادا
آنکہ بیک بیدار کنادر اکاں	سالماتواں نمون ز زبان
ایک ہونا ان کا جس پر ہو عیاں	مذقوں تک بند ہو اُس کی زبان
آنکہ یکدم بیدار دراک ہوش	سالماتواں نمون آں گوش
ہوش و ادراک اس کو دیکھیں ایکبار	کان تک پہنچے نہ رقصہ ز بہار
چونکہ پایا نے نادر و والیک	ز آنکہ لاهے شہنار ماعلیک
نور بے پایاں ہے اسکا اور بسیط	ہو نہیں سکتی صفت اس کی محط
پیشتر رقم دواں کاں شمعها	تا چہ چیست ز نشان کبریا
دیکھتے تھمیں کو میں آگے بڑھا	دیکھوں کیا ہے یہ نشان کبریا
میشم مد ہوش و بیخوش و خراب	تا بیفتا دم ز تعمیل و شتاب
تھا میں مد ہوش اور بیخود اور خراب	گر پڑا جلدی میں اور دوڑا شتاب
ساعتے بیقیل و بیہوش اندریں	اوقا دم بر سر خاک زمیں
اک گھڑی بے ہوش اور بے عقل سا	خاک میں غلطان زمیں پر تھا پڑا
باز بار ہوش آدمم برخاستم	در روش کوئی نہ سر نہ پاستم
پھر ج ہوش آیا وہاں سے میں اٹھا	بے سرو پا تھا، میں گویا چل رہا

سات شمعوں کا سات مرد بن جانا

ہفت شمع اندر نظر شد ہفت مرد	نور نشان میشد بسقف لا جورد
سات شمعیں ہو گئیں سات آدمی	آسمان تک نور تھا ان کا اخی
پیش آں انوار نور روز و ر	از صلابت نور ہمارے سپرد
آگے ان کے ماند و بن کا نور تھا	تیز یوں سے نور تھا پھیلا ہوا

از قضا لاشہ دیوانہ شد است	جگہ میگفتند کاین مسکین مست
ہے قضائے حق سے بالکل ہو گیا	سب یہ کہتے تھے کہ یہ مست و گدا
وزیر ریاضت گشت فاسد بن گیا	مغز این مسکین سودائے دراز
ہے ریاضت سے سڑا مثل پیاز	مغز میں اس کے ہے سودائے دراز
خلق رالیں پڑے اضلال صیت	اوجہ میماند یارب حال صیت
ان پر کمر اہی کا ہے یہ جال کیا	وہ تھے حیراں، اے خدایہ حال کیا
یکدم ایں سونے آرنڈ نقل	خلق گوناگون با صدائے عقل
اس طرف آتی نہیں اک کام بھی	سیکڑوں راہیں ہیں اس مخلوق کی
گشتہ منکرو پچنیں باغی و عاقی	عاقلانہ دیر کا کمال زلفاق
منکد اور اس درجہ باغی ہو گئے	عقل و دانا میں کیا جھگڑے پڑے
دیو بدمن غالب چہرہ شدہ	یا منم دیوانہ و خیرہ شدہ
اور غالب مجھ پر ہے شیطان ہوا	یا ہوں میں دیوانہ و حیراں ہوا
خواب می نیم خیال اندر زمن	چشم می سالم بہر لحظہ کہ من
دیکھتا ہوں خواب یا ہے یہ خیال	آنکھ ملتا ہوں میں ہر دم حیرت حال
میوہا شاں میخرم چوں مگروم	خواب چہ بود بر رخاں میروم
میوے کھاتا ہوں غلط کیوں ہو قیاس	خواب کیا جاتا ہوں میں بڑے دنگے پاس
کہ ہے گیرند ازین لیست کراں	باز چوں من بگرم در منکراں
وہ کنا رہ کش ہیں گلشن سے اوجر	منکد دل پر ڈالتا ہوں جب نظر
زار زوے نیم غورہ جاں سپار	با کمال احتیاج و افتقار
نصف نصف انگور پر دیتے ہیں جان	با وجود احتیاج و فقر ہاں

لے یعنی وقوفی علیہ الرحمۃ

از گلیے سائباں مے ساقند	زار زوئے سایہ جاں میباختند
تھے وہ کبیل کا بنائے سائباں	آرزوئے سایہ میں دیتے تھے جان
صد تقوٰی پروردگار کے پیچھے	سایہ آزار آنے دیدند پہنچ
لعلت ایسے دیدے تھے پیچھے	سایہ ان کا آد سکتا تھا نظر
کہ نہ بنید ماہ را بنید سہا	ختم کردہ قہر حق پر دیدے ما
تا نہ دیکھیں چاند اور دیکھیں سہا	ختم آن آنکھوں پہ تھا قہر خدا
لیک از لطف و کرم نومید نے	ذرتہ را بنید و خورشید نے
نا امید اس کے کرم سے تھے نہ گو	ذرتہ کو دیکھیں نہ دیکھیں ہر کو
پختہ میریز وچہ حسرت ایچدا	کاروانہا بنیوا دیں میوہا
پک چکے ہیں، یہ ہے جاؤ کا سماں	تالے مفلک ہیں اور میوے یہاں
درہم افتادہ زینما خشک خلق	سیب بوسیدہ ہے چیدند خلق
لوٹ میں سب کا ہوا ہے خشک خلق	چن رہی ہے سیب بوسیدہ کو خلق
دمدم یا لیت قومی یعلیون	گفت ہر برگ شکوفہ آن غصون
دمدم "یا لیت قومی یعلیون"	کہتے تھے پتے شکوے سرنگوں
سوئے ما آئید خلق شور و خجست	بانگ می آید ز سوئے ہر درخت
شورہ بختا تم ادھر آؤ ذرا	ہر درخت سبز دیتا تھا صدا
چشم شاں بستیم کلا لا و زر	بانگ مے آید ز غیرت بر شجر
کردیں آنھیں بند۔ کلا لا و زر	یہ ندامت سے تھی ہر پر پر
تا ازیں شجار مستعد شو بد	گر کسی می گفت شاں کا یستوید
ان درختوں سے رہو تا بہرہ ور	کوئی کہتا تھا اگر دوڑو ادھر

اے کاش میری قوم مجھے پہچانتی ؟
 آگے آنے والے - یہ قیامت نہ چھوڑے گی ؟

کہ ہنر و یک شہما باغست و خاں	میں کشتہ از دم سودا نیان
ہے تہا رے پاس گلشن اور خان	تک ہوں کرتے ہیں سودائی بیان
یا بیا با نیست یا مشکل نیست	چشم میمالم کہ اینجا باغ نیست
یا ہے جھگل یا ہے مشکل رہنر	آنکہ کتا ہوں کہ گلشن ہے کدھر
چوں بود یہود ہزل و خطا	العجب چندیں در ادا میں ماجرا
کس طرح ہو ہزل کیونکہ ہو خطا	ہے قحب ماجرا اتنا بڑا
انچیں تھرے چار و صنیع رب	من ہے گویم چرا ایشان العجب
صنیع رب کی تھر ایسی کیوں لگی	مثل اُن کے میں بھی کتا ہوں انھی
در قحب نیز ماندہ بو لب	زیر ترازو نما محمد اور عجب
اور قحب میں رہا تھا بو لب	تھا انہیں جگہوں سے احدا کو عجب
ساچہ خواہد کرد سلطان شگرف	زیر عبتا آنجب فرقیست لطف
دیختہ کرتا ہے کیا وہ بے نیاز	اس میں اور اس فرق میں ہے امتیاز
چند گوئی چند چوں مصلحت گش	لے قوتی نیز دو تر ہیں خموش
کب تک آخر یہ بیاں، ہے حق گوئی	نیز دو ہے تو دقتی ہم رہ خموش
ساتوں رختوں کا پھر ایک رخت ہو جانا	
باز شد آں ہفت جملہ یکہ رخت	گفت اندم بیشتر من نیکیخت
ساتوں رل کر ہو گئے پھر اک درخت	بولے جب آگے بڑھا میں نیک بخت
من چہاں می کشتم از حیرت ہے	ہفت میشد فرو میشد ہر دے
دیکھ کہ میں تھا خیر بہا و یک	سات ہو جاتے تھے پھر ہوتے تھے ایک
صف کشید چوں جماعت کرد ہزار	بعد از آن دیدم در خان نماز
صف بصف مثل جماعت خاک پر	پھر عبادت میں رخت آئے نظر

میزند این بنویا ازل و سخت	ز اشتیاق و حرص یک گداز
مجلسی میں بھر رہے ہیں آہ سخت	پتوں کا ہے شوق اور حرص و رخت
ایں خلایق صد ہزار اندر ہزار	در ہر ملکیت میں درخت نہیں مٹا
لوگ لاکھوں اور کروڑوں دیکھتے	ان پھلوں پیڑوں سے وہ ہیں بھانجتے
وست بر شاخ خیالی در زوم	باز میگویم عجیب ہیں بن خودم
ہاتھ ہے شاخ خیالی پر مرا	پھر یہ کتا ہوں کہ ہوں بن خود ہوا
تا بظنوا انهم قد کذبوا	ہیں بچوں اشتیاق اسل رسول عمرو
اپنے کو جھوٹا گمان کرنے لگے	پڑھ۔ کہ نا امید پیغمبر ہوئے
ایں بود کہ خویش بنید مجتوب	ایں فرات خواں بخفیف کذب
صاف معنی میں وہ نام ہو گئے	کہ بوا پڑھ ذال کی خفیف سے
ز اتفاق مشکرتی اشتیقا	در گماں افتاد جان ابنیا
کافروں کے جیلہ و انکار سے	ابتلا کیا کیا گماں میں پڑ گئے
ترک شاں گو بر رخت جاں برآ	جار ہم بعد التشنک اضرا
آدرخت جاں پہ تو اور چھوڑا نہیں	آئیں بعد شک ہماری نصرتیں
ہر دم و ہر لحظہ سحر آموزست	مینجو رمیوہ ال کش و زیت
سحر آموزی ہے ہر دم اے حبیب	رمیوہ وہ کھاتا ہے جو ہے خوش نصیب
چونکہ سحر از درخت بر تہیت	حلق گویاں العجب میں با تہیت
دشت تو خالی ہے پیڑوں سے پڑا	لوگ کہتے تھے یہ کیسی ہے صدا
لے سورہ یوسف کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ حتی اذا استیسا من الرسل وظنوا انهم قد کذبوا یعنی جب کافروں کی ہمت اور انکار اس حد تک پہنچ گیا۔ کہ پیغمبر بلوے ہو گئے۔ اور اپنے جھوٹا ہونے کا گمان کرنے لگے۔ یعنی انکے عذاب اور سزا سے مایوس ہو کر قیامت کے وعدے میں شک کرنے لگے۔	

از ضمیر میں بدانتند زود	یکدگر را بگردیدند از فرود
وہ ضمیر اور حال دل پہچان کے	پھر ملے اک دوسرے کو دیکھنے
پاسخ دواوہ کہ اس کا عزیز	چوں ہوشیہم تینہا بر تو نیز
یوں دیا مجھ کو جواب اے با صفا	تجھ پہ بھی یہ راز پوشیدہ ہے کیا
بروئے کو در تحیر با خداست	کے شود پوشیدہ از چہ ہے است
اپنے دل پر، ہے جو حیران خدا	راز پوشیدہ ہے کوئی کب رہا
گفتم از سونے حقایق بشکفید	چوں ز اسم و حرف اسمی و اقصید
بولائیں، آخر حقیقت کچھ کہو	تم جو اسم و رسم سے آگاہ ہو
گفتا اگر اسے شود عین دل	آں ز استغراق الٰہ نزد باہلی
بولے کوئی نام اگر بھولے دل	وہ ہے استغراق، کب ہے جاہلی
بعد ازاں گفتہ مارا آرزوست	اقتد اکرون بتو اے پاک دوست
پھر وہ سب بولے ہیں ہے آرزو	مقتدی بننے کی اے فرخندہ نحو
گفتم آئے یکک سلوک کمن	مشکلاتے دارم از فور ز من
میں یہ بولا، اُن مگر مٹھو ڈرا	ہے ابھی کچھ مشکلوں کا سامنا
آتا شود آں حل بصیبتاے پاک	کہ بصیبت ویدانگوئے ز خاک
تا وہ حل ہوں آج قریب پاک سے	آگتے ہیں انگور بل کر خاک سے
وانہ پڑے مغز را خاک و ژم	خلونی و صیبتی کرد از کرم
دار پڑے مغز کو بھی خاک نے	اپنا ہم صیبت بنایا کفن سے
خوشیبتن در خاک کئی محو کرد	تا نمازش رنگ و بونے سرخ و زرد
خاک میں جب محو باطل ہو گیا	رنگ و بو کی قید سے بس وہ چٹا
از پس آں محو فیض و نمائند	بر کشاد و بست شد مرکب اند
ہر گیا پھر بہن اس کا وہ فنا	وہ کشاد و بست سے تھا آشنا

دیگر اہل مذہب اور دین قیام	یک رخت از پیش مانند امام
کر رہے تھے دوسرے پیچھے قیام	آگے بھاڑاں پیڑ مانند امام
از درختاں بس شکستہ مٹو	اُن قیام و اُن رکوع و اُن سجود
کیا کہوں میں، سخت حیرت مٹی مجھے	اُن درختوں کے رکوع و سجدہ سے
گفت ابغم الشجر السجداں	یا دکر و قول حق را از زمان
سجدہ کرتے ہیں مجھے بجم و شجر	قول حق یاد آگیا، مجھ کو اور
ایں چہ ترتیب نماز است انجان	ایں رختاں اور زمانہ میاں
ایسی ترتیب نماز آئی نظر	تھے نہ زانو اور نہ پیڑوں کی کمر
مے عجب اسی زکار ماہنوز	آمد الہام خدا کاے با فروز
تو مرے کاموں سے حیراں ہے ہنوز	آیا الہام خدا، اے با فروز

اُن سات رختوں کا سات مردین جانا

جملہ درقعدہ پہنیزوان فرد	بعد دیرے گشتہ آنا ہفت مرو
کرتے تھے قعدہ میں یاد اللہ کی	بعد از اُن وہ ہو گئے سات آبی
تا کیا نندوچہ از داز جہاں	چشم میاں کہ اُن سخت رسلاں
کون ہیں، رتے ہیں پیچھے ہیں کہاں	آنکھ کٹا تھا کہ یہ ساتوں جہاں
کہو امیشاں اسلام از انتباہ	چوں نبرو کی رسید من ز راہ
با ادب ہو کر کیا میں نے سلام	جب میں پہنچا پاس اُن کے کلام
اے قوی ہمنظر و تاج کرام	قوم گفتہ دم جواب اُن سلام
اے قوی؟ فقر والوں کے امام	بلے کر کے وہ جہاںی پھر سلام
پیش از بس بر من نظر نہ اخذند	گفتہ آخر چوں مرا بشناختند
اس سے پہلے تو نہ دیکھا تھا مجھے	پوچھا میں نے۔ کیسے پہچانا مجھے

اختیار اگر نہ بینی لے عیار	اختیارات ابیں بے اختیار
کہ نگہبانوں سے ہوں آنکھیں نہ چار	اختیار آئیں نظر بے اختیار
اختیار لے مئی کنی دوست و پیا	بر کشادہ منت چرا جیسی چرا
ہے جو زعم اختیار اور دست و پا	کھول ماتہ اپنے، مقید کیوں ہوا

دوقویٰ کا اس جماعت کی امامت کرنا

روئے در انکار حافظ بروہ	نام تہدیدات نفس کر وہ
تو نگہبانوں سے ہے منکر ہوا	نام ہے تہدیر نفس اسکا رکھا
ایں سخن پایاں نثار و تیز رو	ہیں نماز آمد دوقویٰ پیش شو
یہ سخن لہا ہے چل جلدی ذرا	اے دوقویٰ پڑھ نماز، آئے تو آ
اے یگانہ ہیں دو گانہ برگزار	تا مزین گرد از نور و زگار
اے یگانہ کر دو گانہ تو ادا	تا یہ عالم تجھ سے ہو آراستہ
اے امام چشم روشن، الصلا	چشم روشن باید اندر پیشوا
اے امام چشم روشن، الصلا	پیشوا کو چشم روشن ہے روا
در شریعت مہست مکروہ لے کیا	در امامت پیش کردن کور را
ہے شریعت میں یہ مکروہ و خطا	اندھے کو کرنا امامت میں کھڑا
گرچہ حافظ باشد و حجت و فقیہ	چشم روشن بہ اگر باشد سفیہ
گرچہ وہ حافظ ہو اور محبت و فقیہ	آنکھ بننا چاہیئے گو ہو سفیہ
کور را پر ہمیز بنود از قدر	چشم باشد اصل پر ہمیز و حذر
کیا عجاست سے بچے کور اے انہی	آنکھ ہی تو اصل ہے پر ہمیز کی
او پیلیدی را نہ بیند و عبور	ز آنکہ اندر فعل و قول نیست نور
گندگی کو دیکھ چلے میں نہ کور	اُس کا فعل و قول ہے محرم نور

رفت صورت جلوہ عینش شد	پیش اصل خویش عین بخودیش شد
مٹ گئی صورت، تو پھر معنی ملے	آگے اپنی اصل کے بے خود ہوئے
لف لال آن سرخیں کروں بخت	سرخیں کروند ہیں فرماں پرست
دل کی گرمی بڑھ گئی جب سر ہلا	سر ہلا کر سب یہ بولے۔ ہے بجا
چوں مراقب کشتم و از خود جدا	ساعتے با آن گروہ مجتہدے
ہو کے بیخود جب مراقب ہیں ہوا	اس گروہ با صفا میں اے فنا
ز آنکہ ساعت ہرگز اندھاں	ہم در آن ساعتے ساعت مرتعہاں
کیونکہ ساعت مجھوں بوڑھا ہوا	جان ساعت سے ہوئی میری جدا
رست از ملکوں کہ از ساعت پرست	جملہ تلوینہا از ساعت فاسدست
جب چٹھا ساعت سے پھر۔ حتمیں کہاں	ہیں یہ سب ساعت سے گونا گوناں
چوں نماز محرم ہرچوں شوی	چوں ز ساعت ساعتے بیرون شوی
محرم اسرار بے چوں ہو گیا	جبکہ تو ساعت سے اک ساعت چٹھا
ز آنکہ آنسو جز تخیل را نیست	ساعت نے بے ساعتی آگاہ نیست
جز تخیل کون ہے اس راہ پر	ساعتی ہے ساعتی سے بے خبر
بستہ اند اندر جہان جستجو	ہر نفر را بر طویلہ خاص او
جستجو سے وہ ہے رکھتا ہاندھک	ہر نفر کو اک طویلہ خاص پر
جز بدستورے نیاید رافضے	منقصت ہر طویلہ را یعنی
بے اجازت کچھ نہیں ہوتا ہے کار	ہر طویلے میں ہے اک چابک سوار
در طویلہ دیکھے اندر شود	از ہوس از یک طویلہ گروو
دوسرے دیسے طویلے میں پھر آئے	گر ہوس میں اک طویلے سے وہ جائے
گوشتہ افسار او گیرند و کش	دز مال آخر چہاں چیت خوش
باگ ڈوران کی وہ کھینچیں نیکیاں	مستعد داروغے پھر آئیں وہاں

ہم شنیدی! است نہادی قدم	امر تفتوا غنۃ البصار کم
اس کو سن کر بھی نہ تم سنبھلا ذرا	بند کر لو آنکھ - حق نے کہہ دیا
گوش چوں رنگست نہمت اخرو	از دہانت نطق نہمت! ابرو
کان مثل رنگ کھائے فہم کو	نطق نہ سے لے کے جائے فہم کو
میکشاید آپ فہم مضمرت	اچھیں سوراخانے دیگر ت
فہم کا پانی بہاتے ہیں ترے	اس طرح سوراخ جو ہیں دوسرے
بیعوض آں بحر راہاموں کنی	اگر زوریا آب! امیروں کنی
لاجرم دریا کو مٹل بڑ کرے	پانی دریا سے جو تو باہر کرے
مدخل اعواض! ادا ہال را	بیگستار نہ بگویم حال را
مدخل! اعوامی و ابدال ایچوں	ہوتا کہ موقع تو میں کرتا بیان
از کجا آید ز بحر خرم جہا	کاں عوضہاواں بدلہا بحر را
خرج کے بعد آتے ہیں کس سمت سے	وہ عوض اور وہ بدل اس بحر کے
ابرہا ہم از بروش میسرند	صد ہزاراں جانور زومی چرند
ابر لے جاتے ہیں پانی کھینچ کر	سیر ہو جاتے ہیں لاکھوں جانور
از کجا رواند اصحاب رشدا	باز دریا آں عوضہا میکشد
جو ہے نیوکا را سے ہے جانتا	پھر ہے وہ دریا عوض کو کھینچتا
ماند بے مخلص! ولیں کتاب	قصہ ہا آغاز کریم از شاب
مثنوی میں رہ گئے وہ محقق	کہ دے آغاز قصہ زود تر
کہ فلک! کاں چو توشا ہے زواہ	اے ضیاء الحق حسام الدین! اد
کہ فلک نے دی کسی کو یہ ضیاء	اے ضیاء الحق حسام الدین! اد

لے اپنی آنکھوں کو مچھاؤ ؟
 لے یعنی عوض اور تبدیلیوں کے مدخل کا بیان کرتا :

کو رہا بطن رخسار است بر سر است	کو رہا ہر در رخسار است ظاہر است
کو رہا بطن کی سخاست باطنی	کو رہا ہر کی سخاست ظاہری
واں سخاست باطن افروں مشہود	ایں سخاست ظاہر از آبے ود
ہاں مگو تا پاکی باطن کی برے	ظاہر تا پاکی پانی سے مٹے
چوں سخاست بطن خوشگیاں	چیز با چہ چشم متواں مستحق اس
باطنی جب رک سخاست ہو عیاں	آنکہ کے پانی سے محل سکتی ہے ہاں
اں سخاست نیست ظاہر ورا	چوں جس خواندہ است کفر اخذ
وہ سخاست اسکی کب ہے ظاہر	جب جس کہتا ہے کافر کو خدا
اں سخاست بہت اخلاق میں	ظاہر کافر ملوث نیست زیں
ہے جس اخلاق میں وہ ہوتا	ظاہر کافر نہیں اس سے بھرا
واں سخاست بکوش از رستہ تاشم	ایں سخاست بکوش از رستہ تاشم
اور اس کی بڑ ہو کرے سے تا بہ شام	اس سخاست کا ہے پر ہو میں کام
بر و مارغ حور و رضواں بر شود	بلکہ بکوش آسمانہا پر دوو
تا و بلیغ حور و رضواں مٹو	بلکہ جائے آسمان ہم اس کی بڑ
مردم اند حسرت فہم درست	آنچہ میگویم بقدر فہم درست
فہم کامل کی مجھے حسرت رہی	وہ بقدر فہم ہے باتیں مری
چوں سبب بکشت لیز دآب او	فہم آہستہ وجود تن سبب
جب سبب بکشت ہو پانی سبب	فہم پانی ہے۔ وجود تن سبب
اندرونے آب ماند خودہ پرف	ایں سبب را بنج سوخت ژرف
پانی بکشتے گمانہ اس میں اور دہری	اس سبب میں پانی ہیں سوراخ ژرف
لے سخت اور بڑے +	

دوقوی کا امامت کے لئے آگے بڑھنا

برنویں اکوں دوقوی کش رفت	مدح تو گویم بردوں از پنج ہفت
اب یہ نکر، آگے دوقوی بڑھ گئے	مدح تیری بڑھ کے سات اور پانچ سے
مدح جملہ انبیاء آمد عجیب	در تحیات و سلام الصالحین
مدح جملہ انبیاء ہے بالیقین	یہ تحیات اور سلام صالحین
کوزما در یک لگن در کشتہ	مدح باشد جلگی آمیختہ
اک لگن میں جمع دس کوزے یہاں	مدحیں سب مل گئیں آپس میں ہاں
کیشا میں رہنے جزیک کش مہیت	ز انکہ شد مدح جزیک کش مہیت
سب مذاہب ایک ہیں اس نوع سے	کون ہے مدح یاں جز ایک کے
برصور و اشخاص عاریت بود	ز انکہ ہر مدح بر نور حق رود
جسم و صورت کی ہے رحمت عاضی	ہے ہر اک رحمت خدا کے نور کی
لیک بر بنداشت گمہ میثوند	مدحما جز سستی را کے کنند
ہے مگر پندار سے اک گمہ ہی	سستی کی مدح ہوتی ہے انجی
حافظ آں انوار را چوں رابطے	نہیجو نورے تافہ بر رابطے
رابطہ انوار دیوار اے پسر	نور کے جس طرح دیوار پر
حال مہ کم کرد و استایش باند	لاجرم چوں سایہ سوئے اصل را ند
کم کیا کرہ نے چاند اور چپ رہا	سایہ سوئے اصل جب آخر گیا
سر بچہ در کرد و آزارے ستود	یا ز جاسے عکس ما ہے وانمود
جھانک کر تعریف وہ کرنے لگا	یا کوئی میں عکس مہ کا جب چڑا

لے سات آسمان اور پانچ حواس

لے رہہ رکھنے والی

اے دل جان ز قدوم تو مجھ	تو بناد آمدی در جان دل
جان دل میں تیرے جلوں سے مجھ	ہاں تو ہی تو ہے بنائے جان دل
قصہ من ز آہنا تو بدمی ز اقصا	چند کرم درج قوم ماضی
مقتضائے قصہ تیری ذات حق	اگلی قوموں کی جو میں نے درج کی
تو بنام ہر کہ خواہی کن شننا	خاتمہ خود را شناسد خود دعا
چاہے جس کے نام سے تو کر شننا	اپنا گھر پہچانتی ہے خود دعا
حق نہایتیں حکایات و مثل	بہر کتمان مدح از نا محل
دیں حکایات و مثل اللہ نے	مرح بے جا کے چھپانے کے لئے
کز دو دیدہ کور و قطرہ کفاف	حق پذیر و کسرتہ وار و صاف
ہو جو کور آھوں سے اشکوں کا نزل	کرتا ہے خالق شکستہ کو قبول
لیک بندیر و خدا جہد المقل	گرچہ آمد درج از تو ہم آمد مجھ
ہے قبول حق مگر سبھی فقیر	تو مجھ بے تجھ سے خود درج حقیر
کہ ستودم مجھ لیں خوش نام را	مرغ و ماہی اند آئی بہام را
مجھلا میں نے سرانا نام کو	مرغ و ماہی جانیں اس بہام کو
تا خیالش آمدنداں کم گزو	تا بر و آہ حسوداں کم وزو
دانت ہو تخنیل کا اس سے چڑا	حاسدوں کو کم ہو مویخ آہ کا
در وثاق موش طوطی کے عنود	خود خیالش کجا یا بد حسود
طوطا کب سوراخ میں چرے کے چلے	لب خیال اس کا حسود زار پائے
موتے ابروئے وسیت آں ہلال	اُس خیال و بود از احتیال
چاند کب ہے اُسکے ابرو کا ہے بال	مکر و حیل سے ہے اسکا ہر خیال

باز گروم زانکہ قصہ شد دراز	وقت تنگ و خلق موقوف نماز
لوطیا ہوں کیونکہ ہے قصہ دراز	وقت تنگ اور خلق مشتاق نماز
دقوتی کے پیچھے اس جماعت کا مقدی ہونا	
پیش در شد آں دقوتی در نماز	قوم بچوں اطلس آمد او طراز
پس امام اُن کے دقوتی ہو گئے	قوم کھٹی اطلس وہ اس پر نقش کئے
اقتدا کروند آں شاہاں قطار	در پہ آں مقتدا سے نامدار
اقتدا کی باندہ کر سب نے قطار	مقتدا کے پیچھے جو تھا نامدار
چونکہ بابتکبیر ہا مقروں شدند	ہا بچو قرباں ز جہاں بیرون شدند
کہ کے جب تکبیر وہ باہم سے	مثل قرباں دہر سے باہر ہوئے
معنی تکبیر ایست اے ایمم	کاے خدا پیش تو ما قرباں شدیم
معنی تکبیر یہ ہیں اے فنا	مجھ پر ہم ہوتے ہیں قرباں ایچنا
وقت ذبح اللہ اکبر مے کنی	ہا بچنیں در ذبح نفس کشتنی
وقت ذبح اللہ اکبر تو کہے	ایسے ہی جب نفس کو قربان کرے
گوئی اللہ اکبر و ایں شوم را	سر برتا وار بد جان از عنا
اور کہے اللہ اکبر جس کا	کاٹ سر تا جان غم سے ہو رہا
اَن چو اسمعیل جان بچوں خلیل	کہو جاں تکبیر بر جسم بنیل
جسم اسمعیل جان مثل خلیل	جاں نے کی تکبیر تن پر اے بنیل
گشت گشتہ تن ز شہوتہا و آرز	شد بر بسم اللہ بسمل در نماز
ہو گیا تن کشیدہ ممد حمس و آرز	ہو کے بسم اللہ سے بسمل در نماز
چوں قیامت پیش حق صفہ آرزوہ	در حساب در مناجات آمدوہ
چوں قیامت پیش حق باندہیں صفیں	پھر مناجات اور حسابوں میں اپڑیں

گرچہ جبل او بکسش کرور	و حقیقت ماورج ماہست او
جبل سے ہے عکس کی جانب بھا	اصل میں تدرج ہے وہ ماہ کا
کفر شد آں چوں غلط شد ماجرا	مدح او مدہ است نے آن عکس را
کفر ہے کھایا جو دھوکا اے اچھا	چاند کی ہے مدح کب ہے عکس کی
مہ ببالا بود آں پنداشت زیر	کز شقاوت گشت مگرہ آں لیر
چاند تھا او پر وہ سمجھا اسکو زیر	ہو گیا مگرہ شقاوت سے دلیر
شہوتے راندہ پیشیاں مے شہوت	زیں بہاں غلقان پیشیاں مے شہوت
جوش شہوت سے پیشیاں ہو گئے	ان بہتوں سے لوگ حیاں ہو گئے
وز حقیقت دور تر و ماندہ اند	ز آنکہ شہوت با خیالے اندہ اند
وہ حقیقت سے پڑے ہیں دور تر	کیونکہ شہوت ہے خیالوں سے لیر
تا ہاں پر بر حقیقت بر شود	با خیالے میل تو چوں پر بود
تا کہ اس پر سے حقیقت تک آئے	میل ہے جوں پر خیالوں سے آئے
نگ گشتی و انخیال از تو گر نخت	چوں پر اندی شہوتے پرت پخت
ہو گیا لنگڑا خیال ابتر ہوا	جب ہوئی شہوت ترا پر گر گیا
تا پر میلت بر دسوئے جٹاں	پر نگہدار چنین شہوت مران
تا کہ لے جائے یہ بر سوئے حال	پر بجائے رہ اند بھر شہوت میں ہاں
بر خیالے پڑ خود پر میکند	خلق پیدار نہ عشرت میکند
اس گمان پر ٹوٹتا ہے پڑ یہاں	خلق کو ہے اپنی عشرت کا گمان
مہتمم وہ معسر ز آں تن زوم	و اما دایہ شرح اس نکتہ شدم
دے تو ہلت عشرت سے ہول تر سا	اس بیاں کی شرح کا ہوں قرضدار

از سجد و وادہ زکودہ خبر	باز زمان آیدش بردار سر
کیا کیا سجدے میں دے اس کی خبر	مگر چہ آئے اٹھا تو اچھا سر
اندر اقد باز در رو بچھو مار	سر بر آرد او در گہر شمسار
منہ کے بل پھر گہرے ماٹھ مار	سر اٹھائے پھر وہ اپنا شمسار
کہ بخرازم جست از تو مو بگو	باز گوید سر بر آرد باز گو
بچہ سے استفسار کرتا ہوں میں باں	علم پھر ہو سر اٹھا اور کہیاں
از نہیب و سہم یرواں راہیں	رکعت دیگر بیمار و چھینیں
طوفان کی امانت کے لئے	دوسری رکعت بھی ایسے ہی پڑھے
تا چہ کروستی زباں بکھائے تیز	چوں خطاب آمد و گیارہ کہ خیز
کیا کیا تو نے کیاں کرے	جب دوبارہ علم آئے ہو کھڑا
کہ خطاب پہنچتے برجاں زوش	قوت پا ایستادن بود شش
ہاں ہے ہر بیت کا طلب کی گراں	اب کھڑے ہونے کی قوت ہو کہاں
حضرتش گوید سخن گو یا بیال	پس نشیند قعدہ ز آل بارگراں
کہ بیاں کیا حال ہے پھر حق کے	قعدہ میں بیٹھ وہ پھر اس بار سے
داومت سرایہیں بنمائے سود	تعمیت آدم بگو شکت چہ بود
و دیا سرمایہ سود اس کا دکھا	دی جو نعمت شکر کیا اُس کا کیا
شفاقے خواہد کہ آرد عذر زود	بچوں سرمایہ بود اور اندر سود
ہو شفاعت کے لئے بیم و ہراس	سود و سرمایہ زجب دیجھے وہ پاس

سید سے ہاتھ کی طرف سلام پھینا

سئے جان انبا و آں کرام	رو بہت است آرد در سلام
یعنی سئے انبا کے ذریعہ کرام	پھر سے سید سے ہاتھ کی جانب سلام
سخت و رمل اندیش پالے کلیم	یعنی اے شاہان شفاعت کلیم
سخت عاجز ہوں غایت کیجئے	اور کہ میری شفاعت کیجئے
چارہ آخیا بود دست فراز رفت	ابٹا گوئید روز چارہ رفت
چارہ تھا دیا میں اب ہوتا ہے کیا	وہ کہیں تدبیر کا دن تو گیا

بر مثال راست خیزر مستخیز	ایستاد پیش یزدان شک یز
ہو قیامت جس طرح دلی شکر کے	سانے خالق کے روتے ہوں کھڑے
اندیش ہنلت کہ دادم مرترا	حق ہے گوید چہ آوردی مرا
ایسی فرصت میں جو میں نے دی تھی	پوچھ رب لایا ہے کیا میرے لئے
قوت و قوت فرجہ فانی کر دیا	عمر خود را در چہ پایاں بردہ
تیری وہ قوت فنا کیونکر ہوئی	عمر اپنی عتم کیونکر تو نے کی
پانچ حس را در گنج پا لودہ	گوہر دیدہ کجا فرسودہ
پانچ حس کو صافی کس جا ہے کیا	آنکہ کا موتی کہاں تو نے کھسا
خرج کر دی چہ خریدی تو ز فروش	گوش حشیم و ہوش گوہر ہوش
خرج کر کے کیا خریدا فروش سے	آنکہ کان اور ہوش گوہر عرش کے
من بخشیدم ز خود آں کے شدند	دست میا و ادمت چوں پیل کلند
میں نے بخشے انہوں کو کہاں سے آئے تھے	دست و پا عیشہ کی صورت میں بچے
صد ہزاراں آید از یزدان کب	بہمنیں پیغام ہائے دروناک
بھیجے گا مخلوق کو یزدان پاک	ایسے ہی پیغام لاکھوں دروناک
وز خجالت شد و تا اندر رکوع	در قیام اس گفہتا دار و حرم
پھر خجالت سے ہوا محو رکوع	تا قیام اس گفہنگ میں تھا رجوع
در رکوع او شرم بے بجا	قوت استادن از خجالت نماد
تو رکوع اس نے کیا شج کی	شرم سے قوت اقامت کی نہ تھی
از رکوع و پارسخ حق بر شمر	باز فرماں میر سد بردار سر
اور سن جو ہے جواب اللہ کا	حکم خالق آنے کا پھر سر اٹھا
باز اندر رو قد آں غامکار	سر بردار و از رکوع آں شمر
منہ کے بل پھر گر بڑے عصیاں شہا	سر اٹھائے وہ خجل اور شمر

چوں شنید از سونے دریا داؤاد	ناگہاں چشمش سحر دریا فنا د
آئیں دریا سے صدائیں شور کی	ناگہاں آنکھ انکی دریا پر پڑی
در قضا و در بلا و ز شقیے	در میان موج دید او کشتیے
جو قضا میں اور بلا میں گئی ادھر	موج میں آئی انہیں کشتی نظر
آں سہ تار کی از غرقاب نیم	ہم شب ہم ابرو ہم موج عظیم
تین اندھیرے اور پھر در غرق کا	رات گئی بادل تھے اور طوفان تھا
موجہا آشوب فلندرجہا است	آند بادے ہچو عزم ژائیل سخت
موجیں ہر سواٹھ رہی تھیں شورخیز	تھیں ہوائیں مثل عزمائیل تیز
نعرہ ووا ولبا برخاستہ	اہل کشتی از مہابت کا ستہ
کر رہے تھے شور اور آہ و فغاں	کشتی والے خوف سے تھے ناتواں
کافرو ملحد ہمہ مخلص شدند	دستہا در نوحہ بر سر میزدند
کافرو ملحد ہوئے تھے ہمزبان	ہاتھ سر پر مارتے تھے نوحہ خواں
عہد ہا و نذر ہا کردہ بجاں	با خدا با صد تصریح آرزواں
عہد کرتے ، اور نذر میں ماننے	عاجزی کرتے تھے سب اللہ سے
روئے شاں قبلہ دید از بیچ تیج	سر بر نہ در سجود آ نہا کہ نیچ
قید دیکھا ہی نہ تھا بس جیل سے	نگے سر وہ سب تھے سجدے میں بیٹھے
وال زمان دیدہ در آں صد زندگی	گفت کہ بیفائدہ ستیں بندگی
تم توجب تھے مال صد زندگی	کھی نہائے حق بحث ہے بندگی
دوستان و خال و عم بابا و مام	از ہمہ امید ہریدہ تمام
رشتہ داروں دوستوں سے باقیوں	منتقلے سب سے امیدیں جو گین
ہیچو در ہنگام بجاں کند شمی	زاہد و فاسق شد اندم متقی
طیے وقت نزع ہو کوئی سخی	زاہد و فاسق بنے سب متقی

ترک ماگو خون ما اندر مشو	مرغ بے ہنگامی آنے بدسترو
چھوڑ ہم کو، ہم سے اب کیا کام ہے	جا کہ اب تو مرغ بے ہنگام ہے
در تہار و خویش گونیش کہ جب	رو بگردان لبوئے دست چپ
خوور ہو مکار۔ بولیں اوترا	مژ جو بایش سمت پھرے، بمقتلا
ما کہ ایم لے خواجہ بست زما بدار	ہیں جواب خویش گویا کردگار
کون ہیں ہم، کہ نہ ہم سے بار بار	دے جواب اللہ کو اے نابکار
جان آن بیچارہ دل صیاد ہند	نے از این سوئے از آنسو چار ہند
دل ہوا مٹوئے ہوئی مغموم جاں	بر عطف سے جب ہویش مایوسیاں
پس بر آرد سر و دست اندر دعا	از ہمہ نومید گردو آں دعا
ہاتھ اٹھا لب پر دعا یہ لائے وہ	سب سے نا امید جب ہو جائے وہ
اول و آخر توئی و منتہا	آز ہمہ نومید گشتم لے خدا
اول و آخر ہے تو اور انتہا	میں ہوں اب مایوس سب سے ایذا
تا بداتی کایں بخوابد شد یقین	در نماز این فریاد شارتہا ہیں
ایسا ہونا ہے یقین کہ بیگماں	دیکھ اشارے یہ نمازوں میں عیاں

دقوتی کا اہل کشتی کی فیاض سننا

سر سرن چوں مرغ بے تعلیم و ساز	بچہ بیروں آرزو بیضہ نماز
مرغ ناکارہ کی صورت سر نہ مار	بچہ اس بیضہ سے کر لے آشکار
اندر آں ساحل درآمد در نماز	آں دقوتی فور امامت کو ساز
ساحل دریا پہ پڑھتے تھے نماز	کی دقوتی نے امامت با نیاز
ابیت زیبا قوم و بگزیدہ امام	واجتماعت دینے اور قیام
منتخب اچھا کیا تھا یہ امام	اُن کے تیجے تھا جماعت کو قیام

حزم را سیلاب کے اندر بود	دور بر بینی اقمہ غیب آ عنوانو
حزم کو کب سیل لیجائے پس	ملاقات جنب اگر آئیں نظر
و مہم ویدن بلائے ناگہاں	حزم چہ بود بدگمانی درجاں
دیکھنا بروم بلائے ناگہاں	حزم کیا ہے ہر گز نہاں
مرد را بدرید دور بیشہ کشید	آہنچا نکد ناگہاں شیرے رسید
مرد کو دے پھاڑ۔ جھگڑ لے کے چلے	بس اچانک جس طرح اک شیر آئے
تو ہماں اندیش لے استادویں	اوچہ اندیشد در آن کون بیدیں
تو بھی سوچ ایسا ہی لے مرد خدا	اس کو لیجانے میں اندیشہ ہو کیا

مردِ حازم کے تصورات

جان نامشغول کار و پیشہ	امیکشد شیر قضا در پیشہ
کام میں مشغول ہیں ہم بر ملا	جینمنا جھگڑ میں ہے شیر قضا
زیر آب شور زرقہ تابکلفتی	آہنچاں کہ فقری تر بند خلق
بحاری پانی میں ہے ڈوبی تابہ خلق	ایسے ہی یہ فقر سے ڈرتی ہے خلق
گنجماشاں کشف گشتہ وز زبیں	اگر تر سیدے از آں فقر آفریں
گنج ان کو خال میں آتے نظر	ہوتا کچھ فقر آفریں سے خوف اگر
در پئے ہستی دویدہ در عدم	جملہ شاں ز خوف غم در عین غم
ہے عدم کی سیر ہستی کے لئے	خوف غم سے عین غم میں ہیں پئے

لے حزم و حازم کی تصریح و تفسیر میں پہلے کی جہت کی ہے *

حیلہا چوں مرو بہنگام حاست	نے زچشپاں چارہ چوئے زرت
مٹ گئے چیلے تو یاد آئی موحا	دائیں بائیں سے کوئی چارہ نہ تھا
برفلک لیشاں شدہ دوو سیاہ	دردعا ایشاں دوزار می آہ
آسماں پر چھا گیا کوو و سیاہ	سب دعا کرتے تھے اور زاری و آہ
بانگ زد کاے سگت شایعین	درو آدم از عداوت تیز میں
اور کہا اے سگ پرستو بیوفا	دیکھا شیطان نے عداوت سے ذرا
عاقبت خواہد بدن میں اتفاق	مرگ جسکے اہل انکار و نفاق
ایک دن بس ہوگا ایسا اتفاق	موت، لہج، اے اہل انکار و نفاق
کہ شوید از بہر رشوت دیو خاص	چشم تماں تر باشد از بعد خلاص
اور بنوتم بہر رشوت دیو خاص	تر تباری آنکھیں ہوں بعد خلاص
دستماں بگرفتیز دواں از قدر	پاؤتال ناید کہ روزے در خطر
ہاتھ پکڑا تھا خدا نے دوڑ کر	کیا نہیں ہے یاد۔ اکدن تھا خطر
ایں سخن افسنہ و جگوش نیک	ایں ہے آمدن از دیو بیک
لیکن اس کو کوئی سنتا ہی نہ تھا	دیو سے آئی تھی یہ پیہم ندا
قطب شاہنشاہ دریائے صفا	راست فرمودست بایا مصطفیٰ
قطب و شاہنشاہ دریائے صفا	کچھ ہے یہ قول جناب مصطفیٰ
عاقلاں بینند زاوّل مرتبت	کانشچہ جاہل دید خواہد عاقبت
عافل اس کو ابتدا میں دیکھ لیں	دیکھے گا جاہل جو کچھ انجام میں
عافل اول دید و آخر آں صر	کار باز آ غاذا رغیبی سر
عافل اول دیکھے، عافل بعد سے	ابتدائی کوم غیب و راز کے
عافل و جاہل بہ بیند در عیاں	اولش پوشیدہ باشد آخر آں
عافل و جاہل پہ آخر ہو عیاں	ابتدا ہوتی ہے بس اسکی نہاں

آں زمان چل ماوران با وفا	بہنیں میرفت بر لفظش دُعا
جس طرح کرتی ہیں مائیں با وفا	اس طرح سے کر رہے تھے وہ دُعا
بیخود از وسعہ فی برآمد بر سما	اشک میرفت زد و چشمش دُعا
بیخودی میں جاتی تھی سو سے سما	آنکھ سے آنسو رواں تھے اور دُعا
آنداز و نیست گفتہ اور است	آں علمائے بیخوداں خود گیر است
یہ سنن ان کا نہیں - اللہ کا ہے	بیخودوں کی یہ دُعا ہے اور شے
آں عدا و آل جابست ز خدا	آں دعا حق میکند چوں وفا
وہ دُعا مقبول کرتا ہے خدا	وہ دعائے حق ہے - داعی ہے فنا
بیخیز ز آں لا بہ کُرُن جسم جہاں	واسطہ مخلوق نے اندر میاں
بے خبر ہیں افرا سے جسم دجاں	واسطہ کوئی نہیں ہے درمیاں
خونے حق دارند در اصلاح کار	بندگان حق رحیم و بردبار
خونے حق رکھتے ہیں اور اصلاح کار	حق کے بندے ہیں رحیم و بردبار
در مقام سخت در روئے گراں	تمہاراں بے رشوتاں یا کسی ناں
جب ہو سختی اور ہو روئے گراں	ہوتے بے رشوت کے ہیں وہ تمہاراں
ہیں عنایت ارشاد پیش از بلا	ہیں بجوایں قوم راے مبتلا
اور عنایت جان انہیں پیش از بلا	دھونڈ تو اس قوم کو اسے مبتلا
و اہل کشتی را بکشد خود گماں	رست کشتی از دم آں پہلواں
اہل کشتی کو گماں کو شش کا تھا	اگلی برکت سے ہوئی کشتی رہا
بر پداف انداخت تھے از ہمز	کہ مگر بازوئے ایشاں در حذر
تیر مارا ہے ہدف پر کارگر	جیسے ان کے بازوؤں نے کینچر
و آں زود و اندر و باہاں غراراں	پارہ اندر و بہاں ز اور شکار
اور سمجھے ہم ہوتی کشتی کار	پاؤں سے آں لومڑی ہو رستکار

دُعا کی دعا کرنا

رحم او جو شیڈ اشک او دوید	چون دُعا کی آں قیامت ابدید
رو دے وہ - رحم اُن کو آگیا	حزین چپ دیکھ دُعا کی دے بیا
دست شاں گیر لے شینیکو شاں	گفت یارب منہ را نذر فعلشاں
دستگیری کر کہ تو ہے کبریا	ہوے دیکھ اُن کے نہ فعلوں کو خدا
اے رسیدہ دست تو در بحر و بر	نوش سلامت شاں بسا حل باز بر
بحر و بر دونوں ہیں تیرے ہاتھ میں	خیریت سے لاکتا ہے پر اُنہیں
در گذار از بد سگالالین بی	اے کریم واسے رحیم سرمدی
در گذر کر اہل عسایاں کی ہدی	اسے کہیم اور اسے رحیم سرمدی
نے زرشوت بخش کردہ عقل و ہوش	اے بادہ انگاں صد شیم و گوش
اور بے رشوت کے بخش عقل و ہوش	مفت ہیں تو لے دے شوش و گوش
دیدہ از ماجلہ کفران و خطا	بیش از استحقاق بخشیدہ عطا
دیکھ کر ہم سب کے کفران و خطا	حق سے پہلے ہم پہ کرتا ہے عطا
تو توانی عفو کر دن در حریم	اے عظیم از ما گناہان عظیم
عفو کر سکتا ہے تو اکرام سے	بہ سے ہوتے ہیں گنہ اکثر بڑے
دیں عارا ہم ز تو آموختیم	ما ز حرص از خود را سوختیم
تو نے ہی ہم کو سکھائی ہے حُما	حرص سے ہم نے لیا خود کو جلا
در جنیں ظلمت چراغ افروختی	حرمت آں کہ دُعا آموختی
نتیجہ کر دی ایسی ظلمت میں عطا	مدد تعلیم دُعا کا اے خدا
جرم بخش و عفو کن بکشاگرہ	دستگیر و رہنما توفیق وہ
جن مشکل کہ خطا میں بخش گئے	دستگیر و رہنما توفیق دے

بوسہ گاہے یافتی با راہبر	اے چو خربندہ حریف کون خ
بوسہ گہ پائی، اسی کو چاٹا کر	میل احمق اسے حریف کون خ
میل شاہی از کجایت خاست	چوں ندادت بندگی و دوست
میل شاہی پھر ہے کیوں لے لکھیں	بندگی دوست جب یاور نہیں
بستم بر گردن جانت رسب	در ہوائے آنکہ گویند زبے
راستہ ڈھونڈا ہے اپنی جان میں	طرح میں اس کی کہ سب اچھا کہیں
وقف کن دل بر خداوندان	رو بہا این دم تہیلت لہل
رشتہ اپنے دل کا اہل دل سے جوڑ	لومڑی! چلے کے اس پھنکے کو چھوڑ
رو بہا تو سونے جیفہ کم شتاب	در پناہ شیر کم ناید کباب
از پچھے مردار تو مت برو خراب	کیا پناہ شیر میں کم میں کباب
کہ چو جزوی سوتے کل خود دریا	تو دلا منظور حق آگہ شوی
جب طبع کا کڑ سے نیشل جزو جا	ہوگا تو منظور حق اس دم دلا
نیست بر صفت کہ آں آب گشت	حق ہے گوید نظر ماں بردارست
آب و گل صورت ہے، کیوں دیکھو دل دھ	حق ۛ کتا ہے۔ دلوں پر سے نظر
دل فراز عرش با شہ نے بست	تو بے گونی مرا دل نیز بہت
عرش پر سے دل نہیں سے فرش پر	تو کے دل پاس ہے میرے مگر
بیک زان آب نشاید بہت	ورگل تیر و نقین ہم آب بہت
آب دستہ جس سے نہ پینا چاہیے	مٹی میں ہانی یقیناً سے دے
پین لے خود را مگو کا ہم دولت	از آنکہ گرا بہت مغلوب گشت
اس لئے دل کو نہ اپنے کہ تو دل	کیزد کہ پانی ہے مگر مغلوب بگل

لے صفحہ گذشتہ عار سے عنہ را بعد پانچ سے دس خمدارشش سے شش جہت مراد
ہیں ۛ

میرا مذہب جان مارا از کیس	عشق با دم خود باز نہ کیس
جانتی ہے یہ بجاتی ہے مجھے	عشق لہنی دم سے ہوتا ہے اُسے
رقص گیرند وز شادی پر ہند	از ضلالت بوسہا بر دم دہند
رقص میں آتی ہے اور ہے محبوبی	لکڑی سے دم کو ہے وہ بچھتی
پاچہ نمودم چہ سودا چہ شمع شوخ	روہا یا را نگہ دار از کلوخ
ہوں نہ پا ، تو دم ہو کیا غمہ بزر	لڑھی ! پاؤں سے رہنا ہوشیار
میرا مذہب از صد گوں انتقام	ماچو روہا مان پائے ما کر ام
کرتے ہیں جو رستگار انتقام	لڑھی ہم پاؤں میں اہل کرام
عشق با زلم با دم چپ آست	حیلہ باریک ماں چوں دم ماست
انیت دم سے ہیں ہے واقعی	حیلہ باریک دم سے ہے اے اخی
تا کہ حیراں گرد و از ما زید و بکر	دم بچنبا نیم ز راستہ لالہ مکہ
تا کہ ہوں حیراں ہم سے زید و بکر	دم ہلا نا کیا ہے استدلال و مکر
دست طمع اندر الوہیت زولیم	طالب حیرانی خفاں شدیم
اور الوہیت میں حرص آرا ہیں ہم	طالب حیرانی دنیا ہیں ہم
ایں نے بنیم ما کا نذر گویم	سا با فسوں مالک دنیا شویم
یہ نہ سوچھے ہیں گڑھے میں بیش ولم	تاسوں سے مالک دنیا ہوں ہم
دست ادا راز سہاں و گہراں	در گوے و در تہے اے قلیباں
کرنہ اوروں کی خوشامد زینہار	اس گڑھے اور چاہ میں اے ہرزہ کار
بعد ازاں امان خفاں آہش	بچوں بہستانے رسی بیا و خوش
ہو جا پھر مخلوق کا دامن کشاں	کشتن شاداب میں پیچے تو یاں
نعرہ جلے و گہراں اہم بخش	ایں مقیم جس طار وینج و شمش
ہو جگہ نادر ، تو کچھ اوروں کو بھی	قیلہ جار وینج و شمش تو ہے اخی

چوں نیابی آن خمارت نشکند	ہر یکے ز آہنا ترا ہستے کند
گر نہ پائے تو خمار اس کا رہے	ان میں سے ہر ایک مستی دے مجھے
کہ بد اں مقصود مستی ات بُد است	ایں خمار غم دلیل آں شد است
تجھ کو بس مقصود مستی اس سے تھی	بے غمار غم ، دلیل اس بات کی
تا تگد دو غالب ویر تو اُمیر	جز با ہذا زہ ضرورت زیر نگیر
مجھ پر وہ غالب نہ ہو جائے کہیں	لے ضرورت سے نہ زائد بالیقین
حاجت غیرے نہ دارم واصلم	سرکشیدی تو کہ صبح صاحب و لم
غیر کی حاجت نہیں ، واصل ہوں میں	بوسے سرکش ہو کے ، اہل دل ہوں میں
کہ منم آپ چرا جویم مدد	آپ چنانکہ آب و رگل سرکشد
خود ہوں پانی ، کیوں مددوں غیر کی	آب منی میں کرے جوں سرکشی
لاجرم دل ز اہل دل برداشتی	دل تو ایں آلودہ را پنداختی
اہل دل سے ، دل اٹھایا ، بیگن	دل تو سمجھا ہے اس آلودہ کو پاں
کہ بود در عشق شیر و انگلیں	خود روا داری کہ آندہ ان شد ایں
جو محبت میں ہو شیر و انگلیں	خود ہی کہ انصاف یہ دل ہے کہیں
ہر خوشی آں خوش از دل صلت	لطف شیر و انگلیں عکس دست
حاصل بریش اس حاصل میں ہے	لطف شیر و نہد عکس دل میں ہے
سایہ وان چون بود دل اغرض	اپن بود دل جو پر عالم عرض
سایہ دل ہو گناں دل کی غرض	دل ہے جو ہر اور ہے عالم عرض
یا ز بون ایں گل آب سیاہ	آندے کو عاشق مالست جاہ
یا وہ ہے وقف گل و آب سیاہ	ہے جو دل سرشار و مست و حبت جاہ
مے پرستہ شاں برائے گفتگو	یا خیال لاتے کہ در ظلمات او
پوچھتا ہے تاکہ وہ بائیں کہیں	یا خیال ایسے کہ ظلمت میں انہیں

آنند لے کو آسمان ہا برترست	آنند ابدال یا پیغمبرست
آسمان سے بڑھ کے جس کا حال ہے	وہ دل پیغمبر و ابدال ہے
پاک گشتہ آں زر گل صافی شدہ	ورفرونی آمدہ وانی شدہ
مٹی سے وہ پاک ہو کر ہے صفا	پانی افزونی، نہایت بڑھ گیا
ترک گل کر وہ سوئے بحر آمدہ	رستہ از زندان گل محرمی شدہ
چھوڑ کر مٹی سوئے دریا چلا	چھوٹا قیدر خاک سے بحری بنا
آب مجوس گل ماندہست ہیں	بحر رحمت جذب کین راز طیں
قید ہے مٹی میں پانی اس لئے	بحر رحمت ! طینچ ہم کو خاک سے
بحر گوید من ترا در خود کشم	لیکے مے لانی کہ من آنجی شدم
بحر کہتا ہے : تجھے میں پھینچ لوں	پو تو کہتا ہے : میں آب صافی ہوں
لاف تو محرومے وارو ترا	ترک آں پنداشت کن مرن ترا
لاف نے محروم ہے تجھ کو رکھا	چھوڑ دے پندار اور مجھ میں سما
آب گل خواہد کہ در دیار و د	گل گرفتہ پائے اورا میکشد
سوئے دریا آب گل کی ہے خوشی	پاؤں کو اس کے ہے مٹی کھینچتی
اگر ہاند پائے خود از دست گل	گل بماند خشک و شد منتقل
دست گل سے پاؤں گر وہ لے چھڑا	خشک گل رہ جائے، اور وہ ہورہا
آن کشیدن چسپیت آں گل آب	جذب تو نقل و شراب ناب
ٹپینا کیا ہے دہ گن سے آب کا	جذب ہے نقل و شراب ناب کا
ہمچنین ہر شہوتے اندر جہاں	خواہ مال خواہ آب خواہ نان
بس یونہی جتنی ہیں شہوات جہاں	خواہ مال، اور خواہ آب اور خواہ نان
خواہ باغ و مرکب تیغ و محن	خواہ ملک خانہ و فرزند و زن
خواہ ٹھوڑا : باغ، تلوار اور سیر	خواہ فرزند و زن اور ملک اور گھر

پیر عقل آمد نہ آں مومنے چو شیر	مومنے گنجد ورنجا اے فقیر
عقل ہے پیر اور نہ وہ نمونہ شیر	مُر کی گنجائش نہیں یاں لے فقیر

اس جماعت کا دقویٰ کی عمارت

چوں سہیل آں کشتی و آمد بکام	شد نماز آں جماعت ہم تمام
جب رہا کشتی ہمیں اے شیکام	پڑھ چکے تھے یہ نماز اپنی تمام
بخشنے افتادشاں باہمدگر	کیں فضولی نسبت از ما باہدگر
چرا آپس میں دیاں ہونے لگا	واقعہ ہم سے نہیں ایسا ہوا
ہر ایک با یک دگر گفتند بسر	از نہیں پشت دقویٰ ہستہ
جلے جلے کہ ہے تھے سر بسر	یوں پس پشت دقویٰ تہمتہ کر
گفت ہر یک من محمدتم کنوں	ایں عانے از بریں از دروں
کتنا تھا ہر اک نہ یہ میں نے کیا	اور نہ مقلی ظاہر و باطن دوا
گفت ماں اکایں امام مازدرد	بوالفضولانہ منا جاتے بکرو
بولے تحقیق اس امام پاک نے	کی دعاتے بوالفضولانہ - ارے
گفت آں دیگر کہ اے یار قرین	مر مرا ہم می نماید این چنین
دوسرا بولا کہ اے یار قرین	مجھ کو بھی ایسا ہی ہوتا ہے عین
اوصولے بود است از نقابش	کر و بر مختار مطلق اعتراض
ہے دقویٰ سے جو اس کو انقباض	کر و بر مختار کل پر اعتراض
چوں نگہ کرو سپس تا بنگرم	کہ چہ می گویند آں اہل کرم
جیسے پھر کریں نے جب ظالی نظر	کہے رہے ہیں کیا یہ سب عالی گم
ایک زایشاں اندیم ورتقام	رفقہ بودند از مقام خود تمام
ایک کو میں نے نہ دیکھا پہ دیاں	بوچکے تھے اس جگہ سے سب دعاں

دل نظر گاہ خدا و آنگاہ کور	دل نباشد غیر آں دریائے نور
کور کیونکر ہو نظر گاہ خدا	کیا ہے دل یہ دل ہے دریائے نور کا
دریکے باشد کد است آں کد آں	نے دل اندر صد ہزار خاص عالم
ایک میں ہے ڈھونڈ اسے کر چشمیں	دل نہیں ہے لاکھوں خاص عالم میں
آتش و آں ریزہ چوں کہ ہے آتش	ریزہ دل ابھل دل راہ کو
تا کہ وہ ریزہ مثال کور ہو	ریزہ دل چھوڑ، ڈھونڈ اس قلب کو
زر ہے افشاند از احسان وجود	دل محیط است اندرین خطہ وجود
زر نشانی ہے اسی کے حلقے میں	دل محیط اس جسم کے ہے خطے میں
میکند بر اہل عالم را اختیار	از سلام حق سلامت ہا نثار
اہل عالم پر وہ کرتا ہے نثار	ہے سلام حق پر اس کو اختیار
آں نثار دل بر آئیں میرسد	پہر کر او امن در دست و معد
فیض اس دل کا وہی حاصل کرے	جس کے دامن کو فراخی سمجھ ملے
ہیں منہ در دامن آں سنگ جوڑ	دامن تو آں نیاز مست و حضور
اپنے دامن میں نہ رکھ سنگ جوڑ	تیرا دامن ہے نیاز اور ہے حضور
تا بدانی نقد را از رنگہا	نا ندر دامن است آں سنگہا
فرق نقد و رنگ سمجھ بر ملا	پھٹ نہ جائے اُن سے یہ دامن ترا
ہم ز سنگ سیم و زر چوں کوکوں	سنگ پیر کر دی تو دامن از جہاں
مثال کچھ بچوں کے سنگ سیم و زر	بچہ بچہ دامن میں پھتر رول کر
دامن صدقت درید و غم فرو	آں خیال سیم و زر چوں زربو
صدق کا دامن پھٹا، غم بڑھ گیا	وہ خیال سیم و زر تھا۔ زربو تھا
تا نگیر و عقل امن شاں بچنگ	کے نماید کو دکان اسنگ سنگ
عقل سے جب تک نہ ہوں دو آتشا	بچوں کو بچہ ہو کب پختہ بھلا

ہیں مہر امید ایشاں را بجو	اے دقویٰ جا دو چشم پہچو جو
ہو نہ مایوس اور انکو ڈھونڈ تو	اے دقویٰ؟ رو نہ یوں مانند جو
ہر کشائے درد دل نذر سبست	ہین بجو کہ رکن دولت جستن است
دل لگانے میں فراخی ہے بقا	ڈھونڈ تو بے رکن دولت ڈھونڈنا
کو و کوئی کو بجائ چوں فاختہ	از ہمہ کار جہاں پر و اختہ
دل سے کو کو کرتا پھر چوں فاختہ	چھوڑ کر دنیا کے کاموں کو ذرا
کہ دعا را بست حق برا سبج	نیک بنگر اندریں لے محجب
ہے دعاؤں کو نوید استجب	غور کر دل میں ذرا اے محجب
آن عایش میر و دتا دو الجلال	اہر کر اول پاک شدا ز اغدال
جاتی ہے بے اشک خدا تک ہر دعا	علتوں سے پاک جب دل ہو گیا

بے محنت طالبِ بڑی کا قصہ

روز و شب میکروافشاں فقیر	یادِ آدم آں حکایت کاں فقیر
روز و شب تھا آہ و نالہ میں آسیر	یاد آئی وہ حکایت اک فقیر
بے شکال رنج و کسب انتقال	از خدا میں خواست روزی حلال
وہ بغیر کسب و محنت بے ملال	چاہتا تھا حق سے روزی حلال
لیک تقویٰ آمد و شد رنج تو	بیش ازیں غفیم بعضے حال و
دیر اس میں ہو گئی اور یہ گیا	پہلے ہم نے حال کچھ اسکا لکھا
چوں زار فضل حق حکمت بخت	ہم بگو ہمیش کجا خواہد گر بخت
فضل حق کا ابر ہے حکمت نشان	میں کہوں وہ قصہ جانے کا کہاں

نہ پتہ بیان چ
 اللہ تو تعالیٰ عزوجل :- اے دعویٰ اس بچے کی تم مجھ سے دعا کرو یا مجھے بچار رو میں تمہاری
 دعائیں قبول کرو یا مجھ چ

چشم تیز من بشد بر قوم خیر	نے چوٹ نے است نے بالا و ذرا
تیز نظریں میری عاجز تھیں۔ دلیلا	دائیں بائیں تھے۔ نہ اوپر اور نہ ذرا
نے نشان پاؤں کے دے ہشت	درا پاؤں کوئی آب گشت
دشت میں آنکے نشان پاؤں تھے	تھے وہ کچھ دوسے کہ پانی ہو گئے
ورکد امیں وضہ نقد آل مہ	در قباب حق شدند آدم ہمہ
کون سے روضے میں پہنچے شاوہاں	حق کے قبوں میں ہوئے وہ سب نہاں
چوں پو شانید حق از چشم ما	در ستیز ماندہ ام کایں قوم را
کیوں لیا اللہ نے ان کو چھپا	اس بغت سے ہیں حیراں رہ گیا
مثل عوطہ ماہیاں در آبجو	آپنچاں نہاں شدند از چشم او
جیسے چھپی مار کر عوطہ چھپے	اس طرح وہ آنکھ سے پنہاں ہوئے
عمر با در شوق ایشان شکرا	سالمہا و حسرت ایشان بنامد
دقوں روتے رہے اس شوق سے	سالمہا حسرت میں وہ اٹکتی رہے
کے در آید با خدا ذکر بشر	تو نگوی مرد حق را در نظر
کہ خدا کے ساتھ ہو ذکر بشر	مرد حق دیکھ۔ بشر مت کہ پس
کہ بشر دیدی تو ایشانرا نہ جاں	خرازیں میخند و اینجاے فلاں
بس بشر دیکھا نہ دیکھی تو نے جاں	مجھ پہ ہنستا ہے کہ جابجی لے فلاں
کہ بشر دیدی تو ایشانرا ہجو عالم	کارا زیں دیاں شد سکہ مردم
ان کو تو سمجھا بشر مانند عالم	ہم یوں اترتے اے مرد خام
گفت من را ز چشم آدم ز طیں	تو ہماں دیدی کہ ابلیس عیں
آگ سے میں ہوں۔ اور آدم خاک سے	تو نے دیکھا۔ جوں کہا ابلیس نے
چند مہنی صورت آخر چند چند	چشم ابلیس را دیدم بہ بند
دیکھنے کا ظاہر کی جانب تا بہ چند	چشم ابلیس کو اپنی کر لے بند

اندریں لاپہ بسے غل خور و ام	گفت من با حق دعا کر و ام
غیر ذل ہے اس خوشامد میں یہا	بولے میں نے کی ہے خالق سے دعا
سرزن بر سنگ کے منکر خطاب	من یقین ارم دعا شد مستجاب
مار سر پہنچ پر توفی نہ خراب	ہے یقین میری دعا حق مستجاب
نثار بیبید و فشار اس لعین	گفت گرد آئید میں اے مسلمان
اس لعین کی بہکی باتیں دیکھ لو	بولے دوڑو اے مسلمانو! چلو
حجت قاطع بگو چہ بود دعا	اے غامنا چند خانی نثار را
لا دلیل اچھی کوئی - کیا ہے دعا	اے فریبی بہیدہ گوئی ہے کیا
چوں از آں او کند ہر خدا	اے مسلماناں دعا مال مرا
اس کا کر دینی - کہو ہر خدا	مال میرا مومنو کیونکر دعا
یک دعا اطلاق پڑے بہ کیس	اگر چیں بودے ہر عالم بدیسی
سب دعا سے چھین لیتے جائداد	ایسا ہی ہوتا اگر - نہو المراد
مختشم گشتہ پزندے و امیر	اگر چیں بودے گدایان ضریک
ہفتے دولت دالے اور ہوتے امیر	ایسا گر ہوتا - تو یہ سارے فقیر
لاپہ گویاں کہ تو وہ مال ایچدا	روز و شب نذر دعا و اندر ثنا
دے ہیں تو مال و دولت ایچدا	روز و شب جو کرتے بہتے ہیں دعا
اے کشائیہ تو یکشا بنداں	آتا تو نہ ہی ہیکچیں نہ بد یقین
کھول اے مشکل کشا عقدہ کیس	تو دے تو کون دیگا بالیقین
جز لب نلے نیا بند از عطا	مکسب کوران و لاپہ و دعا
صرف روٹی انور ہوتی ہے عطا	سب اندھوں کا خوشامد اور دعا
وہیں ٹوڑ شد دعا با ظلم جو ست	قوم گفتند اس مسلمانست گوت
ہے فرود شدہ دعا کا بالیقین	قوم بولی یہ مسلمان بھی نہیں

اے ن ظلمت کا ومن گشتہ زمین	صاحب گنج ویش بدید و گفت بین
گائے میری ظلم میں تیرے پھسی	گائے والے نے کہا بس۔ داعی
ابہ طرار انصاف اندر آ	ہین چرا گشتی بگو گا و مرا
بیوقوف اب مایل انصاف ہو	تو نے کیوں مارا ہے میری گائے کو
قیدہ را از لایہ نے آراستم	گفت من روزے ز حق میخواستم
تھا خوشامد سے دھلیں کر رہا	بولائیں حق سے تھا روزی مانگنا
تا کہ بفرستاد گا وے اخدا	سالمہا بودست کارے من دُعا
گائے یہ بھی حق خدا نے بر ملا	سالمہا مانگی جو میں نے یوں دُعا
روزی من بودکش میخواستم	چوں بدیدم گا ورا برخاستم
میری روزی تھی، جو تھا میں چاہتا	گائے کو میں نے جو دیکھا تو اٹھا
روزی من بود گشتم نکاح	آں دُعا نے کہ نہ ام شد مستجاب
میری روزی تھا یہ ہے سن لے جواب	میں پڑاتی وہ دُعا میں مستجاب
چند مشتے زوبر ویش ناشکست	اور خشم آمد گریانش گفت
چند گھونٹے اس کے منہ پر چڑھیں	اس نے بس پکڑا گریباں غصہ سے

دواؤں کا مجموعہ کا حاضر باد کے پاس جانا

کہ بیا ایں ظالم کیج غنی	میکشیدش تا باد او و نبی
چل ادھر او ظالم جیلہ بنا	پاس چل داؤد نے اس نے کہا
عقل در تن آور و بانویش آ	اجتہت بار در ہا کن اے دُعا
عقل سے لے کام اور اپنے میں آ	کر نہ بے معنی دلیلیں پڑ دُعا!
بر سر ریش من خورش اے لوند	ایں جو بیگونی دُعا چہ بود مخند
اپنی میری ریش کو رسوا نہ کر	کیا تو کہتا ہے دُعا، خذہ نہ کر

کہ چو شمع میفروریش ز پیش	اعتقاد داشت و خراب خیزش
سج کے مانند آتا تھا نظر	اعتقاد انکو تھا اپنے خراب پر
بانگ آسمیں اور از آلہ	چوں افکند یوسف را بجہ
کو انہوں نے یہ ندائے حق مسمیٰ	چاہ میں یوسف کو ڈالا جس گھڑی
تا بامالی اس جابر روئے مثال	کہ تو رونے شہ شوی لے پہلو
لے گا بدلہ اس جفا کا بیگیاں	لیکن تو شاہ ہوگا اے جواں
نیک لٹناخت قائل از اثر	قائل یں بانگنا بدور نظر
قلب میں لیکن تھا قائل کا اثر	کین والا گونڈا تھا نظر
در میان جان فداش ز ان بند	قوتے و راختے و منڈے
اس نداسے روح کو انکی دلا	اعتاد اور قوت اور آرم سا
گاشن و بزمے چو آتش بخلیا	چاہ شد بڑے دیاں بانگ جلیل
ہنگ جوں کلشن غلیں اللہ پر	اس صدا سے تھا کنواں شاد و جے
اوپر اں قوت بشادی میکشید	ہر جفا کہ بعد از آتش میرسید
وہ بدلتی تھی خوشی سے بر ملا	بعد اس کے جو پہنچتی تھی جفا
در ول ہر مومنے تاحشہ ست	پہنچنا کہ ذوق آں بانگ الست
حشر تک رکھے گا ہر مومن کو مست	جس طرح سے ذوق آواز الست
نے ز امر و نبی حق شان اقباض	تا نباشد در بلا شان اعتراض
ہو نہ امر و نبی حق سے اقباض	تا نہ ہو انکو بلا سے اعتراض
خار بیکیاں سنگ گہر ہمیشہ	لقمہ تلخ چو شکرے شہو
خار گل ہر اور پھتر ہو گھر	تلخ لقمہ جس سے ہو جائے شکر
لے تلے "یہ مشابہ وہ لفظ جو"	است برکم کے جواب میں کیا گیا
تھا	

کے کشادیں اشرفیت خود ملک	اِس دعا کے باشنداز اسباب ملک
یہ شریعت میں کہاں یہ قاعدہ	یہ دعا ہوگی سبب کب ملک کا
یا زجنس ایں شود ملکہ مژا	بیع و بخشش یا وصیت یا عطا
یا ہو اس کی جنس پر قابو نرا	بیع و بخشش یا وصیت یا عطا
گاؤ را تو بازوہ یا جنس و	در کد میں فقرست ایں شرع نو
قید ہو یا گائے واپس لا یہاں	کون سے فقریں ہے یہ شرع ہاں
ورنہ گاوش را بدہ حجت مگو	اندر آدر جس در زندان او
ورنہ اس کی گائے دے حجت نہ کر	قید ہو چل سوئے زندان حیلہ گر
کا بچد او ند کریم لطف خو	اول سوئے آسماں میکہ درو
اسے کریم لطف خو - اسے کبریا	وہ یہ کہتا دیکھد سوئے سما
واقعہ مارا کہ واند خیر تو	من دعا کردہ ام زیں آرزو
کون جانے واقعہ تیرے سوا	تھا دعاؤں میں یہ میرا مدعا
صد امید اندر ولم افزا حتی	در دل من آں دعا انداختی
جس نے ڈالی سو امیدوں کی بنا	تو نے میرے دل میں ڈالی وہ دعا
بچھو یوسف دیدہ اُبس خواہا	من نے کر دم گزافہ آں دعا
بچھو یوسف خواب ہوں دیکھا کیا	میں نے بہودہ نہ کی تھی وہ دعا
پیش او سجدہ کنان چمن کافراں	دیدہ یوسف آفتاب اختر اں
کافروں کی طرح سا جد ہیں شتاب	دیکھا یوسف نے کہ نجم و آفتاب
ورچہ زنداں جز آزار مجت	اعتمادش بود بر خواب رست
چاہ و زنداں میں خیال اسکارا	خواب پر اپنے بھروسہ اٹکو تھا
از غلام و از ملائم پیش و کم	ز اعتماد او نبودش هیچ عثم
اس غلامی اور ملامت کا بہم	اس بھروسے سے نہ تھا کچھ اٹکو عثم

چوں نذار و شرح این معنی کر	خزلبوسے مدعی گا و راں
شرح اس معنی کی تہہ بے کر اس	مدعی گا و کا پھر کہ بیان
گفت کورم خواند ز لہجہ آں فا	بس بلبیسا نہ قیاس ست ایخدا
کتاہ تھا۔ کتا ہے سچہ اندھا مجھے	کیسے شیطانی ہیں اس کے دوسے
من عا کورانہ کے مے کردہ ام	جز بخالق گدیہ کے آوردہ ام
میں نے کب کورانہ کی تھی وہ دعا	بھیک کس سے مانگی تھی غیر خدا
کوراز خلقاں طمع دارد ز جہل	من ز کو کو تست ہر شوار سہل
کور کو ہے طمع خلق از روئے جہل	اور مجھے تجھ سے کہ ہر مشکل ہو سہل
آں یکے کورم ز کوراں بشمرید	او نیاز جان و اخلاصم ندید
خود ہے اندھا کور جو سمجھا مجھے	وہ نیاز اخلاص کیا جانے مرے
اکور می عشق ست این کوری من	حب یعنی ولیم ست اے حسن
عشق کی کوری ہے یہ کوری مری	عشق کر دے اندھا بہرا و اشقی
اکورم از غیر خدا بینا بدو	مقتضائے عشق میں باشد نکو
غیر سے اندھا ہوں بینائے خدا	عشق کا بیشک یہی ہے مقتضا
تو کہ بینائی ز کور انم مدار	دایم برگرو نقطہ این مدار
تو ہے بینا مت بنا اندھا مجھے	گھومتا ہوں گرد میں اس نقطہ کے
آینچنانکہ یوسف صدیق را	خواب بنمودی و کشتش تمکا
یوسف صدیق کو جس طرح تھا	خواب ہر اک اعتماد اے کبرا
<p>لے یعنی وہ شخص کتا تھا۔ جس نے گائے کو ذبح کر ڈالا تھا + شیخ لے یعنی مدعی + لے اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے کہ ”حب یعنی ولیم یعنی کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے + لے یعنی اے خدا ! میں تیرے ہی گرد گھومتا ہوں +</p>	

گل شکر آں آوارش میں رہا	لقمہ حکمی کہ تلخی مے نہد
کرتا ہے گلشن انہیں شیریں بیاں	علم کے تھے ہیں ہیں جو منہ بیاں
لقمہ راز انکار اوتے میکند	گل شکر آں کہ بنو مستند
لقمہ کھا بھی لے تو فوراً تھے کرے	ہو وہ اس گلشن پر تمہیہ جسے
مست باشد در رہ طاعت	ہر کہ خوابے دیدار روز الست
طاعت حق سے رہا ہر وقت مست	بس نے دیکھ خوابہ محمور الست
بے فتور بے گماں بے ملال	میکشد چو شتر مست انجھال
بدگمانی ہے نہ سستی ہے اسے	لیسیت ہے بار مانند اونٹ کے
شد گواہ مستی ولسوز او	اکٹک نشہ لقیش بگرو پوز او
مستی ولسوز کے شاہ بدست	اس کے منہ میں جھاک ہیں تصدیق
زیر نقل باراندک خورشید	اشتر اوت چو شیر ز شدہ
بوجھ بھاری تھا تو کم کھانے لگا	اونٹ قوت سے جو شیر نہ ہوا
مینماید کوہ پیشش تاریمو	زار زوئے ناوہ صداقتہ برو
کوہ آتا ہے نظر چوں ہاں کے	اونٹنی کے شوق میں قاتلے ہوئے
اندریں دنیا نشد بندہ مرید	در الست آنکھیں خزانے ندید
وہ نہ دنیا میں مرید آکر ہوا	خزان ازل میں جس نے یہ دیکھا نہ تھا
یک ماں شکر شش و سالے گلہ	ور شد اندر تر و دود و دلہ
اک کھڑی کا شکر برسوں کا گلا	جو ہو، بھی تو تر و دود میں رہا
مے نہد با صد تر و دود بے لقیں	پائے پیش پائے پس در راہ دیں
رکت ہے بے حد تر و دود سے بہم	رہ دین میں آگے پیچھے وہ قدم
ورستابست زالم نشر شفو	وام و از شرح انیم ملک گر و
گر ہے جلدی۔ سن الم نشر خدا	ایں تر و اور قندار اس شہ کا

حضرت داؤد کا مدحیوں کے بیانات سُننا

گفت میں محنت میں احوال چوں	چونکہ داؤد نبی آمد بروں
پوچھا اُن سے کیا ہے حال دہی	باہر آئے جب کہ داؤد نبی
گاؤ من درخانہ آوا و فنا و	مدعی گفت اے نبی اللہ داد
گائے میری اس کے گھر میں کس گئی	مدعی بولا کہ فریاد اے نبی
گاؤ من کشت و بیان کن ماجرا	انشت گاؤں را پیرش کہ چرا
پوچھے اس سے کہ کیا تھا ماجرا	دعج اس نے گائے کو میری کیا
چوں تلف کہ عی تو ملک محترم	گفت داؤد میں بگولے بوا لکرم
کیوں تلف کی تو نے ملک محترم	بولے داؤد اس سے بول اے نیکم
تا بیک سو گمردا میں عی و کار	ہیں پر آگندہ مگو جھت بیار
تا ہو اس دعوے سے حاصل بیسوی	دے جہوت اور بات کہ سمجھی ہوئی
روز و شب نذر دعا و نذر سوال	گفت اے داؤد بودم ہفت سال
رات دن حق سے کیا تھا یہ سوال	بولا اے داؤد میں نے سات سال
روز بے خواہم حلال بے عنا	ایں بے حستم زبزدال کا یحذا
رزق بے محنت کچھ تو کر عطا	چاہتا تھا میں خدا سے اے خدا
کو و کاں ایں ماجرا را و صفتہ	مردوزن برنالہ من واقفند
نچے بھی آگاہ ہیں محذور من	میرے رونے سے ہیں واقف مردوزن
تا بگوید بے شکینہ بے حذر من	تو پیرس از ہر خواہی ایں خبر
وہ گواہی دے گا اسکی بے خطر	جس سے جانیں پوچھیں اسکی خبر
کہ چہ میگفت ایں گدائے ژندہ حق	ہم ہویدا پرس ہم نہاں ز غلق
گداری والا کرتا تھا فریاد کیا	ظاہر د باطن کا لے لیجھ پتا

آن دعائے بیدم بازی نہو	مر مر الطف تو ہم خوابے نمود
کھیل کب تھی وہ دعائے بے حساب	نطف نے تیرے دکھایا مجھ کو خواب
اڑا اڑمید اشد گفتار مرا	مے نداند خلق اسرار مرا
بیمہ سبھی ہے وہ ہاتھیں مری	بھید میرے خلق ہے کب جانتی
غیر علام ہر وس تا رعیب	حق نہانت کہ انداز غیب
ہاں مگر خالق جو ہے ستار عیب	حق نہاں ہے کون جانے راز غیب
روحہ سوئے آسماں کردی عمو	مخمس گفتش رومن کن حق بگو
دیکھتا ہے آسماں کی سمت کیا	ہوا و دشتن، ربکہ ادھر اور کج بنا
لاف عشق لاف قربت میزنی	شیدے آری غلطے انگلی
زعم میں ہے اپنے قرب و عشق کے	مگر کر کے دھوکا دیتا ہے مجھے
کوئے سوئے آسماں نہا کر دہ	یا کد میں روئے چوں دل مردہ
آسماں کی سمت تو نے رخ کیا	تو ہے دل مردہ تو کس مژدے بتا
آن مسلمان فی ہندو بر زمیں	غلغلے در شہر افتادہ انیں
سر بسجدہ ان مسلمان ہے پڑا	اس کا سارے شہر میں چرچا ہوا
گر بد م من ستر من پیدا ممکن	کالے خدا ایں بندہ ارسوا ممکن
ہوں جو بد، میرا یہ راز افشا نہ کر	کہ رہا ہے۔ اے خدا رسوا نہ کر
کہ ہے خواندم ترا با صد نیاز	تو نے دانی و شب پاسے راز
میں دعائیں کر رہا تھا ہا نیاز	حاشا ہے تو کہ راتیں تجس دراز
بیش تو بچوں چرخ روشنیست	بیش خلق ایں اگر خود قدرت
اور ترے آگے ہے روشن بالیقین	قدر اس کی خلق کر سکتی نہیں
چوں فرستادی کدوم من خطا	گنا و میخوایند از من اے خدا
تو نے بھیجی تھی اے میری کیا خطا	کائے توبہ سے مانگتے ہیں اے خدا

فقیر کا خدا کے سامنے زاری کرنا

اے خدائے ہر کجا طافی جفت	پس نہ دل آپے برادر و گفت
طاق ہے اور جفت ہے تو اے خدا	دل سے اک آہ آسنے بھیجی اور کہا
در دل داؤد انداز آں فروز	سجدہ کر دو گفت اے دانائے سوز
کہ دل داؤد پر آفتاب سے راد	سجدہ کر کے بولا اے دانائے راز
اندر افکندی برا اے مفضل	درویش نہ آنچہ تو اندر دلم
مجھ میں جو پیدا کیا اس راز سے	جو مرے دل کو دیا اسکو بھی دے
تا دل داؤد بیروں شد ز جائے	ایں گفت مگر یہ رشد باہر سے
حضرت داؤد کا دل ہل گیا	ہائے ہائے کر کے جب رونے لگا
ہلتم وہاں عاصی رامکا و	گفت ہیں امروز اے خواہاں گو
دیدے ملت کچھ نہ کر دعویٰ ابھی	بولے اس کو آج تو اے مدعی
پر رسم ایں حوال از دانائے راز	تا روم من سے غلوت و رمان
یو جھوں کیا ہے از اے دانائے راز	تا پڑھوں خلوت میں جا کر میں نماز
معنی قرۃ عینی فی الصلوٰۃ	خوئے دارم در نماز آل لغات
روشنی ہے میری آنکھوں کی نماز	پس نمازیں میری ایسی چر نیاز
میرے دلے واسطہ نامہ خدا	روشن جانم کشاد است ز صفا
آگنی ہے بے واسطہ دجی خدا	روزین جاں ہے صفائی سے کھلا
میں فقہ در خانہ ام از مدہ علم	کامہ و باران نور از روزم
میرے گھر میں ہے برستا بر ملا	چاندنی انداز کی میٹھ نور کا

لے یعنی اے خدا تو سب سے علو ہے اور سب کے ساتھ بھی +

لے نماز میں میری آنکھوں کی روشنی ہے

بعد ازین جلد دعا و این فتاں	گاؤ اندر خانہ دیدم ناگہاں
کر چکا جب یہ دعا اند یہ فتاں	گائے میں نے گھر میں دیکھی ناگہاں
پیشم من ہماریکش نے بہر قوت	شادی آں کہ قبول آمد قنوت
مٹی نہ تاریکی وہ ہرگز قوت کی	غرض تھا، میری اتجا پوری ہوئی
کشم آں اماند ہم در شکر آں	کہ دعائے من شنید اں غیبیاں
شکر کرنے کے لئے مارا اسے	ہاں دعا میری سنی اللہ نے
فقیر کو حضرت اود کا حکم سنانا	
گفت اود ایں سخنہارا بشو	حجت شرعی دیں دے بگو
بوسے داؤد اب یہ باتیں چھوڑ تو	حجت شرعی بیاں کر مو بگو
تو روا داری کہ من بے جتھے	بنہم اندر شرع باطل سنتے
غیر حجت تو روا رکھتا ہے کیا	شرع میں دوں کھول باطل رہا
ایں کہ بخشیت خریدی وارعی	ربیع را چوں میستانی عاری
کس نے بخشی اسکا تو وارث ہے کیا	تو جو حاصل لیتا ہے حاجت ہے کیا
کسب اپھچوں راعت اں عمو	مناہ کاری دخل بنود آلی تو
کسب ہے مثل زراعت اسے انی	بوسے بن وہ ملک ہو کیہ مگر حری
آنچہ کاری باہوئی آں کہ نست	ورنہ ایں پیداو بر تو شد درست
تو جو بوسے اور کائے ہے ترا	ورنہ یکسر ظلم ہے یہ اور خطا
رو بدہ مال مسلمان کثر مگو	رو بچو دام و بدہ باطل مگو
بچرے مال مسلمان! جلد جا	قرض لے کر دے اسے، بچتا ہے کیا
گفت آتشہ تو ہم ایں میگویم	کہ ہمے گویندا اصحاب ستم
ایلا اسے شہ تو نے بھی وہ ہی کہا	ظلم والوں نے کہا جو بر ملا

حضرت داؤد کا خلوت میں تشریف لیجانا

لب بہت و عزم خلوت نگاہ کرد	با خود آمد گفت اکوتاہ کرد
اور چلے خلوت کو داؤد نبی	ہوش میں آ گفتگو یہ ختم کی
سوئے محراب دعاے مستجاب	در فرو بست برفت آنگہ شتاب
اور دعا محراب میں کرنے لگے	بند دروازہ کیا ، اندر گئے
گشت واقف بر سزا و انتقام	حق نمودش آنچہ بنمودش تمام
کر کے بدلے اور عوض سے آشنا	جو دکھانا تھا دیا حق نے دکھا
راز پہنہائے کہ حیرانی فرود	دید احوالے کہ کس اقف بنود
راز پہنہاں جس سے دل حیراں ہوا	دیکھا وہ جس سے کوئی واقف نہ تھا
پیش داؤد پیغمبر صف زدند	روز دیگر جملہ خلقال آمدند
پیش داؤد پیغمبر صف جمعی	دوسرے دن جمع پھر خلقت ہوئی
زود زو آں مدعی تقنیخ رفت	نہ چینیں میں با جرایا باز رفت
مدعی نے طعن پھر اسکو دے	بر وہی تھے وہاں ہونے لگے
از خدائے خوشن شرعے ہمار	زود گام را بدہ اے نابکار
اور ہوا اپنے خدا سے شرمسار	جند میری گائے دے اے نابکار
میر و دور عہد پیغمبر ہلا	ایچنیں ظلم صریح ناسزا
عہد پیغمبر میں کیونکر ہیں روا	یہ ظلم اور باتیں نا کمزا
در جواب فرودہ مزویر آں لعیم	گاؤ کشہ خور وہ بے ترے و بیم
یوں جواب اسکا دیا اُسے سنگ	گائے ماری ہو گیا کھا کر منڈر
من طلب کردم رختی داد و مرا	کہ چہ چندین سال بود در دعا
میں نے جو مانگا۔ مجھے حق نے دیا	مدتوں سے میں تو کرتا تھا دعا

اصل دین آئندہ وزن کدوست	وزن است آئندہ کال بر وزن
اصل دین روزن بنانا ہے پس	ہو نہ روزن جس میں وزن ہے وہ کھ
تیشہ زن در کندن وزن ہلا	تیشہ در ہر تیشہ کم زن بپا
تیشہ سے روزن بنا کر مردی	ہاں تو کر جنگل میں کم تیشہ گری
عکس خورشید بر وقت از حجاب	ایا نمیدانی کہ نور آفتاب
عکس افس سوخت کا ہے پر حجاب	کیا نہیں سمجھتا کہ نور آفتاب
پس چہ کد منا بود بر آدم	نور آنانی کہ حیاں دید ہم
کیوں ہے کد منا سے آدم کا علم	دیکھ جو حیاں لکے تو اسکو نور
می نمازم خورشید کرد از نور فرق	من جو خورشید درین نور غرق
میں نہ پاؤں نور میں اور خود میں فرق	نور میں ہوں صورت خورشید غرق
سر تعلیم ستارہ مر خلق را	رفتیم سوئے نماز و اس خلا
خلق کی تعلیم کا گویا ہے راز	جا یہ غلوت میں اور سوئے نماز
حرب خد علمیں بودے پہلواں	کد نہم تا راست گرد و اینجہاں
ہے یہی "الحرب خد" اے جواں	میں ہوں پڑھاں کہ سیدھا ہو جواں
گرد از دریا نے را ز اینجہم	نیست ستوئے و گرد نہ رنجیم
راز کے دریا سے دیتا گرد اڑا	لب اجازت ہے مجھے در نہ فتا
خواست گشتن عقل خلقاں محرق	پہچنین اوڈ میگفت این نسق
عقل جس سے جل گئی مخلوق کی	اس طرح کہتے تھے داؤد نبی
کہ ندام در یکے اش من شکے	اپس گریبان کشید از پس یکے
بس نہیں اک بات میں بھی شک مجھے	مجھے سے کینہی گریوں ایک نے

لے یعنی ہم نے بزرگی دی ۶

اسکے شرابی دھوکا ہے ..

گائے والے کو حضرت داؤد کا حکم دینا

بعد ازاں داؤد گفتش اے عنود	جملہ مال خویش اور بخش زود
بعد ازاں اس سے کہا داؤد نے	اپنا سارا مال اسکو بخش دے
ورنہ کارت سخت گردو گفتت	تا مگر دو ظاہر ازوے استمت
ورنہ ہوگا مشکلوں کا سامنا	ظلم کھل جائے گا میں نے کہ دیا
ظاک بر سر گرد و جامہ بردریہ	کہ بہر دم میکنی ظلمے مزید
ظاک اڑا کر اور کپڑے بھاڑ کر	بولا ہے بیداد مجھ پر بیشتر
ایکدمے دیگر بدیں نشنیج رائد	باز داؤد پیش بر پیش خویش خواند
ظمن وہ دیتا رہا اس قسم کے	پھر بلایا باس آسے داؤد نے
گفت چوں بختت بود آج بخت کو	ظلمت آمد اندک اندک در ظہور
بولے اندھے میرے نصیب اندھا ترا	ظلم تیرا بھڑا بھڑا ہے کھلا
ویدم آنکھ گاہ صدر و پیش گاہ	اے دروغ از چوں تو خرافشاں ا
دیکھی اس دم تو نے یہ اضاف گاہ	مجھ پر افسوس اے کہ ہے لے خانہ
اے کہ فرزند ان تو با جفت تو	بندگان او شدند افزوں مگو
ابا کہ تیرے بچے اور بیوی تری	ہو گئی اسکی غلام اب والہی
سنگ بر سید ہمیز و باد و دست	مید وید از جہل خود بالا و پست
پتھروں سے کوٹتا سینے کو کھتا	جہل سے بتا آگے پیچھے بھگتا
خلق ہم اندر ملامت آمدند	کز ضمیر کار او غافل بدند
نوگ بھی تھے سب ملامت کر رہے	وہ تھے نادان حق ضمیر کار سے
ظالم از مظلوم کے داند کسے	کہ بود ستخرہ ہوا پتھروں خسے
ظالم و مظلوم جانے کوئی کیا	میں کس جب بر ہوا میں مبتلا

ایک من عبد کاوچوں اوش خدا	اے رسول حق چنیں باشد روا
گائے میری کیونکہ اس کو دے خدا	اے رسول حق بھلا یہ ہے روا

گائے والے کا حضرت داؤد کو طعنے دینا

ایں مسلمان از گاوٹ کن بجل	گفت داؤدش خموش کن رو بمل
کر صاف اس میرو مومن کو خانی	دعی سے بولے داؤد نبی
رو خموش کن حق ستاری بدیاں	چوں خدا پوشید بر تلے جواں
حق ستاری سے رہ خاموش ہاں	جب چھپاتا ہے خدا راز نہاں
از پتے من شرع تو خواہی نہاد	گفت داؤد چو گمستایں چہ داؤد
شرع تو ہے اور نیا اضاف ہے	بولے داؤد یہ کیا اضاف ہے
کہ مہر شد زمین و آسماں	رفتہ است آوازہ عدالت چناں
جس سے ہیکے ہیں زمین و آسماں	ایسی تیرے عدل کی شہرت ہے ہاں
زین تقدی سنگ کہ نشافت رفت	بر سنگان کور لیں استم نہ رفت
ظلم سے بھاگیں نہ سنگ و کہ کہیں	اندھے کتوں پر بھی جبر ایسا نہیں
کا الصلا بہ کلام ظلمت الصلا	پہنچیں تشیع میزد بر ملا
الصلا ہے ظلم مجھ پر الصلا	طعنے وہ ایسے ہی کچھ دیتا رہا
یا نبی اللہ مگو زینساں سخن	ایں جنین ظلم و جفا بر من مکن
یا نبی اللہ اس سے در گذر	اس قدر جور و جفا مجھ پہ نہ کر

لے یعنی اے لوگو!

لوئے خوں مے کیم از بچ او	سخت اسخ نیم گاہ و میخ او
جڑے آتی ہے مجھے بو خون کی	میخ بھی ہے سخت نیم گاہ بھی
خواجہ آشتت میں مخوس بخت	خوں شد است ندرتن ان خوش بخت
کا کا اس نے اپنے آقا کا کلا	اس کے نیچے خوں ہے اک ہر گیا
وہیں غلام دوست لے آزاد گاں	مال و بڑا شتت میں قلباں
اور اس مقتول کا ہے یہ غلام	مال اسکا لے لیا آسنے تمام
مقتول بو داو و نادر و زین خیر	ابن جہاں مرخواجہ را باشد پسر
تھا یہ بچہ اور نہیں اس کو خبر	یہ جہاں ہے مرنے والے کا پسر
آخا زنا شکری میں قلباں	تا کنوں حکیم خدا پوشید آں
ہو گیا نا شکریوں سے سب عیاں	حکم حق نے کی تحفیں پردہ پوشیاں
نے بنور و زود و موسماں عید	کہ عیاں خواجہ اروز سے ندید
عید اور نور و سب گزرے یونہی	خواجہ نادوں کو نہ بھیجا کچھ کبھی
یا دنا و ردا و زحمائے سخت	بنیویاں ابیک لقمہ بخت
اگلے بکچلے حق دے سارے بھلا	بنیواؤں کو نہ اک لقمہ دیا
میزند فرزند اور را بر نہیں	تا کنوں زہریک گاؤں میں
اس کے بیٹے کو کرے رسوا ہیں	اور اب اک گائے کے پیچھے لیں
ورنہ می پوشید جرمش را الہ	او بخود بڑا شت پردہ از گناہ
گو چھپا رکھے تھے ظلم اللہ نے	اُسے خود اپنے گنہ ظاہر کئے
پر وہ خور و انجو و بر مید رند	کا فرو فاسق میں دور گزند
اپنا پردہ آپ دیتے ہیں اٹھا	کا فرو فاسق جمال میں بر ملا
مے نہد ظالم ہمیش مرماں	ظلم مستورست در اسرار جاں
ظالم اسکو کر رہا ہے خود عیاں	ظلم تو اسرار جاں میں ہے نہاں

ظالم از مظلوم آن محسوس ہے برو	کہ سر نفس مظلوم خود برو
ظالم و مظلوم کو جانے وہی	جو اڑا دے صاف گردن نفس کی
ورنہ آں ظالم کہ نفس ہر وقت میں	ختم ہر مظلوم یا شہداء جنوں
ورنہ وہ ظلم جو ہے نفس نہاں	ہے جنوں سے دشمن مظلوم ہاں
سگ خمارہ حملہ پر سکین کند	تا تو اند زخم بر سکین زند
تا حملہ کرتا ہے مسکین	زخم پہنچاتا ہے اسکو بے خطر
شرم شیراز راست نے سگ پدا	کہ نہ گیر و صید از ہماں گال
شرم شیروں کو ہے۔ لکڑوں کو کہاں	صید ہمسایہ نہ کھائے شیر ہاں
اولیں سگ ساجھے داؤد و جت	عامہ مظلوم کش ظالم تر است
جانب داؤد وہ جوں سگ بٹھ	عام ہے مظلوم کش ظالم بڑا
لے پداؤد کردند آں فریق	کالے بنی مجتبیٰ بر ماضیق
بولائیوں داؤد سے بھر وہ فریق	اے بنی ہم پر ہے تو بید شفیق
ایں نشانیدار تو کیں غلست فاش	قدر کوئی سیکتا ہے را بلاش
م کو ظلم فاش یوں زیبا ہے کب	بے گندہ پر ہر ہے بے سبب

حضرت داؤد کا بھید ظاہر کرنے کا ارادہ

گفت اے پادشاہان آں سید	گال پر مکتوم او گرد پدید
پوئے داؤد آ گیا وہ وقت ہاں	بھید اس کا سب پہ ہو جائے عیاں
جملہ بر خیزید تا بیرون ویم	تا از آں سر نہاں اقف شوم
لو اٹھو سب مل کے ہم باہر چلیں	تا کہ اس کے بھید سب ہم پر چلیں
در فلاں صحرا درختے ہست منت	شاخا بل نہ بسیار جفت
ہے فلاں صحرا میں اک بڑا اے اخی	جس کی شاخیں ہیں خمیدہ اور کھنی

نفس تو ہر دم بر آرد صد شرار	کہ بہ بینند منم منم اصحاب نار
نفس سے اڑتے ہیں تیرے سو شرار	دیکھ لیں سب، ہیں یہیں اصحاب نار
اجز و نام سوئے گل خود روم	من نہ نورم کہ سوئے حضرت مہنوم
سوئے گل جاتا ہوں جز و نار ہوں	نور ہوں تو جانب خالق بڑھوں
ایمنیاں کایں ظالم حق ناشناس	بہرگا وے کہ چندیں اقباس
جس طرح یہ ظالم نا آشنا	گائے کی خاطر ہے قبہوں میں پڑا
اواز صد گاو برد و صد شتر	نفس انیسف کی دیرازے بہر
اونٹ اس سے سوئے سو گائیں بھی	چھوڑ اس کو، نفس ہے یہ لے اخی
اینز روزے با خدا زاری نکرو	یا ربے نامدا ز روزے بدرو
رویا پیش حق نہ اک دن یہ کبھی	اور صد ایام رب کی بھولے سے دی
کایہ خدا خصم مرا خوشنود کن	گر منش کردم زیاں تو نمود کن
تو مرے دشمن کو خوش کر ایہ خدا	گر پڑا میں نے کیا تو کر بھلا
اگر خطا کشتم دیت بر قلعہ است	عاقلہ جامع تو بودی از الست
کی خطا تو عاقلہ پر توں ہوا	عاقلہ تو ہے نزل سے اسے خدا
اسنگ میگردد با استغفار و نور	ایں بود از انصاف فضل یکا این ح
سنگ استغفار سے موتی بنے	ہو یہ سب کچھ نفس کے انصاف سے
لوگوں کا اس رخت کی طرف جانا	
ایچون وں نقد سوئے آل رخت	گفت و نشست از بین بندہ سخت
جب وہ باہر پیڑ کی جانب گئے	بونے بازو ہوتا آئے پیچھے سے
ساگناہ و جرم او پیدا کتم	سالوائے عدل بر صحرا زرم
تا کہ میں اس کا گنہ پیدا کروں	عدل اپنا ہی بہر صحرا کروں

گاؤ دوزخ را بینید اڑلا	اکہ بر بینید کہ دارم شاخها
بلکہ میں ہوں گاؤ دوزخ بر ملا	درنگھو ہیں یہ میرے سر پر سیٹک کیا

دُنیا میں بھی اعضا کا گواہی دینا

بر ضمیر تو گواہی دے دہند	پس ہیں جادوست پاریت در گزند
تیرے دل کے بھید کا جو میں نشان	پس یہیں ہے ہاتھ پاؤں کا زیاں
کہ بگو تو اعتقادات و امگیر	اچوں موکل مے شود بر تو ضمیر
اور کہے کہ صاف اے مرد حقیر	جب موکل تجھ پہ ہو تیرا ضمیر
میکند ظاہر سرست را موبو	خاصہ در ہنگام خشم و گفتگو
بھید کھل جائیں تیرے سب موبو	خاص کر غصتے میں ہو جب گفتگو
کہ ہوید اکن مرا لے ست پیا	اچوں موکل مے شو و ظلم و جفا
کہ دے کہ ظاہر کچھ اے دست پیا	جب موکل تجھ پہ ہو جو ر و جفا
خاصہ وقت جویش خشم و انتقام	اچوں ہے نیر و گواہ سر لگام
خاص کر ہو جبکہ غصتے بے پناہ	چینچتا ہے جب لگام ایسا گواہ
تالوائے راز بر صحرا زند	پس ہما نخس کہ موکل میکند
بھید خود جنگل میں دبتا ہے اڑا	جو کرے اس کو موکل بر ملا
ہم تواند آفرید از بہر نشر	پس موکلہائے دیگر روز حشر
یونہی کہ سکتا ہے پیدا بہر نشر	پس موکل دوسرے بھی روز حشر
کوہرت پیدا است حاجت نیست لیں	اے بد دوست آمدہ در ظلم و کیں
ہیں عیاں جو ہر ترے حاجت ہے کیا	دونوں ہاتھوں سے تو کرتا ہے جفا
بر ضمیر آئینت و اقفند	نیست حاجت شہر کشتن در گزند
سب ضمیر آئینیں جانیں ترا	ظلم کی تشہیر سے کیا فائدہ

گفت زین حالت چه میدانی بگو	داوود گئے سوئے درخت اور درو
اس تعلق میں ہے تو کیا جان	کر کے رُخ پھر پیڑ کی جانب کہا
آواز صغ خدا آواز سخت	اور زمان از شاخ و برگ لگان درخت
آئی شان حق سے اک آواز سخت	بول اُنھیں وہ شاخیں اور برگ درخت
صلیغ عالم بریں گفت گواست	کا لے رسول حق ہے گفتی تورا
اور شاہد اسکا خود ہے وہ خدا	اے رسول حق یہ تم نے سچ کہا
از فلاو کی تنہا بدوش بدست	خواجہ ایں سگندہ نیچا چوں محبت
تھی چھری فلاو کی ہاتھوں میں ہوں	خواجہ کو اس شخص نے مارا یہاں
ز آنکہ بدظن گشتہ بودند و تباہ	جملہ از داوود گشتہ عذر خواہ
کیونکہ اپنی بدظنی سے تھے تباہ	وہ ہونے داوود سے سب عذر خواہ

حضرت داود کا خون سے بدلہ لینا

داود خوبستاں تو از ایں رو سیاہ	بعد از ایں گفتش یالے داودا
داد اپنی لے کہ ہے یہ رو سیاہ	پھر یہ فرمایا کہ اے داود خواہ
کے کند مکوش ز حال حق خلاص	ہم ہدایاں تنیش بفرمودا و قصاص
مکوش حق سے سب دے غلطی	اس چھری سے لے لیا بدلہ اخی
چونکہ از حال گذر و رسوا کند	حکیم حق رچہ مواسا پاکند
خود سے جب جائے گذر رسوا کرے	اور رعایت علم خالق کا کرے
میں جنت مجھے و کشف مشکے	خون نچسپد و رفتہ در پرو لے
جستجو کی خواہش اور رعیت پرے	لب چھچھے غل بلکہ ہر دل میں پرے
سرہ آرد از ضمیر آن و امیں	اقتضائے داور پی رب دیں
سر کرے اپنا ضمیروں سے بند	اقتضائے داور پی اے دردمند

تو غلامی خواجہ زیریں کو گشتہ	گفت لے سگت چلے میں اکشتہ
ہندے سے خواجہ بنا تو بے خط	بولے اے سگ اس کے چہ کو مار کر
کر دیڑواں آشکارا حال و	خواجہ گشتی و بزمی مال او
حق نے خود آخر عیاں یہ بات کی	مار کر خواجہ کو دولت لوٹ لی
باہیں خواجہ جفا بنمودہ است	آن نہنت اور اکنیزک بودہ است
ہے جفا تو نے اسی خواجہ پر کی	ہے کیزا کسی جو ہے بیوی تری
ملک ارث باشد آہنا سرسہر	اھرچہ زوزائید مادہ یا کہ ز
ملک وارث کی ہے وہ بس سرسہر	اس سے جو پیدا ہوا مادہ کہ ز
شرع جہتی شرع بتاں و سہت	تو غلامی کسب کارت ملک است
چاہتا تھا شرع، یہ ہے شرع یاد	تو غلام، اور ملک اسکی کسب و کار
ہم پرہنجہ خواجہ گویاں زنیہار	خواجہ را گشتی با ستم زار زار
”الامان“ خواجہ بہت کہتا رہا	ظلم زکے قتل خواجہ کو کیا
از خیالے کہ بدیدی سہناک	اکار و راز اشتاب کدی زیر خاک
تھا تردد سے جو تجھ کو خوف جاں	خاں میں تو نے چھری کر دی ناں
باز کاویدیں زیریں لہجہ نہیں	انک سرتش با کار و زمریزمین
اس زیریں کو کھود - غلیں گے یہیں	سے یہاں سر اور چھری زیر نہیں
کر دیا خواجہ چلیں مکر و ضرر	ان میں سگت نم زوشہ کار و بر
راستے ہی ایسی دغا خواجہ سے کی	ہے چھری پر کندہ اس کا نام بھی
در زیریں آں کار و پاسد افتند	بہ چیمین کر و ندوچوں بشکافتند
وہ چھری اور سر ملا ان کو وہیں	سب نے ایسا ہی کیا، دی نہیں
ہر کے ز قمار ہرید از میاں	اولور و خلق افتاد آں ناں
مٹا ہر اک ز قمار اپنی توڑتا	اشور: قتل مخلوق میں اُسدم جھوٹا

کہو بابا تو رسائل شد شکور	باتو چو آئند چوں متری زبور
کہو بخت سب آپ کے شاکر ضرور	مخل قاری ساتھ پڑھتے بے زبور
صد ہزاراں چشم ول بکشاہ شد	از دم تو غیب آ آما وہ شد
لم نے لاکھوں دل کی آنکھیں کھولیں	ہے عتیس سے عجب کا انو یقین
واں قوتیر از ہمہ کاں الم است	زندگی بجھے کہ سرور قائم است
ہے وہی دامن جو سب سے قوی	زندگی بخش اور قائم سردی
جان جملہ معجزات انیت خود	کہ یہ بخشد مژدہ را جان ابد
جان سارے معجزوں کا ہے یہی	جاودانی زندگی مژدوں کو دی
کشتہ شد عالم چمانے زندہ شد	ہر یکے از ما خدا را بندہ شد
جب مرا عالم بجاں زندہ ہوا	حق کا ہم میں سے ہر اک بندہ بنا

نفس خونی ہے

نفس خود را کس چہلے زندہ کن	خواجه کشتہ است اور بند کن
نفس کو مار اپنے ، دنیا کو جلا	قاتل خواجه ہے ، بندہ لے بنا
مغنی گا و نفس تست میں	خوشی تن اخراجہ کر است میں
نفس تیر امتدعی ہے گائے کا	اور لیا ہے اپنے کو خواجه بنا
آں کشتہ گا و عقل تست رو	بر کشتہ گا و تن منکر مشو
عقل نے تیری ہے مارا گائے کو	تو کشتہ گا و سے منکر ہو
عقل سیر است ہے خواہد ز حق	روزی ہے رنج و نعمت بر طبق
عقل قیدی ہے خدا سے مانگتی	روزی ہے رنج اور نعمت ملی
روزی بہ رنج او موقوف صیت	آنکہ بکشد گا و را کاصل صیت
روزی ہے رنج کیا ہے اے انی	گائے کا مرنا جو ہے اصل بدی

اگل فلاح خواجہ چھوٹے حالش چھوٹے	ہمچا نکمہ چوہدا گلزار کشت
کیا بڑا وہ خواجه حال اسکا ہے کیا	جیسے سبزہ جوش میں ہو باغ کا
جو شخص خون باشد آں جہنما	خارشش ولما و جہنم ماجرا
جہنم خوں ہوتی ہے ایسی جستجو	دل میں خارش اور بحث و گفتگو
چونکہ پیدا گشت سرکار او	معجزہ او و شد فاش و دو تو
بھید جب اس کام کا سب پر کھلا	معجزہ داؤد سے ظاہر ہوا
خلق جگہ سر بر ہمنہ آمدند	سر بسجدہ بر زمین ہا میزدند
سر بر ہمنہ دوڑی وہ خلقت تمام	گر پڑے سجدوں میں سائے خاص عالم
ماہمہ کوران اصلی بودہ ایم	و آنچه میفرمودہ نشنودہ ایم
ابو کما در اصل ہم اندھے رہے	آپ کے فرمان ہم نے کب سنے
وز تو ما صدگوں عجائب دیدہ ایم	لیک معذویم چوں بے دیدہ ایم
سیکڑوں دیکھے عجائب آپ سے	اپنے اندھے پن سے پر معذورے
سنگ باتو در سخن آمد شہیر	کز برائے غزو و طاعن بگیر
اے نبی! کہیں تم سے باتیں سنگ نے	کو مجھے تم لڑنے کو طاوت سے
آ تو بسے سنگ فلاح آمدی	صد ہزاراں خصم را بر ہم زدی
تین پتھر ایک کو چھین سا تو تھا	لاکھوں ہی اعدا کو بر ہم کر دیا
سنگایت صد ہزاراں رہے شد	ہر یکے مرخصم را خونخوارہ شد
پتھریں کے لاکھوں ٹکڑے ہو گئے	خون دشمن کا پیا ہر ایک نے
آہن اندر دست تو چوں ہوم شد	چوں زرہ سازی ترا معلوم شد
رم دست پاک میں لوہا ہوا	جب زرہ سازی ہوئی دست آشنا

۵۔ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ گذرا ہے *

پیشم بزا پریشم آمد شکشاں	ریگیا ہم آروشد از سعی شاں
اون ریشم بن گئی ہر بھیڑ کی	ریت اچھی سعی سے آتا ہوئی
عزت درویش ہلاک ہو لہب	آجملہ قرآنست در قطع سبب
عزت فقرا اور ہلاک ہو لہب	مقصد قرآن ہے بس قطع سبب
مشال	
لشکر زفت حبش را بشکند	مرغ با بیلے دوسہ سنگ افگند
سخت لشکر کو حبش کے توڑ دے	وہ ابامیل ایک دو کند ہی سے
سنگ مرغ کو بالابر زند	پیل اسورخ سورخ افگند
مرغ اک پتھر جو اوپر سے گرائے	جسم کو ہر فیل کے چھلنی بنائے
ناشود زندہ ہماندم در کھن	آٹم گاؤ کشتہ بر مقتول زن
مار دیں تو جی آٹے وہ سر بسر	گاؤ مردہ کی جو دھوم مقتول پر
خون خود جو یہ خون بالائے خویش	حلق ببریہ چہ از جائے خویش
اپنے قاتل سے وہ مانگے گل بہا	سر بڑیدہ پھر ہو زندہ برلا
فضل اسبابست عدلت اسلام	بہنجین ز آنا ز قرآن تا تمام
ترک سباب و علل ہے اسلام	آئی قرآن سے یوں ہی تمام
بندگی کن تا ترا پیدا شود	اکشایس ز عقل کار افزا شود
بندگی کرتا تو سمجھے با بیقیس	کشف اسکا عقل سے ممکن نہیں
شہسوار عقل عقل آمد صفی	بندہ معقولات آمد فلسفی
شہسوار عقل میں لیکن نبی	قید معقولات میں ہے فلسفی
معدہ حیوان ہمیشہ پوست جوت	عقل عقلت مغزو عقل تست پلو
معدہ حیوان ہے محو پوست و معدہ	مغزو عقل عقل ہے اور عقل پوست

نفس گوید چونکہ گشتی گاو سن	ز آنکہ گاو نفس باشد نفس تن
گائے ماری، نفس کرتا ہے سخن	گائے کیا ہے نفس کی یہ نفس تن
خواجہ زادہ عقل ماندہ بینوا	نفس خونی خواجہ گشت و پیشوا
خواجہ زادہ عقل ہے بس بینوا	نفس خونی خواجہ بن بیٹھا برا
روزئی بیرنج میدانی کہ چیت	قوت ارواح است از آق سنیست
روزئی بے بوج کیا ہے اے فنا	رزق نوری اور رعوں کی غذا
ایک توخت بر قربان گاو	گنج اندر گاو واں لے گنج گاو
گائے کی قربانی پر ہے منحصر	گائے میں ہے گنج اے جوائے راز
دوش چیزے خورد ام ورنہ تمام	دامے در دست فتم تو زمام
کھا لیا کچھ میں نے کل ورنہ تمام	تیرے دست فتم میں دیتا لگام
دوش چیزے خورد ام افسانہ است	ہر چہ مے آید ز نہاں طمانہ است
کل جو کچھ کھا یا وہ ہے افسانہ سا	راز کے پردے سے ہے بس پر ملا
چشم بر اسباب ارچہ دوختم	کہ ز خوش شپماں کرشم آموختم
آنکھیں میں نے بند کیں اسباب سے	اچھی آنکھوں سے کرشمے سیکھے
ہست بر اسباب سببے دگر	در سبب منکر در آن افکن نظر
کچھ سبب ہیں اور ان اسباب پر	اس سبب کو چھوڑا، ان پر غور کر
انبیا در قطع اسباب آمدند	معجزات خلش بر کیواں زدند
انبیا قطع سبب کو آئے تھے	آسمان تک جن کے پہنچے معجزے
سبب سبب مہر را بشکا فتند	بے زراعت چاش گندم یافتند
بے سبب دریا کو ٹکڑے کر دیا	صاف غلہ بے زراعت کے لیا

لے یعنی میں نے روزاں میں عشق کی کچھ نعمت کھائی ہے۔ اس لئے بھید نہیں کہ
سختی - ورنہ تجھ پر ظاہر کر دیتا ۛ

بلکہ رزقے از خداوند بہشت	بے صانع باغبان ہیرنج و کشت
بلکہ روزی خالق فردوس دے	کر کے فارغ باغبان و کشت سے
از آنکہ نفع نان آن نان و دوست	بدہت اس نفع بے توسیط پوشت
رکھا روٹی میں اسی نے فائدہ	فائدہ دیگا وہی بے واسطہ
ذوق پنہاں نفس نافع جس سفرہ است	نان بے سفرہ ولی امیرہ است
ذوق پنہاں نفس، چوں سفرہ ہے ناں	نان بے خماں اولیا کو ہے یہاں
رزق جانی کے بری باسحقیت	جز بعدل ششم کو داؤد تست
رزق بدی سہی سے ہے حاصل کیا	غیر مرشد جگہ ہے داؤد ماں
نفس چوں بے شیخ بنید کام تو	از بن زنداں شود اور ام تو
شیخ سے وابستہ جب دیکھے بچھے	نفس تیرا رام ہو، بندہ بنے
صاحب یں گا و رام آگاہ شد	کز دم داؤد او آگاہ شد
گائے والا اس گھڑی بندہ بنا	جب دم داؤد سے واقف ہوا
عقل گاہ ہے غالب ہر شکا	برسگب نفس کہ باشد شیخ یار
عقل غالب آئے گی وقت شکار	نفس کے کتے پہ جب ہو شیخ یار
نفس اثر و راست بصدور و فن	رہنے شیخ اور از مزد و دیدہ کن
نفس تیرا، مکر کا ہے اثر و با	تو زمرہ روسے مرشد کا دکھا
اگر تو خواہی اینی از اثر و با	دستش از داماں ممکن عیدم رہا
اثر و ہے سے ہو اگر پہنچا بچھے	چھوڑ تو دامن نہ اسکا ماتھے سے
خاک شود و پیش شیخ با صفا	تا نہ خاک تو پروید کیما
خاک ہو جا سامنے تو شیخ کے	کیما پیسہ ہوا تیری خاک سے
اگر تو صاحب گور خواہی نبون	چوں خزان بخش کن از سونے رو
چاہے رسوائی جو صاحب گاؤ کی	چوں خزاں تو جز آکھاڑا سکی انی

منزجہ از پوست دارد صطل	منزجہ از پوست دارد صطل
منزجہ کو پوست سے ہیں سو طلال	منزجہ کو پوست سے ہیں سو طلال
چونکہ قشر عقل صد برہاں وہد	چونکہ قشر عقل صد برہاں وہد
عقل کا چھلکا دلیلیں لاکھ دے	عقل کا چھلکا دلیلیں لاکھ دے
عقل دفتر ہا کند یکسر سیاہ	عقل دفتر ہا کند یکسر سیاہ
دفتروں کو عقل بس کا لا کرے	دفتروں کو عقل بس کا لا کرے
از سیاہی وز سپیدی فاختہ	از سیاہی وز سپیدی فاختہ
وہ سیاہی اور سپیدی سے ہے دور	وہ سیاہی اور سپیدی سے ہے دور
ایں سیاہ و آں سفید از قدریت	ایں سیاہ و آں سفید از قدریت
ہے سیاہی اور سپیدی قدرتی	ہے سیاہی اور سپیدی قدرتی
قیمت ہمایاں و کیسہ از راست	قیمت ہمایاں و کیسہ از راست
کیسہ کی وقت بھلا بے زر ہو کیا	کیسہ کی وقت بھلا بے زر ہو کیا
بھینچا نہ قدرق از جاں بود	بھینچا نہ قدرق از جاں بود
جس طرح تو حیرت کی جان سے ہے	جس طرح تو حیرت کی جان سے ہے
گر بے جان نہ بے پر تو کنوں	گر بے جان نہ بے پر تو کنوں
زغہ رہتی جان بے پر تو اگر	زغہ رہتی جان بے پر تو اگر
نہیں بلو کہ ناطقہ جو مے کند	نہیں بلو کہ ناطقہ جو مے کند
یوں سمجھ جو نہر کھو دے ناطقا	یوں سمجھ جو نہر کھو دے ناطقا
گرچہ ہر قرن نے سخن آئے بود	گرچہ ہر قرن نے سخن آئے بود
کو کہ ہوں اہل سخن ہر قرن میں	کو کہ ہوں اہل سخن ہر قرن میں
نے کہ ہم تو رہتے انجیل و زبور	نے کہ ہم تو رہتے انجیل و زبور
کیا نہیں تو رہتے و انجیل و زبور	کیا نہیں تو رہتے و انجیل و زبور
روزی بے رنج جو ہے سیب	روزی بے رنج جو ہے سیب
روزی بے رنج جو ہے سیب	روزی بے رنج جو ہے سیب
سیب جنّت لائے جبریل اب شتاب	سیب جنّت لائے جبریل اب شتاب

ہر کہ جنس اور است یار او شود	ہر کہ داود کہ شہینت بود
چو ہے جس کی جنس اسکا یار ہو	ہاں مگر داؤد وہ ہے سیخ چو
کو مبدل گشت و جنس تن نمائند	ہر کہ احق ورمقام خود نشانند
ہو مقبول اور نہ جنس تن رہے	جس کو نایب اپنا خود مولا کرے
خلق جملہ علتے انداز کمین	یار علت میشود علت یقین
اک جہاں علت ہے اور اندر کمین	یار علت کی ہو علت بالیقین
ہر خے دعوائے داؤدی کند	ہر کہ بے تمیہ کف دروے زند
خاک و خس دعوائے داؤد بھی کرے	چو کہ ہو بے عقل اس کو مان لے
از صیائے بشنود آواز طیر	مرغ ابلہ میکند آنسوئے سیر
مرغ کی شن کر صد صد صد سے	مرغ نادان اس طرف رخ پھیرے
نقد را از قلب نشا صد غولیت	ہیں از و بگریز اگر چہ معنویت
چو نہ جانے اصل و نقل اسے غولیت	بھاگ اس سے گر چہ ہو وہ معنوی
رستہ و بر بستہ پیش او یکسیت	گر قفس دعویٰ کند او در شکست
قیدی اور آزاد دونوں ایک اُسے	شک میں ہے دعویٰ یقین کا جو کسے
آنچنین کس کو ذکی مطلق است	چونش میں تمیز نہو دامن حق است
ایسا انسان، گو ذکی مطلق ہے وہ	جب نہیں اس کو تمیز دامن حق ہے وہ
ہیں از و بگریز چوں آہو شیر	سوئے او منساب لے انا دلیر
بھاگ اس سے جیسے آہو شیر سے	گر ہے عاقل جانہ اُسکے سامنے

چوں بہ نزدیکِ علی اللہ شود	آں زبان صد گردش کو تہ شود
جائے جب آگے ولی اللہ کے	تو زبان سکو گز کی بھی چھوٹی ہے
صد زبان در پر زبانش صفت	زرق و ستانش نیاید در صفت
سود بانیں، ہر زبان میں سہ لغت	مگر وحید اُن کا بیرون صفت
مدعی کا و نفس آمد فصیح	صد ہزاراں حجت آرونا فصیح
مدعی کا وہ ہے گویا فصیح	سہ دلیلیں لائے بالکل نا فصیح
شہر البغریہ ایشاہ را	رہ تساند زوشہ آگاہ را
وے یہ دھوکا شہریان شاہ کو	یر نہ دے دھوکا شہ آگاہ کو
نفس البصیح مصحف ربیعین	خجرو غم شیر اندر آستین
نفس کے ہاتھوں میں قرآن کریمین	ہے مگر تلوار زیر آستین
مصحف سائوس او باور مکن	خوش با او ہمسرو ہمسر مکن
مصحف اُسکے مگر کا باور ذکر	اس کو تو ہماز اور ہمسر ذکر
سوئے حضرت آورد بہر وضو	واندر اندازد ترا در قمر جو
حوض پر لائے وضو کے واسطے	ڈال دے پھر قمر دریا میں تجھے
عقل نورانی و نیکو طابست	نفس ظلمانی براوچں غالبست
عقل نورانی ہے طالب نیک کی	نفس ظلمانی ہے کیوں غالب اخی
زائند اور خانہ عقل تو غریب	بر در خود گد بو و شیر مہیب
وہ ہے گھر میں عقل ہو کیونکہ دلیر	ہوتا ہے کتا بھی اپنے گھر پہ شیر
باسن تاشیراں سوئے بشیر و ند	وین سگان کو آسجا بگردند
مہر کرتا شیر سوئے دشت جابین	اندھے سمجھتے اس جگہ پھر غل مجاہدین
مگر نفس و تن نداند عام شہر	اگر و دجڑ بوحی القلب قبر
نفس و تن کے مگر کب جانیں حرام	جز بہ وحی ول نہیں ہوتا وہ رام

گفت آئے اس منم گفتا کہ تو	نے زگل مرغاں کنی لے خو برد
بولے ہاں وہ میں ہوں پھر بولا کہ تو	مٹی سے چڑیاں بنائے خو برد
پرو می پرے بکت جاں شود	در ہوا اندر زماں پڑاں شود
ہم جو چھوٹے اُن پر ہم حاصل کریں	اور ہوا میں وقتاً اُڑنے لگیں
گفت آئے گفت پس آں روح پاک	ہر چہ خواہی میکنی از کیست پاک
برے ہاں۔ بولا کہ پھر اے جان پاک	کہ جو چاہے، اب مجھے ہے کس سے پاک
بابائیں پڑہاں کہ باشد و چراں	کہ نباشد مر ترا از بند گاں
ہے جہاں میں کون اتنا مستند	جو نہیں بندہ ترا اسے مستند
گفت عیسیٰ کہ بذات پاک حق	مبدع تن خالق جان در سبق
بولے صلیح۔ ہے قسم اللہ کی	جان و تن کا ہے جو خالق و دافع
حُرمت و صفات پاک و	کہ بود کردوں گہمیاں چاک او
ہاں قسم اس ذات کی جو پاک ہے	آسمان جس کا گہمیاں چاک ہے
کاں فسوں و اسم اعظم را کہن	پر کرو بر کو بخواند مَشْخَسَن
وہ فسوں وہ اسم اعظم جب پڑھا	انذتوں بہروں کو ہوتی حاصل ستفا
پر کہ سنگیں بخواند مَشْخَسَن	خرقہ را بدید بر خود تا بناف
جب پڑھا کھسار پر۔ وہ پھٹ گیا	خرقہ کو تا ناف پھاڑا پڑھا
بر تن مُردہ بخواند مَشْخَسَن	بر سر لاشے بخواند مَشْخَسَن
جب پڑھا مُردے پہ مُردہ جی اٹھا	جو نہ تھا کچھ۔ وقتاً کچھ ہو گیا
خواند م آں را بردل حق و	صد ہزاراں بار در مانے مشغول
دوستی سے دل پہ احق کے پڑھا	لاکھوں بار اور کچھ اثر اسکا نہ تھا
سنگ خار گشت و آن خر گشت	رگبت کرے ز روید ہیچ گشت
سنگ بدلا خوں احق علی دہی	ریت مٹی جس سے نہ کوئی تھے مٹی

حضرت عیسیٰ کا بھاگ کر پہاڑ پر چڑھنا

عیسیٰ مریم کو ہے میگرجیت	شیر کوئی خون اور خواست بخت
عیسیٰ مریم گئے اک کوہ پر	بھاگ کر تھا شیر گویا جلد در
اک یکے درپے دوید وگفت خیر	درخت کس نسبت چہ گریزی چہ
بیچھے پیچھے دوڑ کر اک نے کہا	کون ہے پیچھے جو یوں ہے بھاگا
باشتاب و آنچنان متناجیت جنت	کز تاب خود جواب و نگفت
تیز تھے وہ بھاگتے میں اس قدر	بات سمجھ اس سے نہ کی بھاگے مگر
ایک دو میدان پرچے عیسیٰ برآند	پس بجد و جہد عیسیٰ را بجا اند
کھیت دو کھیت اگے پیچھے وہ گیا	بعد صد کوشش یہ سنے دی صدا
کز پیچھے مضایت حق یک لحظہ دست	کہ مرا اندر گریخت مشکلے ست
عطر و اک لمحہ خدا کے واسطے	بھاگنا اب سخت مشکل ہے مجھے
از کہ ایں سو میگریزی اک کریم	نہ پیت شیر و نہ خصم خوف و بیم
کس سے تم یوں بھاگتے ہو اے کریم	خیر ہے پیچھے نہ ہے دشمن کا بیم
گفت از احمق کہ یزاعلم برو	میر نام خویش را بندم مشو
بولے میں ہوں احمقوں سے بھاگتے	ہو نہ سدا راہ ہونے دے را
گفت آخر آں سیحانہ توئی	کہ شود کورو کہ از تو مستوی
بولے ہر تم تو سیحانہ بر ملا	اندھے بہرے تم سے پاتے ہیں شفا
گفت آسے گفت آنشہ نیستی	کہ فنون غیب امان و یستی
بولے ہاں ہاں بولا ہے وہ شاہ تو	ہے فنون غیب سے آگاہ تو
چوں بخوانی آں فنوں بر مژدہ	بر جہد چوں شیر صید آور دہ
جب تو پڑھنا ہے فنوں بے جان پر	شیر کی صورت ہے اٹھتا جھوم کر

اہل سبا کا قصہ

ایام آمد قصہ اہل سبا	کروم احمق صبا شد شاں و با
یاد آیا قصہ اہل سبا	حق حاکم سے سبا ان کو دیا
آں سبا ماند شہرے بیکل	درفسانہ بشنوی از کو دکان
وہ سبا اک شہر ہے بیحد بڑا	بچوں سے ہوگا کہانی میں سنا
کو دکان افسانہ مے آورند	درج در افسانہ شاں لیسر و پند
بیچے گو افسانے کرتے ہیں یاں	اُن فنانوں میں بھی ہیں راز نہاں
ہزلہا گویند در افسانہا	گنج میجو در ہمہ ویرانہا
گو افسانوں میں ہے یہودگی	گنج سب ویرانوں میں ڈھونڈاے اسی
اُبو شہرے بس عظیم و مہولے	قدر او قدر سگترہ پیش نے
کو عظیم الشان تھا شہر سبا	قدر میں کاسہ سے پر زائد نہ تھا
بس عظیم و بس فراخ و بس از	سخت زفت تو بہ تو پھول ساز
وہ بہت چڑا تھا اور بیحد دراز	اور گنجاں تہ بہ تہ تھیں پیاز
مروم وہ شہر مجموع اندرو	لیک چلہ سہ تن ناشستہ رو
آدمی دس شہروں کے واں جمع تھے	تین قسمیں ہیں جو تھے بھرے بھئے
اندرو نوع خلائی بہ شمار	لیک آں چلہ سہ خام پختہ خوا
خلق کی قسمیں تھیں اس میں بے شمار	تین قسمیں ان کی تھیں خام اور خوا
جان ناکر وہ سجاناں تھا خلق	گو ہزار اہست باشد میم تن
سوائے جان کہ گئی تھی اُن کی جان	گر ہزاروں جانیں ہوں تو نصف جان
آں کے بس دور بین و دیدہ کور	از سیلمان کو رودیدہ جائے مور
دور بین و کور تھی اُن قسم شور	دیکھتے چوبنی سلیمان سے تھے کور
آں و گر بس نیز کوش و سخت کمر	گنج در سے میت بچہ شک و در
دوسری تھی نیز کوش اور سخت کمر	گنج جس میں تھا نہ آں جو سنگ و زر

گفت حکمت حیات کا نجات حق	سود کروایں جانہود اور اسحق
یوحنا کیا حکمت تھی جو علم خدا	تھا وہاں عاقل، یہاں بے سود تھا
آں ہماں نخبت آں رنجے چرا	اور شدا اور اوایں اشد ووا
یہ بھی ہے وہ بھی مرض پھر مسئلے	اس کو نقصان، فائدہ پہنچا اُسے
گفت رنج احمقی قبر خداست	رنج کوری نیست قہر آں ابتلا
بولے یہ احمقی نہر خدا	اندھا پن تو ہے فقط اک ابتلا
ابتلا رنجیت کاں رحم آورد	احمقی رنجیت کاں زحم آورد
ابتلا کا رنج لائے رمتیں	احمقی کے رنج میں ہوں زمتیں
آنچہ داغ اوست مہر او کردہ است	چارہ برے نیار د پردوست
داغ اس کا مہر ہے اس پر لگی	اب علاج اسکا نہیں ممکن کوئی
راحمقال بگریز چوں عیسیٰ گریخت	صحبت احمق بے خونہا بگریخت
احمقوں سے مثل عیسیٰ بھاگ جا	خون ہوگا ان کی صحبت میں دلا
بر سر آرد زخم رنج احمقی	رحم نہو د چارہ جوئے آں شقی
سر کرے جروح رنج احمقی	ہو نہ رحمت چارہ جو اس شوم کی
اندک اندک آبے اورد ہوا	وانچیں دزد و ہم احمق از شما
تھوڑا تھوڑا پانی لے جیسے ہوا	اس طرح احمق بھی پیتا ہے چڑا
آں گریز عیسوی نزدیک بود	ایفست و آں بے تعلیم بود
بھاگتا عیسے کا تھا کب خوف سے	تھا مگر تعلیم ہی کے واسطے
ز مہریرا پر کند آفاق را	چہ غم آں خورشید با اشرار را
بھائے باد سرد اگر آفاق پر	اس سے کیا خورشید کو پہنچے ضرر

پس طلب کرد و دویکے یافتند	بے سرو بی بن سبک بنشا فتنند
ڈھونڈ کر وہ دیگ لائے اک دیاں	تھانہ پیندا اور نہ سر تھا بیگان
برسر آتش نہا ونداں سہ تن	مرغ فرہ ابدیگ اندر ز تن
بل کے پھر تینوں نے رکھا آگ پر	دیگ میں اس مرغ فرہ کو ادھر
آتش کش کر دند چنداں لے پسر	کاستخوال شد بختہ محش پیچنبر
پھر جلائی آگ اتنی اے پسر	کوشت کچا ہڈیاں تھیں بختہ تر
زآں ہے خور وند چول رصید شیر	ہر یکے از خور وندش چون میل سیر
کھایا پھر جوں شیر کھاتا ہے شکار	سیر اُسے کھا کر ہوئے وہ قیل وار
ہر سہ زآں خور وند ہیں فرہ شند	چوں سیل بسین رگ و مرہ شند
تینوں اس کو کھا کے موٹے ہو گئے	تین نیلوں کی طرح فرہ بنے
آپنھاں کنز فرہ بھی ہر کیجے اس	ورنگیندے ز رفتی در جہاں
مرغ کھا کر اتنے پھولے وہ جواں	بس سما سکتے نہ تھے دنیا میں ماں
باچنیں گزری بہفت اندام زفت	از شکاف رُبروں جستند رفت
تھے اگرچہ موٹے اور اتنے بڑے	لیکن اک سوراخ سے باہر ہوئے
راہ مرگ خلق ناپیدار ہمیت	در نظر ناید کہ آں بجار ہمیت
خلق کے مرنے کا ہے رستہ نہاں	بے شکا نے ہے - نظر آئے کہاں
انک پیالے کا روا نہا مہلقی	زیں شکاف رُکے ہست آں مہلقی
آگے پیچھے قافلے سب ہیں رواں	اس شکاف در سے جو ہے بس نہاں
بر در ارجوئی نیابی آں شکاف	سخت ناپیدا در حیدر من زخاف
در پہ ڈھونڈے تو نہ پائے در بھی	ہے بہت پوشیدہ طاقتوں میں چھی
اے ضیاء الحق حاتم الدین غیاں	باز باید گفت شرح ایں بیاں
اے ضیاء الحق حاتم الدین غیاں	شرح اسکی چاہیئے کرنی بیاں

لیکے امنہائے جامہ اور راز	واں و گور و برہنہ لاشہ تاز
دامن اُن کے حقے دراز اے متقی	تیسری باطل برہنہ قسم متقی
من ہے بینم کہ چہ قومند و چند	گفت کور ایک گرو ہے میرسند
دیکھتے ہیں ہم کہ وہ کہتے ہیں سب	بولے اندھے ایک قوم آتی ہے اب
کہ چہ می گویند پیدا و نہاں	گفت کور آئے شنیدم باگشاں
ظاہر و باطن ہیں وہ کہتے ہیں کیا	بولے ہرے ہاں سنی اعلیٰ صدا
کہ برہنہ از درازے دامنم	آں برہنہ گفت شساں اُنم
وہ نہ دامن کو ہمارے پھاڑ دیں	بولے ننگے ہے یہ اندیشہ ہمیں
خیر بگریزیم پیش از زخم و بند	کور گفت تلخیک نزدیک آمدند
بھاگنا نقصاں سے پیلے چاہئے	اندھے بولے، لو وہ نزدیک آگئے
میشود نزدیک تر لال ہلہ	گر ہے گوید کہ آئے مشغلہ
شور و غل نزدیک ہم سے ہو گیا	بولے ہرے۔ ٹھیک ہے یہ بر ملا
از طمع بُرئد و من نا امنم	آں برہنہ گفت آوہ دامنم
پھاڑ پھینکیں گے اسے وہ بے ہنم	وہ برہنہ بولے۔ دامن سے ہے ڈر
وز ہر میت در ہے اندر شند	شہر اہشتند بیروں آمدند
اور سب اک گاؤں میں جا کر چلے	چھوڑ کر سب شہر باہر آگئے
لیک دڑہ گوشت برونے شند	اندر آں وہ مرغ فرہ یافتند
گوشت جس میں ایک دڑہ بھرتھا	گاؤں میں اک مرغ موٹا سا ملا
عور گرفت بدامن در کشید	کور دید و آں کہ آوازش شنید
اور لیا دامن میں ننگے نے اٹھا	کور نے دیکھا، سنی کر نے صدا
استخوانہا ز ارگشتہ چوں نباغ	مرغ مردہ خشک ز زخم کلاغ
ہڈیاں تھیں تار تار اے با صفا	زخم سے کوسے کے مڑہ مرغ تھا

پارہ گریا زش ہی خنداں بود	اگرستانی پارہ گریاں شوو
اور کرے واپس تو پھر وہ سب ہیں	چھین لے کوئی تو وہ رونے لگیں
گر فی خندہ اش نزار و اعتبار	بچوں نباشد طفل ادائش و مار
رونے بٹنے کا نہیں کچھ اعتبار	عقل بچوں کو نہیں ہوتی ہے مار
پس آن مال و روغیس سے طیبید	محشم چون ریت املک فید
حرص میں ہے مال باطل کی آیت	ملک سمجھا عارضی دولت امیر
ترسا زوز نے کہ پر باید جوال	خواب ہے بیند کہ اور ہست مال
چروں سے ڈرتا ہے لیجا میں نہ مال	دیکھتا ہے خواب میں مال و متال
پس ز ترس خویش شخرایش	بچوں ز خواش بر کشاید گوش کش
پھر ہنسی اس ڈر پہ آنے کی اسے	اسکے جب اس کی کھلے گی خواب سے
کہ بود شاں عقل و علم اینجہاں	انچھیں ترسانی این عالماں
جن کو علم اور عقل ہے اس دہر کی	عالموں کا بھی ہے ڈرنا ایسا ہی
گفت یزدور بنی لایعلمون	از پٹے میں عاقلان و فنون
قول حق قرآن میں ہے کالعلمون	ہیں انہیں کے واسطے اے ذوفنون
خویشتر علم پندار و بے	ہر کسے ترساں زوز و نئی کسے
اپنے کو عالم بڑا ہے جانتا	ہر کوئی چوری سے ہے سہما ہوا
خوندار و روزگار سو مند	گوید او کہ روزگار مے برزد
خو نہیں اس کا زمانہ سکوند	کہتا ہے دہتی ہے یہ دنیا گزند
غرق بیکارست جانش تا بجل	گوید از کارم بر آورد خلق
غرق بیکاری ہے سر سے ہاؤں تک	کہتا ہے حاج ہے دنیا بیہر تک
چوں رام و امن ز کجاں شاں	مور ترساں کہ مٹم دامن کشاں
ما تھ سے کس طرح ہو آنکے رنا	منکا ڈرتا ہے کہ دامن ہے پڑ

اے سپر مختصر افسانہ نیست	آشنا را روئے در بیگانہ نیست
مختصر ہر بات افسانہ نہیں	آشنا مشتاق بیگانہ نہیں

اندھے مہرے اور ننگے کی تشریح

کراہل اداں کہ مرگ ماستنید	مرگ خود نشیند و نقل خود ندید
بہری ہے امید موت اکثر سنی	اور نہ مرگ و نقل اپنی سن سکی
حرص نابیناست بندہ مومو	عیب خصال بگوید فاش او
حرص نابینا ہے دیکھے موبو	عیب خلقت اور کھولے ہو ہو
عیب خود کی رہ چشم کو راو	مے نہ بند کر چہ بہت عیب جو
عیب اپنا اس کی چشم کو راو	کچھ نہ سوچے ہے گر جودہ بخریب جو
عوز میرسد کہ داماش برند	دامن مرو برہنہ کے ورنہ
ننگ ڈرتا ہے نہ دامن پھان دیں	دامن مرو برہنہ کی بھیش
مرو دنیا مجلس ست ترساک	یہیچ اور انہست از درد آتش پاک
مرو دنیا مجلس اور ہے خوفناک	کچھ نہیں اسکو مگر چروں سے پاک
او برہنہ آمد و عریاں رود	وز غم و زدن جگر خوں میشود
ننگ آیا ہے وہ ننگ جانیگا	غم سے چروں کے جگر ہے خون سا
وقت مرش کہ بود صد نوبہ پیش	خندہ آید جانش از ترس خدیش
وقت مرنے کے جو ماتم ہو سوا	ہنستی ہے جان اسکی اس ترسنا
آن زمانہ اتنی کش نیست در	ہم فکی داند کہ بود اچھے ہنر
جب غنی سمجھے کہ ہے محروم زر	اور فکی جانے کہ ہے وہ بے ہنر
اچوں کنار کوو کے پیر از سقاں	کو پراں لرزاں بود چوں پٹاں
گود میں بچوں کے جیسے بھیکرے	مال اپنا وہ سمجھتے ہیں اُسے

اہل سبا کی خوشی اور ناشکری

میر میزندے را صاحب لقا	اہل شاں بد بوداں اہل سبا
بھاگتے تھے انبیاء سے دور ہی	صل ہی اہل سبا کی تھی بڑی
انچپ از راستا ز بہر فراغ	اما شاں جنین ضیاع و بارغ و بارغ
ہر طرف سے انکو حاصل تھا فراغ	رحمت انکو ہونے لگے دشت و بارغ
ہنگامے شد معبرہ بر رکندار	ایسکے افتاد از پتہ سی شمار
تھک تھی رکیر پہ ہر رکندار	میوے افزودنی سے گرے بی شمار
از پتہ تی میوہ ہر دور شکفت	آن شاں میوہ رور امیگرفت
اور رہرو کو ستیز تھا دو چند	راہ میووں کی بچھاو سے تھی بند
پڑ شدے ناخواست میوہ شاں	سلسلہ پر سر برد خستہ ان شاں
خود بخود میووں سے بھرتے لوگر	جاتے لے کر سامنے جب پیڑ کے
پڑ شدے زان میوہ امنہا بسے	باداں میوہ فشاں دے بے کسے
میووں سے بھرتے تھے دامن پر	میووں کو چٹکاتی رہتی تھی ہوا
بر سر دروے روندہ میزوا	خوشہ ہائے زفت تا زیر آمدہ
منہ پہ لٹکتے تھے وہ ہر رکیر کے	مجموع کہ جھکتے تھے جب خشتے بٹھے
بستہ ہوئے بر میاں زریں کر	مرد کھن تاب از پرتی زر
وہ بھی تھا چٹکا سنہری باندھا	صاحب اموال بھڑ بھونچا بھی تھا
تختہ بودے گرگ صحرا از نوا	سگ کلیجہ کو فتنے در زیر پا
بھیر یا بیار سوہ بھیم سے	کٹے کے پاؤں میں کپے تھے پٹے
بز نتر سیدے ہم از گرگ سترگ	گشتہ امین شہر و دہ زوز و گرگ
بھیر ڈرتی تھی دہرگز گرگ سے	شہر و دہ محفوظ دزد و گرگ تھے

جان خود را می نداند از علوم	صد ہزاراں فضل و اندازِ علوم
فلکت ہاں سے نہیں بے آشتا	لاکھ علم و فضل وہ ہے جانتا
در بیان جوہر خود چوں خرے	واندا و خاصیت ہر جوہرے
اپنے جوہر کے بیاں میں بے شعور	جانے ہر جوہر کی خاصیت ضرور
خود ندانی تو بکوزی یا عجوز	کہ ہے دائم بکوز و لایکوز
تو نہ جانے اس کو ہرگز اے عجز	کہتا ہے جانوں بکوز و لایکوز
خود روایا ناروانی نہیں تو نیک	ایں رواں ناروادانی و لیک
خود روایا ناروا ہے۔ دیکھ لے	تو روا اور ناروا جانے ولے
قیمت خود را ندانی احمقیست	قیمت ہر کالہ میدان کی کہ چیت
اپنی قیمت خود نہ جانے احمقا	دام ہر سامان کے تو ہے جانتا
ننگری سعدی تو یا ناشستم	سعد ہا و نحس ہا دانستم
اپنی بھی دیکھی کبھی نیکی پری	سعد بھی تو جانتا ہے۔ نحس بھی
کہ بدانی من کیم در یوم دیں	جان تجلہ علیہا نیست امیں
حشر میں پہچانے خود کو آپ ہی	جان ہے بس سارے رطلوں کی یہی
بنگرا ندر اصل خود کو ہست نیک	آں اصول میں بدانستی و لیک
غور کچھ اپنی حقیقت پر بھی کر	کو اصول دیں تو سمجھا ہے مگر
کہ بدانی اصل خود اے مروہ	از اصولیت اصول غیش بہ
نما تو اپنی اصل سے ہو آشتا	ہے اصولی سے اصول اپنا بھلا

۱۔ جائز اور ناجائز *

۲۔ بڑھیا +

شکر نعمت نعمت افزوں کند صد ہزاراں گل زخاے سرزند
شکر نعمت ، نعمتوں کو دے بڑھا لاکھوں گل اک خار سے گلین بنا

قوم کا انبیاء کو جواب دینا

قوم گفتہ شکر مارا بر غول	ما شدیم از شکر و نعمت ملول
قوم بولے کیا شکر اپنا غول	ہو گئے ہم شکر و نعمت سے ملول
نعمتے چہ سیر شد جاں مال نہیں	شکر چہ گوئیم برگو بیبا نہیں
کیا ہے نعمت ، سیر ہم اس ہوئے	شکر اب کس کا کریں فرما بیبا
پیش مالیں نعمت آمد محنتے	شکر محنت کس تکفہ است کفنتے
اب تو یہ نعمت بھی محنت ہو گئی	شکر محنت کون کرتا ہے کبھی
ما چناناں پڑ مروہ کشیتیم از عطا	کہ نہ طاعت ماں خوش آید و خطا
ہم عطا سے استعد ناخوش ہوئے	اب خطا میں ہیں نہ طاعت میں ہوئے
مانی خواہیم نعمتہا و باغ	مانی خواہیم اسباب فراغ
اب نہیں درکار یہ نعمت یہ باغ	اب نہیں منظور اسباب فراغ

انبیاء کا قوم کو جواب دینا

انبیاء گفتند در دل ملتے ست	کہ از آن حق شناسی آفتے ست
دل میں اک ملت ہے برے انبیاء	حق شناسی کے لئے جو ہے بلا
نعمت ازوے جلگی علت شوو	طعمہ و رہیمار کے قوت شوو
ساری نعمت اس سے بس علت ہی ہو	کھانے سے قوت ہو کیا بیمار کو
چند خوش پیش تو آمد اے مضر	جملہ ناخوش گشت سنان و کدہ
آئیں طیشوں سامنے تیرے اگر	ناخوشی سب ہو گئیں اور پڑ حذر

آتش سوزندہ نشان صابوں میں	جامہ ایشیاں اگر چہ کیس شدے
آگ بن جاتی انہیں صابوں تر	ان کے کپڑے میٹھے ہو جاتے اگر
بعد کی ساعت میں خوش باعفا	در تنور انداختندے جامہ را
صاف ہوتے بعد بخوشی دہرے	کپڑوں کو تنور میں وہ ڈالتے
کہ زیادت میں شد آں یو مانیوم	مگر گویم شرح نعمتہائے قوم
جو زیادہ ہوتی تھی یو مانیوم	مگر کروں میں شرح نعمتہائے قوم
انبیاء پر دند امر فاسق	مانع آمد از نعمتہائے مہم
انبیاء نے فاسقہ ان کے کہا	تو مرا مقصد یہی رہ جائے گا

سبائیں تیرہ پیغمبروں کا آنا

مکہ میں را جملہ راہبری شدند	سیزده پیغمبر آسنا آمدند
مکہ میں کی راہبری کے واسطے	تیرہ پیغمبر وہاں نازل ہوئے
مکہ میں شکر ارجندہ حر کو	کہ ہلا نعمت فزوں شد شکر گو
شکر کا گھڑوا جو سوئے - لڑو	شکر افزائی نعمت کا کرو
ورنہ بکشاید در چشم ابد	شکر منعم واجب آمد و رزق
ورنہ پھر غصے کا در کھل جائیگا	شکر حق از راو دانش ہے روا
کہ چشم نعمت بشکرے بس کند	ایں کرم پیشہ ایں خود کس کند
شکر کم کون ایسی نعمت کا کرے	یہی ہے انجام اور ایسا کرے
پا بہ بنشد شکر خواہد قعدہ	سر بہ بنشد شکر خواہد سجدہ
پاؤں بچنے شکر میں قندہ کرو	سر بلا نہ، شکر کا سجدہ کرو

معرفت ازود فاسدے کند	ز آنکہ نفس گرو علت مے تند
معرفت کو جلد تر فاسد کرے	گرو علت کیونکہ نفس اسکا پھرے
دوستی با عاقل و با عقل گیر	اگر نحو اہی دوست افروا نفیر
عقل اور عاقل سے ربط اپنا بڑھا	کرد چاہے تر تنفر دوست کا
ہرچہ گیری تو مرض را آلتی	از سموم نفس چوں با علتی
اس لئے ہے آلہ آزار تو	نفس کی گرمی سے ہے بیمار تو
گر بیماری مہر دل چنگے شود	گر بیماری گوہرے سنگے شود
لے جنت دل کی جھلے میں رہے	تو جو موتی لے تو وہ پتھر بنے
بعد رکت گشت ذوق و کیف	ور بیماری نکتہ بکر لطیف
بعد آگاہی ہو بے ذوق و کیف	نکتہ نادر ملے تجھ کو لطیف
چیز دیگر کہ بجز آں اے عصفد	کہ من آں اے بس شنیدم کہ نہ شد
اب بتا دے اور کچھ اسکے سوا	یہ پڑانا ہے اسے ہوں سن چکا
باز فدا زوشوی زار و نفیر	چیز دیگر تازہ و نو گفتہ گیر
دوسرے دن اس سے بھی نفرت پئے	دوسری چیز اک اچھوتی کر پئے
ہر حدیش کہ نہ پیشیت نو شود	وقع علت کن چہ علت خوشو
پھر نیا کر ہر پڑاتی بات کو	وقع علت کر کہ علت دور ہو
بشکفد صد خوشہ کہ نہ ز گو	منا کہ از کہ نہ بر آرد شاخ نو
خاک سے پھوٹیں ٹکڑے لے اچی	تا پرانی شاخ سے نکلے نئی
بحر قلزم وید مارا فافلق	با طیبیا ہم شاگردان حق
دیکھا قلزم نے جو ہم کو بیٹ گیا	ہیں طیبیہ اور ہم ہیں شاگرد خدا
کہ بدل از را و نبضے بگدئم	آں طیبیان طبیعت دیگر ند
دل کی حالت ہم سے نہیں عجیب	دوسرے ہیں وہ طبیعت کے طیبیہ

گشت ناخوش ہرچہ بوجے کف نعی	اگر خوشی خوشی ہا آمدی
ہا یا جو کچھ اس سے تو ناخوش ہوا	اپنی خوشیوں کا تو ہے دشمن بنا
شد حقیر و خوار در ویدار تو	ہر کہ او شد آشنا و یار تو
خوار وہ تیری نظر میں ہو گیا	جو کہ تیرا ہوا یار آشنا
پیش او تو پس ہست و محترم	ہر کہ او بیگانہ باشد با تو ہم
وہ رہا تیری نظر میں محترم	تجھ سے بیگانہ رہا جو بیش و کم
زہرا و در حلقہ خفاں ساریست	انہم از نا شیراں بیماریست
زہر اس کا سب میں ہے دودا ہوا	تاں اثر ہے یہ اسی بیماری کا
کہ شکہ با آں حدیث باید نمود	دفع آں علت باید کرد زود
شک پیدا چاہئے کہ نا ضرور	چاہئے علت یہ کہ نا جلد دور
آب حیواں گر رسد آتش شود	ہر خوشی کا گدہ ہو ناخوش ہوو
آب حیواں آگ ہو اے مدعی	خوشی تجھ کو لے ہو نا خوشی
مرگ گردوز آں حیات عاقبت	کیمیائے مرگ جہت آں صفت
زندگی بھی موت ہو انجام کار	کیمیائے رنج و غم ایسی ہے یار
چوں بیاید در تن تو گندہ شد	بس فدا کی کہ زوے دل زندہ شد
جب وہ آئی جسم میں ، گندہ ہوا	تو فدا ہے اس سے دل زندہ ہوا
چوں شکار شد بر تو خوار شد	بس عزیز کے کہ بتا ز شکار شد
پاس رہ کر وہ ہوا آخر کو خوار	ہو گیا جو ناز کا تیرے شکار
چوں شود ہر دم فزول باشد فلا	آشنا فی عقل با عقل از صفا
دوستی ہر دم صفائی سے بڑھے	آشنا فی عقل کی ہو عقل سے
تو یقین میدان کہ دم دم مکر است	آشنا فی نفس با ہر نفس بست
تو یقین کر لے وہ ہر لحظہ گھٹے	آشنا فی نفس کو ہے نفس سے

اس قوم کا پیغمبروں سے معجزہ طلب کرنا

قوم گفتند اے گروہ مدعی	کو گواہ علم طب نامہ فنی
قوم بولی۔ اے گروہ مدعی	ہے ہتھاری طب کا شاہد بھی کوئی
چوں شما بستہ ہیں خواب خورد	ہچو ما با شید و روہ سے چہ یہ
تم بھی خود ہو خواب و خور میں مبتلا	جس طرح ہم گاؤں میں ہیں بر ملا
چوں شما در دامِ این آبِ گلید	کے شما صیادِ سیمرخ و لید
جبکہ تم بھی ہو اسیرِ آب و گل	کون مانے صیدِ سیمرخ و ل
حسب و جاہِ سرورِ می آرد ہواں	کہ شمار و خویش از پیغمبراں
سب یہ جاہ و سروری ہے اس لئے	یعنی پیغمبر ہو خود کو جانتے
ما نخواستیم اینچنین لاف و روع	کردن از در گوش و اقدان بد روع
جھوٹی باتیں ایسی ہم سمجھتے نہیں	بڑے جاہیوں کی کٹائی میں کہیں
انبیاء گفتند کایں زان علت است	مایہ کوری حجاب و پست است
انبیاء بولے یہ علت ہے وہی	کوری ہے گرویت کا خود پر وہی
و دعویٰ ما را شنیدید و شما	مے نہ بینید ایں گہر دست ما
تم ہمارے دعوے سمجھتے ہو مگر	ہاتھ میں گہر نہیں آتا نظر
امتحان است لیں گہر مخلق را	ماش گہر و ایم گہر و چشمہا
امتحان ہے یہ گہر مخلوق کا	سامنے آنکھوں کے ہے لکھا ہوا
ہر کہ گوید گو گو آفتش کو است	کونے بیند گہر جس عاست
کشتگو اس کی ہے خود اسکی گواہ	وہ نہ دیکھے اس کا بیانی تہا
آفتابے در سخن آمد کہ خیز	کہ برآمد روز و پر جہ کم تیز
گر کے سورج کہ اے لوگو اٹھو	دن نکل آیا۔ لڑائی چھوڑ دو

کہ فراست ما با علی منظریم	ما بدل بے واسطہ خوش شکریم
ہم تو ہیں دانائی سے اعلیٰ نگر	الہی ہے بے واسطہ دل پر نظر
جان حیوانی بدیشاں استوار	آل طیبیان غنائید و شمار
جان حیوانی ہے اُن سے استوار	بھل غذا پند اُن طیبیوں کا مدار
علم ہم ما پر تو نور جلال	ما طیبیان فعالیم و معال
علم حق ہم کو دیتا ہے خبر	اور ہیں قول و فعل کے ہم چارہ گر
واپچنیاں فعلے ذرہ قاطع شود	کاپچنیں فعلے ترانہ فود
اور بھروہ کام رو کے راستے	یعنی ہوگی منفعت اس کام سے
واپچنیاں قولے ترانیش آورد	اپچنیں قولے ترانیش آورد
اور ایسا قول ہوگا نیشتر	ہوگا ایسے قول سے تو بہرہ ور
پیش تو بنہیم و بنہایم جد	آپچنان ایں جنیں از نیک بد
آگے رکھ کر ہم ہیں کوشش میں فنا	ایسا ویسا اور سب اچھا بُرا
زہر و شکر سنگ گوہر شد عیاں	اگر تو خرابی ایں گزین و خواہی اں
زہر و شکر، موٹی، پتھر، آشکار	چاہے یہ اور چاہے وہ کہ اختیار
وین دلیل ما بد و وحی جلیل	آل طیبیان ابود بولے دلیل
اور دلیل اپنی ہے بس وحی طلیل	ان طیبیوں کے لئے بول اک دلیل
دست مزدوار سدا ز حق ہے	دست مزدے مے نخواستیم از کسے
ہم کو مزدوری ملی علی اللہ سے	حق محنت کچھ نہیں ہم چاہتے
دارقے ما یک بیک رنجور را	ہیں صلا بیمار می ناسور را
میں دوا ہم اس کو جو رنجور ہے	آؤ، گر بیماری ناسور ہے



بذل جان و بذل جاہ و بذل سہ	گفت افزوں آتو فروش و بجز
بذل جان و جاہ و سر کومولے	گفتگوئے بہیدہ کو بیچ دے
کہ حسد دار و فلک پر جاہ او	آشنائے تو بگوید فضل ہو
آسماں کو ہر حسد اس جاہ کا	تا کرے تیری ثنا فقیر خدا
خود بہ بیفید و شوید از خود خجل	چون طیبیاں انگہ دار پیدل
خود خجل ہو جاؤ گئے تم دیکھ کر	پاس خاطر ہے طیبیوں کا اگر
لیک کر ہم طیبیاں زہد سیت	ادفع ایں کوری بدست غل غنیت
کہ طیبیوں کی ہدایت کا یقین	و دست خلقت میں یہ اندھاپن نہیں
ہما بیشک و عنبر آگندہ شوید	ایں طیبیاں ابجاں بندہ شوید
تا کہ تمکے مشک و عنبر سے مدام	ایں طیبیوں کا ڈول سے ہو غلام

قوم کا انبیا پر ہمت لگانا

کہ خدا ناعب کند از زید و بکر	قوم گفتند اینہم زرقست و مکر
ہوں جو ناسب یوں خدا کے زید و بکر	قوم بولی ہے یہ حیلہ اور مکر
آب و گل کو خالق افلاک کو	ہر رسول شاہ باید جنس او
آب و گل سے اور خدا سے میل کیا	شاہ کا قاصد ہو اس کی جنس کا
پیشہ را داریم ہمارا زہما	مغز خر خوردیم تا ما چوں شما
جانیں کیوں مجھ کو عمرائے ہما	مغز خر کھایا تمہاری طرح کیا
ز آفتاب چرخ چہ بود ذرہ	آگو ہما کو پیشہ کو گل کو حسدا
ذرے کو سورج سے کیا نسبت بھلا	کیا ہما مجھ کو کہاں گل اور خدا

لے خرچ کرنا۔ دے ڈالنا +

گویت آگ کو راز حق دیدہ خواہ	تو بگوئی آفتابا کو گواہ
وہ کہے اندھے! خدا سے آنکھ چاہ	تو کہے ہے کون اے سوچ گواہ
عین حستن کوریش وارو بلغ	روز روشن ہر کہ اوچید چرخ
عین کوری ہے یہ اس کا ڈھونڈنا	سبح دن کے وقت جو ہے ڈھونڈنا
کہ ضیا ہست و تو اندر پہ	اور نے بینی گمانے بروہ
ہے ضیا اور تو ہے پرے میں چھپا	گردہ دیکھے ہو گماں اس بات کا
خامش و در انتظار فضل باطن	اکوئی خود را ممکن نہیں گفت خامش
چھپ ہو کہ فضل خدا کا انتظار	اپنا اندھا پن نہ کر یوں آشکار
زہل شقاوت یونے دل بربادت	فضل بے علت مگر دریا بدت
اس شقاوت سے ترا دل پھرے	فضل بے علت مگر پالے تجھے
آئندہ پنہاں شد از تو جو رنمدا	اور بہانی در چشیں کوری ابد
آئندہ پنہاں ہو مندے میں ترا	کہ رہے اس اندھے پن میں کوسدا
خوش رسوا کرشت اے تندخو	در میان روز گفتن روز کو
اپنے کو کرنا ہے رسوا بیگماں	دن کو یہ کہنا کہ اب دن ہے کہاں
وین نشان حستن نشان عفت	صبر و خاموشی جذوب رحمت
مت نشان کو ڈھونڈ علت ہے ہی	جاذب رحمت ہے صبر و خاموشی
آید از جاناں جزائے الصمتوا	الصمتوا بیذیر تا بر جان تو
خاموشی کا کچھ ادھر سے ہو اثر	نہ ہو خامش تا کہ تیری جان پر
بر زمیں زن زود سرا لے لیب	اگر سخا ہی نکس پیشیں میں طیب
رکھ دے سر پیش طیب اب جلد ہی	کہ نہ چاہے عذوب آزار اے انجی

لے بینی خدا کی طرف سے :

ماہ مے گوید کہ اے پہلاں وید	چشمہ آن راست آن کیسٹوید
چاند کتا ہے کہ اے نیل بڑھو	ہے ہمارا چشمہ اسکو چھوڑ دو
ورنہ من تا کور گرد ام ستم	گنہم از گردن دوں اند اتم
ورنہ سب کو کور کردوں ظلم سے	کہ دیا اب کچھ نہیں دیتے مرے
ترکوا میں چشمہ بگوند و روید	تا زخم تیغ من امین شود
چھوڑ دو چھٹے کو اور آگے بڑھو	تا کہ زخم تیغ سے امین رہو
نک نشاں آنست کاند چشمہ ماہ	مضطرب گرد و زہیل آب غاہ
یہ نشان ہے کہ اس چھٹے میں ماہ	مضطرب ہو جب ہو مانتی آب غاہ
آن فلاں شب حاضر آئے شاہ پیل	تا دین چشمہ یابی آن میل
آواں اس رات کو لے شاہ پیل	تا کہ تو چھٹے میں پائے یہ دیل
چونکہ ہفت بہشت از مہ بگذرید	شاہ پیل آمد ز چشمہ پھر پید
ساتویں یا آٹھویں مئی چاند کی	آیا اس چھٹے پہ شاہ پیل بھی
چونکہ زو خرطوم پیل آنشب آب	مضطرب شد آب مہ کرد مضطرب
سوند پانی میں جو ماری بے حجاب	چاند کا پانی میں دیکھا اضطراب
پیل باور کردار وے آن خطاب	چوں روین چشمہ کہ کرد مضطراب
فیل کو آیا یستیں پیغام کا	مضطرب جب چاند چھٹے میں ہوا
ترس ترساں باز گشتند آن مہ	بعد ازاں نامدیکے زایشاں ہمہ
ڈر گئے ہاتھی پھرے سب بے خبر	پھر وہاں آیا نہ کوئی بھول کہ
ماہ ز آن پہلاں کلیم لے گروہ	کا اضطراب ہ آروماں مشکوہ
ہم تو وہ ہاتھی نہیں میں لے گروہ	چاند سے جو ہو ہمیں خوف مشکوہ

تا کہ عقل و دماغ در رود	ایں چہ نسبت میں چہ پوئیے بود
عقل میں کیونکر سماسے واہ وا	جز یہ کیسا ہے یہ نسبت ہے کیا
ایں چہ زرقست و چشید ست	تا کجا ایں گفت بیہودہ کجا
یہ ہے کیسا حیلہ اور مکر و دغا	بیہودہ کوئی ہے آخر تا کجا
مے نگیر و مغز ما این استان	اخذ کجا کو آسماں کو رسیماں
ہنم میں آتی ہے کب یہ دشتاں	خود کہاں اور آسماں رستی کہاں
گنڈا راسے شناسیم از گزر	غالباً ما عقل داریم ایں قدر
گنڈا نا گاہر کی ہے ہم کو خر	غالباً ہے عقل ہم میں اس قدر

خرگوشوں کا قصہ

من رسول ما ہم ہا ماہ جفت	ایں بدیاں ماندہ خرگوشے بگفت
چاند کا قاصد ہوں اسکی جنس سے	یہ عقل وہ ہے کا خرگوش نے
جملہ نچر اں مجہند اندر وبال	اکوزمہ پیلان آں چشمہ زلال
تجے مصیبت میں شکاری جانور	ہا بقیوں کے گلہ سے اک چشمے پر
حیلہ کر دند چوں کم بود زور	جملہ محروم و زخوف از چشمہ دور
زور کم تھا مگر ہی کرنے لگے	دور سب چشمے سے اور محروم تھے
سوئے پیلان در شب عرہ ہلال	از سہر کہ بانگ خرگوش زال
ہا بھٹیوں کو چاند پہلا دیکھ کے	یہ صدا ہی کرہ سے خرگوش نے
تا درون چشمہ یابی ایں دلیل	کہ بیاراج عشرائے شاہ پیل
تاٹے چشمے میں تجھ کو یہ دلیل	چو دھویں شب کو ترہائے شاہ پیل
بر رسولان بند و جزو ختم نیست	شاہ پیلان من رسول پیش نیست
قاصدوں کو کون دیتا ہے ضرر	نہیں ہوں قاصد شاہ پیلان آدھر

پیش بد بختے نذا عشق باخت	اے بسا معشوق کا یہ ناشناخت
اور بد قسمت نہ عشق اس سے کرے	آئے معشوق اکثر اس کے سامنے
مے نسا زوگر ہاں ارادہ راست	احتمال انہیں جہاں چہ است
کب ملا گمہ کو سیدھا راستا	کم نصیبی اصقوں کی ہے یہ کیا
دیں مقلب قلب اسوہ قضاست	ایں غلط وہ دیدہ راجہ مابست
پھیرتی ہے قلب کو سوتے قضا	بد نصیبی ہے غلط ہیں بر ملا
لعنت و کوری شما را ظلم شد	چوں بت سنگیں شما را قبلہ شد
لعنت و کوری میں ہے تم کو پناہ	ہے بت سنگیں تمہارا قبلہ گاہ
چوں نشاید عقل جان مرا و حق	چوں بشاید سنگ تاں نیاز حق
جب نہ عقل و روح بھی پائے پتہ	کس طرح پتھر شریک حق ہے
چوں نشاید زندہ ہمارا میک	پیشہ مردہ ہمارا شد شریک
اور نہ زندہ شاہ کا ہو آستانہ	مردہ مجھ ہو ہم آغوش ہما
پیشہ زندہ ترا شیدہ است	یا مگر مردہ ترا شیدہ شماست
زندہ مجھ کو ترا شے کبریا	مردہ مجھ ہے ترا شاتم نے یا
موماراں اسرار ہست کیش	عاشق خویشید و صنعتگر خویش
سانپ کا سر دین ہے نزدیک کرم	عاشق اپنی اپنی صنعت پر ہونم
نے در آں سراحتے ولذتے	نے در آں ہوم دوستے و نعتے
سر میں کب ہے راحت لذت ناں	دولت و نعمت ہے اس میں کہاں
لائق اندو در خورد آں ہر دو یار	اگر دوسر گرواں بود آں مہ مار
لائق اپنے اپنے ہیں دونوں وہ یار	گرو سر پھرتی ہے اکثر جو مہ مار
در الہی نامہ گر خوش بشنوی	آپناں گوید حکیم غزنوی
اس الہی نامہ میں ایسے طعنی	سن یہ کہتے ہیں حکیم غزنوی

انبیاء کا جواب دینا

سخت تر کر دے سفیناں تختاں	انبیاء گفتند آوہ پند جاں
مشکلوں کو اور بھی مشکل سوا	انبیاء بولے رضیعت لے کیا
کشت زہر و قہر جاں آئینج تاں	اے دروغا کہ دوا در پنج تاں
ہو گئی زہر اور ہلاکت دی بڑھا	بد نصیبی سے تمہاری یہ دوا
چوں خدا بکماشت پرودہ چشم را	اظلمت افزو دایں چراغ اں چشم را
قہر حق نے پرودہ ڈالا واقعی	شمع سے آنکھوں کی تاریکی بڑھی
کہ ریاستماں فروخت ز سہما	چہ ریشی جست خواہیم از شما
ہے ریاست اپنی برتر از سہما	تم سے ہم چاہیں حکومت کیا بھلا
خاصہ کشمیں ز سرگیں گشتہ پیر	چہ شرف میابد ز کشتی بحر دور
پھر وہ کشتی جس میں گوبر ہو بھرا	کیا شرف دریا کو کشتی سے بھلا
آفتابے اندر و ذرہ نمود	اے دروغ آں دیدہ کور و کیود
آفتاب آیا اُسے ذرہ نظر	ہائے مدافسوس چشم کور پر
ویدہ ابلیس جز طینے ندید	کا دے کو بود ہمیشہ و ندید
آنکھ میں ابلیس کی مٹی ہے	جیسے آدم بے نظیر و بیش تھے
ز آں طرف جنبید کورا خانہ بود	چشم دیوانہ بہارش سے نمود
اس طرف سے ہٹ گئی گم تھا جہاں	چشم مجنوں میں بہادیں ہیں خزاں
پیش بے دولت بگرد و اوز راہ	اے بسا دولت کہ آید گاہ گاہ
اور اس رستے کو چھوڑے بے نصیب	دولت آئے راہ میں اُسکے قریب

لے آسمان سے بڑھ کر +

جزینا زوجہ تضرع راہ نیست	زین قلب ہر قلم آگاہ نیست
کر یہ زاری کے سوا چارہ نہیں	ہر قلم آگاہ گردش ہے کہیں
ایں قلم داند لے بر قدر خود	قدر خود پیدا کند ورنیک بد
یہ قلم ہے قدر اپنی جانتا	دھونڈ لے اپنے لے اچھا برا

ہر کسی کو مثال دینے کا حق نہیں

آنچہ در جرگوش و پیل آویختند	تا ازل اباحیل آویختند
قصہ میں خرگوش کے اور پیل کے	وہی ازل کو بستی میں مگر سے
کے رسد تال میں شکھا ساختن	سوئے آندرگا و پاک انداختن
یہ مثل دینا بھلا کب چاہئے	سامنے درگاہ والا جاہ کے
اں مثل آوردن اں حضرتست	کہ عیلم سر و چہرا و آیتست
یاں مثل کہنا خدا کو ہے روا	ظاہر و باطن کو جو ہے جانتا
توچہ دانی سرچرخے باش کل	تا بزلف و یارب رخ آری مثل
گو نگاہ بن تو بھید کیا ہے جانتا	زلف و رخ کی جو مثل کہنے لگا
موسیٰ آنرا کہ عصا دید و نبود	اژدہا بد سرا و لب برکشود
دیکھا موسیٰ نے عصا اور وہ نہ تھا	بھید جب ظاہر ہوا تھا اژدہا
چوں چشماں شاہے نداند سرچوب	توچہ دانی سر آریں دام و جوب
بھید لکھڑی کا نہ جب ان پر ہلا	دام و دانہ کا تر بھجھے بھید کیا
چوں غلط شد چشم موسیٰ اور مثل	چوں شود موشے فضولے مدخل
چشم موسیٰ نے مثل میں کی خطا	موش بیہودہ ہے بختہ کو دخل کیا
اں مثال آچو اژدہا کند	تا بپاسخ جز و جزوت بر کند
جب مثل کو پیری وہ اژدہ کرے	بکٹے بکٹے میں جواب اسکا لے

در خور آمد شخص خراب گوش خر	کم فضولی کن تو در حکم قدر
جسم خر ہے بس سزائے گوشت خر	ہاں خدا کے حکم میں حجت نہ کر
شد مناسب وصف با با جانہا	شد مناسب عضو با و ابدانہا
ہے تناسب جان کو اوصاف سے	ہیں مناسب سارے اعضا جسم کے
بیگیاں جانیکہ حق ترا شد دش	وصف ہر جانے مناسب شدش
بیگیاں حق جس طرح ترتیب دے	وصف ہوتا ہے مناسب جان کے
پس مناسب الش بچوں چشم و رو	چوں صفت با جاں قریں و آو
چشم و رخ سے ہے مناسب بر ملا	جب قریں جاں صفت کو کر دیا
شد مناسب حرفہا کہ حق نوشت	شد مناسب صفہا و رخ نوشت
ہیں مناسب حرف جو حق نے لکھے	ہیں مناسب صف خوب و زشت کے
چوں قلم در دست کا ترے حسین	ویدہ دل بہت بین الابعین
دست کا تب میں قلم جیسے رواں	ویدہ دل انگلیوں کے درمیاں
کلک ل با قبض و بسطے زیر شاں	اصبع لطفست قہر اندر میاں
بسط و قبض کلک دل ہے اے اخی	انگلیوں میں ہنر کی اور لطف کی
کہ میاں اصبعان کہستی	اے قلم بنگر اگر اجلا کہستی
انگلیوں میں کس کی مسکن ہے ترا	اے قلم! کہ غرر اگر ہے کچھ صفا
فرق تو بر چار راہ جمع ست	جملہ قصد و جنبشت زیر اصبع است
اور چہ را ہے پر سر ہے واقعی	انگلیوں میں قصد و جنبش ہے تری
عزم و منحنی ہم ز عزم و منحنی است	ایں حرف کہاں ز منحنی است
عزم و منحنی اس کے ہے عزم و منحنی سے	ہیں حروف حال اس کے منحنی سے

سے ارادہ کرنا اور ارادہ کو توڑ دینا ۴

وآں یکے میگفت پیش ہم ساز	آں یکے میگفت این کشتی بتاز
ایک کہتا تھا کہ اس میں پرنگا	ایک کہتا تھا کہ ہاں کشتی چلا
وآں یکے میگفت پیش کمر مرغا	آں یکے میگفت نہالش کفرست
ایک کہتا تھا۔ کمر ہے ناسزا	ایک کہتا تھا۔ سپہ کج پچھلا سرا
وآں یکے میگفت پالیش کرش چرآ	آں یکے میگفت پالانش کجاست
ایک کہتا تھا۔ ہے خیرھا پاؤں ہاں	ایک کہتا تھا کہ پالایش ہے کہاں
وآں یکے میگفت این خر بہرست	وآں یکے میگفت کاین منگاہتیست
ایک کہتا تھا۔ یہ ہے کس کی گدھی	ایک کہتا تھا۔ یہ ہے تنگسار ہتی
ورنہ بارت کے بمنزل میبرو	آں یکے میگفت خرچوں میخورد
ورنہ کیونکر بوجھ پھرے جائیگی	ایک کہتا جو یہ کیونکر کھائیگی
یا شدی فروق و غفلت شد زسر	آں یکے میگفت بیکاری منگر
یا ہے بوڑھا۔ عقل ہے جاتی رہی	ایک کہتا تھا۔ تو ہے بیکار بھی
ایں بچر کہا تھا ہشت کا ست	اوپرے گفت این ابرمان خداست
ہے یہ سب کچھ دل لگی سے کیا کٹے	نوح کہتے تھے، خدا کے حکم سے
ایک بھور کی کہانی	
درین دیوار حفرہ سے برید	ایں مثل بشنو کہ شب دزد و عنید
لقب زن ہوتا جڑیں اک دیوار کی	یہ مثل سن، ایک دزد، دل قوی
حفظ حق آہستہ آہستہ را میشنود	نیم بیدار ہے کہ اور بخور بود
تھٹ تھٹ آہستہ سے وہ سنتا رہا	نیم بیدار اک دہان بیمار تھا
گفت اورا درجہ کا سی لے پیر	رفت برہام و فرود آونجیت سر
پوچھا یہ کیا کر رہا ہے لے پیر	کہ کھٹے پر جا کہ جھکایا اُسے سر

تاکہ شد ملعون حق تا یوم دیں	ایں مثل آورد ابلیس لعین
ہو گیا مردود حق تا یوم دیں	یہ مثل لایا تھا ابلیس لعین
تا فرود شد در زمین با سخت و تاج	ایں مثال آورد قارون ز لجاج
دھنس گیا مٹی میں چٹخ ز رے	اک مثل لایا جو قارون مکر سے
تاکہ بیشہ مغز سر خوردش عجل	ایں مثال آورد مغرور و جہول
مغز اک مجتہد نے اسکا کھا لیا	اک مثل نرود لایا بے حیا
کا ستخوان مثال خبر دو مرد آمد ز باد	ایں مثال اندیش گشتہ قوم عاؤ
پڑیاں تنگ کر گئی بر باد باد	اک مثال ایسی ہی لائی قوم عاؤ
تاکہ شد محروم از ہر دو نصیب	ایں مثال آورد شد اولیٰ و لیتم
اور نہ پاییں اس نے دولہا جینیں	اک مثل شداد لایا دہر میں
تاکہ اندر آب دریا شد سقط	ایں مثال آورد فرعون ز غلط
عزق وہ دریا میں آخر ہو گیا	اک مثل فرعون لایا بے وفا
تاکہ شد در قعر و درخ سرنگوں	ایں مثال آورد دہر بخت نول
وہ جہنم میں گیا پر گشتہ حال	الغرض جس نے بھی دی ایسی مثال
کہ زایشاں سپت شد خدا ندان	ایں مثال تاج زراغ و بوم داں
جس سے آخر مٹ گئے سہو خاندان	اس مثل کو اپنی زراغ و بوم جان

قوم نوح کا مثالیں دنیا

صدر مثل گوازی پے استخر بناخت	نوح اندر باد یہ کشتی بساخت
دیں استخر سے مثالیں سہو انہیں	نوح نے کشتی بنائی دشت میں
میکند کشتی چہ نادانان بلہیست	اور بیا بانے کہ چاہ و آب نیست
حق ہے کشتی بنانا بالیقین	اس بیابان میں جہاں پانی نہیں

قصہ خرگوش و پیل آری و آب	خشیت پیلان نہ در اضطراب
ہاتھیوں کو فقے میں خرگوش کے	تو ڈرائے اضطراب ماہ سے
ایں چہ باشد آخرائے کولہ غام	بالے کہ شد ز بونش خاص و عام
کیا ہے اس کے سامنے ماہ تمام	جس سے میں مغلوب یہ سب خاص و عام
چہ مہ و چہ آفتاب و چہ فلک	چہ عقول و چہ نفوس و چہ ملک
چاند کیا کیا آفتاب اور کیا فلک	کیا یہ عقلیں، اور کیا نفس و ملک
چہ وحش و چہ طیور و چہ جماد	چہ ملوک و چہ گدا چہ قیقاہ
کیا وحش اور کیا طیور اور کیا جماد	کیا ملوک اور کیا گدا کیا قیقاہ
چہ بلاد و چہ جبال و چہ بحار	چہ مہ و چہ سال و چہ لیل و نهار
کیا یہ دریا، شہر کیا، کیا کوہسار	کیا مہینے سال، کیا لیل و نهار
چہ تراب آب و چہ باد و چہ نار	چہ خریف و چہ عیف و چہ بہار
کیا یہ خاک و آب اور کیا باد و نار	سردی گرمی کیا - خزاں کیا، کیا بہار
جملہ اندر حکم و در فرمان او	ہمچو گوئی در نجم چو گان او
سب اسی کے حکم اور زمان میں	گیند کی صورت ہیں اس چو گان میں
آفتاب آفتاب آفتاب	ایں عجیبے گویم مگر مستم بخواب
آفتاب آفتاب آفتاب	کیا کہا میں نے؟ مگر ہوں محو خواب
صد ہزاراں شہر و اشتم شہاں	سرنگوں کرد است ابد گوہراں
لاکھوں ہی شہروں کو اسکے خشم نے	کر دیا برباد، بدیں دیکھ لے
کوہ برغ و میشکا فصد شکاف	آفتابے چوں خراسے و رطوف
سو جگہ سے کوہ بیت سے پھٹے	اور سورج مثل چلتی کے پھرے
خشم مرداں خشک گرد اند سحاب	خشم مرداں کرد عالم با خراب
غصہ مردوں کا سکھاتا ہے سحاب	غصہ مردوں کا کرے دنیا خراب

تو کہ گفتہ دہل زن اے سنی	خیر باشد شیم شب چہ می کنی
بولایں ہوں ڈھول والا بیگان	خیر باشد نصف شب کیونکہ کہاں
گفت کو بانگ ہل لے بوسل	در چہ کاری گفت میگویم ہل
بولادانیں کہاں ہیں ڈھول کی	پتیا ہوں ڈھول میں اے متقی
نعرۂ یا حسرتا واویلتا	گفت فردا بشنوی ایس بانگ
نعرۂ وا حسرتا - وا حسرتا	بولاکل شن لے گا تو اس کی صدا
آزماں واقف شوی بر جزو کل	من چور فتم بشنوی بانگ ہل
پھر سمجھ میں تیری سب کچھ آئیگا	جب میں جاؤں گا شننے گا تو صدا
سیراں کثر را تو ہم شناختہ	آن رو غست کثر و بر ساختہ
مجھ اُس کا بھی نہ تجھ پر کھل سکا	جھوٹ بھٹا اور بھٹی بناوٹ بر ملا
پختہ شود آتش اودا السلام	در غلط افتادہ لے نیم خام
آگ میں اس کی ہو پختہ - والسلام	محمول میں تو ہے پڑا لے نیم خام
کہ ہمیش نفس تو آمد رسول	سیراں خرگوش اے یو فضول
بن کے آیا نفس کے آگے رسول	مان لے خرگوش، شیطان کو فضول
ز آب حیوانے کا زوئے خضر خورد	اسا کہ نفس کول را محروم کرد
آب حیواں سے خضر پیتے تھے جو	کر دیا محروم تیرے نفس کو

مسکروں کی خرگوش والی مشکل جواب

کہز گفتی مستعد شنیش را	واژگونہ کردہ معینش را
کہز بولا ہے سزا تیرے لئے	تو نے معنی اس کے ایلٹے لئے
کہ تیرا نید پیلان اشغال	اضطراب ماہ گفتی در زلال
اور ڈرایا پیلوں کو خرگوش نے	چاند کو پانی میں لرزے تھے بڑے

جملہ دیدند و شما نادیدہ پید	انرا نیک بد مگر نشنیدہ اید
سب نے دیکھا۔ تم نہیں پروا سنا	نام نیک و بد نہیں ہے کیا سنا
چشمات او اکشاید مرگ نیک	دیدہ انادیدہ مے آرید لیک
موت کھلے گی یہ آنکھیں بے خبر	دیکھ کر اسخان بنتے ہو مگر
چوں روی در خلعتے مانند کور	گر دو عالم پر بود خورشید و نور
تو مثال کور خلعت میں پڑے	دونوں عالم پر ہوں مہر و نور سے
بستہ روزن باشی از ماور کرم	بے نصیب آئی از آں نور عظیم
بند روزن ہو خدا کے چاند سے	بے نصیب اس نور سے آخر رہے
چہ گناہ دار و جہانہائے فراخ	تو درین چاہ رفتستی ز کاخ
راس میں پھر دنیا کی ہے قصید کہا	محل سے تو خود کنوئیں میں ہے گرا
چوں بر بند روئے یوسف آنکو	جاں کہ نذر صیف گر گے ماند او
روئے یوسف کس طرح دیکھ بھلا	جان جس میں بھیڑ بیٹے کا گن بھرا
گوش آں سنگیں لافش کم شنید	لجن او دئی بسنگ کہ رسید
لیکن ان سنگیں دلوں نے کس شن	سنگ و کہ ہمک لجن او دئی گیا
ہر زمان اللہ اعلم بالمرشاد	آفریں بر عقل و بر انصاف باد
ہر گھڑی۔ واللہ اعلم بالمرشاد	آفریں اس عقل پر اسے بد نہاد
صدقوار و حاسبا ما من سب	صدقوار سلا کر اما یا سب
روح رہبر کو بھی مانو بر ملا	انبیا کو جانو سچ اہل سب
یومنو کم من مخازی القارعتہ	صدقو ہم ہم شمس طالعہ
جو قیامت سے تمہیں دلچا اماں	ہاں کرو تصدیق ہر ضو نشان
قبل ان یلقو کم بالساہرہ	صدقو ہم ہم بدویر زاہرہ
پیشتر اس کے کہ موت آئے تمہیں	لب کشا ہو بدر کی تصدیق میں

گر دوازوے ریزہ ریزہ آسمان	خاصہ چشم شاہ آں شاہ شہاں
ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو یہ آسمان	خاص کردہ غصہ شاہ و شہاں
در سیاستگاہ شہرستان لوطاً	بنگید لے مزدگارن بے حنوط
اس سیاست گہ میں قوم لوطا کو	دیکھو تم اسے بے حیا مردہ ولو
کو قند آں پلکان اکستخاں	پیل خود چہ بود کہ سرخ پر آں
ہا مہتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے	فیل کیا تین اڑنے والے مرغوں نے
پیل اہرید و نپید و رفو	اضعف مرغال باہلیت واو
رکھ دیا ہاتھی کو اس نے پھاڑ کر	ہے ابا بیل ایک چھوٹا جانور
یا مصاف لشکر فرعون روح	کیست کو تشنید آں طوفان فوج
یا وہ جنگ لشکر فرعون و روح	ہے شناسکس نے نہیں طوفان فوج
ذرہ ذرہ آتشاں مگسینت	روح شاں شکست اندر آب سخت
ذرہ ذرہ آں کو پانی نے کیا	روح لے کڑا دیا ان کو بہا
وانکہ صرعاویاں اسے رلود	کیست کو تشنید احوال نمود
عادلوں کا لے گئی آندھی وجود	اور شناسکس نے نہیں جان نمود
کہ بدلتے پیل کش اندر و غا	چشم ہائے درچاں پلایں کشا
پیل کش تھے جو غلامیں بر ملا	دیکھ تو ان ہاتھیوں کو بھی ذرا
زیر چشم دل ہمیشہ در رجوم	آپچناں پلایں شاہان ظلوم
دل کے غصے سے ہوئے ہیں سنگسار	ایسے ہاتھی اور ظالم شہر یار
میرزا و نیست غوثی رحمتے	اسا ابد از ظلمتے در ظلمتے
اور نہیں آہنی معاون رحمتیں	تا ابد ہیں نعمت و ظلمات میں

لے حضرت موسیٰ علیہ السلام

حزم بہر روز میمانے کنید	اے خلیفہ زادوگاں داوے کنید
حزم محشر کے لیے سب تم کرو	اے خلیفہ زادو، عدل اپ تم کرو
سوئے زندانش زعلیتیں کشید	اے عدوئے کزیدرتاں کس کشید
خلد سے زنداں میں لایا برلا	وہ عدو، دشمن ہمارے باپ کا
از بہشتش سحرۂ آفات کرو	اے شیہ شطرنج دل آفات کرو
خلد سے لاکر اذیت اسکو دی	ہاں اس سے شاو شطرنج ولی
مہابکشتی در فگندش روئے زرد	چند جانبدش گرفت اندر نبرد
کشت ایسی دی کہ چہرہ فق ہوگا	چاہیں اس کی بند کر لیں چند جا
سست سستش منکرید او دیگر	انہیں کدست با آن پہلوں
سست تم اس کو نہ جانو بیگماں	ہے وہ ایسا ہی بہادر پہلوں
تاج و پیرایہ بچا لاکے ربدو	مادرو باپائے اے اما حسو و
تاج اور خلعت سب اُن سے چھن گیا	باپ ماں سے وہ ہمارے دل جلا
سالہا بگسیت آدم زار زار	کردشاں آذر ابرہہ زار و غار
روئے برسوں تک پھر آدم زار زار	کر دیا نکلا انہیں اور زار و غار
کہ چہ اندر جریدہ لاست ثبت	کہ زاشک حشم اور وید نبیت
ڈوٹر لا " میں تھا کیوں لکھا گیا	آنسوؤں سے اُن کے بس سبزہ آگیا
کہ چہاں سردر کند زوریش را	توقیا سے گیر طراریش را
انکی طاقت کو گھٹایا کس قدر	اس کی چالاکی پہ بھی تو غور کر
یتغ لاحو لی زیند اندر سرش	انحدر لے گل پرستان زرشش
یتغ لاحول اسکے سریر مار دو	گل پرستو اس کے شتر سے تم ڈرو

اے شیطان کی طرف اشارہ ہے :

اگر مومن ہم مصلحت الہی	صدقہ ہم ہم مصلحت الہی
قدر جانو، میں امیدوں کی کلید	شعاع ہیں۔ لازم ہے۔ تصدیق مزید
لا ائضلوہا لا تصدوا غیرکم	صدقہ امن لیں یہ جو خیر کم
چھوڑو ضد۔ درپے نہ ہو اور کبھی	کب امید آن کو تمہاری خیر کی
ہندوئے آں ترک باش از جان دل	پارسی گوئیم میں تازی بہل
ہو غلام ترک دل اور جان سے	فارسی گو ہوں یہ عربی چھوڑ کے
حزم کے معنی اور صاحب حزم کی مثال	
بگرویند آسمانہا بگروید	ہیں گواہیہائے شاہاں بشنوید
آسماں مانے ہیں، تم بھی مان لو	اب گواہی بادشاہوں کی سنو
یا سونے آخو خرمے بر پرید	یا بحال اولیناں بسنگرید
یا اڑو پچھلوں کی جانب حزم سے	حال دیکھو اول مخلوق کے
ازدواں گیری کہ دوست از جفا	حزم چہ بود و تدبیر احتیاط
کرنا دو چیزوں سے اک کو اختیار	حزم کیا ہے، احتیاط سعی یار
نیست آب ہست بیک مائے سو	آں کے گویدیں ہفت روز
ہے نہ پانی پاؤں ریت سے جلیں	ایک بولاسات دن اس راہیں
کہ ہر شب چشمہ بینی رواں	آں کہ گوید روغت لیں بدیاں
روز شب کو چشمہ اک دیکھے رواں	دوسرا بولا کہ یہ ہے جھوٹاں
تاری از ترس و باشی در صواب	حزم آں باشد کہ برگیری تو آب
تا بہ آسانی رہا ہو خوف سے	حزم یہ ہے پانی کو تو ساتھ لے
ورنبا شدوائے بر مردستیز	اگر بود در راہ آب لیں اس بریز
اور نہ ہو تو اس سے آخر کام لے	کر لے پانی تو اس کو پھینک دے

زاں نظر بر کند و بر کما	ایاز مرغے کاں ترود و کذاشت
پھیر کر نفیس سوسے	دوسرا مرغ، اس ترود سے چھٹا
تا امام جملہ آزادان شد او	شاہ پر و بال او مچا
ہو گیا سردار ہر آزاد کا	بال و پر اس کے نیچے وہ خوش ہوا
در مقلک امن آزادی نشست	ہر کہ اور امتقا ساز و سبت
امن و آزادی میں مسکن ہو گیا	جس نے کی تقلید اُس کی۔ وہ بچا
شاہ گلستان و چین شد منزلش	و آنکہ شاہ حارماں آمدولش
باغ گلشن اس کی منزل بن گیا	کیونکہ اس کا دل تھا سلطان حرم کا
ایسی نہیں کن کہ کئی تدبیر و عزم	حرم از و راضی اور راضی حرم
کر ہوئی عزم و تدبیر گر گئے	حرم اس سے خوش۔ وہ راضی حرم
حلق خود را در بریدن ادا	بار ما در و ام حرص افتاد
اور اپنے آپ کٹوا یا کلا	حرص کے پھندے میں تو اکثر پھنسا
تو بہ پذیرفت و شما را شاہ کرد	بازت آتی ای لطف آزاد کرد
تو بہ کی مقبول خوش کر کے تجھے	پھر کہا آزاد رحمت نے تجھے
تحن زو جانا الفحال با بجزا	گفت آں عدم کذا عدنا کذا
ساتھ ہیں غل و جزا۔ کہتا تو ہوں	بولام مجھ سے پھر و تو ہیں پھروں
آید آں جفتش و انہ لا جرم	چونکہ جفتے را بر خود آورم
دوسرا آنے کو پھر مجبور ہو	پاس جب اپنے بلاؤں ایک کو
چوں سد جفتے تر سد جفت دگر	جفت کر دیم ایں عمل ابا اثر
ایک جب پہنچے تو پہنچے دوسرا	ہے عمل جوڑا اثر کا بر ملا
جفت آید پہنچے و شوی جوئے	چوں باید غارے از جفت شوئے
مادہ اپنے نر کو ڈھونڈے بر ملا	نرا گر جوڑے سے ہو جائے جدا

کہ شما اور انہیں بنید ہیں	کہ ہے بنید شما را از کیس
تم مگر اس کو نہیں ہو دیکھتے	دیکھتا رہتا ہے تم کو گھات سے
دانہ پیدا باشد و پنہاں دعا	و اما صیاد در پزد و انہا
دانہ ظاہر اور پلو شیدہ دعا	و اما صیاد دانے ہے سدا
تانہ بند و دم بر تو بال و پر	ا ہر کجا دانہ بدیدی الحذر
تانہ باندھے دام تیرے بال و پر	تو جہاں بھی دانہ دیکھے۔ کر حذر
ورنہ چوں خوروی رافتادی بدم	چوں کہ دیدی انہ بگریزے حام
دام میں ورنہ پھنسے گا ناگہاں	اے کبوتر بھاگ، دانہ ہو جہاں
وزر ریاض قدس بہر شگل شکفت	اشاد مرغی کو تبرک دانہ گفت
قدس کے باغوں میں پھول اسکا کھلے	مرغ وہ خوش ہے جو دانہ چھوڑے
بیج دامے پر تو بالش نہ لبت	اہم بدل قانع شد و از دام رست
بال و پر آسکے نہ پھندے میں پھنسے	اس پر قانع ہو کے چھوٹا دام سے

غیر محتاط مرغ کا حال

دیدہ سوئے دانہ و دامے بہت	باز مرغی فوق دیوار نشست
دام اور دانے پر بختی اسکی نظر	مرغ اک بیٹھا کسی دیوار پر
یک نظر حرص بدانہ مے کشد	یک نظر او سوئے صحرا میکند
اک نگاہ حرص اس کی دانے پر	جانب صحرا بختی اسکی اک نظر
ناگہانے از خرد خالیش کرد	ایں نظر با آں نظر چالیش کرد
ناگہاں عقل اسکی رخصت ہو گئی	اس نظر اور اس نظر میں جنگ تھی
صایدش کشت بخورد و کام راند	رفت از خرد و اندر دام ماند
مارا، کھایا اور شکاری چلایا	اڑ کے دانہ کھایا۔ پھندے میں پھنسا

کتنوں کی کہانی

وہم سراخرو گردانہ چٹائش	رنگین مستان جمع کردہ استخوانش
جاڑے کی شدت نے چھوٹا کر دیا	گناہ جازے میں شکوہ کر رہ گیا
خانہ از سنگ باید کروم	کو بگوید کایں قدر حق کہ منعم
گھر تو پتھر کا بنانا چاہیے	لہتا تھا اس مختصر حق کے لئے
بہر سراخانہ سازم ز سنگ	چونکہ تابستان بیاید من بچنگ
بہر سرا گھر بناؤں سنگ کا	گرمیوں کا اب جو موسم آئے گا
استخوانہا بہن کرد و پوست شاد	چوں کہ تابستان بیاید از کشاد
پڑیاں پھیلیں بدن آرام پائے	بعد ازاں جب گرمیوں کی فصل آئے
کاپے سیرے غریبے خود رایہ	زفت کرد و پاکشد و در سایہ
مسست کاہل اور حق آسان بنے	پھول جائے اور سائے میں گھسے
در کد امین خانہ بنم اے کیا	گوید اوچوں زفت بند خوش
کون سے گھر میں سماؤں اے خدا	خود کو فریب دیکھ کر دے یہ صدا
گوید او در خانہ کے بنم بگو	گویدیش دل خانہ سازے عمو
وہ کہے گھر میں سماؤں لگا میں کیا	دل کہے اس سے کہیں تو گھر بنا
در ہم آید خرد گرد و در نور	استخوان حرص تو در وقت درد
پھوٹی ہو جائیں سمٹ کر بیگیاں	درد میں تیری ہوس کی پڑیاں
در زمستان باشند کا شاننا	گوئی از تو بہ سازم خانہ
ہو مرا جاڑوں میں کا شانہ نیا	تو بہ کر کے تو نے لوں گھر بنا
پچو سگ سودائے خانہ از تو رفت	اچوں بشد بخ و شدت ان حرص رفت
مثلاً سگ وہ فکر گھر کی بھی گئی	بب گیا رنج اور ہوس دونی ہوئی

خاک اندر ویدہ تو بہ زوید	بار ویکر سونے ایں دام اکمید
خاک بہر جیم تو بہ لائے تم	پھر اسی پھندے کی جانب آئے تم
گفت میں بگریز واپس سو پامنہ	بازت آں تو اچھو و آں گمرہ
یاں قدم اپنا نہ رکھ تو، بھال جا	پھر خدا نے وہ گرہ کھولی، کہا
جان تال اجانب آتش کشید	باز چوں پروانہ نسیاں سید
جان تیری سونے آتش لے گیا	ایا جب پردانہ پھر نسیمان کا
در پر سوزیدہ بنگرہ تو یکے	اکم کن اے پروانہ نسیان شکسے
جن کے پر سوزاں ہیں اگلو دیکھ تو	کم کر اے پردانے شک اور سو کو
سونے آں اندھاری تیج تیج	چوں ہید می شکر آں شکر کیج
پھر نہ اس دانے کی خواہش ہو مہی	تو چھٹا کر شکر اس کا بس یہی
روزیئے بیدام و بیخوف عدو	ساترا چوں شکر گوئی بخشداو
روزی وہ بے دام اور بے خوف کے	جب کرے تو شکر تجھ کو بخش دے
نعمت حق اباید یاد کرو	اشکر آں نعمت کہ تال زاو کرو
یاد کرو وہ نعمتیں اللہ کی	شکر نعمت کر کہ آزادی ملی
گفت از دام رہا کن آ خدا	چند اندر رہنما و در بلا
کی دعا یا رب مجھے کر دے رہا	جب تو رجوں اور بلاؤں میں پھنسا
خاک اندر ویدہ شیطان کمن	تاچیں خدمت کمن احساں کمن
خاک ڈالوں آنکھ میں شیطان کی	نیک ہونگا اور کروں گا بندگی
ہچناستی کہ بووی ہچناں	چوں خلاصت اوتی ز امتحاں
آہ تو جیسا تھا ہے پھر ویسا ہی	جب رہائی امتحاں سے حق نے دی
جان خود رامست بہیش کر مہیش	چوں باکروت فراہش کر ویش
ہو گیا بے ہوش، کیا کئے ترے	پھر رہا ہو کر بھلا ڈالا اُسے

لےں بخواب شد بخت و گو دگر	نقش مایں کو آں تصویر گر
گفتگو سے اس میں تبدیلی ہو گیا	نقش جب نقش نے ایسا کیا
کہنے اصد بار گوئی باسٹ نو	شک اصد سال گوئی لعل شو
کہنے سے سو بار کہ ، پھر خوب بھر	سو برس پہنچے سے کہ ، ہو جا گھر
آب اگوئی غسل شویا کہ شیر	خال اگوئی صفات آب گیر
دودھ ہو یا شہد کنا آب کو	خال سے کنا کہ مثل آب ہو
پیشہ راگوئی کہ سوئے باورو	نار راگوئی کہ نور محض شو
پیشہ سے کنا کہ آندھی میں اورو	نور ہو جاوے ، کنا نار سے
یا کہ اکسیرے شو و چالاک شو	قلب اگوئی کہ زر پاک شو
یا کہ تو اکسیر ہو جا بے ہا	لموٹے سے کنا کہ سونا ہو کھا
آب کے گرد غسل لے ارجمند	بیہیج از آں اوصافی دیگر گوں شند
شہد پانی کس طرح ہو اے فنا	ان کے بدلیں گے مگر اوصاف کیا
خالق آب تراب و خالیاں	خالق افلاک ہم افلاکیاں
خالق انسان و آب و خاک نے	خالق افلاکی و افلاک نے
آب گل ایتھر رہی و نما	آسمان ادا و دوران و صفا
آب درل کو تیرگی ، بالیدگی	آسمان کو دی صفا گردن بھی دی
کے تواند آب گل صفوت خرید	کے تواند آسمان کو دی گزید
اور صفائی آب و گل کب لے سے	آسمان کب تیرگی حاصل کرے
کے کہے گرد و بھمت چوں کہے	قسمتے کہ وہ است ہر یکے اپنے
کاہ کب کو شش سے تیری گھر بنی	سب کو اک اک راہ ہے تقسیم کی

شکر یارہ کے سکو نعمت بود	شکر نعمت خوشتر از نعمت بود
شکر کرنے والا خوری کب سے	شکر نعمت بہتر از نعمت رہے
راگہ شکر آرد ترا تا کہے دو	شکر جان نعمت و نعمت چو پو
کیونکہ لائے شکر تجھ کو سونے دست	جان نعمت شکر ہے نعمت ہے پست
صید نعمت کن بدام شکر شاہ	نعمت آرد غفلت و شکر انتباہ
صید کر نعمت کو دام شکر سے	شکر بوش اور شکر نعمت جان لے
تا کہی صد نعمت ایسا رہ فقیر	نعمت شکر کند پر چشم و میر
دے تو مال و زر اگر مانع فقیر	شکر کی نعمت تجھے کب دے امیر
تار و داڑ تو شکم خوری موق	سیر نوشی از طعام و نقل حق
اور شکم خوری و توق جاتی لیے	ہو غذائے حق سے پھر سیری تجھے
تا سر مغوس خود را بشکند	نعمت تباب اشکرے کنید
اور توڑو اپنا پنہار خودی	شکر نعمت کا کرو اللہ کی
کفر نعمت مرد را کا فر کند	شکر جذب نعمت او فر کند
کفر نعمت دیتا ہے کا فر بنا	نعمتوں کو شکر دیتا ہے بڑھا

منکر و کانبیا کو نصیحت ہے جبر یا نہ منع کرنا

اچھے نصیحتدار دیں وہ کس بود	قوم گفتند ای نصوحاں بس بود
گاؤں میں ہو مٹنے والا اک بشر	قوم بول رہے یہ کافی پنہ اگر
کس نہ اندر برد بر خالق سبق	افضل بر ولہائے ما بہاد حق
حق پہ غالب کون آتا ہے بھلا	دل پہ قدرت نے دے تالے لگا

منکروں کا دوبارہ جبریانہ مجتہد کرنا

تو گفتند اے گروہ اس رنج ما	نیست ز آں بچے کہ بندہ بدوا
قوم بولی دیکھ ہمیں ایسے کہاں	جو دواؤں سے ہوں اچھے بیگماں
سالہا گفتند زین امنون دیند	سخت تر میکشت ز آں ہر خطہ بند
مذلوں ہند و منوں ہوتے رہے	بچے مستحکم زیادہ ہو گئے
گردوارا میں مرض قابل پئے	آخراڑے ذرہ زائل شدے
قابل درماں مرض ہوتا اگر	کچھ تو کم ہوتا دواؤں سے ادھر
سڈہ چل شد آئنا پید در جگر	گر خورو در بارو جائے دگر
جب پڑے سڈہ جگر پانی نہ لے	اور جا جائے اگر دریا پہنچے
لاجرم آماں گیر دوست دیا	نشنگی انشکند آں استقا
سوج جائیں دست و پا انجام کار	بیاس پانی سے نہ کم ہو زہار

انبیاء کا جواب

انبیاء گفتند نومیدی بدست	فضل و رحمت ہائے باری بدست
انبیاء بولے 'ہے مایوسی بڑی	رحمتیں ہیں بے شمار اللہ کی
از جن میں محسن نشاید نا امید	دست و رفتہ آں رحمت ز نید
ایسے محسن سے ہیں کیوں نومیدیاں	دامن رحمت کو تھا مو بیگماں
اے بساکارے کہ اول صعوبت	بعد ز آں یکشاوہ شد سختی گذشت
اول اول مشکل اکثر کام تھے	بعد از آں آسان وہ سب ہو گئے
بعد نومیدی بسے امید ہاست	از پس ظلمت بسے نور شید ہاست
ہیں امیدیں بعد نومیدی بہت	اور سورج زیر تاریکی بہت

انبیاء کا جبریلوں کو جواب

انبیاء گفتند کارے آفرید	وصفہائے کہنتاں آں سرکشید
انبیاء بولے کہ ہاں حق نے دیا	وصف سب کو اور نہ کوئی پھر سکا
آفرید او وصفہائے عارضی	کہ گئے مبعوض میگہ دو رضحی
وصف کچھ اس نے دیے ہیں عارضی	ہے کبھی وہ خشکیں راہی کبھی
سنگ آگونی کہ زرشوہیدہ است	مس آگونی کہ زرشوہاہست
کہنا پتھر سے ہو زرا ہے ناروا	تا بنے سے کہنا کہ زرا ہو ہے بجا
ریگ آگونی کہ گل شو عاجز است	خاک را آگونی کہ گل شو جانزست
ریت سے کہنا کہ گل ہو ناروا	خاک سے کہنا کہ گل ہو ہے بجا
رنجھاو اد است کا زرا چارہست	آں مبطل گئے و فطس عمیست
و کہ میں بعض ایسے نہیں جن کی دوا	گنگ ہونا - فطس یا کوری فٹا
رنجھاو اد است کا زرا چارہست	آں مبطل لقوہ درد سرست
بعض تکلیفوں کا چارہ ہے مگر	جیسے لقوہ اور جیسے درد سر
ایں دوا ساخت بہر ایتلاف	نہیں ملے درد و دوا ازل کوٹ
یہ دوا میں ہیں برائے ایتلاف	کب ہیں یہ درد و دوا لاف و لاف
بلکہ اغلب رنجھاو اد چارہست	چون مجد جوئی بیاید آں بدست
بلکہ اغلب درد دکھ کا ہے علاج	دھونڈے کوشش سے تو پائے آں بد

لے چوڑی ناک والا ہونا
۳۱۰ گفت کرتا

تازہ و شیریں خندان و لطیف	دانا تر و جوانیم و لطیف
تازہ ہیں شیریں ہیں خندان اور لطیف	ہم ہمیشہ نوجوان ہیں اور لطیف
کہ دراز و کوتاہ زمانہ کے ست	پیش صد سال کی سعادت کیست
ہیں درازی کو تہی ہم سے جدا	ایک ہیں ساعت صدی ہم کو فنا
خود دراز و کوتاہ انداز کجاست	آں دراز و کوتاہی در جسمہا ست
جان میں کب ہے درازی کو تہی	ہے درازی کو تہی بس جسم کی
پیش شاں کیوز بے اندوہ لطف	سید صد سال آں اصحاب کہف
ایک دن کے کہف والوں کو۔ فنا	لین سو سو سال بے رنج و جفا
کہ بہ تن باز آمد ارواح از عدم	لو انکے نمودن شاں کیے وز ہم
روح لوٹ آئی عدم سے جسم میں	اور نہ تھا اس وقت اک من بھی انہیں
کے بود سپری و پیری و ملال	چوں نباشد روز و شب ما و سال
کب بھلا ہوں کہنکی۔ پیری۔ ملال	پھر نہ ہوں جب روز و شب اور ماہ سال
مستی از سغراق لطف نر دست	در گلستان عدم چوں بخیزد نیست
ساری مستی ہے مئے اللہ کی	اں گلستان عدم کی بے خودی
کے بوہم آرد جمل انفاس و رد	مہدی قلم بید رہ کس کو بخور و
وہ جعل ہے۔ بوئے گل کب با سکا	میں نے چکھا اور نہ جانا اے فنا
بچھو موہوماں شہرے معدوم آں	نیست موہوم اے بکے موہوم آں
صورت موہوم ہو معدوم تر	وہ نہیں موہوم، ہو موہوم اگر
بہیج تا بدوئے خوب ز خوئی رشت	دور خ اندر ہم چوں آرد بہشت
روئے خوش کب چھے فخر ز رشت سے	وہم ہیں دور خ کے کب خلد آ سکے

۱۵ اس نے نہیں چکھا۔ اور نہیں معلوم کیا +

۱۶ موری کا کپڑا +

خود کو فتنہ کہ شمسائیں شدید	نظما بر گوش ویر دل بر زوید
ہم نے مانا۔ تم بہت سنگین ہوئے	نفل کانوں اور دل پر ہیں گے
بیچ مال با قبولے کار نیست	کار ما تسلیم و فرمان چر نیست
ہم کو منہ سے حاصل ہے فراغ	ہے ہمارا کام تسلیم و بلاغ
او بفرمود ستماں میں بندگی	نیست مارا از خود ایں گویندگی
قرض کی ہے اس نے ہم پر بندگی	ہم یہ کب کہتے ہیں اپنے آپ ہی
جاں برائے امرا و داریم ما	گر بریکے گوید او کاریم ما
جان ہے احکام کی تعمیل کو	وہ کہے۔ توریت میں دیں بیج بو
امرتی را ما گروہ بے ریا	میرسانیم ایں لہ سالت با شما
حکم حق جو کچھ ہے۔ وہ اب بے ریا	ہم تمہیں پہنچاتے ہیں اہل سبا
غیر حق جان نبی ایا نیست	با قبول در و خلقش کار نیست
غیر حق ہے کون سا رانیا	خلق کی ہاں اور نہیں سے کام کیا
مزویغ رسالاتش از دست	زشت و شستن و تسلیم از ہر دست
اس رسالت کا عوض دیگا وہی	دوست کی خاطر ہے سب سے دشمنی
اما بریں در کہ طولان نیستیم	تا ز بعد راہ ہر جا نیستیم
سچ اس درگاہ سے کب یہ نہیں	گو ہے راہ دگر ہر جا کیوں نہیں
دل فروستہ و طول اس محس بود	کز فراق یار در محس بود
دل گرفتہ وہ رہے اسے دوستو	جو فراق یار سے زنداں میں ہو
دلبر و مطلوب با ما حاضرست	وز شارب رگمتش جاں شاہ دست
دلبر و مطلوب جب ہے ہمکنار	جان شاہر اسکی رحمت پر شمار
دول مالالہ از رو گلشنہ ست	پیری پیر مردگی لہ ارادہ نیست
ہے ہمارے دل میں باغ و لالہ زار	پیری و پیر مردگی ہے در کنار

ہر کجا مسخ نکالے موزنیت	ہر کجا اندر جہاں فال بدیست
اور بد بختی کا جس کا حضور ہے	فال بد کا جس جگہ مذکور ہے
در غم انگیزی شمار شہاست	در مثال قصہ و قال شہاست
یہ غم انگیزی میں ہے تم کو کمال	ہے تمہارے قصہ کی گویا مثال
انبیا کا انہیں پھر جواب دینا	
از میان جان تاں ارود د	انبیا گفتند فال زشت و بد
ہیں اعانت سے تمہاری جان کی	انبیا بولے کہ یہ فالیں بڑی
اژدہا در قصد تو آید پسرا	اگر تو جہان خفتہ باشی با خطر
اژدہا آئے تری جانب پسرا	تو کہیں سویا ہوا ہو بے خطر
کہ بچہ زودارہ اژدہات خورد	نہر بانی مرترا آگاہ کرد
بھاگ ورنہ اژدہا کاٹے تجھے	نہریاں آگاہ اک تجھ کو کرے
فال چہ برجہ ہیں روشتی	تو بگوئی فال بد چوں میزنی
فال کیا، سب کچھ ہے روشن در عیاں	تو کہے کیوں ہے یہ بد فالی میاں
میر نام مے برم سوئے سرا	از میان فال بدن خود ترا
امن میں لے جاؤں تا۔ مرو خدا	فال بد سے خود میں کرتا ہوں رنا
کو بدید آنچہ ندید اہل جہاں	چوں نبی آگہ کنند است نہاں
دیکھتے ہیں جو نہ دیکھے اک جہاں	سب نبی میں واقف راز نہاں
کہ نہیں رنجے برآرد شور و شر	اگر طیبے گویدت غورہ مخور
کیونکہ اس سے ہوگا تجھ کو شور و شر	لحانہ تو انکور کہ دے چارہ گر
پس تو ناصح را موم تم مینمی	تو بگوئی فال بد چوں میزنی
کرتا ہے ناصح کو موم اے انجی	تو کہے کیوں فال میتا ہے بڑی

میں گلوئے خود برید اے کہاں	ایچہیں لقمہ رسیدہ تا دہاں
مٹھ اپنا نہ کاٹو برط	ایسا لقمہ جب ہے منہ تک آگ
راہ ہائے صعب پایاں دویم	رہ بر اہل خویش آساں کردہ ایم
سخت رستہ ہم نے آساں کر دیا	سہل اپنوں پر اسے ہاں کر دیا
ہین بھونید از نجوم سعد راہ	اؤانکہ در ظلمت ڈرید و قعر چاہ
سعد جو تارے ہیں دھونڈو ان سے راہ	جاؤ کیوں تار بکیوں میں سوئے چاہ
ہر کہ مارا کشت پیر و یاز دست	از عذاب نار و درخت نشست
جس نے کی دل سے ہماری پیروی	بچ گیا روزخ سے وہ جنت ملی
اؤانکہ نشید از شقاوت پند ما	در عذاب جاوداں شد مبتلا
اور شقاوت سے مٹتی جس نے نہ پند	ہے عذاب جاوداں میں آہ بند
قوم کا انبیاء پر پھر اعتراض کرنا	
قوم گفتند ار شما سعد خودید	انحس مائید و ضدید و مرتدید
قوم بولی تم جو نیک اپنے لئے	انحس و مرتد ہو ہمارے واسطے
جان ما فارغ بد از اندیشما	در غم انگندید مارا و عنما
جان نکروں سے ہماری محی را	تم نے ہم کو غم میں ڈالا برط
ذوق جمعیت کہ بودہ اتفاق	شد ز قال زشت تاں صد اقراق
ذوق جمعیت جو ہم میں تھا بھرا	بد شگونی سے وہ ابتر ہو گیا
طوطی نقل و شکرہ لودکم ما	مرغ مرگ اندیش کشیم از شما
ہم تو سب تھے طوطی نقل و شکر	مرغ مرگ اندیش ہیں تم سے مرگ
ہر کجا افسانہ غم گستر نیست	ہر کجا آوازہ مستنکہ نیست
ہے جہاں افسانہ غم گسری	ہے جہاں شہرت بُری جانی ہوئی

چوں بندیدی گریبان رخسار	پسین و گونی سپین دے فلاں
کیوں نہ تو نے مجھ سے چلا کر کہا	تو گئے اُس سے جو تھا یہ داققا
تار از جہنم دے آں بدی	یا ز بالا لیم تو سنگے میزدی
تا کہ میں پہچان جاتا وہ بلا	تو مجھے اوپر سے پتھر مارتا
تو کیوں نے کہ شادم کروم	او بلوید نے کہ مے آرزوہ
تو کہے تو نے ہی مجھ کو خوش کیا	وہ کہے آرزوہ تھا تو ہو گیا
تار ہا لم من ترا زیں چکب بند	گفت من کروم جو امدی نہ بند
تا کہ توڑوں میں یہ تیرا چکب بند	وہ کہے کی جی جو امدی تو بند
مایہ اید او طغیاں ساختی	از لیم ہی خاں نشناختی
اور رکھا الزام اید اے ظم	حق لیمی سے نہ پہچانا مگر
بد کند با تو چہ نیکوئی کنی	ابیں بود خوئے لیمیان مئی
تو کرے نیکی تو وہ تجھ سے بدی	ہے لیموں کی یہاں عادت یہی
کہ لیم است نسا زو نیکویش	انفس ازیں جبرمکین منہیش
نیکی کب اس کے موافق آئے گی	جبر سے کمزور کر نفس اے احی
ہر یکے را او عوض مقصد و ہر	با کر لیے گزشتی احساں سر و
سات سو ہوں ایک کے بدلے عطا	ہو بھلوں پر گر کچھ احساں ہے بھلا
بندہ گرد و ترا بس با وفا	بالیمے چوں کئی قہر و جفا
بندے بن جائیں ترے اور با وفا	جب لیموں پر کرے قہر و جفا
باز دروزخ ندا شاں رہنا	کا فراں کارند در نعمت جفا
پھر کیس دوزخ میں جا کر رہنا	کرتے ہیں کفار نعمت میں جفا
چوں وفا بقید خود جانی شوندا	کہ لیمیاں در جفا صافی شوندا
ظلم کرتے ہیں وہ جب دیکھیں وفا	پاک ہوں بدکاروں پر جب ہو جفا

آپجناں کا رے ممکن اندر بیسج	ورمخم گویدت امروز بیسج
کام ایسا آج کے دن تو نہ کر	اک منجم تجھ سے یوں کہ دے اگر
مناجودی نام و خاسر وراں	زانکہ نیکو نیست روز امروز ہاں
ہو نہ تو بشر مند و نادم کیس	کیونکہ دن کچھ آج کا اچھا نہیں
یکدوبارہ است آمد میخری	صدرہ ارینی در مرغ اختری
سیج ہو گر اک بار مانے لے علوم	جھوٹ سو بار اس کا تو پائے نجوم
صحتش حیل ماڈا تو دور غلاف	ایں نجوم مانند ہرگز خلاف
اس کی صحت تم سے آخر کیوں بچری	اور نجوم ایسا نہیں جھوٹا سمجھی
میکند آگاہ و ماخوذ از عیاں	آل طبیب آں منجم از گماں
کرتا ہے آگاہ ہم ہیں خود عیاں	اس طبیب اور اس نجومی کا گماں
حلہ ہے آرد بسوئے منکران	دو دھوئے بتیم و آتش از کراں
حلہ در ہیں منکر وں پر بے گماں	دیکھتے ہیں ہم کہ آتش اور دھواں
کہ زبان ماست قال شوم قال	تو یہ گوئی تمش کن زین مقال
اس سے ہے نقصان پر بے شوم قال	تم یہ کہتے ہو کہ جھوٹو یہ مقال
قال بد باقت ہر جامیروی	ایک نصیحاں انشوی
قال بد ہے ساتھ جابنگا حماں	تو نہیں سنتا ہے پسند ناماں
اوز بائے بیڈت آگہ کند	افیسے بر پشت تو بر میرود
وہ تجھ کو کچھ سے دیتا ہے خبر	اڑدیا جلتا ہے تیری پیٹھ پر
گو یا و خوش باش خودت ایں سخن	گویش خاموش علیکم ممکن
وہ کہے تیری خوشی اسے بے خبر	تو کہے خاموش رہ۔ غمگین نہ کر
تلخ گرد و جملہ شادی کر دنت	چوں مذاقی ہاں بر گردنت
تلخ ہوں سب تیری خوشیاں بردا	منہ کو جب گردن پر ماسے اڑدا

ایک ہر ایک آدمی اے معیت	اگر چہ مقصود از بشر علم و ہدایت
ہے مگر ہر شخص کا معبد ہدایت	گو ہے مقصود بشر علم و ہدایت
معبد مرد و عیتم اسقمت	معبد مرد و کریم اکرمیت
ہے شقاوت معبد مرد و عیتم	ہے سعادت معبد مرد و کریم
مر کریمیاں را بدہ تا بروہند	مر لیمیاں را بزن تا سزہند
کر کریموں پر عطیاتا فتح دیں	دے لیموں کو سزا عجز دیں
دو رخ آنہارا و اینہارا حریف	لاجرم حق ہر دو مسجد آفرید
دو زبیں ان کو، اور انکو جلیں	اس لئے خالق نے دیں دو سہریں

حق تعالیٰ کا سرکشوں کو مطیع کرنا

تا فرو دازند سر قوم ز جیر	ساخت موسیٰ قدس رباب صغیر
سر جھکائے تاکہ قوم بے وفا	چھوٹا موسیٰ نے کیا در قدس کا
دو رخ آں باب صغیر ست نیاز	زانکہ جباراں بدند و سرفراز
تھا وہ چھوٹا در انہیں دو رخ طراز	کیونکہ وہ تلخ چڑچھا اور سرفراز
از شہاں باب صغیرے ساخت ہاں	آپنچنا کہ حق ز لحم و استخوان
چھوٹے دروازے بنائے شاہوں کے	اس طرح خالق نے بڑی گوشت سے
چونکہ مسجد کبریا را دشمن اند	اہل دنیا مسجد ایشاں کنند
مسجد خالق کے وہ دشمن جو تھے	اہل دنیا ان کے مسجدوں میں گرے
نام آں محراب میرو پلواں	ساخت سرگسں و انکے محراب ہشاں
نام ان کا شاہ و سلطان رکھ دیا	مخل سرگیں دیں یہ محرابیں بنا

لے یعنی بیت المقدس +

لے یعنی بادشاہوں کو بڑی اور گوشت کے چھوٹے دروازے کی طرح پیدا کیا +

عقبتی کی دوزخ اور دنیا کا زندان

پلے بند مرغ بیگانہ فخر است	مسیحی طاعات مثال خود دوزخ است
ہے وہی اس مرغ بیگانہ کو جال	ان کی مسجد ہے سقراے خوش حال
کاندراں واکر شود حق را مہتمم	ہست زندان صومعہ زرد لہیم
تا کرے خالق کی اس میں بندگی	ہے عبادت گاہ زندان چور کی
شد عبادت گاہ کو گردش سقر	چل عبادت بود مقصود از بشر
ہے عبادت گاہ کا فر کی سقر	بندگی تھی چونکہ مقصود بشر
لیک ز مقصود اس خدمت بدست	آدمی اہست رہبر کار دست
خدمت اس میں یہ مگر مقصود تھی	یوں تو ہر آل کام کا تھا آدمی
جز عبادت نیست مقصود از جہاں	ما خلقت الجن والانس لیس بجاں
مقصد خلقت عبادت جان لو	ما خلقت الجن والانس "پڑھو
گر تو اش بالمش کنی ہم میشود	اگرچہ مقصود از کتاب فن بود
اس پر مگر تکیہ کرے ہو کامیاب	گرچہ صرف اک فن ہو مقصود کتاب
علم بود و دانش و ارشاد سود	لیک ز مقصود اس بالمش نبود
علم تھا، دانائی تھی ارشاد تھا	تکیہ کرنا گو نہ تھا مقصد فنا
برگزیدی بر طغرا و بیر را	اگر تو میخ ساختی شمشیر را
میخ پر غالب کیا ادبار کو	یخ اگر تو نے کیا تلوار کو

لے وَلَہ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِعِبَادَتِي یعنی میں نے جن و انسان کو صرف عبادت کرنے کے لئے پیدا کیا ہے :

یعنی ہر کتاب کا مقصد تو ایک فن علم کا سکھانا ہے لیکن اگر تو کتاب صرف تکیہ کر بھی بیٹھ جائے۔ تو وہ یہ کام بھی دیدیگی۔ حالانکہ کتاب کا مقصود بالذات یہ نہیں :

ہست طاعنی بگلر زریں قبا	ہست شا کر خستہ صاحب عبا
ہیں : باغی سرور زریں قبا	اور شا کر خستہ دل کنہ عبا
شکر کے روید از املاک و نعم	شکر میر وید ز لبوا و سقم
شکر کب پیدا ہو ملک و مال سے	شکر ہے پردوں میں رنج و درد کے
عالی و شرف خاں و صوفی	
صوفیہ بریں مخ روزے سفرہ دید	چرخ میز و جاہا را امید رید
خران اک صوفی نے دیکھا پنج پر	رہن میں اور وجد میں تھا سرسبز
بانگ میزدنگ لوائے بیٹوا	مخٹلہا و دروہا را نک دوا
کستا تھا سامان بے ساماں ہے یہ	تخلی کا اور درد کا دریاں ہے یہ
چونکہ درد و سوز او بسا رشد	ہر کہ صوفی بود با او یار شد
جبکہ اس کا درد و غم افزوں ہوا	تھا جو صوفی غمگسار اس کا بنا
لکھنے و ہائے ہوئے میزدند	تا کہ چندیں مست و بیخود بن شدند
نہتے اور ہاد ہو کرتے تھے وہ	مست و بیخود اس طریقے سے تھے
ابو الفضلے گفت صوفی اکہ صحت	سفر اکہ صحت از ناں تہبست
ایک ناداں نے یہ صوفی سے کہا	خران ہے بے ناں کے شکا ہوا
گفت ورو نقش نے معنیستی	بیخیز از غمیش و عاشق نیستی
بولہ جلد جان نقش بے معنی ہے تہ	کب ہے بیخود اور کب شید ہے تہ
عشق ناں بے ناں غنائے عاشق است	بند، مستی نیست ہر کو صا دست
عشق ناں بے ناں کرے عاشق ہے وہ	قید، مستی جو نہیں صادق ہے وہ
عاشقان اکا رنبود با وجود	عاشقا ترا ہست بے سرا یہ سود
عشتوں کو کام کیا ہے جسم سے	نفس ہے ان کو تو بے سرمائے کے

نیشکر نے ایک درصورت نیند	لا لاق ایں حضرت پا کے نیند
گٹا کیسا۔ پٹیل نے غالی رہے	یہ کہاں ہیں لائق اس درگاہ کے
شیر اعراسہ کورا بکر وند	اس سگاں ایں خاں غاضع شود
شیر کے کیا ان کے گرویدہ بنیں	ان سگوں سے یہ گدھ عاجز رہیں
موش کہ بود نماز شیراں ترسداو	اگر بہ باشد شحمہ ہر موش خو
چو ہا کس لائق ہے شیروں سے ڈرے	بلی شحمہ واسطے ہے چرہ کے
خوفِ شاں کے ز آفتابِ حق بو	خوفِ ایشاں ز کلابِ حق بود
ہود ہیبت آفتابِ حرّات سے	خوف ان کو حق کے گتوں سے ہے
ریٹ دینی درخور ایں اہلماں	ربی الاعلاست رو آں نماں
رت ادنیٰ بیوقوفوں کا نشان	ربی الاعلیٰ میں نیکیوں کی زباں
بلکہ اس آہو تگانِ مشکاف	موش کے ترسند ز شیرانِ مصاف
ہاں ہرن ڈرتے ہیں اکثر شیر سے	جنگی شیردں سے یہ چرنا کیا ڈرے
کش خداوند و ولی نعمت نویس	رؤ بہ پیش و یک لیس اکاسمیں
اور خداوندانِ نعمت کلمہ انہیں	حرص والوں کے تو رہ دربار میں
خشم گیر و میر و ہم و اند کہ ہست	بس کن از شر حے بگویم و دروست
امیر تحفے ہو کے جانے پہنچ اسے	اتھ اٹھا اب ایسی مشکل شرح سے
بالینماں تانہند گردنِ لیم	حاصل آں آمد کہ بدکن آ کریم
تو لیموں سے کہ ہوں عاجز لیم	منحصر یہ ہے بدی کر اسے کریم
چوں لیم آں نفس کفران کند	بالیم نفس چوں حساں کند
وہ لیموں کی طرہ کفران کرے	گر لیم نفس بد احساں کرے
اہل نعمت طاغیند و ماکرند	زین سبب بد کاہل نعمت شاگرد
اہل نعمت اس لئے باغی بنے	اہل نعمت اس لئے شاکر ہوئے

نزد عاشق درد و غم حلوا بود	لیک حلوا بر خشاں بلوا بود
درد و غم حلوا ہے عاشق کے لئے	تلخ ہے لیکن یہ قاسق کے لئے

حضرت یعقوب اور حضرت یوسفؑ کا عشق

آنحضرت یعقوبؑ از رخ یوسفؑ بید	وآنحضرت یوسفؑ از بوی او اندر کشید
دیکھا یوسفؑ میں جو کچھ یعقوبؑ نے	اور جو بو اُن کو آئی دور سے
وآنحضرت دروے بود و اندر دے بدید	خاص او بدآں باخاں کے رسید
وہ انہی کے واسطے مخصوص تھی	بھائیوں کو ان کے کب حاصل ہوئی
این رخ عشقش غلش در چہ میکند	واں بلیں از بہر او چہ میکند
چاہ میں اُن کی کنوئیں میں یہ گرے	اور وہ کینے سے کنواں تلخ کھوٹے
سفرۂ او پیش ازل زناں تہمت	پیش یعقوبؑ بستا چہ کو مفسد تہمت
خون ان کا ان کے آگے تھا تھی	سامنے یعقوبؑ کے پر تھا یہی
روئے ناشمسہ نہ بنید روئے حور	الاصلوۃ گفت الا با حضور
رہشت رو کس طرح دیکھے روئے حور	ہے نماز اس کی پڑھنے جو با حضور
عشق باشد لوت و پوت جانہا	جمع از یں و سیت قوت جانہا
عشق ہی قوت و غذا ہے روح کی	قوت جاں اس واسطے ہے بھوک ہی
جمع یوسفؑ بود مر یعقوبؑ ا	بویے ناشن میر سید از دور جا
بھوک یوسفؑ تھی جو تھی یعقوبؑ کو	دور سے پہنچی تھی ان کو ان کی بو
آنکہ بشتد بیرین اے شانت	بویے پیراں یوسفؑ مے نہانت
تھا جو اُن کا بیرین لے کر چلا	بویے یوسفؑ کا نہ تھا اسکو پتا

یہ شریعت الہیہ ہے
 ۱۔ محضراً القلب یعنی نماز صرف حضورِ قلب سے ہوتی ہے ۛ

دست نے وگوز میدان میں بند	بال نے وگوز عالم سے پرند
گیند لے جاتے ہیں بے ہاتھوں کے ہاں	پر نہیں اڑتے ہیں وہ گرد جہاں
دست ہر پردہ سے زمیں بہت	آں فقیرے کو زمینی بونے یافت
جتنا تھا زمیں وہ بے ہاتھ کے	بونے سنی پائی جب درویش نے
چوں عدم کی رنگ و نفس و احساند	عاشقان ندر عدم خیمہ زدند
اور ہیں عقل عدم سب ایک حق	ہیں عدم میں سب یہ عاشق خمدن
مر پرپی آج بونے باشند لوت پوت	شیر خوارہ کے شناسد ذوق لوت
اور غشبو ہے غذا پر یوں کی یار	کھانے کی لذت نہ جانے شیر خوار
چونکہ خونے اوست ضد خونے و	آومی کے بوبرواز بونے او
اُس کی حوسے اس کی خوی ضد ہوئی	اس کی بویائے بھلا کب آدمی
آب باشند پیش سبطی جمیل	پیش قطبی خوں بود آں آب نیل
سبطیوں کے سامنے آب جمیل	قبیلوں کے حق میں ہے خوں آب نیل
غرق کہ باشند ز فرعون عوان	جہادہ باشند بحر ز اسرائیلیاں
غرق پھر فرعونوں کو وہ کرے	بحر اسرائیلیوں کو راہ دے
لیکن ہنود بر قومش ظفر	باد بد بر عادیوں گرز و تبر
اور قوم ہو تو کو منج و ظفر	عادیوں کو ہو ہوا گرز و تبر
لیک بر مزود باشند نہ ہر مار	گلستاں باشند برابر اہم نامار
اور ہو مزود پر زہرے پیر	گلستاں ہو نار ابراہیم پیر
لیک باشند بر گز مغاں دیاں	بر سمندر باشند آتش خاندان
دوسری چڑیوں کو وہ نقصان کا	ہنگ مسکن ہو سمندر کے لئے

لے ایک کیڑے کا نام ہے جو آگ میں رہتا ہے *

کوئی اور نیست کردہ کوئی حق	جز بنگد آں دل کہ اوروں حق
جس کی ہستی نیست کی اللہ نے	ہاں وہ دل جسکو مدوح سے بے
بند کر دے راہ ہر ناخوش خیال	اگر بدیدے مطلعش از احتیال
بند کرتا رستے بد بھیل کے	دیکھتا جو مطلع کو چیلے سے
کے بود و صا دو در بند قدم	کے رسد جاسوس آں شجا قدم
جس کی رہ قید قدم ہی میں ہے	دل کا جاسوس اُس جگہ کب جاسکے
قبضہ علی ایں بود اے شہر یار	دامن فضلش بکف کن کو روار
یہ گرفت اندھے کی ہے پہچان اسے	دامن اُس کے فضل کا کورانے لے
نیکبختی کہ تقی جان و نیست	دامن و امو و زمان و نیست
نیک وہ ہے پاک جس کی جان ہے	دامن اُس کا حکم اور زمان ہے
واں بیکے پہلوئے او اندر عذاب	اُس بیکے درمغز اے جوئے آب
ایک وہ پہلو ہے جس کا نہر پر	ایک وہ جو سبزہ دار و نہر پر
وہ عجب نازدہ کہ ایں درجست	اوجہ بانہ کہ فوق آں درجست
یہ ہے حیران، قید میں کیوں ہے پشما	وہ تعجب میں کہ ذوق اسکا ہے کیا
ہیں چرا زرد می کہ انجی صہ ووا	ہیں چرا خشکی کہ انجی چشمہ است
زروڑو کیوں ہے۔ دوا میں ہیں یاں	خشک لب کیوں ہے یہاں چشمے روں
گوید اے جاں من نیار آمدن	ہیں بیائے ہنہشیں در انجمن
وہ کہے۔ آنے کی طاقت ہی نہیں	آپاں اس بزم میں لے ہم نشیں
گویش نے فے تمام تو با نیست	ہیں بیا جانا کہ پارت بست نیست
تاب آنے کی نہیں ہے۔ وہ کہے	یہ کہے آ پادوں میں تیرے کھلے
بوکہ یابی زیں بیاں تر نہفت	ایک مثل آمد دریں معنی بگفت
خایہ اس سے کچھ کھلے راز حقی	اک مثل اس بات پر یاد آ گئی

چونکہ بد یعقوب سے بوسیدہ ہو	وآنکہ صد فرسنگ ز آسودہ راو
یعنی یعقوبؑ اس کی جو سونگھا کئے	اور جو یوسف سے کوسوں دور تھے
حافظ علم ہست آئیں بحسب	اے بسا عالم ز دانش بے نصیب
علم کے حافظ ہیں وہ بھی بے حساب	ہیں جو عالم عقل میں ناکامیاب
گرچہ باشند مستمع از جشن عام	مستمع از مے یا بد شام
عام کوئی سننے والا ہو تو کیا	سننے والا انکی بڑ ہے سونگھنا
چوں بہت آں مخاسے جاسیت	ز آنکہ ہر اہل من بد شمس عاریست
جیسے لونڈی دست باغ میں انجی	لا تھ میں اُسکے ہے کرتا عارضی
در کف اواز برائے مشتریست	جاریہ پیش مخاسے سرسریست
کیونکہ وہ ہے مشتری کے واسطے	عارضی لونڈی ہے باغ کے لئے
ہر یکے راستے دیگر راہ نے	قسمت حق بہت بدونی خواہ نے
ایک کو کب دوسرے کی رہ ملی	قسمت حق ہے نہ روزی خواہ کی
یک خیالے زشت اہل زوہ	یک خیالے نیک باغ آں شدہ
بد خیالی راہ اس کی مار دے	ہے خیال نیک باغ اس کے بیٹے
وآں خیالے عالمے برہم زدہ	آں خیالے از اثر باغے شدہ
ایک دنیا ہی کو برہم کر گیا	اں خیال اپنے اثر سے باغ تھا
وخیالے دوزخ و جائے گداز	آں خلائے کہ خیالے باغ حیات
اور دوزخ لے خیالوں سے بنا	فکر سے گلشن بنالے جو خدا
پس کہ اند جلے گلشنائے او	پس کہ اند راہ گلشنائے او
راہ کہں کو اس کے گلشن کی ملی	کون جانے راہ اس کے باغ کی
کہ کہہ میں کہیں آید خیال	دیدہ بان لے بیند در مجال
کون سی ترکیب سے آئے خیال	پاسبار دل ہے مجبور مجال

از نماز و وردہ فایغ شدند	چوں ما و قوم بیرون آمدند
ہو کے فایغ اس نماز و وردے	جب امام و قوم سب باہر ہوئے
میر سنقر از مالے چشمداشت	سنقر آنجا مذہبنازدیک طاہشت
اک گڑھی تک خواجہ کی نظروں میں تھا	چاشت تک سنقر وہیں بٹھارہا
گفت مے نگذارم آنکھوں	گفت لے سنقر چنانہی بروں
بولا ہاں۔ یہ بھٹوڑ سکتا ہے کہیں	بولا اے سنقر! تو آتا کیوں نہیں
میسلم غافل کہ درگوش منی	صبر کن تک آمد لے روشنی
میں نہیں غافل ضرورت سے تری	صبر کر خواجہ میں آتا ہوں ابھی
تاکہ عاجز گشت از تباش مرو	ہفت نوبت صبر کرو بانگ کرو
جان اس غم سے عاجز آگئی	سات بار اس نے یونہی آواز دی
تا بروں آیم ہنوز اے محترم	پاسخش میں بوئے نگذار دم
تا ابھی میں باہر آؤں اے فتا	تھا جواب اس کا نہیں یہ بھٹوڑ
کیست امیدار و آنجاکت نشاندا	گفت آخر مسجد اندر کس نماز
کون ہے جس نے وہیں بچہ کو دکھا	بولا مسجد میں نہیں کوئی رہا
بستہ است وہم مرا از اندروں	گفت آنکہ بستہ است از بڑوں
روکتا ہے باو ہی اندر مجھے	بولا باہر جس نے روکا ہے مجھے
مے نگذارو مرا کا یم بروں	آنکہ نگذارو ترا کا فی دروں
مجھ کو جانے دیتا وہ باہر نہیں	بچہ کو آنے دیتا ج اندر نہیں
او بریں صوبست پائے اس رہی	آنکہ نگذارو کنز اینسو پائہی
میرے پاؤں باندھے ہیں اسنے ہاں	جو مجھے ہٹنے نہیں دیتا وہاں
خاکیاں رلہ بھر نگذارو دروں	ماہیاں ابھر نگذارو بروں
خاکیوں کو اندر آنے دے نہ بھر	بھیلیوں کو باہر آنے دے نہ بھر

اندریں معنی بگویم قصہ
ایک قصہ تیس سنانا ہوں مجھے

گوش بکشتا بری زآن حصہ
کان کھول اور اپنا حصہ اس سے لے

ایک امیر اور اسکے غلام کی حکایت

در زمانے بود امیرے از کرام
غما جہاں میں اک امیر نیک نام

میر شد محتاج گر ماہ سحر
صبح دم حاجت تھی اس کو غسل کی

طاس منیل گل از التول نکیر
لنگی، مٹی اور لکن لونڈی سے لو

سنقر آمد طاس منیل نکو
سنقر اٹھالے کے لنگی اور لکن

مسجدے در رہد و بانگ صدا
مسجد اک رستے میں تھی۔ بانگ صداں

بود سنقر سخت مولع در نماز
تو بدیں دگاں زمانے صبر کن

تو ذرا کر صبر اس دکان پر
رفت سنقر میر دگاں نشست

بہ خدا وہ دکان پر سنقر گیا
امیر از بہر دل آں زندہ جاں

خواجہ نے سنقر کی خاطر بر ملا
گوش سنقر میں وہ آئی بیگماں

گفت لے میر من لے بند نواز
گفت لے سردار اے بندہ نواز

بولا اے سردار اے بندہ نواز
مناگزارم فرض و خاتم لم یکن

میں تنازعہ فرض پڑھ لوں دوڑ کر
منتظر از باوہ پندار مست

منتظر وہ پڑے غور اس کا رہا
کر و کیساعت توقف ہر دگاں

اک گھڑی تک صبر دگاں پر کیا

تیزی ونداں ز سوزِ معده است	چشمتِ خلق از قضا و وعدہ است
تیزی ونداں ہے سوزِ معده سے	ہوتی ہے حرکتِ قضا و وعدہ سے
ماہی از سر کندہ گردوئے زوم	عقلِ اول رائد بر عقلِ دوم
مچھلی سر سے کشتیِ چہ دم سے نہیں	عقلِ ثانی پر ہے عقلِ اولیں
چونکہ بلغ گفت غی شد ناگزیر	ایک دم میدانِ خرمیراں چتر
حق نے بلغِ حجب کہا ہے ناگزیر	تو کہ حا اپنا بھگا مانند تیر
جہد کن چند آنکہ دانیِ حسی	تو نمیدانی کہ آخر کیستی
سہی کر اور پھر سمجھ تو خود ہے کیا	کون ہے آخر نہیں تو جانتا
بر تو کل میکنی آل کار را	چوں ہی بر پشتِ کشتی بار را
تو توکل اپنے مولا پر کرے	بار جب تو پشتِ کشتی پر رکھے
غرق نہ اندر سفر یا ناجی	تو نے دانی کہ از ہر دو کئی
غرق ہو یا پار ہو بیڑا ترا	یہ نہیں معلوم، ہو انجام کیا
ور سخا ہم تاخت بر کشتیِ دیم	گر بگوئی تا ندامت من کیسے
جانبِ کشتی و دریا کیوں چلوں	گرے جب تک نہ جانوں کون چلوں
کشف گرداں کز کد میں فرقہ ام	من دریں رہ تا جیم یا غرقہ ام
کھول دے مجھ پر کہ اب ہونا ہے کیا	مجھ کو اب بچنا ہے یا ہے ڈوبنا
بر امیدِ خشک ہچمچوں بگراں	من سخا ہم رفت ایں لہ باگماں
خشک کر کے مثلِ اوروں کے بچیں	میں گماں پر راہ چل سکتا نہیں
ز آنکہ دغیب است ہزاروں در	یہیچ باز رگائیںے تاید ز تو
غیب میں یہ راز دونوں ہیں بچیں	تو تجارت کچھ نہ مجھ سے ہو سکے

۱۔ تبلیغ کر۔ پیغام پہنچا ۛ

۲۔ یعنی ڈوبنے والا ہوں یا نجات پانے والا ۛ

اصل پہلی راہِ حیاں از گشت	حیلہ و تدبیر اس جا باطلست
مچلی پانی سے ہے جیواں خاک سے	حیلہ و تدبیر اس جا کیا چلے
انقل ز رقت کشائندہ خدا	دست در سلیم زان نذر رضا
تالا محکم کھولنے والا خدا	اختیار اسے دوست کر صبر و رضا
دڑہ دڑہ گر شو و مفتاحا	ایں کشائیش نیست جز از کبریا
دڑے دڑے سے اگر کبھی بنے	قل یہ غیر خدا کب کھل سکے
چوں فراموش شود تدبیر خویش	یانی آں بختِ حیاں و پیر خویش
مجبور جائے اپنی جب تدبیر تو	پیر سے پھر پائے اپنی آبرو
چوں فراموش خودی یاوں کنند	بندہ گشتی آنکہ از اوت کنند
وہ دلا دین یاد اگر بھولا ہے تو	اور کر میں آزاد اگر بند ہے تو
اگر خواہی تھی و دل زندگی	بندگی کن بندگی کن بندگی
چاہے آزادی اگر اور زندگی	بندگی کر۔ بندگی کر۔ بندگی
از خودی بگذر کہ تیا بی خدا	فانی حق شو کہ تیا بی بقا
تو خودی کو چھوڑ تا پاسے خدا	اس میں فانی ہو قول جائے بقا
گر تراباید وصال راستیں	محو شود اللہ اعلم بالیقین
آرزو کر ہے حقیقی وصال کی	محو ہو واللہ اعلم اے اخی
انبیاء کا کافروں سے ناامید ہونا	
انبیاء گفتند باخاطر کہ چند	امید ہمیں لیں او آرزو غلط و نپند
انبیاء سب دل میں یوں کہنے لگے	پند کرتے ہیں اسے ہم اور اسے
چند کو ہم آماں سر دے رہے	دریغی ان رقتیں ہیں تلکے
تھنڈا لوبا کوٹتے کب تک رہیں	درد جان۔ اس پیغمبرے میں ہم کیوں نہیں

دانت میگیدیں خوفناک	پس چراور کا دیں آبدگاہ
تیرا دامنگر ہے خوف زیاں	کار دیں میں پھر یہ کیوں لے بگاں
درچہ سود مند ابھیار واو لیا	یا ندیدی کاہل لیں بازار
سود میں ہیں انبیاء و اولیاء	یا نہ دیکھا حال اس بازار کا
اند میں بازار چہ بستند سود	زیر کال رفتن چکان و نمود
کیا اٹھائے فائدے بازار کے	کیا ملی شان ان کو اس دکان سے
بحرائیں آرام چوں خمال شد	آتش آں آرام چوں غلخال شد
بحر ہے خمال کی صورت غلام	آگ جوں پازیب ہے بس ابھی رام
ابر آں اسایہ بانے آمد	از دم آں مروءہ زندہ شدہ
ان کے سر پر ابر نے سائے کئے	مردے ان کے دم سے زندہ ہو گئے
باد آزاد بندہ و محکوم شد	آہن آزار آرام بچوں موم شد
ہو گئی محکوم پھر ان کی ہوا	لوہ موم ان کے کسے سے ہو گیا
عنکبوتے شد مرالیں اپر وہار	شد ورا در دفع دشمن چو مار
مکڑی اُنکے واسطے لکھی ہر وہ دار	تھا عصا دفع عدو کو مثل مار
اولیاء اللہ پرورشید ہیں	
شہرہ خالقان ظاہر کے شہود	قوم دیگر سخت تہاں میروند
سامنے خلقت کے ظاہر کب ہوئی	رہتی ہے پرورشید قوم اک دوسری
برقیقہ بر کیا شاں یک نفس	ایتمہ ارند و چشم ہیکس
ان کی عظمت پر نہیں پڑتی بیز	ان میں سب کچھ ہے مگر پھر بھی نظر
نہم شاں انشود ابدال ہم	ہم کر امت شاں ہم ایشان رحم
کب انہیں ابدال تک جانے کوئی	ہیں حرم میں وہ بھی انکے فیض بھی

در طلب نے سودا دے زیاں	تا جہر مسدہ طبع شیشہ ہاں
ہے طلب میں تارک سجد و زیاں	تا جہر طافت جو ہے اور شیشہ ہاں
نور او یا بد کہ باشد شعلہ خوار	بل زیاں اردو کہ محروست خوار
نور وہ پائے جو شعلہ خوار ہو	بلکہ وہ نقصان اٹھائے خوار ہو
کار و دیں ولی کز آں یابی رہا	چونکہ بر بکست جملہ کار رہا
کار دیں بہتر ہے، تا ہو تو رہا	حصہ امیدوں بچ جب ہر کام کا
جز امید اللہ اعلم بالصواب	نیست مستورے درینجا قریب باب
بے امید، اللہ اعلم بالصواب	کوئی ہوتا ہی نہیں یاں کامیاب
مقلد کا ایمان خوفِ رجا ہے	
گرچہ گردن شاں ترکوشش شہچود	دری ہر پیشہ امیر است و بوک
گرچہ گردن سسی سے منکھ پئے	ہے ہر اک پیشہ یہاں امتیاز سے
بر امید و بوک و زری مہد و	باطلاواں چوں سٹئے دگاں و
اور روزی کی توقع پر دواں	ہو روانہ صبح دم سٹئے دگاں
خوفِ حرام مست تو چونی توئی	بوک و زری نبوت چلیں مروی
خوفِ حراماں ہے تو پھر کیوں ہے قوی	جائے کیوں۔ شاید نہ ہو روزی تری
چون محوی مست اندر جست و	خوفِ حراماں زل زل کسب لوت
ہو نہ جائے مست کیوں تیرا عمل	کسب میں ہے خوفِ حراماں ازل
ہست اندر کاہلی ایں خوفِ پیش	کوئی ارچہ خوفِ حراماں بہت پیش
کاہلی میں اور بھی ہے بڑھ گیا	تو لے گو خوفِ حراماں ہے سوا
دام اندر کاہلی افزوں خطر	بہت درکوشش امید بہت
کاہلی میں ہے زیادہ کچھ خطر	کوششوں میں ہیں امیدیں بہت

پاک اسپید ازاں اوسلخ دوا	بعد کیا سخت بر آورد از تنور
تھا سفید اور صاف تاباں نور سے	پھر نکالا خان کو تنور سے
چوں تسوید و مٹھی گشت نیز	قوم گفتند اے صحابی عیش و
کیوں نہ جھٹسا ہو گیا کیوں پاک بھی	لوگ بولے۔ اے صحابی نبی
میں بمالید اندر میں ستار خواں	گفت و آنکہ مصطفیٰ کو ستار ہاں
کل چکے تھے اس سے، پھر حیرت ہے کیا	بولے۔ اپنا ہاتھ منہ غیر الٹا
باچیاں مست و بے کن قراب	اے دل ترسندہ از نار و عذاب
ایسے دست و لب سے رکھ تو واسطی	اے دل آخر نار سے ہے خون کیا
جان عاشق را چہا خواہد کشاد	چوں جامدی اجنبی تشرفیاد
جان عاشق پھر نہ کیا کیا پائے گی	جبکہ دسترخواں کو یہ عزت ملی
خاک مرواں باش اے جان درود	مرکلوخ کعبہ را چوں قبلہ کرد
خاک آن مردوں کی لڑنے میں تھا	خاک کو کہے کی قبلہ کر دیا
تو تگمونی محال خود با اینہمہ	بعد از اں گفتند با آں خادمہ
تو بھی کہ کچھ حال، تو بھی تو بتا	خادمہ سے پھر یہ لوگوں نے کہا
گیرم او برداست را سرار چنے	چوں فگندی زو دایں از گفت و
رض کر آن کو خبر تھی بھید کی	تو نے کیوں پھینکا تھا اُنھے کہتے ہی
چوں فگندی اندر آتش سستی	ایہ نہیں دستار خان قیمتی
آگ میں کچھ تو سمجھ کر ڈالتی	ایسا دسترخوان، اتنا قیمتی
از عباد اللہ وار میں امید	گفت ارم از کرمیاں اعتمید
ہیں امید میں قلب کو کیا کیا کرے	بولی۔ ایسوں پر بھروسہ ہے مجھے
در رواند رعین آتش بے ند	میزرے چہ بود اگر او گویدم
کوہ پڑ تو آگ میں اسے بے خبر	یہ تو اک رومال تھا۔ کہتے اگر

یا نمیدانی کہ مائے خدا	کو ترا میخواند ایسو کہ بیا
کیا نہیں تو جانتا لطف خدا	جو بلاتا ہے تجھے اس سمت آ
شش جہت عالم ہمہ اکرام آست	ہر طرف کہ بگری اعلام آست
شش جہت میں اسکے اکرام اور	جس طرف دیکھے اسی کا ہے ظہور
گر کہیے گویت آتش در آ	اندر آزد و دو مگو سوز و مرا
کر کے تجھ سے کہیم، آتش میں آ	جلد جا اور یہ نہ کہ۔ جل جاذب کا
کو ز آتش نرگس و شریں کند	وز میانش غنچہا سر بر زند
آگ کو وہ نرگس و شریں کرے	اس میں سے چٹھے اُگائے پھول کے
در حقیقت آتش از ہیبت چو ما	کا ز ر و ستار خوان ابنیا است
خوف سے ہے آگ پانی اے فنا	دھوتی ہے اکثر وہ خوان ابنیا

حضرت انس بن مالک کا دسترخوان

اذا انس فرزند مالک آمد آست	کہ ہمائی او شخصے شدہ آست
ہے انس فرزند مالک کا بیان	اُن کے گھر میں لپکتا اک میہاں
او حکایت کرو کہ بعد طعام	دید انس دستار خوان از رو قام
کت ہے وہ کھا چکے جب ہم طعام	دیکھا دسترخوان انس نے درو قام
چہ کن آلودہ گفت اے غاومہ	اندر افگن در تنور شش یکدمہ
دیکھ کر میلا یہ لونڈی سے کہا	ڈال اسے تنور میں تو بر ملا
در تنور پر ز آتش وز کند	آن زمان دستار خوان ابو شمند
آگ کے تنور میں ڈالا د میں	اس نے دسترخوان کو لے مرو میں
جگہ ہماناں مراں حیراں شدند	انتظار دو و کند وری بدند
بٹنے تلے ہمان حیراں رہ گئے	تجھے دھویش کے منتظر بیٹھے ہوئے

سوئے میر خود بزودی میرود	کہ نیابہ برتر مشک آورد
چاہتا ہے آقا کی جانب وہ شتاب	ایک زنجی مشک پر لاتا ہے آب
سوئے من آرید با فرمان مر	اں شتر بان سیہ را با شتر
اوڑ میرے پاس، میرے حکم سے	سارباں کو ساتھ اس کے اوٹ کے
بعد کی ساعت بدیدند آپر خال	سوئے گنباں آمدند آں طالبان
بعد اگ ساعت کے دیکھا بیگیاں	آئے اس جگہ کی جانب کچھ جاں
راویہ جز آب چوں یہ بے	بندہ میں شد سیہ با شترے
بہر ہدیہ مشک بھر کر بر ملا	ایک زنجی ادھل پر تھا جا رہا
ایں طرف مغز البشر خیر الوری	پس بدو گفتند می خواند ترا
اس طرف سردار وہ کوئین کے	پس کہا اس سے ہلاتے ہیں جتنے
گفت وآں دروئے قند خو	گفت من تشام اور اکیست او
بولے وہ ہیں ماہر و شیبیل تھا	بولے اُن کو نہیں پہچانتا
مہتر و بہتر شیخ مجرماں	سید سرور محمد نور جاں
بہتر و افضل شیخ عاصیاں	سید سرور محمد نور جاں
گفت مانا او مگر آں سحرست	نوعہما تعریف کردندش کہ بہت
بولے، چہ شایہ وہ جادوگر کوئی	تحفہ کہیں اُن کی تعریفیں بڑی
من نیایم جانب اوئم شیرا	کہ گوہے از بولوں کروا و بسحر
اس کی جانب ہیں نہ جاؤں زہنار	سحر سے اسنے کیا لوگوں کو خوار
او فغان داشت با شیخ ولف	الکھشانش اور بدند آں طرف
شور غل کرتا تھا وہ شیخ سے	اس کو لے آئے وہاں وہ بیٹھتے
گفت نوشید آب بردار ید نیز	چوں کشیدندش بہ پیش آں عزیز
بے بھر لو اور جلی لو خوب آب	سامنے لائے جو حضرت کے شتاب

مستزم زاکر امایشان نا امید	اندر انتم از کمال اعتقاد
نا امید ی ان کی غفلت سے غلبے	اعتقاد کو بڑھاتی ہیں وہیں
ز اعتماد ہر کرم را ز دواں	سرور اندازم نہ این ستار خواں
اہل باطن پر بھروسا ہے بڑا	ڈال دوں میں سر بھی۔ دسترخوان کیا
کم نہاید صدق مژ از صدق زن	اے برادر خود برس اکسیر زن
کیوں ہو صدق مرد اک عورت سے کم	اے برادر! تو بھی رکھ اسپر قدم
آں ولے باشند کہ کم ترا شکم بود	آن ل مٹے کہ از زن کم بود
پیٹ سے بھی کم اُسے کہتے ہیں ہم	مرد کا دل ہو اگر عورت سے کم

آنحضرت کا قافلہ عرب کی فریادری کرنا

خشک شد از قحط بازاں شاں تو ب	اندر آن اوی گریہ از عرب
قحط سے تھی مشک بھی سوکھی بڑی	ایک وادی میں عرب کی قوم تھی
کاروانے مرگ پر خود خواندہ	در میان آں بیابان ماندہ
اور سب طالب تھے اپنی موت کے	وہ بیابان میں تھے داماندہ پڑے
مصطفیٰؐ پیدا شد از دہر غول	ناگمانے آں مغیث ہو د کون
مصطفیٰؐ پہنچے وہاں اک روز بس	ناگمان کونین کے فریاد رس
بر آغوش یک رجو صعب سترگ	دید کا سنجاکاروانے بس بزرگ
گرم ریتی پر پڑا ہے بے نوا	دیکھا اس جا اک بڑا سا قافلہ
حلق اندر ایک ہر سورہ نجات	اشتران شاں از ہاں آویختہ
ریت پر مخلوق ہے لیٹی ہوئی	بے زباں ہر ادب کی نگلی ہوئی
چند دیکے سوئے آں کشاں وید	حش آمد گفت میں تو تردوید
جاؤ اُس جیلے کی جانب ہیگیاں	رحمہ یہ اور فرمایا کہ ہاں

اے تو اندرتو پرمیشاق سست	گویدش رَوّو والعا دوا کا رست
عہد اور تو بہ میں تو ہے شست و خا	وہ کہ "رَوّو" والعا دوا "تیرا کام
رجتم پرست بر رحمت منعم	لیک من آن ننگم گمت کنم
ہوں میں راحم امیری رحمت ہے فرد	میں نہ کچھ دیکھوں بنگر رحمت کروں
از کرم ایندم چہ میخوای مرا	ننگم عہد بدت بد ہم عطا
کیا ہے تو میرے کرم سے بھٹکا	عہد بد کو میں نہ دیکھوں، دُوں عطا
وز تو بد عہد می و نیان و خطا	از من آید جملہ احسان و وفا
تجھ سے بد عہدی ہے نیال اور خطا	مجھ سے ہیں یہ سارے احسان و وفا
لیک معذوی ہمیں اودیدہ	حاصل آنکہ در سبب پیچیدہ
ہے مگر معذرت دیکھا بڑ خطا	مختصر یہ ہے سبب میں مبتلا
یا محمد چہ سیت لیں از کھرو جو	قافلہ حیراں شد نداز کار او
یا محمد ہے عجب یہ ماجرا	قافلہ اس بات سے حیراں ہوا
عزقہ کردی ہم عرب نام کزورا	اگر دہ و پویش مشک خروا
عزق کر ڈالا عرب اور کزور کو	کر کے پیناں ایک مشک خرو کو

رسول خدا کا معجزہ

اے غلام اکنوں تو چہ پین مشک خرو	منا مگوئی در شکایت نیک بد
اے غلام اب اپنا مشکیزہ بھی بھر	تا نہ ہو شکوہ تجھے اس بات پر
آں سیہ حیراں شد از بران او	مید مید از لامکاں میان او
رنگی اس بران سے حیرت میں تھا	لامکاں سے اس کو ایماں مل گیا

۱۔ اگر تمہیں دنیا میں کوٹاہیں تو تم انہی منہیات کی طرف پھر لوٹ جاؤ +
 ۲۔ دلیل - معجزہ +

جملہ ازاں مشک و سیراب کرد	اشتران ہر کسے زان آنجی لو
سب کو پانی دے دیا اس مشک سے	اٹوٹ اور سب سیراس سے ہو گئے
راویہ پر کرد مشک از مشک و	ابر گردوں خیمہ ماڈاز رشک و
مشک مشکیزے بھرے اس مشک سے	ابر کو حیرانیاں تھیں رشک سے
ایں کسے دیدہ است کہ یک لادہ	سرگرد و سوز چندیں ماویہ
یہ بھی دیکھا ہے کہیں اک مشک سے	پیکس اتنی دوزخوں کی بجھ سکے
ایں کسے دیدہ است کہ یک لادہ	گشت چندیں مشک بے مضطر
ہے کہیں دیکھا کہ صرف اک مشک بے	اتنی مشکوں کو بھرے بے اضطراب
مشک حق رو پوش بدو موج فضل	میر سید از امرا و از بحر اصل
مشک کی صورت میں موج فضل حق	حکم رب سے بحر سے جو تھی
آپ جو شش میگردو ہوا	واں ہوا اگر دوز سروی آپ ما
جوش سے ہو جاتا ہے پانی ہوا	اور ہوا سردی سے پانی برما
بلکہ بے اسباب بیرون ترس حکم	آپ ویلہ نیکوین از عدم
بلکہ بے اسباب - بے مہرب کے	پانی کو ہستی میں لایا نیست سے
تو ز طغی چوں سبب ما دیدہ	و ر سبب از جہل بر حقیقت
تو نے دیکھے ہیں لڑکین سے سبب	اس لئے تجھ کو سبب کی ہے طلب
با سبب ما از مستبب خاقلی	سوئے ایں سو پو شہنازاں مائلی
یہ سبب روکیں مستبب سے تجھے	مائل اس رو پوش پر ہے اس لئے
چوں سبب ما رفت بر سر میزنی	رتبنا و رہنا ما مے کنی
جب مے اسباب پھر بیٹے کا سر	رتبنا آئے گا لب پر بے خطر
ریت میگوید بدو سوئے سبب	چوں رشتہ باد کوئی ایے عجیب
رب کے گے گا - جا سوئے اسباب جا	باد کوئی منت سے تھا تجھ کو کیا
اگت زیں پس من برائید ہم	نگرم سوئے سبب آل مد مر
تو کہ مجھ کو دیکھا سب کو بعد ازینا	اب سبب پر میں نہ لاؤنگا یقین

پس بیامد بادوشکین روان	سوتے خواجہ از نواحی کاروان
دو بھری مشکیں وہ زمینی لے چلا	جانب خواجہ، جو چھوڑا قافلا
خواجہ بر رہ منتظر نشستے بود	گاں غلامش دیر سے آمد نہ نو
منتظر بیٹھا تھا رہ میں خواجہ بھی	وہ غلام آیا نہ اب تک۔ دیر کی
خواجہ کا غلام کونہ پہچاننا	
خواجہ از دُورش بدید و خیر ماند	از تحیر ایل آں ہ را بخواند
خواجہ نے دیکھا تو حیراں ہو گیا	اور لیا سب گاؤں والوں کو بٹلا
راویہ ما اشتر ماہستہ ایں	پس گجاشد بندہ ز غمی جبین
ہے ہماری مشک بھی اور اونٹ بھی	بندہ زخمی نہیں ہے اور ہی
آں کے ہر بیت آید ز دُور	میزند بر فور روز از روش نور
چاند ہے اک دُور سے آتا نظر	غالب اس کا دُور فور روز پر
کو غلام مامگر سرشتہ شد	یا بد و مگر گے رسید و شتہ شد
ہو گیا بے راہ شاید وہ غلام	گر کہ نے یا کام کر ڈالا تمام
یا مگر اور ابشتہ ایں ہر گہر	اشترش آورد اینچا از قدر
یا کیا قتل اسکو اس بد ذات نے	اُونٹ اس کا لیا یہ تنہیر سے
چوں بیامد پیش گفتش کیستی	از مین زادے یا تر کیستی
جب وہ آیا۔ کی یہ اس سے گفت	ترک ہے کیا مین زادہ ہے تو
گو غلام راجہ کروئی است گو	گر بخششی و انما خیلست چو
کیا ہوا میرا غلام۔ اب سچ بتا	صاف کہ دے بقتل اگر اس کو کیا
گفت گر گشتم بتو چوں آدم	چوں بیائے خود دریں خوں آدم
بولا، کیوں آتا کیاں گر مارتا	باؤں سے اپنے میں ہوتا مبتلا

مشک کہ روپوش فیض آں شدہ	چشمہ دیدار ہوا دریاں شدہ
مکھ کر ہے فیض اس سے بیکجاں	دیکھا اس چشمہ ہوا سے ہے رواں
نامعین چشمہ عظمیٰ رسید	آں نظر روپوش شاہم برورید
غیب کے چشمے تنگ ہے کماہیاں	کھاوتی ہے وہ نظر سارے حجاب
شد فراموشش زواجہ زرقام	چشمہ پیر آب کرد آندم غلام
بھولا وہ خواجہ کو اور اٹھا مقام	رودیا یا چشمہ بزم وہ غلام
زلزلہ آفگند در جاننش آگہ	وست و پیش نامدار رفتن براہ
زلزلہ سا جان میں اسٹی پڑا	راستہ چلنے سے عاجز ہو گیا
کہ بخوبی آبا زروئے مستفید	باز بہر مصلحت بازش کشید
اور کہا آپلے میں آ، منزل کو جا	مصلحت سے ہوش میں اسکو کیا
ایں زمانہ زور کچا لاک و چوٹ	وقت حیرت نیست حیرت پیش
مستعد ہو اور اپنی راہ لے	ہو نہ حیراں ہے یہ حیرت سامنے
بوسہ لائے عاشقانہ پس بداد	دستہ لے مصطفیٰ بر رو نہاد
عاشقوں کی طرح کچھ بوسے دئے	ہاتھ منہ پر شاد دالا کئے رکھے
آن زمانہ مالید کرد او فرخش	مصطفیٰ دست مبارک بر رخش
شادماں اس کو کیا اطاف سے	مصطفیٰ نے ہاتھ پیرے پر رکھے
ہچو بدروز و روز روشن شد شمش	شد سپید آں زخمی زاوہ جیش
نور آس کی شب نے پایا چاند کا	رنگ اس رہی کا گورا ہو گیا
کھنکھش آنکوں و بدوہ افکے حال	یوسف شد در حال درد لال
بولے اب جا اور بیاں کر ماجرا	متزل یوسف حسن اس کا بڑھ گیا
پائے شنائت ز رفتن ز رست	اوہے شد بیرونے یا رست
پاؤں کو دو بھر تھکا چلنا راستا	جا رہا تھا بے سرو پا رست سا

یا بنیش شود فرزند قیاس	جاں شود از راہ جاں باز شناس
یا بنیش بن، نہ فرزند قیاس	جاں ہو اور راہ جاں سے جاں شناس
بہر حکمت برو صورت گشتہ اند	چوں ملک با عقل یکے بنستہ اند
حکمت دو صورتیں ہیں بر ملا	ایک ہے متبع ملک اور عقل کا
دریغ ہم ہچو و نبال و سر نہ	اُس ملک با عقل از یک گوہر نہ
آگے بیچھے ہیں مثال موم و سر	ہیں ملک اور عقل دونوں ہم گہر
وہیں خرد گنزاشت بردہ گرفت	اُس ملک چنن مرغ بال پر گرفت
عقل نے پر چھوڑے ذل کے واسطے	بال اور پر اُن فرشتوں کو ملے
ہر دو خوش و شپست یکدیگر شدند	لا جرم ہر دو مناصر آمدند
کر کے آپس میں مدد شاداں ہستے	اس لئے دونوں مہادوں میں گئے
ہر دو آدم را معین مہا جدے	ہم ملک ہم عقل حق را واجدے
دونوں ہیں آدم کے ساجد اور معین	ہے ملک اور عقل کو حق کا یقین
پو وہ آدم را عدو و حاسدے	انفس و شیطان نیز ز اول احدے
وہمیں و حاسد جو آدم کے ہتھے	نفس و شیطان ہی ازل سے ایک تھے
و آنگہ نور مومن دید او خمید	آنگہ آدم را بدن دید اور مید
نور کا جس نے امیں دیکھا، خمکا	جس نے آدم کو بدن سمجھا، پھرا
نور ورا دیدہ ندیدہ غیر طیس	اُس کو دیدہ و نشان پو وہ ز پس
ان کو خاک آئی نظر اور کچھ نہیں	وہ دو آنکھیں اس سے روشن ہوئیں
چوں نشاید بر جہود انجیل خواند	ایں بایں کنوں چو خردت سچ بماند
قرنہ انجیل اب یہودی کو سنا	برف میں یہ فتنہ مثل خر پھنسا

لے عظمت اور دید بہ +

گفت نے نے درگیر و امانت	راست بایگفت مژاں قنت
بولایوں سب مخلصی پائیگا تو	سچ بنا جو بات ہو اے حیلہ جو
کو غلام من گفت ایک منم	کرو دست فضل بڑواں و شرم
میرا بندہ ہے کہاں میں ہوں کہاں	فضل خان نے مجھے روشن کیا
دیدہ ام صدر کو پدر کے گشتہ ام	صاحب فضل و قدر کے گشتہ ام
پدر ہوں اک صدر کو میں دیکھ کر	ہوں میں اہل فضل و قدر لے خوش سیر
ہی چہ میگونی غلام من کجاست	پس خواہی ست از من جز برا
ہے کہاں بردہ مرا اس نے کہا	میں نہ چھوڑ دینا مجھے - سچ سچ بنا
گفت اسرا تیرا با آں غلام	جملہ اگویم یکایک من تمام
بولاتیر سے بھید اور حال غلام	میں بیاں اب تجھ سے کرتا ہوں تمام
زآن زمانے کے خریدی تو مرا	تا با کنوں باز گویم ماجرا
جس گھڑی تو نے خریدا تھا مجھے	میں سناؤں حال اب تک کے تجھے
تا بدانی کہ ہمارے در وجود	گرچہ از شد بزم من صبحے کشود
تا یقین آئے کہ ہوں تو میں وہی	بن گئی صبح رنگت رات کی
رنگ دیگر شد و لیکن جان پاک	فارغ از رنگست و زار کا خاک
رنگ گوید لا وہی ہے جان پاک	دور اس سے رنگ اور ارکان خاک
تن شناساں زود مارا گم کنند	آب نوشاں ترک مشک و محم کنند
مجھے کو کھو بیٹھے ہیں جو ہیں جن شناس	مشک چھوڑیں جن کی بچھ جاتی ہے پس
جاں شناساں زعدہ فارغند	غرقہ دریاے میچوند و چند
جاں شناس اعداد سے فارغ رہیں	غرق خود کو بحر نیچوں میں کریں
اے یعنی غلام نے کہا :	

ماہی دروست اصل رحمت	ہر کہ جو یا شد بیاد عاقبت
درد ہی گویا ہے وجہ رحمت	جس نے ڈھونڈا۔ اسنے پایا عاقبت
ہر کجا فقرے نوا آنجا رود	اہر کجا وردے دوا آنجا رود
بھوک ہو جس جا غذا جائے وہاں	درد ہو جس جا دوا جائے وہاں
ہر کجا پستی ست آب آنجا رود	ہر کجا مشکل جواب آنجا رود
ہے جہاں پستی، وہاں پانی رواں	ہو جہاں مشکل جواب اس جا عیاں
تا بچو شد آب ست زبالا و پست	آب کم جو تشنگی اور بدست
تا کہ جویش آب رحمت ہو اخئی	پانی کم پی، کر لے پیدا تشنگی
کے واں گردوز پستیاں شیراؤ	تا تازہ پید ظنک نازک گلو
پچھائیوں سے دودھ کیونکر ہو رواں	ہو نہ پیدا بچہ جب تک بیجاں
تا شوی تشنہ و حرارت اگر و	رہو بدیں بالا و پستیہا بد و
تا ہو تشنہ اور تری گرمی بڑھے	یچھے اگور دوڑ کر تو ڈھونڈ اسے
باگ آب جو نیو مٹی لے کید	بعد ازاں از باگ زنبورہ ہوا
نہر کی آواز پہ پر وہ سنے	بعد ازاں تو ہر ہوا کے ساز سے
آب گیری سکو او مے کشیش	حاجت تو کم ناشد از کشیش
پانی کو لے آئے گا تو بچنے کے	تری حاجت کم نہ ہو گی گھاس سے
سوئے زرع خشک تاپا یا بدختی	گویش گیری آب او مے کشی
خشک کھیتی کی طرف اور چین پائے	کان پھوٹے، بچنے کر پانی کو لائے
ابر رحمت پڑ آب کوثر ست	زرع جا فراکش جہاں ہر ضرست
آب کوثر ابر رحمت ہیں نہاں	جان کی کھیتی میں جو ہر ہیں بیاں
نشنہ با شل اللہ اعلم بالصواب	تا سقاہم ربہم آید خطاب
مفعنہ رہ۔ واللہ اعلم بالصواب	تا سقاہم ربہم آئے خطاب

لے تو لے لے۔ سقاہم ربہم شراباً طہوراً یعنی اے رب نے انہیں شراب طہور عطا فرمائی ہے

کے تو اس بات سے گفتگو از عمر	کے تو اس بربط زون در پیش کر
کیا عمر کا حال کہتے ہیںوں سے	سامنے ہرے کے بربط کیا بچے
ایک گروہ بگوشہ یک کس است	ہمے وہیے کہ پر اور ماس است
پہ چو گاؤں کے ہے گوشے میں کوئی	ناو ہو کافی ہے یہ میں نے جو کی
مستی شرح رانگ و کلور	ناطقہ گرو و مشرح ہا رسوخ
مستی شرح کو سنگ و کلور	ناطق و شارح میں گویا ہا رسوخ
ایں نیاز مرے لب و است ورو	کہ چناں طلق سخن آغاز کرو
یہ نیاز و رو مرے ہے اخی	دی شہادت بچے نے اور بات کی
جنو او بے اور برائے او بگفت	جز و جزوت گفت اور و نہفت
اس کے جز نے اس کی خاطر کچھ کہا	طلق اک پہناں رکے جز جز ترا
دست پاشاہ شہودت آ رہی	منکری را چند دست و پا نہی
ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں ترے	منکری آخر کہاں تک تو کرے
در نباشی مستحق شرح و گفت	ناطقہ طلق ترا دید و محفت
مستی اس شرح کا گر تو نہیں	تیرا گویا ناطقہ چپ ہو وہیں

خدا نے سب کچھ مطابق حاجت پیدا کیا

ہر چہ روئید از نیے محتاج است	تا بیا بد طالبہ چیزے کہ حجت
جو آگاہ محتاج کی خاطر آگاہ	تا طے طالب کو جو ہے ڈھونڈتا
حق تعالیٰ کایں سکوات آفرید	از بے رفع حاجات آفرید
حق تعالیٰ نے غیب پیدا کئے	خلق کی حاجت بر آری کے لئے

الے مضبوطی سے پ

برعلوم مے رساند زین سفول	مے بیا موز و مرا وصف رسول
لا کے اسفل سے مجھے سوئے غلا	میں سکتا تے مجھ کو وصف مصطفیٰ
چہیت نامت بازگو و شہید	پس سوش گفت کے طفل رضیع
کیا ہے تیرا نام ر دے آشکار	مصطفیٰ بولے کہ طفل شیر خوار
عبد عزیزی پیش امیر کشت حیز	گفت نام پیش حق عبد العزیز
”عبد عزیزی“ پیش قوم بے حیز	بولا میرا نام ہے عبد العزیز
حق آنکہ وادت اس بغیری	من ز عزیزی پاک بزار و بری
آپ کو جس نے ہے پیش کیا	پاک ہوں عزیزی سے - شاید ہے خدا
درس بالغ گفتہ چوں اصحاب	اکو دک و ماہم بچوں ماو پد ر
گفتگو کامل کرے جوں اہل صدر	دوہینے کا وہ بچہ مثل بدر
ساد بلغ طفل و ماور بوشید	پس حنوط آندم ز حبت در رسید
بچے نے اور ماں نے بس سونگیا اُسے	آئی خوشبو اس گھڑی فردوس سے
جاں سپرن ہر بریں بولے حنوط	ہر دو میگفتند کہ خوف سقوط
جان اس خوشبو پہ دینی چاہئے	دونوں کہتے تھے کہ خوف قطع سے
جامد و نامیش صدر مروتی زند	آنکہ تعریف شہنشاہ خود کند
اور سب مخلوق اُسے تحسین کے	جس کی تعریفیں شہنشاہ خود کرے
جامد و نامیش صد صدق بود	اُس کے را کہ معرف حق بود
اس کی سب تصدیق کرتے ہیں سنو	پس جو کوئی عارف اللہ ہو
مرغ و ماہی مورا احاس شود	اُس کے اکش خدا حافظ بود
مرغ و ماہی سب ہوں اُسکے پاس	جس کا حافظ ہو خدائے اس و جاں
لے یعنی اس خوف سے کہ یہ خوشبو آتے آتے بند ہو جائے *	

ایک کافرہ کا حضور کی خدمت میں آنا

سوائے پیغمبروں شد آزمائش	ہم ازاں ایک نئے از کافرہ
امتحان آتی نزدیکو نبی	کافرہ عورت تھی ایک اس گاؤں کی
کوہ کے دو ماہر زن اور کتا	پیش پیغمبر و درآمد با شمار
گو میں بچہ تھا اک دو ماہ کا	چادر اوڑھے آتی تھی وہ کافرا
یا رسول اللہ قدسنا ایک	گفت کوہ کہ سلم اللہ علیک
یا رسول اللہ ا حاضر ہے غلام	بولا بچہ۔ آپ پر حق کا سلام
کیونکہ گند اس شہادت ابکوش	مادرش از شرم گفتش ہیں خموش
جب گواہی اس کو یوں دیتے تھے	ماں نے خاموش اس کو غصے سے کیا
کہ زبان گشت در طفلی جبریر	ایں کیت آموزش طفل صغیر
جو زباں طفلی میں ہے یوں نطق گیر	یہ سکھایا کس نے لے طفل صغیر
در بیاں با جبرئیم من رسیل	گفت حق آموزش آنکہ جبرئیل
ہم سخن جبریل مجھ سے تھے ابھی	بولاق نے معرفت جبریل کی
مے نہ بینی کن بیلا مشطرت	گفت کو گفتا کہ بالائے سرت
گو نظر آئیں وہ سر بر منجھ	بولی کس جا ہے۔ کہا سر پر ترے
مر مرا گشتہ بصد گونہ دلیل	ایسا وہ بر سر تو جبرئیل
سیکڑوں راہیں بتاتے ہیں تجھے	سر پہ ہیں جبریل وہ تیرے کھڑے
برسرت تا باں چو بدر کاٹلے	گفت مے بینی تو گفتا کہ بٹلے
تیرے سر پر چاند بن کر ہیں عیاں	بولی تا تا ہے نظر بولا کہ ہاں

اے اللہ کے رسول! تم پر اللہ کا سلام ہو۔ بے شک میں تمہارے پاس آیا ہوں +

موزہ برپودے منی رہم شدم	تو غم بڑی من در غم شدم
لے گیا تو موزہ میں غصے ہوا	تھا مجھے غم اور تو غموار تھا
اگرچہ ہر غیبی خدا مارا نمود	دل و رآں لفظ جو مشغول ہو
دی خدا لے گو کہ غیبوں کی خبر	دل تھا مشغول اس غم ہی خود میں
گفت و ورا تو کہ غفلت از تو رہ	ویدم آں عیب اہم عکس تست
یولا تم سے دور۔ یہ غفلت کہاں	تھا تمہارا عکس مجھ پر غم و نشان
مار و موزہ بہ بنیم و رہا ہوا	نیت از من عکس تست اے مصطفیٰ
سانپ موزے میں نظر آیا مجھے	مجھ میں کیا ہے عکس تجھے یہ آپ کے
عکس نورانی ہمہ روشن بود	عکس ظلماتی ہمہ گھٹن بود
عکس نورانی ہے روشن سر بسر	عکس ظلمت کا ہے گھٹن سر بسر
عکس عبداللہ ہمہ نوری بود	عکس بیگانہ ہمہ کوری بود
عکس عبداللہ کا نوری ہوا	عکس بیگانہ ہے کوری اے فنا
عکس ہر کس ابدال بجان ہیں	پہلوئے جسے کہ میخوابی نشین
عکس سب کا دیکھ لے اے با وفا	چاہے جس کے پہلو میں پھر بیٹھ جا
اس حکایت میں ایک عبرت ہے	
عبرتیں قصہ آجاں مرزا	تا شوی ارضی تو در حکم خدا
عبرت اس قصہ میں ہے تیرے لئے	تا ہو راضی حکم سے اللہ کے
تا کہ زیرک باشی و نیکو گماں	چوں بہینی واقعہ بد ناگماں
تا کہ تو دانا رہے اور خوش گماں	واقعہ جب ہو بُرا رک ناگماں
دیگراں گروند زرد از بیم آں	تو چو گل خداں کہ سود و زیباں
دوسرے ہوں زرد اسکے خوف سے	نفع یا نقصان جب ہو تو پہلے

ایک عقاب کا موزہ رسول کو لے جانا

مصدقیٰؑ بشنید از سوئے علا	اندریں بود کاواز صلا
آسماں سے آئی سوئے مصطفیٰؐ	تھیں یہی باتیں کہ آواز صلا
دست و روزِ شست او راں آپ برد	خواست آبلے و وضو راتنازہ کرد
ہاتھ منہ پانی سے دھویا پر ملا	پانی مانگا اور وضو تازہ کیا
موزہ ہا پر بود یک موزہ رہائے	ہر دو پانچ شست موزہ کردائے
اور موزہ لے گیا موزہ مڑا	پاؤں دھو کر قصد موزے کا کیا
موزہ ابر بود از دستش عقاب	دست سے موزہ برداشت خطاب
اک عقاب آیا وہ موزہ لے گیا	سوئے موزہ ہاتھ حضرت کا بٹھا
پس نگوں کر دمازاں مارے قناد	موزہ را اندر ہوا برد او چہ باو
جبکہ اٹل سانپ اس میں سے گرا	وہ ہواؤں پہ جو موزہ لے اڑا
زاں عنایت شد عقابش یک خواہ	در قناد از موزہ یک مارے سیاہ
نیک خواہی جانور کی دیکھنا	موزے میں سے سانپ اک کالا گرا
گفت میں بیتاں موزے نماز	پس عقاب آں موزہ را آورد با
اور بولا یبچے، بڑھنے نماز	لایا پھر موزہ عقاب با نیاز
من را وہ بلام شکستہ شاخچے	از ضرورت کردم اس گستاخچے
میں ہوں شرمندہ ادب سے سر بہر	تھی یہ گستاخی ضرورت سے مگر
بے ضرورت کش ہوا فتوے دہر	وائے کو گستاخ پائے مے ہند
بے ضرورت اور ہوس کے حکم سے	وائے وہ گستاخ جو پاؤں رکھے
ایں جفا و بدیم و خود بود آں وفا	پس سولش شکر کرد و گفت ما
گو جفا تھی وہ۔ مگر خود تھی وفا	شکر کر کے مصطفیٰؐ نے کہا

حضرت موسیٰ سے ایک شخص کی استدعا

کہ یہ یوم زبان جانور	گفت موسیٰ را ایک مرد جو
جانور کی مجھ کو سکھلا دو زبان	ولا یہ موسیٰ سے اک مرد جو
عبرتے حاصل کتم و روین خود	تا بود کن با ملک حیوانات و دو
عبرتیں حاصل کر دل ہر بات سے	تا کہ میں آواز حیوانات سے
در پئے آبست ثانی و دمہ	چوں زبانہائے بنی آدم ہمہ
روٹی پانی کے لئے ہیں بیگیاں	کیونکہ یہ اشیاں کی ساری بریاں
باشدا از تدبیر ہنگام گذر	بو کہ حیوانات اور دیگر
جس میں ہو تدبیر ہنگام فنا	ورد حیوانات ہو شاید دوسرا
کایں خط و اید بے ریش پس	گفت موسیٰ را و گذر کن بنی موس
کیونکہ اس میں ہیں نہاں خطے بے	بولے موسیٰ اس تہذیب کو چھوڑے
نو کتاب از مقال حرف لب	عبرت بیداری از نیراں طلب
تو کتاب و حرف و لب سب چھوڑے	عبرت و بیداری مانگ اللہ سے
گرم تر گرد و ہیمے از منغ مرد	اگر تر شد مرد ز آں منغش کہ کرد
منع کرنے سے ہے عفتہ چھوڑتا	منع کرنے سے وہ کچھ برہم ہوا
ہر کہ چیزے یافت از تو چیز یافت	گفت اے موسیٰ چو زور تو بتافت
مجھ سے پایا جس نے پایا کچھ شعور	بولا اے موسیٰ جو چمکا تیرا لڑ
لا لقی لطف نباشد اے جو اد	مر مر محروم کردن نہیں مراد
کب ہے لائق تیرے لطف و جود کے	کرنا محروم اپنے مقصد سے مجھے
یاس باشد گر مرا منع شوی	ایں ماں قائم مقام حق توئی
یاس ہو گی۔ منع گر مجھ کو کیا	اب ہے تو قائم مقام اللہ کا

خندہ گنزار و نگہ دو ہنشتی	زانکہ گل گیرگ برگش میکنی
ہو نہ پڑ مڑوہ نہ جائے رنگ و بو	پتی پتی پھول کی توڑے جو تو
خندہ رامن خوزغار آورہ ام	گوید از خارے چرا افتم بہ غم
خود ہنسی کو خار سے میں لایا ہوں	یوں کہے کانٹے سے ہیں کیوں غم کروں
تقصیریں اں کہ خریدت از بلا	ہر چہ از تو یادہ گردواز قضا
کریقیں گویا بلاؤں سے چھٹا	نچھ سے لے لے کچھ اگر دست قضا
فی القواد عندا تیان الترح	ما التصوف قال وجدانی لفرح
دل میں جب اندہ کا دیکھے وفور	ہے تصوف صرف وہدان سرور
در ربدو آں موزہ رازاں نیکو	اے عقابش اعقابے اں کہ او
لے گیا جو موزہ فتنی ماس	اُس بلا کو جان لے تو اک عقاب
لے خنک عتقے کہ باشد بے شمار	تار ماند پاش را از زخم مار
عقل وہ جس میں نہ نفوس ہو ذرا	پاؤں اُن کا سانپ کی زو سے بچا
ان آقی السرحانی روی شام	گفت لامتا سواعلی مافا منکم
بھیڑیا لے جائے چاہے بھیڑ کو	فوت کچھ ہو جائے تو غلین نہ ہو
زانکہ گر شد کہنہ آید باز نو	لیک ہر چہ آں فوت شد غلین مشہو
کہنہ ساماں جب گیا آیا بنا	فوت ہونے والی شے کا غم ہے کیا
ور زیاں بینی غم اور را مخور	اگر بلا آید ترا اندہ مہر
اور کچھ نقصان ہو تو غم نہ کر	کہ بلا آئے کوئی ماتم نہ کر
واں زیاں منع لیا تھائے سترگ	گاں بلا دفع بلا ہائے بزرگ
وہ زیاں دے سوزیاں سے بچا	وہ بلا ہے سو بلاؤں کی فنا
مال چمن جمع آمد ایجاں شد وبال	راحت جاں آمد کجاں فی مال
مال جب ہو جمع ہے جی کا وبال	جان کی راحت ہے ایجاں فوت مال

حضرت موسیٰ کو وحی آنا

ہرچہ میگید بلطف خود شنو	ابدا ز آل وحی آمد از حضرت کمرد
وہ جو کچھ چاہے اس سے سکھلا بھی دو	وحی پھر آئی کہ اے موسیٰ اٹھو
برکشا و اختیاراں فرست او	گفت بزدان کہ بدہ بالیست او
قدرت اس کو اختیاروں پر ہے	حکم حق تھا۔ اس کے لائق اسکو کہ
ورنہ میگید و دنیا خواہ اس فلک	اختیار آمد عبادت را بنک
چرخ کی گردش تو بے خواہش پیار	بے عبادت کا نمک یہ اختیار
کا اختیار آمد ہر وقت حساب	گردش اور انداج رونے عقاب
دیکھتے ہیں بس ہر وقت حساب	اجر ہی ہے اور گردش پر عذاب
نیست ز آل شیعہ جبری سوو	جملہ عالم خود شیخ آمد ند
نفع جبری کو مگر اس سے کہاں	ساری دنیا ہے یہاں شیعہ خواں
تا کہ غازی گرد و ادیا راہزن	شیخ درویش نہ از عجزش بکن
تا کہ وہ غازی بنے یا راہزن	کہ نہ عاجز شیخ دیدے بے سخن
نیم زہر غسل شد نیم مار	زانکہ کہ مناشد آدم ز اختیار
نیم شہد اور ہو گیا وہ نصف مار	چونکہ کہ منا کا بخشا اختیار
کافراں خود کان زہر نے نیم مار	مومنوں کا غسل زہر و وار
اور کافراں زہر مار کی	سادے مومن شہد ہیں یہ اے وحی
تا چرخ گشت یلق اوجیات	زانکہ مومن خور و بگزیدہ نبات
بھوک اسکا شہد اور آب حیات	کھائی ہے مومن نے جو بہتر نبات
ہم ز قوتش زہر شد لڑکے و بچہ	ابا ز کافر خور و شربت از صدید
اس نے ان میں زہر پیدا کر دیا	کافروں نے شربت گندہ پیلا

گفت موسیٰ یا رب میں مرو سلیم	سخڑہ کہ دستکش مگر دیو رجم
بولے موسیٰ کہتا ہے یا رب یہ کیا	اس پہ کیا شیطان غالب ہو گیا
مگر بیا موزم زیاں کا ریش بولہ	ورنیا موزم ویش بدے شہو
کر سکھا دوں تو اسے ہو گا زیاں	ورنہ ہو جائے گا بد دل یہ جوان
گفت کہ موسیٰ بیا موزی کہ ما	رو حکم ویم از کرم ہرگز دھا
دی مذاق نے کہ موسیٰ دو سکھا	رو نہیں کرتے کسی کی ہم دھما
گفت یا رب اویشیما فی خورو	دست خاید جا ہمارا پر درو
بولے وہ ہو گا پیشیاں اسے خدا	ہاتھ چاہے گا تو کپڑے پھاڑ چکا
قیست قدرت ہر کسے اسازوار	عجز بہتر ما یہ پیدہ امیزگار
را اس قدرت ہر کسی کو کب ہوئی	عجز ہے سرمایہ ہر مستحق
فقر زیں رو فخر آمد جاوداں	کہ بہ تقویٰ را ماند دستش جاوداں
اس لئے ہے فقر فخر جاوداں	ہاتھ تقویٰ میں ہے اس کا بیجاں
ز آل غنا و ز آل غنی مردود شد	کہ ز قدرت صبر را پرود شد
یوں ہیں مردود اب غنی اور یہ غنا	صبر ہے مقدور سے جاتا رہا
آدنی را عجز و فقر آمد اماں	از بلائے نفس کی حرص و غماں
عجز اور فقر آدمی کی ہے اماں	نفس کی حرص اور بلاؤں سے یہاں
آں غم آمد آرزو ہائے فضل	کہ ہاں خود کوستہ آں صید غول
ہیں فضل امیدیں ساری غم خدا	جس کا خوگر ہے حریفیں بیوفا
آرزوئے گل بولہ گل خواہ را	گلشن نگوار و آں بے چارہ را
خواہش گل ہوتی ہے گل خواہ کو	خوشگوار اس کو کہاں گلشن ہو

مروطا لکھا مرع اور کتنے کی بولی سیکھنا

گفت موسیٰ ہیں تو دانی در سید	نطق این ہر دو شود بر تو پدید
بولے موسیٰ اب نہ ہو تو دلفگار	نطق ران دوڑوں کا ہو گا آشکار
ہامداداں آں مائے امتحال	ایستاد او منتظر بر آستان
امتحاناً جب سویرا ہو گیا	اپنے در پر منتظر تھا وہ کھڑا
خادمہ سفرہ بنفشاند وقتا و	یارہ تان بیات آشمار زاد
خادمہ نے خزان جھاڑا تو گرا	روٹی کا ٹکڑا جو تھا شکو بجا
در پر بود آنرا خسو سے چوں گرو	گفت مسک کردی تو برا ظلم رو
مرع وہ ٹکڑا اٹھا کر لے گیا	بولاسٹنا، ظلم یہ ہم پر کیا
دانہ گندم تو دانی خورد و من	عاجز ہو روانہ خوردن در وطن
تو تو کھا سکتا ہے دانہ گیوں کا	اور میں دانہ کھا نہیں سکتا ذرا
گندم و چورا و بانی محبوب	تو تو دانی خورد و من نے لے لے کر
گیوں اور چورا و بانی یقیں	تو چہ کھا سکتا، میں کھا سکتا نہیں
ایں لب ثانی کہ قسم ماست آل	میر بانی آیں قدر از سگاں
روٹی کا ٹکڑا ہے قسمت میں کھا	وہ بھی یوں کٹوں سے تو ہے چھینتا

مرع کا کتنے کو جواب دینا

پس خروش گفت تن لہ غم مخور	کہ عوض ہد ہذا نریں یہ دگر
خرع بولا صبر کر اور غم نہ کھا	جتنے کو بھی اس کا عوض دیکھا خدا
اسپاہیں خواجہ سقط خواہد شدن	روز فردا سیر خور کم کن حزن
کھوڑا اس خواجہ کا کل مرجا بیگا	کل بے گا پیٹ بھر کر غم نہ کھا

اہل التوبہ ہوا اسم لہما ت	اہل الہام خدا عین حیات
اہل تہاویل و ہرس، زہر مہات	اہل الہام خدا، عین حیات
زا اختیار ست و حفاظ و آگہی	در جہاں میں مح و شاہاں و زہی
اختیاری ہے بشرط آگہی	مدح- تحسین آفریں اس دہر کی
متقی و زاہد و حق خراں شوند	ہمکہ زنداں چونکہ در زنداں وند
متقی زاہد بنیں سب سربسہ	مند زنداں کو چلے جائیں اگر
ہیں کہ تا سرمایہ ثمانہ اجل	چونکہ قدرت رفت کا سد شد عمل
دیکھ سرمایہ نہ لے جائے اجل	جب کج قدرت ہوفا فاسد عمل
وقت قدرت انکھدار و بہیں	قدرت سرمایہ سودہست ہیں
اپنی قدرت کو نگہ رکھ لے اخی	سود کا سرمایہ ہے قدرت تری
در کف درکش عنان اختیار	آدمی بر خنک کہ غنا سوار
ہاتھ میں اسکے عنان اختیار	اسب کھڑا ہے اسان سوار
کہ مراد تو زود و جاہد کہ و چہر	باز موسیٰ داد بند اور اہل مہر
جلد پائے گا تو اپنا مدعا	پھر یہ موسیٰ نے محبت سے کہا
دیو و اوست برائے مکر و ست	ترک ایں سوا بگو و خود ترس
مکر سے ابلیس کے تو کر حذر	کھا ترس اپنے پہ سودا ترک کر
کایں مراد تو کند و رصد عقب	ہیں برو و در سر و کرم طلب
ڈالے تجھے کو رنج میں یہ سربسہ	طلب تو خود نہ کر یہ درو سر
نطق مرغ خانگی کابل پرست	گفت باب نطق سنگ پرورد
مرغ خانہ کی مجھے بولی سکھا	بود بکتے کی زبان مجھ کو بتاؤ
ملہ ہم نے آستے بازیاں دی ہیں +	

ایک وائش غلام آید مصاب	گفت اور فروخت اشترا شباب
اس کے خادم پر ہے لیکن کل غذا	بولا اس نے اونٹ کو بیچا شباب
برسگ خواہندہ یزدا قربا	چوں غلام او بمیر و ناہما
ٹوایکے کنٹوں کو ردی میہماں	وہ مرگیا تو یکیں گی روٹیاں
رست از خسران رخ را بر فروخت	ایں شنید و آں غلامش از دست
بچ گیا نقصان سے پھر لا کلام	یہ سنا تو اس نے بیچا وہ غلام
رستم از سہ واقعہ اندر زمین	شکر بامیکرد و شاد بہا کہ من
جان میری تین جھوٹوں سے بچی	شکر کرتا تھا خدا کا اور فری
دیدہ سور القضا را دو قسم	انازبان مرغ و سگ آمو قسم
ہند کی آنکھیں قضا کی بے گماں	میں نے مرغ و سگ کی چپ سیکی ہاں
مرغ کا کتے کے سامنے شرمندہ ہونا	
کاے خروس نرا ز خاک و طاق و	روز دید آں سگ محروم گفت
ہو گئے کیا اب وہ کل پر سوں ترے	دوسرے دن بولا کتا مرغ سے
خود نہر و جزو مرغ از و لر تو	چند چند آخر و مرغ و مکر تو
آشیاں سے جھوٹ لے کر ہے اڑا	جھوٹ اور مکاری آخر تا کجا
کہ بگویم از و روغے ممتہن	گفت عاشا از من از جنس من
غیر ممکن ہیں بہانے جھوٹ کے	بولا بچہ سے یا مرے ہم جنس سے
ہم رقیب آفتاب وقت جو	ماخرو سال چوں موذن استگی
ہیں رقیب آفتاب اور وقت جو	مرغ ہیں مثل موذن راست گو
اے ماضیہ گزشتہ۔ یعنی تو مٹھا ہی مٹھا ہے کیسں تجھ میں نام کو نہیں +	

روز میری آفرین ہے جہد و کسب	مرسکاں اے عید باشد مرگ اسب
رزق مل جاتا ہے بے سبی مزید	مرنا گھوڑے کا ہے بس گنتوں کی عید
پیش گئے آں خروسکے زرد	اسب بفر وخت چوں بشنید مرد
مرغ اس گئے سے شرمندہ ہوا	بیجا گھوڑا۔ جب یہ خواجہ نے سنا
آں خروسکے گلب برکشو	روز ویکہ پچھاں ناں رار بود
مرغ سے جھنجھلا کے گئے نے کہا	دوسرے دن پھر وہ روٹی لے چلا
ظالمی و کافری بے فروغ	کالے خروس عشقہ چند ایں دروغ
تو ہے ظالم اور جھوٹا بے فروغ	اے فریبی مرغ کب تک یہ دروغ
کو اختر گوئی محرومی ز راست	اسب کش گھتی سقط گردو کجاست
تو بخومی کور ہے، او بد زباں	گھوڑا جو مرنے کو تھا وہ ہے کہاں
کہ سقط شد اسب او جانے و گم	گفتہ را آں خروس باخبر
دوسری جا ہے گیا گھوڑا وہ مر	بولو اس سے مرغ، تھا جو باخبر
آں نیاں انداخت و بردیگاں	اسب بفر وخت جست واز پاں
دوسرے پر بار نقصان کا پڑا	گھوڑے کو بیجا۔ تو نقصان سے بچا
مرسکاں اے باشد ایں نعمت فقط	لیک ڈو اشتروش گردو سقط
گنتوں کو ہوگا وہ نعمت بر ملا	کل مگر اس کا شتر مر جائیگا
یافت ز غم وز زیاں اندم محیص	زو و اشترا فروشید آں حریص
یوں زیاں و غم سے پھر نعمت ملی	اؤنٹ کو بھی بیچ آیا آدمی
اے امیر کافراں باطل و کوس	روز ثالث گفت سگ آں خروس
اک کھلا جھوٹوں کا تو ہے بادشا	تیسرے دن مرغ سے سگ نے کہا
دوغی اے اہل دوغی دوغ و مرغ	تا کہ گوی دوغ اے بیفروغ
دوغ ہے نا اہل لٹو بالکل ہی دوغ	جھوٹ تو بولے گا کب تک بے فروغ

مرغ کا خواجہ کی موت کی اطلاع دینا

ایک فردا خواہد اور مرنے والے	گاؤ خواہد شہت ارث درخیز
کل مرغ خواجہ بھی خود مر جائے گا	گائے سب وارث بن جائیں بر ملا
صاحب خانہ بخواہد مر و رفت	روز فردائے سیدہ فوت رفت
صاحب خانہ جو کل مر جائے گا	پامزہ کھانا بہت سا آئے گا
پارہائے نان و لائے طعام	در میان کوئے یاد خاص و عام
پارہائے نان اور خیرات و طعام	پائینے اس کی گلی میں خاص و عام
گاد و قریانی و ناہائے تنہا	برسنگان مسالماں ریز و سبک
گائے کا گوشت اور پتلی روٹیاں	سب فقیر اور کتے پائینے یہاں
مرگ اسٹرو مرگ غلام	جو قضا کردار میں مغرور خام
موت گھوڑے اور غلام اور اونٹ کی	موت اس قافم کی مٹی روکھی
از زبان لے درو آں گمرخت	مال فروشوں کو دروغی پیش کرتی
مال کے نقصان سے گونہ گویا	مال کے لالچ میں خون اپنا کیا
ایں یا خستہائے درویشاں چلا	گاں بلا برتن بقا کے جا رہا
کرتے ہیں درویش کیرا یہ محنتیں	تا بلائے جسم سے جا نہیں بچیں
تا بقائے خود نیا بد سا لکے	چوں کند تن را سقیم و ہالکے
ہو نہ حاصل جبکہ سالک کو بقا	کیوں بدن کو وہ گھلائے با وفا
دست کے جھنڈ یا یثار و غل	تا نہ بیند وادہ را جانش بدل
ہاتھ کب ہوں صرف و ایشار و عمل	رہنے والا جب کچھ دیکھے بدل
آنکہ بد بد بے امیدے سو ہا	آں خدایت آں خدایت آں خدا
بے امید سود ہے جس کی عطا	وہ خدا ہے۔ وہ خدا ہے۔ وہ خدا
آں ولی حق کہ خدے حق گرفت	نور گشتے تابش مطلق گرفت
جس ولی حق کو خدے حق ملے	نور بن کر تابش مطلق ملے

گرنی بالائے ماٹھتے نگوں	پاسباں آفتابیم اذروں
گرچہ تودے طشت میں ہم کو چھٹیا	پاسباں سورج کے ہم ہیں بر ملا
در بشر واقف ز اسرار خدا	پاسباں آفتابند اولیسا
ہیں بشر میں واقف رازِ خدا	پاسباں سورج کے ہیں سب اولیا
داوہدیہ آدمی را اور جہاد	اصل مارا حق پتے بانگِ نثار
روح کی کشتی میں انسان کے لئے	حق اذان کے تھے ہمیں حق نے دیئے
درازاں آں مقتل مامیشود	گر ہمارا ہنگام سہوا زما رود
سہو سے تو مارے جائیں بیگناں	ہم اگر بے وقت دے بیٹھیں اذان
خون مارا میکند خوار و مباح	گفت ناہنگام حق علی الفلاح
خون ہمارا کرتا ہے بانگِ مباح	گنا بے ہنگام حق علی الفلاح
از خروں وحی جاں آد فقط	آئکہ معصوم آمد و پاک از غلط
مرغ وحی جاں وہ اسے بیک ہے	جو ہے معصوم اور گنہ سے پاک ہے
شد زیاں مشتری آں کبیری	آں غلامش مر و پیش مشتری
مر گیا۔ نقصاں ہوا اس کا تمام	مشتری کے پاس جا کر وہ غلام
خون خوارِ بخت آں یا نیک	او گر زانید مالش اولیک
یہ سمجھے اس کو کہ خون اپنا کیا	مال کو اپنے لیا اس نے بچا
جسم مال مست جانہا را فدا	کیں یاں دفع زیاں ہمیشہ کے
مال و حق صدقہ ہیں بیشک جان کا	اک زیاں داغ ہے سو نقصان کا
میدہی تو مال و سر را میخری	پیش شاہاں دریاست گسری
مال دے کر جان لیتا ہے بچا	مادشہ دیتے ہیں جب تجھ کو سزا
میکریزانی ز داو مال را	اعجبی چوں کشتہ اندر قضا
کیوں خدا سے مال رکھتا ہے بچا	کیوں قضا کے باب میں ناداں ہوا

مرن تن ریاضت زندگیت
سچ این تن روح را پندگیت
تن ریاضت میں مرے لیے زندگی
سچ ہے تن کا اقامت جان کی

اس شخص کا حضرت موسیٰ کی طرف و طنا

کوشش بہادری اور مجاہدیت

تھا لکھنے کان وہ مرد مجاہدیت

چون شہیدانہاراں شہر زلفت

جب سنی یہ بات تو بھاگا ہوا

روپے مالید بر خاک اور نیم

خاک پر ملتا تھا منہ وہ خوف سے

گفت و فروش خود راوبرہ

پسے بیچ اپنے کو تو اور چھوٹ جا

بر مسلماناں زیاں انداز تو

تو مسلمانوں کو اب پہنچا زیاں

مرن خون خشت دیدم این قضا

اینٹ میں دیکھی ہے میں نے وہ قضا

عاقل اول بنید آخر ابدل

پہلے سوچے عاقل آخر کا بدل

بازاری کر دکاے نیکو خصال

اس نے پھر رو کر کہا لے خوش خصال

از من آں آمد کہ بودم ناسزا

ہو گیا ایسا کہ نالائق میں تھا

فی شہود او از خرو سش انجیدیت

سن رہا تھا مرغ کی ساری حدیث

برو موسیٰ کلیم اللہ رفت

آستان پاکو موسیٰ پر گیا

کہ مرا فریاد سنیں اے کلیم

سن مری فریاد اے موسیٰ مرے

چونکہ اس کا شہر بر جہ زچہ

تو ہے استاد کنویش سے باہر

کیسہ ہمیا نہاراں کن دو تو

بھر لے اپنے کیسے اور ہمیا نیاں

کہ در آئینہ عیاں شد مرترا

تو نے آئینے سے لی جس کی عیاں

اندرا آخر بنید او دانش مقل

دیکھے صرف آخیں احمق بے محل

مر مراد مر مرزن در و حال

دس نہ طعنے مجھ کو اور غم میں نہ ڈال

ناسزا کم را تو وہ حسن اجزا

ناسزا کو دیکھے اچھی جزا

او غنی است جز او جملہ فقیر	کے فقیرے بے عوض گوید کہ
وہ غنی جس کے سوا سارے فقیر	بے عوض کتا ہے کب "بے" فقیر
ہما نہ بیند کو دے کہ سیب بہت	او پیاز گندہ اندہ زو ست
جب تک اس بچہ نہ دیکھے سیب کو	وہ پیاز گندہ کیوں چھوڑے۔ کہو
ایں ہمہ بازار بہر ایں غرض	بڑ کاٹھا شستہ بہر ایں غرض
ہے یہ سب بازار لبریز غرض	اور ہر دکان پر رکھا ہے غرض
صد متاع خوب عرضه میکنند	واندر دکان غرضہاے تنند
اینا اپنا مال کرتے ہیں عیاں	ہے غرض کی آرزو دل میں ہاں
ایک سلمے نشووی اے مردو میں	کہ نگہ و آخرت کمال آستیں
اک سلام ایسا نہ تو ہرگز نہ	چو د آخر آستیں ہی تمام ہے
بے طمع نشیندہ ام از خاص عام	من سلامے اے برادر و السلام
میں نہیں ملتا سلام خاص و عام	بے غرض کے اے برادر و السلام
جز سلام حق تو ہیں آل ابو	خانہ خانہ جا بجا و کو بکو
جز سلام حق ہیں اس کو و صند تو	جا کے گھر گھر جا بجا اور کو بکو
از دہان آدمی خوش مشام	ہم پیام حق شنیدیم ہم سلام
آدمی کے منہ سے جو سہ خوش کلام	ہیں پیام حق ہوں سننا اور سلام
وہیں سلام باقیوں برس کو آں	من ہے تو ستم بدل خوشتر جاں
میں سلام دن باقیوں کا بیجاں	جان دول سے سن رہا ہوں شادان
ز آں سلام او سلام حق شدہ است	کالتش اندر دہان خود زوہ است
ہے سلام اُن کا سلام حق ہوا	آگ میں پھونکا ہے ساماں بر ملا
مردہ است ز خود شدہ زندہ بر لب	ز آں بود اسرار حقش مردوب
نمود مرے اور ذات میں زندہ ہوئے	اس لئے واقف ہیں وہ اسرارے

حضرت موسیٰ کا دُعا کرنا

موسیٰ آمد در مناجات آن سحر	کایچہ ایمان زوستان مہر
کی دُعا موسیٰ نے یوں وقت سحر	یارب اس کا خاتمہ بالآخر کر
باو شاہی کن برو بختا کہ او	سہو کر دو خیرہ روئی و غلو
باو شاہی کر تو اس کو بخش دے	اس نے یہ گستاخیاں کیں سہو سے
گفتش این علم نے در خور نیست	دفع پذیرا یہ قلم راوست
گستاخ تو علم کے لائق نہیں	ٹال سمجھا میرا کہنا بالیقین
دست ابراز و آئینس زند	کہ عصا را دستش اژدر ما کند
اژدہ ہے پر ہاتھ وہ مارے بھلا	جو عصا کو خود بتائے اژدہ
ترغیب آفراسرود آموختن	کہ ز گفتن لب تواند دوختن
چاہئیں اسرار اس کو سیکھنے	چونہ ہونٹوں سے انہیں ظاہر کرے
در خور یا نہ شد جرمع آب	فتم کن اللہ اعلم بالصواب
لائی دریا فقط ہے مربع آب	عزیز کر دانش اعلم بالصواب
او پر دریا رفت مرغابی نہو	گشت غرق دست گیرش آودود
وہ گیا دریا میں مرغابی نہ تھا	ڈوبتا ہے ہاتھ مقام اے کبریا

اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ کی دعا قبول کرنا

اگر و اجابت آن عار اگر دگار	رحم فرمودش بہ عجز و افتقار
کی قبول اس کی دُعا اللہ نے	رحم آیا عجز اس کا دیکھ کے
اگفت بخشیدم باو ایماں نعم	وہ تو خواہی ہیں ماں نہ اش حکم
دی نداہم نے اسے ایمان دیا	اور تم چاہو تو دیں اس کو جلا

گفت پیر خجست کپیر	نیست سوت کا یاد واپس گر
برے پھر تا خجست سے حیراے پسر	یہ نہیں فطرت کو آئے لوٹ کر
ایک رخا ہم زینکو داور	تا کہ ایماں آں زمان با خود بری
ہاں میں خالق سے کروں گا یہ دعا	مرتے دم ایماں کرے تجھ کو عطا
چونکہ ایماں بروہ باشی زندہ	چونکہ ایماں روی پابندہ
ساتھ ایماں کے مرے زندہ ہے تو	ہے جو بالیمان پابندہ ہے تو
سجدہ کر دوش مرو کیں پائے کی	من بریم غولش از منج و گن
بولاجھک کہ ایسا ہی کر دیجے	میں نے چڑ کا ہی ہے لینے ہاتھ سے
گفت موسیٰ کایں لبون حق مہم	چنگ دامان فضل او ز مہم
یہے موسیٰ عون حق سے یہ کروں	دامن اس کے فضل کا میں تمام دل
ہم وراں دم حال برخا جگست	ساواش شوریدو آور وند طشت
حال خواجہ کا جو بڑا دفعتاً	دل نے کچھ مالش سی کی لئے مگن
شورش مرگست نے ہیضہ طعام	تھے چہ سوت دارے پر کجست طعام
موت کی شورش ہے یہ ہیضہ نہیں	فائدہ ہو سکتا ہے نے سے کہیں
چار کس بروندتا سونے و شاق	ساق میمالید اور بشیت ساق
لے گئے چار آدمی پھر اُس کو گھر	پاؤں وہ ملتا تھا اپنے پاؤں پر
ہند موسیٰ نشدنی شوخی گنی	خوشی تین برتخ فولادی زنی
ہند موسیٰ کی نہ شوخی سے مہنی	مار لی تلوار تو نے آپ ہی
شرم ناہد تیغ را از جان تو	آن تست لیں آبرو آں تو
تیغ کو تجھ سے نہیں شرمندگی	ملکت ہے گو وہ اے بھائی تری

ایک عورت کی کہانی

بیش از شش مہ نہ بودے عمر و ر	اکل نے ہر سال زائید کپسہ
چھ کہینے تک جیا کرتا تھا بس	بچہ اک عورت کے ہوتا ہر برس
نالہ کرد اس کج انصاف الم	یاسہ مہ یا چار مہ گشتے تباہ
مرتا تھا، عورت لے یوں زیاد کی	تیسرے چوتھے مہینے بھی سمی
نعمت زور زور از قوس فرج	انہ نعم بارست سہ ماہم فرج
نعمتیں لعل دی دھنک سے ہوں تباہ	نو مہینے بار، فرحت تین ماہ
اس شکایتیں زن زور وندید	اپیش مردان خدا کرے نفیر
اور شکایت اس غم جانماہ سے	کرتی تھی فریاد اہل اللہ سے
آہستہ در جان و افتاد گفت	بیت فرزندش جنین در گورقت
آگ دل میں پڑ گئی تھی سوز سے	بیں لڑکے دمن تھے یوں ہی ہوتے
بانگے سبزے خوشے بے ضنعت	تا شبنم بنمود او را بختے
سبز و شاداب اک چمن بے بخل تھا	دیکھی اک شب اس نے جنت کی فضا
کامل نعمتہا ست مجمع باعنا	باغ کفتم نعمت بے کیف ا
جو ہے اصل باغ و نعمت بر ملا	باغ نعمت کو ہے میں نے کہہ دیا
گفت نور عیب ایندواں چرخ	ورنہ لا عین ات چہ جائے باغ
حق ہے نور عیب کو کتنا چراغ	ورنہ ناویدہ ہے وہ کیا ذکر باغ
تا برو برو آئکہ او حیراں بود	امثل نبوداں مثال آں بود
تا کہ جو حیراں ہو وہ پائے پتا	وہ ہے بے مثل اور مثال اسکی بجا

لے یعنی گود دھنک بہت جلد چھپ جاتی ہے۔ مگر میری نعمت اس سے بھی جلد چھپیں لیا جاتی ہے
لے کسی آئکہ نے نہیں دیکھا

بلکہ چار مردگان خاک را	زندہ سازیم این زمان ہر تو ما
بلکہ مٹی میں ہیں مردے جس قدر	زندہ ہم کر دیں ابھی چاہو اگر
گفت موسیٰ این جهان مروست	آں جہاں نگیز کا بنجار و نیست
بولے موسیٰ یہ تو ہے دار فنا	کہ مٹی زندہ جو ہے ملک بقا
این فنا جا چوں جهان بود نیست	باز گشت عاریت پس سو نیست
دار ہستی جبکہ ہے دار فنا	کچھ دنوں کے ٹوٹنے سے فنا
رحمتہ افشاں برایشاں ہم کو	در نہا سخا نہ لدینا محضون
اُن پہ بھی رحمت کر اپنی اسے کریم	جو کہ ہیں درگاہ میں تیری مفیم
تا بداند این زیان جسم و مال	سو و جاں باشد رہا نہ از وبال
تا کہ سمجھیں یہ زیان جسم و مال	سو و جاں بھٹا ٹھٹ گیا جس سے وبال
پس ریاضت اِجہاں شو مشق	چوں سپری تن بخدمت جاہری
پس ریاضت کا ہو دل سے مشق	ہو گیا جانبر جو خدمت تو نے کی
در ریاضت آیدت بے اختیار	سہرہ شکرانہ وہ اے کامیاب
اگر ریاضت پائے تو بے اختیار	سجدہ شکرانہ کر اے کامیاب
چوں حفت ادا پس ریاضت	تو نگر دی اں ریاضت ز امر کن
حق نے دی جب یہ ریاضت شکر	کی نہ تو نے اس نے بھیجی ہے مگر
اِس حکایت بشنو و عطف شمر	سنانگر دی خستہ از نقص ضرر
یہ حکایت سن اور اسکو وعظ جان	تا نہ ہو نقص و ضرر سے خستہ جان

ۛ یعنی وہ لوگ ہماری بارگاہ میں حاضر ہیں ۛ

حضرت امیر حمزہؓ کا بے زرہ جنگ میں آنا

بازرہ میسند مدام اندر دغا	در جوانی حمزہؓ عظیم مصطفیٰ
بازرہ جاتے تھے بکرنے کو دغا	جب جواں تھے حمزہؓ حضرت سے بچا
بے زرہ سر مستی رغو آمدے	اندر آخر حمزہؓ چوں نصف شدے
بے زرہ لڑتے تھے وہ غزوات میں	آخری پھر عمر کے اوقات میں
ورنگندے و نصف شمشیر حسین	سینہ باز و تن بر تنہ پیش پیش
لڑتے تھے شمشیر لے کر بر ملا	آگے آئے جن کھلا، سینہ کھلا
اے ہزبر صرف شکن شاہِ قحول	خلق پر سیدند کاے عم رسول
اے دلیر صرف شکن، غیر دغا	پوچھا لوگوں نے کہ علیؓ مصطفیٰ
تہلکہ خواندی ز پیغامِ خدا	نے کہ لا تلکوا بآید یکم الی
میانیں تم نے یہ قرآن میں پڑھا	نہجِ ہلاکت سے یہ ہے قولِ خدا
مے در اندازی چینیں در معرکہ	پس چرا تو خویش را در نہنلکہ
جاتے ہو تم جب دغا کے واسطے	یڑتے ہو پھر تہلکہ میں کس لئے
تو نیرفتی سکو صف بے زرہ	چوں جواں بودی زقت و سختی
بے زرہ لڑنے نہ ہرگز تھے گئے	تم جواں تھے جبکہ اور مضبوط تھے
پر وہ ہائے لا ابالی میزنی	چوں شہی پیر و ضعیف و تمنی
کیوں طبیعت لا ابالی ہو گئی	جب ہوتے پیر اور ضعیف اور تمنی
مے نمائی دار و گیر و امتحان	لا ابالی و ارباب تیغ و سنان
کیوں چلا تے ہو بوقت امتحان	لا ابالی ہو سکے تم تیغ و سنان

لے جنگ لڑاتی +

لے اپنے ہاتھ ہلاکت کی طرف نہ بڑھاؤ +

حاصل آن نید از دست	ز آن تجلی آن ضعیف از دست
دیکھنے ہی مست عورت ہو گئی	اس تجلی سے وہ خود ہی کھو گئی
دید و قصرے نشہ تمام خویش	آن خود اشتیاق محبوب کشیش
دیکھا نام ایسا کھسا اک قصر پر	اس کو اپنی ایک سمجھی خوش سیر
بعد از آن گفتند کایں نعمت رست	کو بجائ بازی بجز صادق بخورست
یہ ہے ملک اسکی فرشتوں نے کہا	ذوق جان بازی میں جو صادق رہا
خدمت بسیار میبایست کرد	مر ترا تا بر خوری زیر حاشیت خور
چاہئے طاعت بہت کرنا بخت	تا کہ اس نعمت کا پھل بخت کو پٹے
چوں تو کابل بودی اندر التجا	آن مصیبتھا عوض اوت خدا
التج کر لے میں تو کابل رہی	یہ مصیبت اس کے بدلے حق نے دی
گفت یار تبا بعد سال فزوں	ایچنینم وہ بریز از من تو خون
بولی یار رب سنو برس تک یا سوا	خون بہا میرا مگر یہ کر عطا
اندر آں باغ او چو آمد پیش پیش	دید روتے جملہ فرزندان غمیش
باغ میں جسوقت وہ داخل ہوئی	اپنے سب بچوں کو دیکھا واقعی
گفت از من گم شد از تو گم نہ شد	بے دو چشم غیب کس مروت نہ شد
بولی تو نے پائے مجھ سے تجھے نماں	بے دو چشم غیب مروت حق کہاں
آ تو نہ کروی قصداً از بینی و دید	خون افروز تازت جابست ہید
تو نہ لے قصد اور تیری ناک سے	خون نکلے اور تپ جاتی رہے
مغز ہر میوہ بہست از پوستش	پوست تن او ان مغز آندوش
مغز بر میوہ ہے بہتر پوست سے	پوست ہے تن مغز مطلب دوست سے
مغز نغزے رو آخر آدمی	یکدمے آنرا طلب گر ز آدمی
مغز نادر ہے بلا انسان کو	آدمی ہے تو طلبگار اس کا ہو

الحذر اے مرگ بنیاں وار عوا	العجل اے حشر بنیاں سار عوا
مرگ بینو ہاں ذرہ پہنو نیچو	حشر بینو ہاں بہت جلدی کرو
الضلا اے لطف بنیاں افرو	البلا اے قہر بنیاں اتر حوا
الضلا اے لطف بیو نشاد ہو	حسرتا اے قہر بینو! غم کرو
ہر کہ یوسفؑ دید جاں کر خوش فدا	ہر کہ رگش دید برگشت از ہدی
جس نے یوسفؑ دیکھا جان کر دی خدا	گرگ دیکھا جس نے رستے سے پھرا
مرگ ہر یک آپس ہر رنگ و	آئینہ صافی نقیہ ہر رنگ و
موت ہر اک کی ہے اس سے ہم نوا	منہ سے ہے ہر رنگ ہر صاف آئینا
پیش ترک آئینہ اخوش نگہبست	پیش زنگی آئینہ ہم زنگہبست
پیش ترک آئینہ خوش رنگ ہے	پیش زنگی آئینہ پُر دنگ ہے
ایکے ترسی زمرگ اندر فرار	اں زخود ترسانی لے جان ہوشدار
موت سے ڈر کر جو کرتا ہے فرار	خوف اپنی ذات سے ہے ہوشیار
زشت روزے نشت زرخسار مرگ	جان تو پھچوں زخت مرگ برگ
زشت روزہ ہے۔ نہیں زرخسار مرگ	جان تیری ہے درخت اور موت برگ
از تو زشت زرخسار مرگ	ناخوش و خوش نام ضمیرت زخودا
تجھ سے آگتی ہے ہر اک نیکی، بدی	ہے ضمیروں سے خوشی اور ناخوشی
گھر بچائے خستہ خود کشتہ	ور حریر و قزوری خود رشتہ
غار غم ہے خود ترا بویا ہوا	اور جو ریشم میں ہے۔ تو ہے خود بنا
لیک نبود فعل ہر رنگ جزا	یہیچ خدمت نیست ہر رنگ عطا
ہے مگر کب فعل ہم رنگ جزا	اور کب خدمت ہے ہر رنگ عطا
مزد و مزدوراں نے ماند بکار	کاں عرض میں جو بہت پائدار
آجرت مزدور کب ہے مثل کار	وہ عرض ہے۔ یہ ہے جو ہر پائدار

کے بوڑھے تیغ و تیر را	تیغ حرمت مے نزار و پیر را
اکب وہ جانے تیغ کو اور تیر کو	تیغ سے حرمت نہیں کچھ پیر کو
گشتہ گمرو راست دوست عدو	کے روا باشد کہ شیرے بھی تو
گنجل ہو دشمن کے ہاتھوں پر ملا	کب روا ہے تم سا اک شیر و غا
پند مے دادند اور از غبر	آزیز شق غمخوارگان بے خبر
ان کو عبرت تھے دلاتے بیشتر	اس طرح وہ غمساہ بے خبر

حضرت حمزہؑ کا جواب

مرگ میدیدم و دواع این جاں	گفت حمزہؑ چونکہ بودم من جاں
موت تھا میرے لئے ترک جاں	کہتے تھے حمزہؑ کہ جب میں تھا جاں
پیش از دور ما برہمنہ کے شود	سوائے مردوں کس برہمت کے و
کون جائے اڑو ہے کے سامنے	کون رعبت موت کی جانب کرے
میتھیں لیں شہر فانی راز بوں	ایک ز نور محمد من کنوں
میں نہیں مغلوب دنیا نے فنا	اب یہ ہے اعجاز نور مصطفیٰؐ
بہر ہے مینم ز نور حق سپاہ	از برون جس شکر گاہ شاہ
نور حق کی فوج سے دیکھوں بھرا	حیۃ شاہی بر باطن بر ملا
شکر آنکہ کروید ارم ز خواب	خیمہ درخیمہ طناب ندر طناب
شکر ہے اب ہو چکا چخم خواب	خیمہ میں خیمہ طناب اندر طناب
امر لا تلقوا بکیر و او بدست	آنکہ مردن پیش چشمش تہلکہ بہت
حکم "لا تلقوا" ہے اس کو بر ملا	جس کو مرنا نہ ہو اسے فنا
سار عوا آید مرا و اور خطاب	آنکہ مردن پیش او شد فحباب
سار عوا "آید" ہے شہر ہے اس کو خطاب	موت جن کے واسطے ہے فتح باب

شد و انعام سجود او بہشت	چوں سجود سے یار کوئے مرد گشت
سجدہ اس عالم میں جنت ہو گیا	جب رکوع و سجدہ انساں نے کیا
مُرخِ جنت ساختش لبِ لعل	چونکہ پدید از دہانش حیر حق
مُرخِ جنت حکم رب سے بن گئی	حدِ خالقِ منہ سے تیرے جب اڑی
گرچہ نطفہ مُرخِ با دست دہوا	حمد و تسبیح نما نہ مُرخِ را
ہے اگرچہ مُرخِ کا نطفہ ہوا	ہو مشابہ مُرخِ سے تسبیح کیا
گشت میں دستِ آں طرفِ محلِ نوا	چوں ز دستِ کفِ ثیابِ زکا
آں طرف اس سے اُگے محلِ نبات	تو کرے ہاتھوں سے ایثار و زکا
جئے شیرِ غلہِ مرگست و وود	آبِ صبرتِ آبِ جئے غلہ شد
اور محبت جوئے شیرِ غلہ ہاں	صبر کا پانی بنے نہرِ جنان
مستی و شوق تو جوئے خمِ بین	اذوق طاعتِ گشت جوئے نگین
شوق و مستی جوئے بادہ لے اخی	ذوقِ طاعت نہرِ شہرے شہد کی
کمن اند چنش جائے آں نشاند	اِس سبب ہاں آں شر بارِ اماند
کون جانے یہ عوض ہیں کیوں بنے	ہیں سبب کب مثل اُن آثار کے
چار جو ہم مرترا فرماں نمود	اِس سبب ہاں اِس بفرمانِ تو بود
غلہ کی نہیں ہو میں تابعِ تیرے	یہ سبب فرمان ہیں تیرے جوئے
آں صفت چوں بد چنانش میکنی	ہر طرف خواہی روانش میکنی
جو صفت تھی فعلِ بھی ویسے ہوئے	جس طرف چاہے رواں اسکو کرے
نسلِ تو دور امر تو آئند چیست	چوں منی تو کہ در فرمانِ تست
نسلِ بھی تابع ہے تیرے حکم کی	جیسے تیرے حکم میں تیری منی
کہ منم جزوت کہ کردی اش گرو	مید و دور امر تو فرزند تو
میں سراہی جزو ہوں رہن لے پد	حکم تیرا ہے تیرے فرزند پر

وہیں ہمہ گھسیت و زہر بر طبق	انہم سختی و زورست و عرق
یہ ہے چاندی اور سونے کا طبق	وہ ہے سختی اور طاقت اور عرق
کردہ مظلومت و عا ورمختہ	مگر ترا آید ز جائے ہمتے
اور ہو وہ بد دُعا مظلوم کی	مگر کوئی ہمت کے مجھ پر اٹھی
برکے من ہمتے نہاد وہ ام	تو ہے کوئی کہ من آزاد وہ ام
میں نے ہمت کب کسی پر ہے رہی	تو یہ کہتا ہے کہ ہوں آزاد ہی
دانہ کشتی دانہ کے ماند بہر	تو گناہ ہے کردہ مظلوم و گد
دانہ بویا، کب مود ہو مثل تر	بے خطا کاری تری شکل و گد
گویدا و من کے زوم کس ابو	او زنا کردہ جزا صد چوب بو
وہ گئے لکھٹی سے مارا تھا کے	بید سوگر ایک زانی کے گئے
چوب کے ماند زنا را در جزا	نے جزائے آن نابود ایں بلا
چوب تو ہرگز نہیں مغل زنا	یہ بلا کہ اس زنا کی سختی سزا
درو کے ماند دوارا لے حکیم	اما کے ماند عصا را لے کلیم
درو کب مثل دوا ہے اے حکیم	سانپ کب مثل عصا ہے اے کلیم
چوں بقیندی شد آن شخص سنی	تو بجائے آن عصا آب منی
ڈالے تو پیدا ہو اُس سے آدمی	تو عصا کے بدلے جب آب منی
ز آن عصا چون است یں عجائب	یا رشد یا مار شد آن آب تو
اس عصا سے پھر تعجب کیوں ہوا	یا رہو یا مار ہو یا فی ترا
ایہیچ ماند شیشہ مرقد را	ایہیچ ماند آب آن فرزند را
قد گئے سے نہیں ملتی ذرا	پانی اور نیچے سے پھر نسبت ہے کیا

کاسماں! منتظر میداشتی	تخم فوارہ روم میکاشتی
آسماں کو منتظر رکھتا تھا تو	بیج کل کے واسطے ہوتا تھا تو
جستیم تو تخم سعیر و زخست	پین کیش این روزخت اکاشتی
آنکھ تیری بیج دوزخ کا ہے یار	جال ہے یہ ، ہاں بجھاوے اسکی نار
گشتن لیں نار بنود جز بنور	نورک اطفانار ناخن لشکور
آگ یہ سب بجھ سکے بے نور کے	ہاں بجھاوے آگ اپنے نور سے
مگر تو بے نور کے کنی خاکے بدست	آگشت زندہ است رخاکست
ہاتھ میں گر خاک لے بے نور کے	آگ خاکستریں پھر دہکا کرے
آن تکلف باشند و روشن ہیں	نار را نکشد بغیر نور و دیں
ہے وہ پردہ اور تکلف بالیقین	ہے بجھاتا آگ کو بس نور دیں
تا نہ بینی نور و دیں امین مباحش	کاشت پنہاں بودیکر وز فاش
ہو نہ جب تک نور بے پروا نہ ہو	بھڑکے گی اکدن ہے پنہاں آگ جو
نور بے دان ہم بر آب چشیں	چونکہ داری آب ز آتش ترس
نور بانی ہے حفاظت اس کی کر	پانی ہے جب پاس آتش سے زور
آب آتش! اکشد آتش مجو	مے بسوز و نسل فرزند ان لو
ہاں نہ ڈھونڈ آتش کہ پانی دے بجھا	نسل فرزندوں کی دیتا ہے جلا
سوئے آن مرغابیاں و روز چید	تا ترا در آب حیوانے کشند
چند دن مرغابیوں کے پاس جا	آب حیواں میں بجھے کھینچیں وہ تا
مرغ خاکی مرغ آبی ہم تنند	لیکن آند و آب رو غنند
مرغ خاکی مرغ آبی ہم جمال	صند ہیں لیکن آب و روغن کی مثال
لے تیرا نور جاری آگ بجھاوے - کہ ہم تیرے مشک کرنے والوں میں سے ہیں +	

ہم در امر تست آن چہارواں	آں صفت را مر تو بود انجیباں
بس بولنی دہ آجوبیں ہیں وائ	وہ صفت تھی حکم میں تیرے یہاں
کائنات رختاں رخصتاں با پرند	آں رختاں مر ترا فرماں پرند
پھل درختوں میں ہیں تیرے وصف	تاج ذماں ہیں وہ پیڑ اب ترے
پس در امر تست آنجا آں جزا	چوں با مرستت اینجا میں صفت
حکم میں تیرے جزا ان کی دیاں	حکم میں تیرے یہ صفتیں ہیں یہاں
آں درختے گشت زان قوم رست	چوں رست رستم مظلوم رست
وہ تھوہر کا پیڑ فوزا بن گیا	زخمی جب مظلوم کو تو نے کیا
مایہ ناریہ بنم آمدی	چوں زختم آتش تو در لہا زوی
مایہ ناریہ جہنم تو ہوا	آگ دی غفہ کی جب دل میں لگا
آنچہ ازوے زاو مرد افروز بود	آتش اینجا چو آدم سوز بود
اس کی پیداوار مرد افروز تھی	آگ اس کا تیری آدم سوز تھی
نار کزوے زاو بر مردم زند	آتش تو قصد مردم سے کند
آدمی سوز اس کے شعلے ہیں انجی	آگ تیری موت ہے انسان کی
مار و کرشم گشت میکس موت	آں سخنائے چو مار و کرشموت
سانپ بچھوین کے کانیں گی بھی	سانپ بچھو سی ہیں جو باتیں تری
انتظار رستخیزت گشت نار	اولیا را داسختی در انتظار
ایسا کرنا تجھ کو دوزخ ہو گیا	دوستوں کو منتظر تو نے رکھا
انتظار حشرت آمدوائے تو	وعدہ فردا وہیں فردائے تو
انتظار حشر ہے وا حسرتا	وعدہ کل کا اور پرسوں کا ترا
در حساب آفتاب جا نگداز	منتظر مانی در آں روز دراز
زیر خورشید و حساب جا نگداز	منتظر تو بھی رہے روز دراز

کرتائی ہست زبیرداں فقیر	ہست تجلیت فرشتگان لعین
بے تامل کاریزداں بالیقین	اور جلدی کار شیطان لعین
پیش ساچیں لقمہاں شکنی	بو کند و آزاخو رے مقتنی
گتے کو ڈالے جو لقمہ نان کا	پیلے سونگھے گا اُسے پھر کھانے کا
او بہ بینی بو کند ما با خرد	ہم بہ ہمیش بہ عقل منتقد
نال سے سونگھے وہ اور ہم عقل سے	عقل سے ہم آزماتے ہیں اُسے
باتامی گشت موجود از خدا	تا بہ شش وزاں زمین یچ نما
حق نے ہے پیدا تامل سے کیا	سونچ کر چھ دن میں یہ ارض دھما
ورنہ قادر پود او کو کُن مگون	صد زمین چرخ اولے برول
ورنہ قادر تھا جو کُن کتا و بان	ایسے بنتے سوزمین و آسمان
آدمی اندکاندک اے ہمام	تا چہل سالش کند مرد و ستام
آدمی کو رفتہ رفتہ اے ہمام	سی و وہ سالہ بنا یا مرو تام
گر چہ قادر نہ و کا نہ یک نفس	از عدم پیران کند پہچاہ کس
گرچہ وہ قادر ہے بل بھر میں اخی	غیب سے پیدا کرے سو آدمی
یو د عیسیٰ را دمے کز یک عا	بے توقف بر جہاندے مڑوہ ا
سائن وہ عیسیٰ میں تھا کر کے موعا	مڑوہ کو کرتے تھے زندہ برطا
خالق عیسیٰ نہ بتواند کہ او	بے توقف مروم آرد تو بہ تو
کیا نہیں ممکن کہ عیسیٰ کا خدا	بے تامل دے نئے انساں بنا
اِس تانی از پتے تعلیم تست	کو طلب آہستہ باید بے شکست
یہ تامل ہے تری تعلیم کو	تا طلب آہستہ اور بے قطع ہو
جو یک کو چک کو الم میرود	نئے نجس گرد نہ گندہ میشود
چھوٹا نالہ جو ہمیشہ ہے رواں	وہ نجس یا گندہ ہوتا ہے کہاں

ہر کے بر اصل خود رائندہ اند	اختیار طے کن بہم مانند اند
اپنی اپنی اصل پر یہ ہیں نوال	دیکھ آپس میں ہیں یکساں بیگان
بہنچانکہ وسوسہ و وحی است	ہر دو معقولند لیکن فرق بہت
جس طرح وحی است اور وسوسے	دونوں میں معقول، لیکن فرق سے
ہر دو دلائل باز اصرار ضمیر	زہتہارے ستانند لے امیر
دونوں ہیں دلائل باز اصرار ضمیر	پتے ہیں اسباب و سامان لے امیر
گر تو صراف پر فکر تناس	فرق کن تر و نکوت چوں تناس
گر نہیں صراف اور فکر تناس	فرق دو فکر میں کہ مثل تناس
ورندانی این وفکرت اگمان	لا خلا بہ گو و مشتاق مران
دونوں فکر میں گر نہیں گر جانتا	چھوڑ مکر و حیلہ اور آگے نہ جا
تا ناماند در تفکر جان تو	غبن ناپید بر تو و بر خوان تو
تا نہ تیری جان فکر میں رہے	نفل کو ترے، نہ نقصان ہو تجھے

خرید و فروخت میں دفع نقصان کی حیلہ

آں کے پالے پیہر را بگفت	کہ منم در بیعہا باغبان جنت
اک صحابی نے پیہر سے کہا	بیع میں مجھ کو زیاں ہے بر ملا
مکہ ہر کس کو فروشد یا فرو	ہمچو سحرست و زراہم میبرو
مکہ اس کا جو کہ بیچے یا کہ لے	سحر ہے گرہ جو کرتا ہے مجھے
گفت رہے کہ ترسی از غرا	شرط کن سے روز خود را اختیار
بولے جب ہو بیع میں کچھ مکر یار	شرط کر لے تین دن کی اختیار

لے بروہ فروش ہے اذا باعیت نقل لا خلا لہ و بی الخیار ثلثۃ ایام
ترجمہ جس وقت خرید و فروخت کرے تو کہدے کچھ فریب نہیں جھکوتین دن اختیار ہے

حضرت بلالؓ کا خوشی سے انتقال کرنا

زندگ مرگ افتاد بروئے بلالؓ	چون بلالؓ زضعف شد بچون بلالؓ
حیرے پر تھا رنگ مرگ اور تھے نکھال	تھے بلالؓ آزار سے مثل بلالؓ
پس بلائیں گفت نے زو اطر	جنت و دہشت بگھٹنا و احرب
اور کہتے تھے بلالؓ اس سے خوشا	دیکھا زوج نے کہا و احسرتا
تو چہ انی مرگ چیش بہت صلیت	تا کنوں اندر بڑے دم ز زسیت
کیا خبر تجھ کو ہے عیش مرگ کیا	زندگی سے تھا میں الجھن میں پڑا
ز گس و گلبرگ لالہ مے شکفت	اں ہے گفت و خوش و عین شکفت
بھل رہا تھا ز گس و لالہ گلآب	وہ یہ کہتے اور زرخ پر لا جواب
مے گواہی داد بر گفتار او	تاب و چشم پر انوار او
تھی گواہی دے رہی گفتار کی	تاب زرخ اور چشم پر انوار کی
مردم دیدہ سیہ آمد چرا	ہر سیہ دل مے سیہ پیدی را
مردم دیدہ ہوئے کیسے سیاہ	وہ سیہ دل کی نظر میں تھے سیاہ
مردم دیدہ بود مرا ت ماہ	مردم ناویدہ باشد روسیاہ
پستی جو بیٹا ہو ہے مرا ت ماہ	پستی جو اندھی ہو وہ ہے روسیاہ
در جہاں جز مردم دیدہ فرا	خود کہ بیند مردم دیدہ ترا
خاص ہے اہل نظر کا دیکھنا	اکھ کی پستی تجھے دیکھے گی کیا
پس بغیر او کہ در رنگش رسید	چوں بغیر مردم دیدہ ایش نذید
رنگ کو بھی تھے وہی پہچانتے	تھا نظر والوں نے جو دیکھا آسے

زین تانی زاید اقبال و سرور	زین تانی بیضہ دولت چوں طوی
ہے تامل وجہ اقبال و سرور	بیضہ دولت ہے مانند طوی
باش تمام اعضائے توجہ جنہا	مرعنا زائید اندر انتہا
بیضہ اعضا سے اپنے ہر شیار	مرعنا پیدا کریں انجام کار
بیضہ بازار چہ ماند و شبہ	بیضہ کنجشک ادورست رہ
گو کہ ہے ہم شکل اندا بازار کا	فرق ہے چڑیا کے اندے سے بڑا
دانی لے عاقل کہ مانسیں چھیں	درنوشتن لیکل اندر نقطہ ہیں
سین گو ہے شین سے ملتا ہوتا	غور کر نقطوں میں لیکن اسے فتا
دانہ آہنی بداند سبب نیز	گرچہ ماند فرقہ ماہاں آغریز
ایک سے ہیں دائر سبب وہی	فرق کو ان کے سمجھ لیکن اخفی
برگہا ہر رنگ باشند در نظر	میوہا ہر یک بود نوع و گھر
پتے گو ہر رنگ آتے ہیں نظر	میووں میں ہے فرق لیکن سر بسر
برگہا و جسمہا ماندہ اند	لیک ہر جائے بریچے زندہ اند
برگ و تن اشجار کے یکساں، مگر	زندہ ہیں حاصل میں وہ ہر جائے پر
خلق در بازار یکساں میروند	آں یکے در ذوق دیگر در متذکر
سب چلیں بازار میں یکساں مگر	ہے کوئی خوش اور کوئی رنجیدہ تر
پہنچاں در مرگ یکساں میروں	نیم در خسران و نیمے خسر و لم
ایسے ہی مرکز ہیں ہم یکساں رول	آدھے ہیں ناشاد، آدھے شاد و مال
ایں سخن پایاں نثار و بادگو	از بلال و از ہلال و کار او
یہ سخن ہے انتہا ہے اب سنا	حال لوگوں کو بلال و زار کا



من چو آدم بودم اول صبح کرب	پُر شد اکثر نسل عالم شرق و غرب
پہلے جوں آدم تھا میں محبوب کرب	پھر گئے اب نسل وجہاں مشرق و غرب
من گدا بودم در نیخانہ چو چاہ	شاہ گشتم قصر باید بہر شاہ
میں کنوئیں میں گم کے تھا مثل گدا	چاہئے اب محل میں سلطان ہوا
قصر باخو و مرشہا ترا مانست	مروہ اخانہ و مکاں گورے بہت
محل ہے مرغوب شاہوں کو مگر	مردے کو کافی ہے اک تار یک گم
ابنیا را تنگ آمد انجہاں	چوں شہاں ز قند اندر لامکاں
تنگ ہے دنیا برائے ابنیا	لامکاں جاتے ہیں مثل باد شا
مروگا ترا ایں جہاں بنمود فر	نظارہش زلفت و بمعنی تنگ تر
آئی مردوں کو بڑی دیا نظر	نظارہ وسعت، باطن تنگ تر
گر بنووی تنگ یں افغان جہت	چوں دو تماشہ ہر کہ روزیے پیش بہت
تنگ ہو دنیا نہ گر رونا ہو کیوں	جو زیادہ دن جے، طیرھا ہو کیوں
در زمان خواب چوں زراوشد	ز آن مکاں بنگہ جان جس شاوشد
خواب میں جبوقت اگر ادی ملی	اس جگہ جاں کو خوشی کیسی ملی
روح از ظلم طبیعت باز بہت	مرو ز ندانی ز فکر جس حسبت
جاں ہوتی ظلم طبیعت سے رہا	جیسے فکر قید سے تہدی چھٹا
ایں زمین و آسمان بس فراخ	سخت تنگ آمد ہنگام مندرخ
یہ زمین یہ آسمان ہا صد کشود	تھے بہت ہی تنگ ہنگام درود
چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ	خندہ او گر بہ غرض جملہ تنگ
چشم بند اک ہے فراخ اور سخت تنگ	ہنسنا رونا اس کا اور غم اسکا تنگ

۱۔ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۔ ارواح سے مراد ہے *

پس جزا و جلافت آمدند	در صفات مردم دیدہ بلند
ماسوا اس کے مقلد ہیں تمام	مردم دیدہ کے وصفوں میں تمام
گفت جہش افراں آخو خصال	گفت نے نے الوصلت اوصال
بولی زوجہ، الفراق لے خوش خصال	ہنس کے فرمایا یہ ہے عین وصال
گفت جفت امشب غریبہ بیروی	از تبار و خویش غایت بیروی
بولی زوجہ، ہے مسافر آج تو	چھوڑ کر سب کو چلا لے نیک تو
گفت نے نے بلکہ امشب جان من	میرسد خوش از غریبی و وطن
ہنس کے فرمایا غلط ہے بلکہ جاں	ہے وطن کی سمت غربت سے جاں
گفت لے جان و دلم و احسرتا	گفت نے نے جان من اولتا
بولی، میرے جان و دل و حسرتا	بولے جان من ! تو کہ دا و دوتا
گفت آں ریت گجا بنیم ما	گفت لے نذر غلوت خاص خدا
بولی اب دیکھوں گی یہ صورت کہاں	بولے غلوت میں خدا کی بیگیاں
حلقہ خاصش بتو پیوستہ است	مگر نظر بالا کنی نے سوئے بہت
حلقہ خاص اُس کا ہے تجھ سے ملا	چھوڑ پستی کو، نظر اوپر اٹھا
اندر آں حلقہ زرب العالمین	نور مینا بدجو در حلقہ منگین
حلقے میں ہے نور رب العالمین	ایسا تا باں جیسے حلقے میں نہیں
گفت دیراں گشت این خانہ دراز	گفت اندر مہ نگرہ مستگرہ بچ
بولی صد افسوس گھر دیراں ہوتا	بولے مہ کو دیکھ باؤل کو پٹا
موت سے جسم کے ویران ہونے کی حکمت	
کر و ویراں تا کند معمور تو	قوم انہ بود و خانہ مختصر
کرتا ہے ویراں کہ ہو معمور تو	نہی زیادہ قوم کھر کھر مختصر

کر وہ میراں تاکند قصر ملوک	خانہ سنگ و درون چنگلوک
کر دیا ویراں کہ ہو محل شہی	سنگ گھر اور اس میں لکھے آدمی
نہ نہ گشتم شدہ لقل آں ہم	چنگلوک چوں جنس اندر گم
ہو چکے نو ماہ - میں پیدا ہوا	ہوں میں لکھا، جوں رحم میں کچھ تھا
من میں زنداں میاں کی درم	گر نہ باشد دروزہ با ما ورم
میں رہوں اس قید میں آتش بیاں	دروڑہ میں مبتلا گر ہو نہ ماں
میکند زہ تا رہد برہ زمیش	ما ورم طبعم زور و مرگ خویش
مضطرب ہے تاکہ بڑ بچہ بچے	ماں مری فطرت کی در و مرگ سے
ہیں ہم کشاکش گشت آں برہ کبر	تا چرواں برہ در صحرائے سبز
بچہ موتا ہے - رحم اب کھول دے	بہر صحرائیں وہ بچہ تا چرے
بر جنیں شکستہ زنداں بود	دروڑہ گھر گنج آبستن شود
بچہ پہ ہے ڈٹ جانا قید کا	حاملہ پر دروزہ گو ہے بلا
واں جنیں خنداں کہ پیش آمد غلام	حاملہ گریاں ز زہ کایں لخاص
بچہ ہنستا ہے - ہوا میں تو رہا	حاملہ ہے دروزہ میں مبتلا
از جادواں زہیمہ و ز نبات	ہر چہ زیر چرخ ہستند اہمات
یہ جادات اور حیواں اور درخت	جتنی مائیں ہیں زمین پر نیک بخت
جز کسانے کہ نبیہ عاقل اند	ہر یکے از در و غیرے غافلند
ہاں جو دانا ہیں یہیں غافل و کب	دوسرے کے درد سے غافل ہیں سب
بلکہ از خانہ خودش کے داناں	آنچہ کو سہ و اند از خانہ کساں
ریش کھولا کب وہ پائے لے پسر	ہے جو کچھ پے ریش کو گھر کی خبر

۱۰ صاحب دل بہ ۱۱ وہ سے مراد ہے *

۱۲ مونا دار *

دُنیا اور خواب کی تشبیہ

تنگ آنی جانتا سنجیدہ شود	ہمچو گرما بہ کہ تفیدہ بود
تنگ آئے تو۔ ہو اچھن جسم کو	جس طرح حمام جب وہ گرم ہو
زاں تیش تنگ آیت جانِ کلیل	گرچہ گرما بہ عریضست طویل
ہو تیش سے جان تنگ و ریس کلیل	گرچہ ہو حمام چوڑا اور طویل
پس چہ سودا نذر فراموشی منزلت	تا برس نامی نیکشاید ولت
پھر کشادہ گھر سے کیا ہے فائدہ	گزشتہ کھلے تو نہ خوش ہو دل ترا
در بیا بان فراخی میروی	یا کہ کھش تنگ پوشی لے غوی
اور کھلے جھل میں تو جائے کبھی	جیسے جو ساتھ تنگ پہنے تو اخی
بر تو زنداں مد آں صحرا و دشت	آں فراخی بیاباں تنگ گشت
ہو وہ صحرا تجھ کو زندان قوی	تنگ تجھ پر ہو فراخی دشت کی
کہ در آں صحرا چو لالہ بر شگفت	ہر کہ وید او مر ترا از دور گفت
مثل لالہ کے شگفتہ دل کچھ	دور سے جو تجھ کو دیکھے۔ وہ کہے
از برس در گلشن جاں فناں	اوند اند کہ تو پہچوں ظالماں
باغ ہے باہر سے۔ اندر سے فناں	کیا خبر اس کو تو مثل ظالماں
کہ زمانے جانتا از زنداں پرست	خواب تو آں کھش میوں کم نیست
قید سے ہے جان دم بھر کو چڑا	خواب تیرا ہے وہ جوتا بھیگنا
ہمچو آں اصحاب کھف اندر جہاں	اولیا را خواب ملکست آفلاں
جیسے وہ اصحاب کھف شادماں	اولیا کی ملک ہے خواب ایفلاں
در عدم در میر و ندو باب نے	خواب بنیند و آنجا خواب نے
جائیں بے در کے عدم میں بالیقین	خواب میں ہیں خواب گو اُس ہائیں

در حقیقت خالق آثار است	لیک جز علت نیست ایل است
خالق آثار ہے از بسکہ دوست	صرف علت دیکھتے ہیں ایل پرست
مغز کو از پوستہا آوارہ نیست	از طبیب علت اورا چارہ نیست
مغز جو نکلا نہیں ہے پوست سے	علت و درماں کی کیا پروا کرے
چوں دم بار آدمی زادہ بزاد	پائے خود پر فرق علتہا خوا
دوسری بار آدمی پیدا ہوا	پاؤں اپنا سر پہ علت کے رکھا
علت ولی نباشد دین او	علت آخری نذر دین او
دین اس کا علت ادنیٰ گمانی	کیہ ہے با علت آخری کہاں
مے پر چوں آفتاب نذرافق	باعرو سے صدق مسعود برحق
اڑتا ہے جیسے آفتاب	صدق کی ہمہ وطن ہے بے حجاب
بلکہ بیروں از افق وز چرخ ما	بے مکاں باشند چارواح و نفی
بلکہ باہر اس آفتاب اور چرخ سے	بے مکاں رہتا ہے جوں ارواح کے
بل عقل ماچو سایہ لے غمو	مے فدا از ہر طرف پر پائے او
بلکہ یہ عقلیں ہماری سایہ وار	ہر طرف ہیں اُسکے قدموں پر نثار

نظر مطلق کی تشبیہ

مجتہد ہر گم کہ باشد نفس شناس	اندر اں صورت نہیں قیاس
مجتہد ہوتا ہے جس دم نفس شناس	کب وہ اس صورت میں کرتا ہے قیاس
چوں نیاید نفس نذر صورتے	از قیاس آنجا نماید عبرتے
نفس جو صورت میں سما سکتی نہیں	ہے قیاس اک عبرت اس جا بالیقین

لے روشناسی - قرآن مجید کی وہ آیتیں جو متشابہ کاموں میں امتیاز کرتی ہیں
کلام صریح و ظاہر سے تنق - سرا پر دہ

آنچھ صاحب دل بدان حال تو	تو ز حال خود ندانی لے عمو
صاحب دل حال جو جائے ترا	تجھ کو بھی اُتتا نہیں اپنا پتا
آنچھ بیند و جنبیت اہل دل	کے بیہنی و رخو لے از خود خل
جو ترے ماتھے میں دیکھیں اہل دل	تو اسے کس طرح دیکھے لے گل

عقلمت، کاہلی اور تاریکی جسم سے ہے

عقلمت از تن بود چوں تن و جسد	بیند آل سرار را بے هیچ مبد
تن سے عقلمت ہے جو یہ تن ہاں ہے	دیکھے پھر اسرار کو بے لاک کے
چوں زمین خاست از قو فلک	نہ شب نے سایہ ماند لے ولک
جب زمیں اٹھ جائے جو ف چرخ سے	پھر نہ یہ سایہ نہ تاریکی رہے
ہر کجا سایہ است شب با سایہ	از زمیں باشد نہ از خورشید و مہ
ہے جہاں بھی رات اور سایہ کچھ	وہ زمیں سے ہے نہ سوج چاند ہے
دود پھوسستہ ہم از ہیزم بود	کے ز آتش ہائے مستقیم بود
لکڑیوں سے یہ دھواں ہے ہیماں	آتش روشن سے کب نکلے دھواں
وہم افتد و ر خطا و در غلط	عقل باشد و ر اصابتا فقط
غلطیوں سے اور خطا سے وہم ہو	ہے فقط مضبوطیاں و اتانی کو
ہر گرانی و کسل خود از تن است	جاں زخمت جملہ در پیدائی است
ہر گرانی اور کسل ہے جسم سے	جاں اڑے گی تن کو سوتا دیک کے
روئے سرخ از کثرت خونما بود	روئے زرد از جنتن صفر بود
لثرت خوں سرخ کرے چہرے کو	کثرت صفر سے چہرہ زرد ہو
رو سفید از قوت بے بلغم بود	باشد از سودا کہ رو ادیم بود
ہو سفید اب مٹے تو ہے بلغم بڑھا	اور کالا ہو تو سودا ہے سوا

آپنچاں سوز و کہ ناید در شمر	اگر زند بر خاک دالم نور خور
جل آئے وہ اس طرح بس الاماں	خاک پر خور ہو جو دالم صوفشاں
مار را با او کجا ہمراہیت	دالم اندر آب کار ماہیت
ساتھ پھلی کے رہے گا سانپ کی	رہتی ہے پھلی ہی پانی میں سدا
اندریں ہم ماہیانی مے کنند	لیکے کہ مار ہائے پُر فند
پھلی اس دریا کی وہ بنتے ہیں یار	میں پھاڑوں میں مگر مکار مار
ہم زوریا تاسہ شاں رسوا کند	مکر شاں گر خلق را شیدا کند
بیقراری بحر میں رسوا کرے	مکر اُن کا خلق کو شیدا کرے
مار را از سحر ماہی مے کنند	داندریں ہم ماہیان پُر فند
سحر سے پھلی بنا دیں سانپ ہاں	اور دریا میں ہیں پُر فن پھلیاں
ماشوی چون ماہیان و ریم رواں	اگر تو مار می شو قورین ماہیاں
میں ماہی ہو رواں دریا میں جا	سانپ ہے تو پھلیوں کے پاس آ
بحر شاں آموختہ سحر حلال	ماہیان فقر دریائے جلال
سحر میں دریا سے سیکھی بیگیاں	ہیں جلالی بحر کی جو پھلیاں
نخس آنجا رفت و نیکو فال شد	بس محال از تالایشاں حال شد
نخس جا کر اُس جگہ ہو نیک فال	بن گیا حال اُنکے پر تو سے محال
سنگ آنجا رفت و شد و در تہیں	زہر آنجا رفت و شد و شد تہیں
پتھر اس جا رہ کے گوہر ہو گیا	زہر اُس جا جا کے شد ہو گیا
مے در بند جز بہ شر چشم بشر	خاک ز رش و سنگ ہر پائے سر
جذبہ بشر دیکھے نہ کچھ چشم بشر	خاک ذرا پتھر گرا، اور پاؤں سر
صد قیامت بگذر دوں ناتمام	آ قیامت گر بگویم زیں کلام
حشر ہو سو بار، یہ کب ہو تمام	آ قیامت گر کہوں میں یہ کلام

واں قیاس عقل جو وی تحت ایں	نصّ وجی روح قدسیٰ اں عقیں
ہے قیاس عقل جزوی کتریں	نصّ کو وجی روح قدسیٰ کر لقیں
روح اورا کی شود زیر نظر	عقل زجاں گشت با ادراک و فر
روح ہے ادراک کی زیر نظر	عقل کو ہے روح سے ادراک و فر
ز آل اثر آں عقل تدبیر کند	ایک جاں در عقل تاثیرے کند
اس اثر سے عقل ہے تدبیر گر	عقل میں کرتی ہے لیکن جان اثر
کویم کشتی و کوطوفان نوح	نوح وارار صدمتے زد بر تو روح
پھر کہاں کشتی، کہاں طوفان نوح	نوح کی مانند صدمہ دے جو روح
نور خور از قرص خورشید است	عقل اثر را روح پیدا و ولیک
نور سورج کا ہے اس سے نور تر	عقل اثر کو روح سمجھی ہے مگر
کہ نورش سونے قرص فکند شد	ز آل بقرصے سالکے خورسند شد
قرص پر بھی بس اسی کا نور ہے	قرص سے سالک جیہی مسرور ہے
نیست الم روز و شب و افلاست	ز انکہ ایں نورے کہ اندر سافلاست
ہے وہ فانی را بدن بمقتا ہے	کیونکہ ہے جو نور سظمی میں عیاں
غرقہ آں بحر باشد و امنا	دائکہ اندر قرص اروپاس جا
غرق وہ دریائیں رہتا ہے مدام	قرص میں رکھتا ہے جو اپنا مقام
وارمید او از فراق سینہ کوب	نہ سبحا بش رہ زند نہ خود غروب
اور فرقت سے نہیں اسکو گداز	ہے غروب و ابر سے وہ بے نیاز
یا مبدل گشت لگا ز خاک بود	پچھیں کس صلش از افلاک بود
یا ہوتی تبدیل گوئی خاک سے	اسل ایسوں کی ہے بس افلاک سے
کہ ز ند برے شعاع جاوواں	ز آنکہ خاکی را نہ باشد تا کیوں
کر نہیں پھینکے اس پہ اپنی جاواں	کیونکہ ہے خاکی میں تاب رانی کہاں

صدقہ سلطان ہفتشاں و امگیر	ایک بابے رغبت ہائے ضمیر
صدقہ شہ ان کو دے اے بامول	لوگ بے رغبت بھی ہوں گر لے رسول
ورطولاں مفکر و اندر جہاں	اسب خود را اے رسول آسمان
ان طولوں پر نہ جا کرے رواں	اپنا گھوڑا اے رسول آسمان
اسب اندر خندق آتش جہد	فرخ آں تر کے کہ استیزہ نهد
آگ کی خندق میں گھوڑا ڈالے	وہ سپاہی خوب جو لڑتا رہے
کہ کذا ہنگ اوج آسمان	گرم گرد اند فرس را آچیناں
بس کرے وہ قصہ اوج آسمان	اس طرح گھوڑے کو گرمائے ویاں
نہجوا آتش خشک و تر را سوختہ	چشم را از غیر و غیرت دوختہ
خشک و تر کو مثل آتش چھو کرے	غیر اور غیرت سے بند آگ میں کئے
آتش اول در پیشمانی زند	گر پیشمانی بر و عیب کند
آگ میں پہلے اسی کو وہ جلائے	عیب اگر اس پر پیشمانی لگائے
چوں بہ بنید گرمی صاحب قدم	خویشمانی زوید از عدم
دیجہ لے کر، گرمی صاحب قدم	خود پیشمانی نہ ہو پیدا بہم

بہر حیوان کا اپنے دشمن سے بچنا

گرچہ حیوانست الا تا ورا	اسب اند ہانگ بونے شیر را
ہے عجب حیوان ہو کر یہ ذکا	شیر کی بونے ہے گھوڑا آشنا
خوبد اند از نشان از اثر	بل عبد و خویش را ہر جانور
جانتا ہے با نشان و با اثر	اپنے ہر دشمن کو ہر اک جانور
شب بزل آید چو زردان جربید	روز خفا شک نیار و بر پرید
رات کو اڑتی ہے تنہا بالیقین	دن میں چگا دڑ کبھی اڑتی نہیں

سننے والوں و مریدوں کے ادا

نزد من عمرے مکدر بردوست	ابر ملولانیں مکدر دوست
مجھ کو ہے عمر دو بارہ یہ مگر	ہے گراں ہمار ہر بد ذوق پر
خاک اوتاہ مکر رز رشو	شمع از برق مکدر بر شو
آتش جہیم سے مٹی زر ہے	شمع چمکے آگ کی ہمدار سے
از رسالت باز میماند رسول	اگر ہزاراں طالبند و مکمل
اور رہے تبلیغ سے غامض رسول	ہوں اگر طالب ہزاروں اک ملول
مستمع خواہند اسرائیلؑ خو	این سولان خمیر راز گو
سننے والا چاہے اسرائیلؑ خو	بس سمجھ وہ ہے رسول راز گو
چاکری خواہند اہل جاں	خونے دارند و کبر چوں شہاں
خلق سے خدمت کی حسرت ان میں ہے	بادشاہوں کی سی نخوت ان میں ہے
از رسالت شاں چگونہ بر خور کی	تا ادبہا شاں بجا کہ ناوری
ہو بچے تبلیغ سے کیا فائدہ	گرنہ لائے تو ادب ان کا بجا
تا نباشی پیش شاں ارجح دو تو	کے رسند آں امانت را بتو
تو نہ ان کے سامنے جب تک بچھا	کب امانت پھر وہ پہنچائیں بچھے
کا مدد ایشان ز اہل این بلند	ہر ادب شاں کے بچے آید پسند
ہے مقام ان کا اک اہل این بلند	ہر ادب ان کو کب آتا ہے پسند
از تو دارند لے مقرر مقرر	نے گدایند کن ہر خدمت
اے فریبی لوں تیرے احسان لیں	وہ گداکب ہیں کہ لے کر خدمتیں

لے دو بارہ زندگی پانا جو نایاب شے ہے ہ

تو عدو او نہ خصم خودی	چہ علم آتش کہ تو ہمیز مندی
تو عدو اس کا نہیں اپنا ہوا	آگ کو کیا غم جو تو لکڑی بنا
اے عجب ز سوز منت و لم شود	یا ز درد و غصہ ات در ہم شود
ہے عجب سوزش سے تیری کم ہو وہ	یا کہ تیرے غصے سے در ہم ہو وہ
رحمتش نے رحمت آدم بود	کہ مزاج رحم آدم غم بود
رحمت اس کی رحمت انسان نہیں	رحم آدم ہے سوائے غم کہیں
رحمت مخلوق باشد غصہ ناک	رحمت حق از غم و غصہ پاک
رحمت مخلوق تو ہے غصہ ناک	رحمت حق ہے غم و غصہ سے پاک
رحمت بیچون جنیں الے سپر	ناید اندرویم از فے جز اثر
رحمت حق کو تو جان ایسا سپر	وہم میں مطلق نہ آئے جز اثر
ظاہرست آثار میوہ رحمتش	لیک کہ داند جز او ماہیتش
ہے اثر رحمت کا اس کی ظاہر	ماہیت ہے کون لیکن جاتا
مثال و تقلید اور تحقیق میں فرق	
یہیچ ماہیات اوصاف کمال	کس نداند جز ہا شمار و مثال
کوئی ماہیات اوصاف کمال	جانتا کب ہے بجز شبہ و مثال
اطفل ہیت نداند طمٹ را	جز کہ گوئی ہست چل حلو ارا
بے خبر لڑکا جماعی لطف سے	ماسوا اس کے کہ تو حلو کے
اطفل انہود زوطی زن خبر	جز کہ گوئی ہست آنخوش عین شکر
اطفل کو محبت سے زن کی کیا خبر	ہاں بجز اس کے کہ تو کہے سے شکر
کے بود ماہیت ذوق جماع	مثل ماہیات حلو اے مطاع
کب ہوئی ماہیت ذوق جماع	مثل ماہیات حلو اے مطاع

شب رود بر کار ساز و مکر خود	بر نیاید بوم از ہم و کر خود
رات ہو تو حال دھوکے کا بھگائے	آشیاں سے باہر اونی بھی نہ آئے
کہ عدو آفتاب فاش ہو	از ہمہ محروم تر خفاش بود
بن گئی بد خواہ جو خورشید کی	سب سے بد قسمت یہ چمگا ڈر رہی
نے بغیر تانہ فاش ہو کر کو	نے تواند در صافش زخم خورد
اور نہ نفرت سے جدا اسکو کرے	زخم لڑ کر بھی نہ اس کو دے سکے
بر نہ ڈرانڈ ز قمرش تار و پود	آئندہ آں خورشید از احسان جو
قمر سے اس کو نہیں جو دیکھتا	ہے یہ احسان و کرم خورشید کا
از برائے غصہ و قہر خفاش	آفتابے کہ بگرداند فاش
ایک چمگا ڈر کا عفتہ دیکھ کے	آفتاب ایسا، جو منہ کو پھیر لے
ورنہ خفاش کجا مانع شود	غایت لطف و کمال او بود
ورنہ چمگا ڈر جو رو کے کیا مجال	ہے یہ اسکا غایت لطف و کمال
تا بود ممکن کہ گردانی اسیر	دشمن ارگیری بجد فحش گیر
تا کہ غلبہ اس پر ممکن ہو پسر	دشمنی کرتا ہے تو ہمسر سے کر
اہلہ است او پیش خود پر سکند	تبار و با قلم کہ استیغون کند
اہلی سے خود کو وہ رسوا کرے	ایک قطرہ بحر سے جھگڑا کرے
چنبرہ حجرہ قمر چون بر درو	حیلت او از سبالش نکذرو
توڑے ہالہ چاند کو کس طور سے	مکراس کا مونچھوں سے کب بڑھ سکے
اے عدوئے آفتاب آفتاب	بعد وئے آفتابیں بدعتاب
اے عدوئے آفتاب آفتاب	دشمن خورشید پر ہوتا یہ عتاب
مے بلرزو آفتاب آخرش	اے عدو آفتابے کو فرسش
ہر و آخر کا نہیں جس کے خوف سے	اے عدو اس آفتاب نور کے

عجز از ادراک ماہیت عمو	حالت عامہ بود مطلق مگو
عجز بہ ادراک کا ہے بالیقین	عام حالت ہے مگو مطلق نہیں
زانکہ ماہیات و سرسراں	بینش چشم کا ملاں باشند عیاں
کیونکہ ماہیات اور سر نہاں	کالموں پر صرف ہوتے ہیں عیاں
در وجود از سر حق و ذات او	دور تر از وہم استبصار کو
سرسر حق و ذات عیموں میں نہاں	دور ان کے وہم بینش سے کھیاں
چونکہ او مخفی ماندا از محرماں	ذات مصفی چہیت کمال نہاں
محرموں سے چونکہ وہ مخفی نہیں	ذات مصفی چھپ بھی سکتی ہے کہیں
عقل بخشنے گوید اس دوست و	بے زما ویلے محالے کم مشن
جتنی کہتا ہے ناممکن ہے جا	سن نہ بے تاویل مشکل مسئلہ
قلب گوید مرتزاکا سے مست حال	انچہ فوق حال تست آید محال
قلب کہتا ہے کہ سن لے مست حال	عقل سے جو دور ہو وہ ہے محال
واقعاتی کہ کنونیت بر کشود	لے کہ اول ہم محالیت مے نمود
واقعات جو تجھ پہ اب ظاہر ہوئے	کیا وہ سب پہلے پہل مشکل نہ تھے
چوں ماہیت زوہ زنداں کرم	تیرہ را بر خود ممکن جس از ستم
قید سے دس کی چھڑا یا جو نے	بیک دنیا کو نہ کہ اب ظلم سے
چوں خلاصی یافتی از صد بلا	فقر را بر خود ممکن رنج و غنا
سو بلاؤں سے ہوا ہے جب رہا	فقر کو اپنے نہ کہ رنج و حنا
سہل گیر و تا نگرد و مشکلات	ور نہ شد شکر پہ جو زیر قنالت
کہ اسے آسان نہ مشکل نہ ہو	ہے جو شکر وہ ہم قائل نہ ہو
سو نہ بحث خود ہما زانے ابر حق	کای سخن پایاں ندارد جان من
بحث کی جانب تو اپنی لوٹ جا	اس سخن کی بھی ہے کوئی انتہا

لیک نسبت کرد از وی با خوشی	باتر آں عاقل کہ نوکودک و شی
نسبت اچھی چیز سے دی ہے مگر	اس ذکی نے مجھ کو بچہ جان کر
تا بیداند کوک آرا از مثال	گر نذاند ماہیت اعدین حال
تاکہ سمجھے بچہ از را و مثال	گونہ جانے ماہیت کا عین حال
اپس اگر گوئی بد انم دور نیست	ورگوئی کہ ندانم دور نیست
گر کہ میں جانتا ہوں ٹھیک ہے	گر کہ تا آشنا ہوں ٹھیک ہے
مگر کسے گوید کہ دانی نوح را	آں رسول حق و نور روح را
کوئی گریز چھے کہ جانے نوح کو	اس رسول حق کو نور روح کو
گرگوئی چوں ندانم کاکم	ہست از غر شید و مشہور تر
گر کہ تو، کیوں نہ جانوں وہ تو	جانداور سورج سے ہے مشہور تر
کودکان خرو در کتاپها	وآں اماماں جملہ در محرابها
مدرسوں میں چھوٹے بچوں نے	مسجدوں میں دی اماموں نے ندا
نرا او خوانند در قرآن صریح	قصہ اس گونید از ماضی نصیح
نام ہمارے کا کھلا، قرآن میں	قصہ ماضی بھی لوگ اُسکا کہیں
راست گو اند ترا از رو و صف	مگر چہ ماہیت نہ شد از نوح کشف
تجھ کو سب سچا کہیں از روئے و صف	ماہیت کا نوح کی گو ہو دکشف
ورگوئی من چہ دانم نوح را	بچھاوئے داند اور اے نفی
اور جو کہ دے کیا ہیں جانوں نوح کو	نوح کو جانے وہی جو نوح ہو
مورفکم من چہ دانم فیل را	پیشہ کے داند امیرافیل را
لنگڑی چوینٹی، کیا ہیں جانوں فیل کو	کب یہ میچھر سمجھے اسرافیل کو
ایں سخن ہم راست است از رو و اک	کہ ماہیت ندانیش ک فلاں
اس طرح یہ بات بھی سچی ہے ہاں	ماہیت ان کی نہیں تجھ پر عیاں

انہم تحت قبائی کا منون	جو کہ یزوان شائع اندر آ زموں
ہیں مرے زیر قما سب اولیا	کون آن کو جز خدا ہے جانتا
اہم بہ نسبت گیر ایں مفتوح را	کہ بدائی و ندائی فوج را
جان اسی نسبت سے اس مفتوح کو	قونہ جانے اور جانے فوج کو
زین شوق سب بار آمد در خبر	کاں بہ نسبت باشند اے جاں منبر
ہے کچھ ایسی ہی حدیثوں میں خبر	بات نسبت سے ہو اے جاں منبر

درویش کامل کی فنا و بقا

گفت قائل در جہاں درویش نیست	ور بود درویش آن درویش نیست
ہیں کہاں درویش قائل نے کہا	اور جو ہے بھی تو ہے وہ درویش کہا
ہست از روئے بقا آن ات او	نیست گشتہ و صف و درو صف ہو
ہست از روئے بقا ہے اسکی ذات	وصف حق میں ہیں فنا اس کی صف
چوں زبانہ شمع پیش آفتاب	نیست باشند ہست باشند و رسا
جیسے نور شمع پیش آفتاب	نیست ہو اور ہست از روئے حساب
ہست باشند ذات و تا تو اگر	بر نہی پنبہ بسوز و ز آں شرر
ہست اس کی ذات ہے اور تو اگر	روئی رکھ دے تو جلا دے وہ شرر
نیست باشند روشنی نہ در ترا	کردہ باشند آفتاب و را فنا
نیست ہو تو روشنی کب دے مجھے	آفتاب اس کو فنا فوج کرے
در دو صد من شہدیک قیہ نخل	چوں در افکندی و در و گشتن حل
شہد دو سو من ہو سر کہ آدھ پاؤ	اور ان دونوں کو آپس میں ملاؤ

حاشیہ صفحہ گذشتہ انہیں کوئی میرے سوا نہیں پہچانتا:

نسبت اثبات با نفی از سخت	گزیانش میکنی برگرد سمت
مثبت و منفی کی نسبت بر ملا	گر بیاں کرتا ہے کر بالکل بجا
نفی آں یکہ چیز و اثباتش روا	چوں جهت شد مختلف نسبت و اثبات
نفی و اثبات ایک شے کی ہے روا	جب جهت ہو مختلف نسبت سوا
ما صیت و صیت از نسبت است	نفی و اثباتست هر دو مثبت است
ما در صیت تو ہے نسبت سے عیاں	نفی اور اثبات مثبت ہیں یہاں
نفی و اثبات میں جمع و تفریق	
آں تو انگندی کہ برست بود	تو نیگندی کہ حق قوت نمود
تو نے پھینکا جو ترے ہاتھوں میں تھا	تو نے کیا پھینکا یہ تھا زور خدا
زور آدم زاوہ را حدے بود	مشت خاک شکست لشکر کے شود
ایک حد ہے زور آدم کے لئے	بھاگتی ہے فوج مشت خاک سے
مشت مشت تست انگدن است	زیر و نسبت نفی و اثباتش روا
تیری سمٹی ہے ہمارا پھینکنا	نفی و اثبات اس طرح ہوگا روا
یعرفون الانبیا احد او هم	مثل مالایشتبہ اولاد ہم
نبیوں کو دشمن میں یوں پہچانتے	جیسے ہیں لڑکوں کو اپنے جانتے
پچھو فرزندان خود و اندشال	منکران با صد دلیل و صد نشان
مثل فرزند ان کو منکر جان لیں	سو دنیوں سے انہیں پہچان لیں
یک ز رشک و حسد نہیاں کند	خوشین را بر ندائم میزنند
پر کسریں رشک و حسد سے دور نہاں	و ہم ناء استنگی سے بیگماں
ایس چو عرف گفتہاں جادگر	گفتہ لایعرف انم غیر می قدر
جب کوا عرف لڑکوں جئے دگر	بولاسلا یعرفہم غیروی مگر

میکل صدرِ جہاں کا قصہ

مہم شد گشت از صد نشانی	در بخارا بندہ صدر جہاں
صدر سے وہ مہم ہو کر چچا	اک بخارا میں غلام صدر تھا
کہ خراساں کہ قہستان گاہِ دشت	ماتِ دو سال ہر گرداں بگشت
وہ خراساں اور قہستان میں فنا	دو برس تک ہر طرف پھرتا رہا
گشت بے طاقت زایامِ فراق	انہیں نہ سال اواداشتنیاق
ہو گیا دل اس کا بے صبر فراق	دس برس کے بعد اُبھرا اشتیاق
صبر کے اند خلعتِ انشا نہ	گفت تاب و فتم زین پس ماند
صبر ہوتا ہے جدائی میں کہیں	بولا اب طاقتِ جدائی کی نہیں
آب زرد و گندہ و تیرہ بود	از فراق اس خاک کا شورہ بود
پانی گندہ اور گدلا بالیقین	ہجر سے ہو جاتی ہے کھادی زمین
آتشِ خاکسترے گرد و ہبا	باد و جاں افزا و خم گرد و فنا
خاکِ آتش ریز بن جائے غبار	خوشگوار آب و ہوا ہو ناگوار
زرد و دریزانِ گِ او اندر حُض	بلغ چوں حبت شود دارِ مرض
زرد دیتے ہو کے ناقص گر چڑیں	باغِ جنت لے، مرضِ خانہ بنیں
ہچو تیر انداز بشکستہ کماں	عقلِ ترا کُل ز فراق و دوستان
مثل تیر افکن، کماں ٹوٹی رکھے	عقلِ عالی دوستوں کے ہجر سے
بید از وقتِ خپیں لہ زانِ دست	دو رخ از وقتِ خپیں سوزاں شد دست
بید ہے فرقت سے لہزاں اس قدر	ہجر سے دوزخ ہے سوزاں اس قدر
تا قیامت یک دم و از صد ہزار	اگر کہویم از فراق چوں شرار
ایک ہی کا لاکھ میں سے ہو شمار	کہ بیاں فرقت کا ہو، جو ہے شرار

ہست آں قیہ فزون چن مکتبی	نیت باشد طعم غلج چن جی ششی
آدھ پاؤ قول میں بڑھتا رہے	ہو نہ کچھ اس کا مزہ مگر تو چکے
ہستیش و ہست و روپوش شد	پیش شیرے آہوئے بیہوش شد
اس کی ہستی ہو گئی اس میں فنا	شیر کے آگے ہرن بے ہش ہوا
جو شش عشق مست نرہ ترک ادب	اِس قیاس ناقص کار رب
جوش گفت ہے نہیں ترک ادب	یہ قیاس ناقص اور افعال رب
خویش را در کفہ شہ مے ہند	بخش عاشق بے ادب بر مہمجد
لغو سلطان سے پلاتا ہے نسب	بخش عاشق کی ہے جلبش بے ادب
با ادب نہ نیت زوکس نہاں	بے ادب نہ نیت زوکس نہاں
ہے مگر وہ با ادب باطن میں ناں	بے ادب تر اس سے دنیا میں کہاں
اِس موصد با ادب بلے ادب	ہم بہ نسبت اِس فاق کے منتخب
با ادب اور بے ادب ضد ہیں انہی	جان اسی نسبت سے اکں میں دوستی
کہ بود دعویٰ عشقش یکسری	بے ادب باشد چو ظاہر بنگری
عشق کا دعویٰ اسے ہو بر ملا	بے ادب نکلتے جو دیکھتے ظاہرا
اوو دعویٰ پیش آں سلطان نہاں	چوں باطن بنگری دعویٰ کجاست
پیش سلطان وہ بھی، دعویٰ بھی فنا	دیکھے باطن میں تو پھر دعویٰ کجا
لیک فاعل نیست کو عامل بود	مات زید زید اگر فاعل بود
نی الحقیقت کب ہے فاعل لے پسر	اے زید! میں ہے فاعل زید اگر
ورنہ او مقول و موش فاعلست	اور زونے لفظ نحوی فاعلست
ورنہ اُس کا موت کو قاتل سمجھ	نحو کی رو سے اسے فاعل سمجھ
فاعلیہما جملہ از مے دور شد	فاعلی چہ کو چنان مقہور شد
فاعلی جو کچھ ہے اس سے دور ہے	فاعلی کیا وہ تو خود مقہور ہے

دست از حیرت پیرے چوں زناں	صورتے کہ یوسف را دیدے عیاں
جوں زناں با محلوں کو اپنے کاٹتے	حضرت یوسف جو صورت دیکھتے
چوں خیالے کہ برار و سر زول	ہرچو گل پیشش بونید اوزر گل
جس طرح تمبھل نکلے قلب سے	مثل گل مٹی سے وہ پیدا ہوئے
گفت بکیم در پناہ لطف ہو	گشت مریم بیخود و بیخوشش او
بولیں یا اللہ دے مجھ کو پناہ	ہو گئیں مریم جو بیخود اور تباہ
در ہر تین خست بزن سوئے غیب	ز آنکہ عادت کردہ لوہاں کی جیب
لیتی تھیں غم میں پناہ و ایندی	کیونکہ عادت تھی یہ ان معصوم کی
حازمانہ ساختن آنحضرت حصا	چوں جہاں اوید ملکہ بے قرا
حرم کر کے لے لیا حق کا حصار	دیکھا دُنیا کو جو ملک بے قرار
کہ نیا بد خصم راہ مقصدش	تا بگاہ مرگ حصنہ باشدش
راہ دشمن بھی نہ اس میں پاسکے	تا کہ وہ مرنے تک اک قلعہ بنے
یو رنگہ نزدیکسں شہر گزید	از پناہ حق حصارے بہ ندید
قلعہ کے نزدیک گھر بنوا لیا	اس سے بہتر قلعہ کوئی بھی نہ تھا
کہ ازو میشد جگر ہاتیر دوز	چوں بدید آں غمزاے عقل سوڑ
پہنچی سینے تک نگاہ تیر دوز	دیکھے جب غم سے وہ اسکے عقل سوڑ
خروان عقل بہوشش ہمہ	شاہ و لشکر حلقہ در کو شمش ہمہ
عقل کے سلطان تھے، محروم ہوش	شاہ و لشکر اس کے سب حلقہ گوش
صد ہزاراں بدر را داوہ بدق	صد ہزاراں شاہ ملوکش برق
ماند کر ڈالے مہ تاباں ہزار	ملکیت میں اسلی تھے سلطان ہزار
لے یعنی جس طرح انہیں دیکھ کر مصر کی عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے :	

رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ گُو و سَلِّس	پس ز شرح سوز او کم ز نفس
رکھ سلامت اسے خدا کر التجا	شرح اس کے سوز کی ہے ناروا
از فراق او بندیش آں زماں	ہرچہ از وے شاد گشتی در جہاں
کہ کچھ اندیشہ بھی اس کے ہجر کا	جس سے تو دنیا میں ہے شاداں بجا
آخر از وے حبست و چوں باو شد	از آنچہ گشتی شاد لبس کس شاد شد
ہجر سے آخر ہوئے پھر نامراد	جس سے تو ہے خوش، بہت تھے اس شاد
پیش از آں کو بکند از تو تو بکند	از تو ہم بکند تو دل برے منہ
بھاگنے سے اس کے پیلے ہو چڑا	تجہ سے بھی بھاگے نہ دل اس لگا
نفس اکا عود با رحمن منک	پہچو مریم گوئے پیش از فوت ملک
نفس سے - اعود تھا رحمن منک	مثل مریم کہ تو پیش از فوت ملک

حضرت مریمؑ کے پاس روح القدس کا آنا

جا نغزائے دلربائے در خلا	دید مریم صورتے بس جا نغزا
عین خلوت میں کہ جو بختی دلربا	دیکھی اک مریمؑ نے صورت جا نغزا
چوں مہ و غور شید آں روح الامین	پیش او بر رست از روتے زمین
چاند سورج کی طرح روح الامین	آگے آئے پھاڑ کر سطح زمیں
آپنچناں کہ مشرق وید آفتاب	از زمین رست خوبی بے نقاب
جس طرح مشرق سے نکلے آفتاب	حسن یوں نکلا زمیں سے بے نقاب
کو برہنہ بود و ترسید از فساد	لرزہ براعضائے مریمؑ اوقتاو
بھتیں برہنہ خوف سا ان کو ہوڑا	لرزہ سا مریمؑ کے اعضا میں بڑا

لے تجھ سے خدا کی پناہ +

چوں شکار سے مٹی پیدائش دور	جملہ حملے نمایند آں طیور
دور سے آتا ہے جب صید کی نظر	ہوتے ہیں طائر سب اس پر حلو
چونکہ ناپیدا شود حیراں شوند	بھوج چنیداں سوئے ہریاں روند
جب وہ غائب ہو تو حیرت میں ہیں	چھند ساں ہر سمت جنگل میں آریں
منتظر چنتے بہم یک چشم باز	تا کہ پیدا اگر دو آں صید نیاز
منتظر اک آنکھ بند اور اک کھلی	تا کہ غاہر صید وہ پھر ہو کہی
چوں بماند پر گویند از ملال	صید بود آں خود عجیب با مہ خیال
ذیہ ہو جائے تو پھر با صد ملال	یوں کہیں وہ صید تھا یا اک خیال
مصلحت اسنت تا یکساں ہے	قوتے گیرند وزور از راحۃ
مصلحت یہ ہے کہ دم لیں اک گڑھی	قوتیں آرام سے پائیں نبی
اگر نبوئے شب ہمہ خلقاں آو	عیشیں اسو خندے ز اہم تر آو
گرد ہوتی شب تو طلعت حرص سے	جلتی ہر اک سمت پھر کے دوڑ کے
از ہوس و ز حرص و اندوختن	ہر کسے داوے بدن اسوختن
لینے کو حرص و ہوس سے فائدہ	ہر کوئی دیتا بدن اپنا جلا
شب پدید آید چون گنج رحمتے	تا رہند از حرص خود یکساں ہے
گنج رحمت کی طرح آتی ہے رات	حرص سے مٹا پائیں اک ساعت بچا
چونکہ قبضے آیدت اے راہرو	اں صلاح تست آئیں دل مشو
قبض اے راہرو اگر ہو آشکارا	وہ ہے اک اصلاح کیوں ہے بیقرار
زانکہ در خربے از آں بسط و کشا	خرج را دخلے باید ز اعتداد
خرج ہونے کے لئے اس بسط کے	خرج کو بھی جمع میں کچھ دخل ہے
اگر ہمارے فضل تابستاناں بدے	سوزش خورشید و رستناں زد
کہ ہمیشہ فضل گرمی کی رہے	سوزش خورشید گلشن چٹوٹکے

عقل گلشن جس پر بیند کم زند	زہرہ نے مرزہ را آدم زند
عقل کل کو بھی تھا سکتا ہو گیا	زہرہ کو گویا بی کا زہرہ نہ تھا
وہم کم را دمکہ اوسو محنت	امن چہ گویم چوں مرا بر محنت
حلق میرا حلق سے اس کے جلا	کیا نہیں میں، مجھ کو مائل کر یا
دور از آں شہ باطل ماعیروا	دو دو آں نام و سلیم من برو
سب کچھ اس سے دور اور باطل ہوا	ہوں دھواں اُس آگ کا جھٹ نما
غیر نور آفتاب مستطیل	خود نباشد آفتابے را دلیل
نور خورشید و رخشاں کے سوا	ہو دلیل آفتاب اے یا رکیا
ایں سلسلہ کش کہ دلیل او بود	سایہ کہ بود تا دلیل او بود
ہے مناسب بس ذلیل اس سے ہے	سایہ کیا ہے جو دلیل اسکی ہے
جملہ اور اکاتیں اس و سابق بہت	ایں جلالت و ولایت صادق است
درک پیچھے وہ ہے سابق اے جلیل	برتری اُس کی صداقت کی دلیل
اوسو پادشاہ چوں خدنگ	جملہ اور اکات بر خیزائے نگ
وہ سوار باد پادشاہ مثل خدنگ	درک ہیں بار خزانہ مست و نگ
ورگہ ریزہ نذا و بگیرو پیش رہ	گر گریز کس نیا بد گرو شہ
اور وہ بڑھ جائے آگے لے اچھا	گر کوئی بھاگے نہ پاسے گم د بھی
وقت میدانست وقت جا کے	جملہ اور اکات را آرام نے
وقت میدان ہے نہیں ہے وقت جا	درک ہیں بے چین اس سے لاکلام
واں یکے چوں تیغ مغر میدان	آں یکے وہیے چو باد سے میزد
خد مثل تیغ کاٹے دو سرا	دہم ہے اک جو اڑے مثل ہوا
و آند گرانہ رتراج ہر زماں	واں دگر چوں کشتی بابا فغان
اور اک مائل بہ رجت ہے یہاں	مثل کشتی اک ہے بابا فغان

اے دیوانہ بستی ماننے باز شد	کو خورندہ لقمہائے راز شد
بند کردہ۔ منہ۔ تو پھر اکی منہ کھلے	سر بسر لقمے جو کھائے راز کے
گمراہ شیر و یونان را و ابری	در فطام او بے حلو و خوری
تو چھڑائے گا جو شیر دیو تن	کھائے گا حلو بہت لے جان من
ترک جو شے کردہ ام من نیم خام	از حکیم غزنوی بشنوم تمام
ترک خود میں نے کیا جو ش کلام	سن حکیم غزنوی سے لے بہام
در الہی نامہ گوید شرح این	آں حکیم غیب و فخر العارفین
کی الہی نامہ میں شرح متیں	تھے حکیم غیب فخر العارفین
غم خورد و بان غم افزایاں محور	ز آنکہ عاقل غم خورد کو دل تنگ
غم تو کھا اور غم فزا روئی نہ کھا	بیخے شکر کھائیں، عاقل غم سدا
قد شادی میوہ باغ غم مست	اے فرح زخم مست آں غم مرست
باغ غم کا میوہ ہے شادی بہم	ہے خوشی زخم اور مرہم اسکا غم
غم چن مینی و کنارش کشن عشق	از سر ربوہ نظر کن در دشت
غم جو دیکھے اس سے ہو جاہمکنار	یٹلے سے سیر دشت اچھی ہے یاد
عاقل از انگورے بیند بے	عاشق از معدوم شے بیند بے
دیدہ عاقل میں ہے انگورے	چشم عاشق میں ہے ہر معدوم شے
جنگ میگردند خالوں پر میر	تو مکش تا من گشم گلش چو شیر
یہ سوں خالوں میں بھی اک جنگ یاد	چھوڑ دے تو میں اٹھاؤنگا یہ بار
ز آنکہ در آں پنج میدیدند سوو	حل اہر کین و گیرے ربوہ
کیونکہ اس تکلیف میں تھا فاو	ایک سے تھا بوجھ بیتا دوسرا
مزدوق کو مزدو آں پیمانہ کو	اے ہر گنجیت مزدو آں تسو
حق کی مزدوری کہاں اور یہ کہاں	گنج وہ دے یہ صلے میں کوڑیاں

کہ دگر تازہ بخشے آن کہن	منبتش اسوتے ازین رخ دین
تازہ ہو سکتا نہ وہ پھر سٹو کہے	پھونکتی سبزے کو وہ جڑ پڑ سے
صیف خدا نیت ما محرق ست	گر تر شرویت آن دشت عشق ست
اچھی ہے گرمی مگر ہے پھر بھی گرم	سخت ہے سردی مگر ہے پھر بھی نرم
تازہ باش و پیش میمن جویں	چونکہ قبض آمد تو درو بسط ہیں
رہ شکفتہ بل نہ تو لڑتے پے ڈال	قبض ہو تو بسط کر اس میں خیال
غم جگر را بشد و شادی ز بخشش	کو دکاں خندان دانایاں ترش
ہو جنگ میں درو بخشش میں مازگی	رچ ہو دانا کو بچوں کو خوشی
چشم عاقل در حساب آخر ست	چشم کوک ایچو خود را آخر ست
آنکہ ہے دانا کی آخر میں مگر	چشم کوک مٹان پر جیسے ہو خر
وین ز قصاب خرش بند تلف	اود را خر چربے بند علف
اور یہ قصاب سے نقصاں زدہ	وہ طویں میں ہے چارہ دیکھتا
بہر لحم ما ترا زوئے نہا	آن علف تلخت کاں قصاب د
گوشت لینے کو ترا زو ہے رکھی	گاس کر دی ہے قصاب نے جو دی
بی عوض ادست از محض عطا	روز حکمت خور علف کا ز خدا
بے عوض دیتا ہے از را و عطا	چارہ کھا حکمت کا جس کو کہنا
چونکہ حق گفت کلوا من رزقہ	انہماں کر دی نہ حکمت اگر ہی
جب کہا حق نے کھاؤ مئی رزقہ	روٹی سمجھا تو نہ حکمت لے غبی
کان کلو گیت نہ کر دو عاقبت	رزق حکمت بہ بود در مرتبت
جونہ بلا کر ترا پکڑے گلا	رزق حکمت مرتبے میں ہے سوا

لے پیچھا +

لے اس سے رزق سے کیا تو

روح القدس کی حضرت مریم سے گفتگو

ہچنانکہ برزیں بر ماہیاں	چونکہ مریم مضطرب شدیدیماں
جس طرح تڑپیں زمیں پر مچھلیاں	جیکہ مریم کی بڑھیں بے تابیاں
کہ امین حضرتم از من مر م	بانگ بروے زدنودار کرم
میں امین حق ہوں مجھ سے کر نام	یوں ہونی کو یا بختی کرم
اندھنیں خوش تھریاں دم درخش	از سرفرازان عزت سرکش
دامن ارباب محبت سے نہ بچنے	سرفرازان عزت سے نہ بچنے
از لبش مے شدیلے بر سماک	ایں ہے گفت و ذبا لہ نور پاک
ہونٹوں سے جاتا تھا بالائے سما	وہ یہ کہتا اور شندہ نور کا
در عدم من شاہم و صاحب علم	از وجودم میگیزی در عدم
ہے وہاں بھی بالیقین میری سہی	اق عدم کو مجھ سے کیوں ہے بھاگتی
یکسوارہ نقش من پیش سہیت	خوبینہ و نگاؤ من در نیستیست
نقش میرے کچھ ہیں تیرے سامنے	نیستی میں خیمہ و لشکر مرے
ہم ملائم ہم خیال اندر ولم	مرئیابنکر کہ نقش مشکلم
خود ملال اور خود خیال دل ہوں میں	دیکھ مریم نقش اک مشکل ہوں میں
ہر کجا کہ میگیزی با تو ہست	چوں خیالے در لبت آمد شست
تو جہاں جائے ترے ہمہ رہے	جو تصور جم گیا دل میں ترے
کہ مدت چوں صبح کاؤب آفہ	جز خیال عارضی باطنے
صبح کاؤب کی طرح جو ہو فنا	صرف اک باطل تصور کے سوا
کہ نہ دو گرد روزم پیچ شب	من چو صبح صادقم از نور
میرے دن کو رات کیونکر گھیرے	صبح صادق ہوں خدا کے نور سے

با تو باشد آں نماز مردہ بیک	گنج زرے کہ چو چستی زیر بیک
ہو نہ درش ، بلکہ تیرا ساتھ ہے	گنج ایسا جب تو مٹی میں ہے
مونس گور و غریبی مے شود	پیش پیش آں جہانہات میدو
گور میں پھر مونس غریب ہے	آگے آگے بھاگے لاشے کے ترے
تاشوی با عشق سرخواجه تاش	بہر روز مرگ ایندم مردہ ہاش
تا ہو حاصل تجھ کو عشق سرمدی	موت کے دن کے لئے مر جا ابھی
روئے چوں گلزار روز لقین مراد	صبر بے بنید ز پردہ اجتہاد
چہرہ گلزار اور زلف مراد	صبر دیکھے زیر رنگ اجتہاد
کاندر آں ضدی نماید کئے ضد	غم چو آئینہ است پیش مجتہد
یعنی اُس ضد میں ہے ضد جلوہ نما	مجتہد کو رنج ہے جوں آئینا
رو و ہد یعنی کشادہ کت و فر	بعد ضد رنج آں ضد درگر
کت و فر کا منہ دکھائے واقعی	بعد ضد رنج کے ، ضد دوسری
بعد قبض مشت بسط آید یقین	این دو وصف از پنجہ و منت ہیں
ہے یقینی بسط تیجھے قبض کے	دیکھ دونوں وصف اپنے ہاتھ سے
یا ہمہ بسط او بود چوں مبتلا	پنجہ را اگر قبض باشد امانا
یا کہ یکسر بسط ، ہے اک مبتلا	قبض اگر حاصل نیچے کو سدا
چوں پر مرغ ایندو حال مرہم	زین دو وصف کار و محسب نظم
جیسے پر مرغ ، مجبور دو حال	ان دو صفوں سے ہے بس سبب ل
لہ یعنی جیسے مرغ کے پر کبھی کھٹکتے ہیں۔ کبھی بند ہوتے ہیں ۛ	

چونکہ با اوضد شوی گرد و چو مار	تو نے بینی کہ یار بر و بار
جب تو اس سے خد کرے ہو جائے نا	دیکھتی ہے تو کہ یار بر و بار
برقرار اولست انسان کہ بد	لحم او و لحم او دیگر نہ شد
وہ وہی انسان ہے جیسا کہ تھا	گوشت پوست اسکا نہ کچھ بدلا ذرا
کہ بخار امیر و و آل سوختہ	شمع مریم را اہل افزوختہ
پھر بخار را جا رہا ہے متقی	شمع مریم چھوڑ دے جلتی ہوئی
اُسوئے صدر جہاں کن سگریز	سخت بے صبر و آتش ان تیز
جانب صدر جہاں پھر ہے گریز	بے وہ بے صبر آتش آفت ہے تیز

اس وکیل کا بخار اکو جانا

پس بخارائست ہر کانش بود	ایں بخار را منبع دانش بود
وہ بخار ہے جو اسکا ہو گیا	یہ بخار اچشمہ ہے دانائی کا
تا بخواری در بخار انگری	پیش شیخے در بخار اندری
دیکھت نفرت سے اس کو نیکو	شیخ کے آگے بخار میں ہے تو
راہ نہ ہد جز روئے مشککش	جز بخواری در بخارائے دلش
جز روئے مشکل لاکب ہے رہنما	اس کے دل تک آہ خواری کے سوا
وائے آکس را کہ یردی رقیب	اے خنک نرا کہ وقت نفسہ
آہ جو اس سے ہلاکت میں پڑا	واہ جس کا نفس رسوا ہو گیا
پارہ پارہ کروہ بودار کان او	وقت صدر جہاں دجان او
مگر ہے مجھے اس کے دل کے کر دیئے	وقت صدر جہاں نے دیکھئے

۱۰ یعنی علم و حکمت کا سرچشمہ ۰

من ز لاحولیں طرف افتادہ ام	ہیں مگولا حول عمراں زادہ ام
یعنی میں لاحول سے ہوں ایک سو	دختر عمراں نہ کہ لاحول تو
نور لاحولی کہ پیش از قول بود	مر مرا اصل و غذا لاحول بود
پیش کن جب نور تھا لاحول تھا	اصل تھی لاحول میری اور غذا
من نگارندہ پناہم در سبت	تو ہمے گیری پناہ از من بحق
میں نگارندہ اماں کا پھل سے	تو اماں مانگے حضور اللہ کے
تو احوذ آری و من خود آں عود	اے پناہم من کہ مخلصات بود
تو اماں مانگے، میں ہوں خود ہی اماں	وہ اماں ہوں جو ہے تیری پاساں
تو بریا روز دانی عشق باخت	آفتے نبود تیرا ز ناشناخت
یار کے پہلو میں بھی الفت نہیں	ناشناسی سے بڑی آفت نہیں
شاویے را نام بہاوی غمے	یار را اختیار پنداری ہے
تو لے غم رکھا ہے کیوں نام خوشی	یار کو اختیار ہے تو جانتی
تو گریز انی از ولے بے وفا	ایچنین لطفے کہ دار و یار ما
اور تو اس سے بھاگتی ہے بر ملا	یار میں ہے اس قدر تھر و عطا
چونکہ ما و زولیم نخلش و ارماست	ایچنین نخلے کہ قدیر یارماست
ہم چڑا لیں تو بنے وہ نخل دار	نخل اک ایسا کہ جو ہو قدیر یار
چونکہ بے عقلمی آں زنجیر ماست	ایچنین مشکیں کہ زلف میرماست
چونکہ ہم ناداں ہیں وہ زنجیر ہے	مشک بو ایسی وہ زلف میر ہے
چونکہ فرعونیم بر ما خوں شود	ایچنین لطفے جو نیلے میرود
ہم جو ہوں فرعون، غن بن جائیگا	لطف کا دریا ہے رود نیل سا
یوسفم گرگ از قوم اے پستیز	خوں ہے گوید من آبم ہیں مریز
تھا میں یوسف، بھیڑیا تو نے کیا	خون کے پانی ہوں مجھ کو مت گرا

مسکن یا رست و شہر شاہ من	پیش عاشق این بوجہ طون
یار کا مسکن ہے، شہ کی اجن	بس یہی عاشق کو ہے حب وطن

عاشق و معشوق کے سوال جواب

تو بفریت دیدم بس شہر ہا	گفت معشوقے بعاشق کارفتی
شہر دیکھے تو نے غربت میں طے	پوچھا یوں عاشق سے اک معشوق نے
گفت آں بہرے کہ دروے دلبر	بس کدائیں شہرازاں ہا خوشتر
یولادہ، جو ہے مقام دلربا	نہز ان سب میں ہے بہتر کونسا
ہست صحرا اگر بود سم انجیا ط	ہر کجا باشد شہ مارا بساط
ناکا سوئی کا ہو، تو بھی ہے بڑا	جس جگہ مسکن ہو میرے شاہ کا
جنت ست آں گرچہ باشد قہر چاہ	ہر کجا یوسف رنے باشد چوماہ
ہو جہاں، ظاہر میں گو ہو قہر چاہ	جس جگہ ہو کوئی یوسف مثل ماہ
باتو زنداں گلشن است دلربا	باتو دوزخ جنت ست آں ہا فزا
تجھ سے زنداں باغ ہے لے دلربا	تجھ سے دوزخ ہے بہشت لے جانفزا
بے تو شد ریحان گل نارجمیم	شد جنم باتو زنداں نسیم
بے ترے ریحان و گل نارجمیم	ہے جنم تجھ سے زنداں نسیم
ور بود در قہر گورے منزل	ہر کجا تو یا منی من خوشدلم
گور میں ہو جا ہے مسکن بیگماں	تو جہاں ہے ساتھ خوشدل ہوں ماں
کہ مرا یا تو سر و سودا بود	انوشتر از ہر دو جہاں آسجا بود
ہو جہاں تجھ سے محبت کا تمام	دو جہاں سے بھی ہے بہتر وہ مقام
عاشق صدیہ جہاں شد انگبار	بس مرا دستیں سخن در انتظار
عاشق صدر جہاں ہے اشکبار	بات یہ لمبی ہے کب تک انتظار

کافراں کشتہ دگر رہ بگروم	گفت بر خیزم ہما سجا واروم
کفر ہے رستے سے گر پھر آؤں میں	بولایس آٹھ کروں اپ جاؤں میں
پیش آں صدر نکو اندیش و	واروم آسجا بیفتہ پیش او
صدر ہے وہ صاحب علم و فنون	جاؤں میں اور اُسے آگے گر پڑوں
زندہ کن یا سر بہر مارا پیش	گویم اگندم بہشت جان خویش
زندہ کر یا تو مرا سر کاٹ لے	اور کہوں حاضر ہوں تیرے سامنے
یہ کہ شاہ زندگاں جائے دگر	کشتہ مردہ بہشت کے مرق
اور جا ہونے سے شاہ زندگاں	پاس تیرے مردہ اچھا ہوں میں ہاں
بے تو شیریں مے نہ بنیم کاز خویش	آزمودم صد ہزاراں بائیش
بے ترے شیریں نہ ہو گئے میرے کار	اس سے پہلے آزمایا لاکھ بار
ابر کی یا ناقصی تم السرور	عن لی یا مینتی نحن الفشور
اے خیر اب بیٹھ، نشتے ہو چکے	گاہہ نغمہ مردہ جو زندہ کرے
اشربی یا نفس و دأ قد صفا	الطعی یا ارض و معی قد کفی
کھونٹ بی نفس اب صافی عشق کے	اے زمین بی، اشک کافی ہیں تجھے
نعم مار وحت یا ریح الصبا	عدت یا عیدی الینا مر جا
تو نے مجھ کو خوش کیا باو صبا	بند، میری سمت لوٹ آ، مر جا
سوئے آں صدیک میرست مطاع	گفت آیاراں واں کشتہ وداع
اس کی جانب جو ہے صدر باوفا	بولا اے یارو میں اب رخصت ہما
ہرچہ باو اباو آسجا میروم	دمدم در سوز بریاں مے شوم
ہرچہ باو اباو لو جاتے ہیں ہم	سوز میں اس کے ہیں بریاں دمدم
جان من عزم بخارا میکند	گرچہ دل چوں سنگ را میکند
پھر بخارا کی طرف ہے عزم جاں	دل ہے مثل سنگ خارا گو گراں

ورنہ او در بند سگ طبیعت	ہر موکل / اموکل محقق ست
ورنہ سگ طبیعت میں وہ کیوں ہے بڑا	ہر موکل کا موکل ہے چھپا
برعوانے وسیع رویش نسبت	خشم شاہ عشق جانش نشست
تھا نگہاں اسکا وہ شام دس	عقمتہ شاہ عشق کا ہے جان پر
ز آں عوانان نہاں نشان من	میزند آں اکہ ہیں این ابرن
خفیہ چو کیداروں سے یارب فغاں	جبر کرتا تھا کہ اس کو ماراں
گرچہ تنہا باعوانے میرود	ہر کہ بینی ور زیانے میرود
گرچہ تنہا ہو ، موکل ہے نہاں	تو جسے دیکھے کہ ہے صرف زیاں
پیش آں سلطان سلطان شدی	گرا زود آفت بدی افغاں زکی
پیش شاہنشاہ جائے دوڑ کر	ہو فغاں گر اس کی ہو جانے خبر
تا اماں میدی ز دیو سمناک	رسختی بر سر پیش شاہ خاک
تا اماں آں دیو سے پائے ذرا	نشے کے آگے ، خاک سر پر ڈالتا
ز آں ندیدمی آں موکل آتو کور	میر دیدمی خویش اے کم زور
یوں موکل کو نہ دیکھا تو نے کور	میر سمجھا خرد کو گوتھا مثل مور
پر تو بے کوشد سوتے وبال	غزہ گشتی زین و غیس پر وبال
یہ بلا میں ڈالتے ہیں بال و پر	غزہ ہے ان جھوٹے پر وبال پر
چوں گل آلود گرانہا کند	پر سبک اردوہ بالا کند
ہوں گل آلودہ ، تو پھر جاری ہیں	پر سبک ہوں ، جانب بالا اڑیں
لیک گوشت کرشد و نیم کن	ہند کن پر را گل آلودہ کن
پند کہنہ ، اور تیرے کان کر	سہی کر ، تا ہوں گل آلودہ نہ پر

دوستوں کا بخارا جانے سے اُسے منع کرنا

عاقبت اندیش اگر داری بہتر	گفتہ و رانا صحت کا بے بیخبر
سوچ کچھ انجام اگر ہے باہر	ایک ناصح نے کہا اے بے خبر
بھچو پروانہ مسوزاں خوشیٰ	درنگ پس اسے عقل و پیش
مثل پروانہ ہے جتا کس لئے	آگاہیچھا سوچ اپنی عقل سے
لائق زنجیر و زنداں خادم	چوں بخارا میروی دیوانہ
لائق زنجیر و زنداں خانہ ہے	گر بخارا جائے تو دیوانہ ہے
اوپر جوید ترا با بستی چشم	اوز تو آہن ہے خایہ ز حشم
بسیوں آنکھوں سے دھوٹے وہ کچھ	دانت تجھ پر پیستا ہے حشم سے
اوسک قحطست تو انبان آرد	میکند اوتیز از بہر تو کارو
کال کا گتا وہ، تو گون آٹے کی	تیز کرتا ہے ترے اوپر چھڑی
سوئے زنداں میروی چونت فتاو	چوں ہیدی خدایت اداو
قید خانے کی طرف پھر کیوں چلا	جب خدا نے کر دیا تجھ کو ربا
عقل بالستے کز ایشاں کم زوے	بر تو گردہ گون موکل آمد سے
اُن سے بچتا عقل اگر ہوتی تجھے	تجھ پر گر ہوتے موکل دس گئے
از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس	چوں موکل نیست بر تو ہمچس
پیش و پس میں مبتلا ہے کیوں ہیں	جب موکل کوئی بھی تجھ پر نہیں
آں موکل اُسے دید آں نذیر	عشق پنہاں کردہ بود اورا اسیر
دیکھ سکتا کیا موکل وہ نذیر	عشق پنہاں میں بڑا تھا وہ اسیر

سے ڈرانے والا۔ ناصح ۶

ان فی قلی حیاتانی حیات	اقتلونی اقلونی یا ثقات
ہے حیات اس قلی میں میری ستر	قتل کر ڈالو مجھے اے دوستو
اجتذب قلبی وجدلی باللقا	یا منیر الخدیہ روح البقا
روح کو کہ جذب ، کہ محو تھا	اے منور چہرہ اے روح بقا
لویشا ہمیشی علی عینی مشا	الی حبیب حبیبہ یشوی الکشا
وہ پھرے آنکھوں میں گرہے چاہتا	عشقی دلبر نے دیا دل کو جلا
عشق باخود زبان دیگرست	پارسی گوگرچہ تازی خوشترست
اور بھی عین سوز باین عشق کی	فارسی لکھ گرچہ عربی ہے بھلی
ایں زباں با جملہ حیراں میشود	بوسے آں دلبر چو پیراں میشود
ہوتی ہیں حیراں زبانیں یہ سبھی	اڑتی ہیں بونگیں جو اس دلدار کی
گوش شود واللہ اعلم بالصواب	بس کنم دلبر در آمد در خطاب
سُن ذرا واللہ اعلم بالصواب	بس کروں اب یار کرتا ہے خطاب
کو چو عیاراں کند بزار رس	چونکہ عاشق توبہ کروا کنوں میرس
کب وہ درس عشق سولی پر چھ	اب جو کی عاشق نے توبہ خوف سے
نے بد رس نے با ستامیرو	گرچہ آں عاشق بخارا میرو
پڑھنے وہ جاتا نہیں لیکن دناں	گرچہ عاشق ہے بخارا کو رواں
بعد از آں اندر حرم بر کار نشو	خلع کن خورا ز خود بیزار شو
اور پھر مصروف کاروبار ہو	خلع کر کے خود سے خود بیزار ہو
دقت و درس سبق شاں کو است	عاشقا ترا خود مدرس حسن است
اور ہے اُن کا سبق روئے نگار	عاشقوں کا ہے مدرس حسن یار
میر و قناعر ش و تخت یا رشاں	خامش و نعرہ ہنگام رشاں
عرش تک جاتا ہے تخت یار تک	وہ ہیں خاموش اور نعرہ یک بیک

مرد عاشق کا جواب دینا

پند کم نہ ز آئینہ بس سخت بند	گفت لے ناصح خوش کن چند
ہے گرہ مشکل، نصیحت بے اثر	بولا اے ناصح نصیحت تو نہ کر
عشق را شناخت اشنمندی تو	سخنت تر شد بند من از بند تو
عشق کو تو نے نہ پہچانا ذرا	بند سے مشکل ہوئی میری سوا
بو حنیفہ و شافعی در سے نکرو	آں طرف کہ عشق مے افزو در
چھوڑ بیٹھے بو حنیفہ و شافعی	مٹی عیاں جس درس سے جو عشق کی
آتش زارم بخون خویش تن	تو ممکن تہدیدم از عشق کمن
میں ہوں پیسا آپ اپنے خون کا	گو ہے مرنے کا دلاتا خوف کیا
مردن عشاق خود بکینوع نیست	عاشقا ز اہر زمانے مرو نیست
مختلف ہے عاشقوں کی موت بھی	عاشقوں کو موت ہے اک ہر گھڑی
و آں و صد را میکند ہر دم فدا	او و صد جاں ار و از نور بدلی
اور انہیں کرتا ہے وہ ہر دم فدا	اس میں سو چائیں ہیں تنویر آشنا
از بنی خوان عشرۃ امثالہا	ہر یکے جاثر استا نہ وہ بہا
عشق امثالہا گر تو پڑھے	لیتا ہے اک جان کے دس دس صلہ
پائے کو باں جاں برافشاںم برو	گرہ بریز و خون من آندوست
دوڑ کر میں جان اس پر وار دوں	دوست گر مجھ سے ہو خواہشمند خون
چوں ہم زین زندگی پائیدگیت	آدم و دم مرگ من ز زندگیست
جب چھٹا اس زندگی سے ہے بقا	مجھ کو تو اس زندگی میں ہے فنا

۱۵۔ اس کے دس عوض ہیں :

باشدش ز اخبار وانش تا سہ	با جمال جاں چو شد ہمکاسہ
ہار سمجھے وہ نظام عقل کو	ہم پیالہ جو جمال جاں سے ہو
نہیں ہے دنیا بچہ بد عامہ را	دید برداشش بود علت فزا
اس لئے ہیں عام دنیا پر خدا	دید وانش ہوئی ہے علت فزا
واجبمانے رائے داند وکین	ز آنکہ دنیا را ہے بنید عین
آہستہ کو قرض جانیں پر ملا	کیونکہ وہ دنیا کو سمجھے ہیں بجا
واں جہاں انسیہ بنید وانش	کایں جہاں انقدے بنید فاش
اس جہاں کو بیچ جانیں اور ادا	اس جہاں کے نقد پر ہے اعتنا
کہ غم صدر جہاں شد تا توں	باز سوئے حاجت آں جہاں
ہے غم صدر جہاں سے ناتواں	پھر بیاں کہ ماجرائے نوجواں

بخارا کی طرف عاشق کی روانگی

دل تپاں سوئے بخارا گرم و تیز	رو نہاد آں عاشق خونا پر ریز
گرم رو سوئے بخارا دل تپاں	ہو گئی آخر وہ با آہ و فغاں
آب جیجوں پیش او چوں آبگیر	ریگ مو پیش او پہچوں حریر
آب جیجوں آس کے آگے آبگیر	ریگ آمو لہجی آسے مثل حریر
میں تھا وہ از خند و لبش خوں گلستاں	آن سیاہ بون پیش او چوں گلستاں
باغ تھا اس کی ہنسی سے خوں نشاں	تھا وہ جھگل اس کو مثل گلستاں
از بخارا یافت ایش شد مہمن	در سمرقند دست تقدہا تابش
اس کے لب نے لی بخارا سے شکر	قد ہے گرچہ سمرقندی مگر

۱۵ آمو ایک شہر کا نام ہے جو سال جیون واقع ہے

دریں مثال آشوب و چرخ رو کو	نے زیاد است و باب سلسلہ
درس ان کا وجد و حال و ولولہ	کب زیادات اور باب سلسلہ
سلسلہ اس قوم جعد مشکبہ	مسئلہ دورست اما دوریار
سلسلہ اس قوم کا زلف نگار	مسئلہ ہے دور کا ، ہے دوریار
مسئلہ کیس ار پیر سدکس ترا	گو نہ گنج گنج حق در کیسہا
بیسٹ کا پوچھے جو کوئی مسئلہ	کہ سمانے گنج حق کیسے میں کیا
اگر دم خلع و مبارا میرود	بزمین ذکر بنار امیرود
ہے اگر خلع و مبارا کا بیان	بد نہ کہ ، ذکر بنار ہے بیان
ذکر ہر چیز کے وہ خاصیت	زائکہ دارد ہر عرض مانتیت
ذکر میں ہر چیز کے ہے خاصیت	کیونکہ ہے ہر اک عرض کی مانتیت
در بنجارا اور ہنر با باغی	چوں بخاری رونہی زو فارغی
تر بنجارا میں ہوا صاحب پھنر	بے ہنر ہے جوں بخاری ہے اگر
آں بخاری غصہ و دانش نداشت	چشم پر خورشید پیش میکشمت
تھا بخاری کو نہ غصہ عقل کا	بلکہ تھا خورشید پیش دیکھتا
ہر کہ در خلوت پیش یافت راہ	اوز دانشہا نحوید و ستگاہ
وہ جسے خلوت کی بیانی ہے	عقل و دانائی سے بے پروا رہے

ان زیادات اور سلسلہ دو کتابوں کے نام ہیں :

۱۔ مسائل فقہ میں ایک مسئلہ کیس کا بھی ہے اور وہ اس طرح کہ ایک شخص بے
تعیین دے کہ کیس کسی کے پاس مانگ لے اور پھر اس کیسہ میں زیادتی کا دعویٰ کرے
بغیر کسی دلیل و برہان کے نہ ۲۔ خلع اور مبارا طلاق کی دو قسمیں ہیں :

عاشق کا بخار اپنی بچا

پیش معشوق خود دارالاماں	اندر آمد در بخار شادماں
کئے جاناں میں جو تھا دارالاماں	پنچا وہ آخر بخارا شادماں
مہ کنارش گیر دو گوید کہ گیر	بچو آں متے کہ پڑو براشر
چاند کہ لیتا ہے جس کو ہنگار	مست جیسے چرخ پر ہو کیف بار
پیش از پیداشدن نفیس گرینہ	ہر کہ دیدش در بخار گفت خیر
بولا آٹھ، ہے بھگتا لازم تجھے	جس نے بھی دیکھا بخارا میں ائے
تا کشد از جان تو وہ سا کہ کیں	کہ تر اے جوید آں شہ خشکین
تا کرے دس سال کا ہرلہ ہیں	دھونڈتا ہے شاہ تجھے کو خشکین
ہنگیہ کم کن بردم و افسون غیش	اللہ اللہ در میا در خون خوش
کر نہ مکھیہ سحر اور افسون پر	اللہ اللہ خون اربنا خود نہ کر
معتد بودی ہندس استاد	شخصہ صدر جہاں بودی وراو
معتد تھا ہندسہ کا استاد	نحوہ صدر جہاں تھا بامراد
گشتہ از بہر گنا ہے شہسب	ہم مشیر پیش بودی و ہم محترم
ہو گیا تھا اک خطا سے متہم	تو مشیر اس کا تھا اور تھا محترم
رستہ بودی باز چوں آویختی	غدر کردی و زجر ابگر بختی
خود بخود پھٹنے کو پھر کیوں آگیا	غدر کر گئے تو جتا سے تھا بچا
ابلیہ آوردت اینجا یا اجل	از بلا بگریختی یا حدیل
ہو قونی لائی بخت کو یا قضا	مگر کہے تو بلاؤں سے بچھا
عقل عاقل! اقضا الحق کند	ایک عقلت پر عطار و دق کند
عقل و عاقل کو قضا الحق کرے	عقل تیری کو عطار د سے لڑے

ایک زمین عقل افزا بود	ایں بخارا عقل افزا بود
مجھ سے لیکن عقل وہیں سب یگا	اے بخارا تو رہا دانش فرا
صد مہجہم دریں صفِ انال	بدر مہجہم از آئمہاں ہلال
گو ہوں پچھلی صف میں ڈھونڈوں سرد	ہوں ہلال اب کیونکہ ڈھونڈوں ہرگز
در سو او غم بیاغے شد پدید	چوں سواو آں بخارا را بدید
شدم غم میں مخی سپیدی جلوہ گر	آجہ جیب سرحد بخارا کی نظر
عقل او پرید درستانِ راز	ساعتی افتاد بیہوش دراز
عقل بارغِ راز میں پہنچی بجا	دیر تک بیہوش اور بیخود رہا
از گلاب عشق او غافل بدند	بر سر رویش گلابے میزدند
تھے گلاب عشق سے سب با حجاب	اس کے منہ پر سب چھڑکتے تھے گلاب
غارت عشق ز خود بہریدہ بود	او گلستانے نہانے دیدہ بود
عشق نے لوٹا تھا اسکو بیگیاں	اس نے اک گلزار دیکھا تھا نہاں
باشکر مقروں نہ گریہ خود نمی	تو فسرودہ درخور اسیدم نہ
نے ہے اور خالی شکر سے بایتیں	تو فسرودہ عشق کے قابل نہیں
وز جنودِ الم تر و با غافل	رخت عقلت با تو نیست و عاقلی
لم تر و با سے مگر غافل ہے تو	عقل تیرے پاس ہے عاقل ہے تو
تا رو سوئے بخارا آں جواں	ایں سخن پایاں نہار ترزاں
تا چلے سوئے بخارا وہ جواں	بات یہ نبی ہے آگے ہو رواں

۱۔ اس آیت شریف کی طرف اشارہ ہے جو انزل جنود الم تر و دھلیجی اس نے
شکر نازل کئے۔ جنہیں کوئی دیکھ نہ سکا نہ

جزو جرمہ خوں خورم پھول نہیں	گر بریزد خورم آل روح الامین
جزو جرمہ خوں پیوں مثل زمیں	خون کر دے گر مرا روح الامین
تاکہ عاشق گشتہ ام ایکی رہ ام	چوں زمین چوں جنیں غونوارا
ہوں میں جب سے شیفۃ ہے چہرہ	چوں زمیں و کچھ میں غونوار ہوں
رودمان شب خوں خورم مانند رگ	شب بے جوئےم در آتش محو یک
اور دن بھر خوں پیوں مانند رگ	جوش میں رہتا ہوں شب بھر مثل کپکپ
از مراد ختم او بگر ختم	من پیشیانم کہ مکر امیختم
اس کے غصے سے میں کیوں بھاگیں	ہوں پیشیاں میں نے جیلہ کیوں کیا
عید قربان دست عاشق کا ویش	گو براں بر جان مستم ختم خیش
عید قربان وہ ہے اور عاشق ہے گئے	کند و میری جان پر چھریاں چلائے
بہر عید و ذبح خود مے پرورد	گاؤ اگر خسید و گر چیزے خورو
پلتی ہے وہ عید ہی کے واسطے	گائے گو سوتی رہے یا کچھ چرے
جزو جزو حشر ہر آزادہ	گاؤ موسیٰ داں مرا جامد اودہ
حشر ہے آزاد کا ہر جزو ہاں	گاؤ موسیٰ سے ملی ہے مجھ کو جاں
کتریں جزو شحیات گشتہ	گاؤ موسیٰ بود قربان گشتہ
اس کا کتر جزو حیات گشتہ تھا	گاؤ موسیٰ حتی وہ قربان و فدا
در خطاب ضر بوہ بعضہا	برجہد آں گشتہ ز آیش زجا
اضر بوہ بعضہا کہتا ہوا	اس کے جندے سے وہ گشتہ جی اٹھا
اکن اردم حشر ارواح النظر	یا گرامی اذ بکوا ہذا البقر
حشر جاں و روح کا گر عزم ہو	ذبح کر لو دوستو اس گائے کو

۱۷ اس کے بعض اجزا کو مارو ۴

نخس فر گوشے کہ باشد شیر جو	زیر کی عقل و چالاکیست کو
نخس ہے خر گوش جو ہو شیر جو	عقل و چالاکی کہاں ہے نیک خوا
ہست صد چنبدیں فسونائے قضا	گفت اوجار القضا ضاق القضا
ہیں قضا کے مگر لاکھوں۔ ہے کہا	تنگ ہو میدان جب آئے قضا
صدرہ و مخلص بود از چوپا ہست	از قضا بستہ شود گراژ و ہاست
بھاگنے کے سکو ہیں رستے جا بجا	پر قضا باز دے ، اگر ہو اثر دہا

عاشق کا جواب

گفت من مستقیم آہم کشد	گرچہ میدا تم کہیم آہم کشد
یوں لا مستقی ہوں ، اور جاذب ہے آب	جانتا ہوں پانی ہے موت لے جاب
یہ مستقی نہ بکریں روز آب	گرد و صد بارش کد مات و خواب
بھاکتا پانی سے مستقی نہیں	گرچہ وہ بلہ حد اسے کرے حویہ
گر بر آما سد مرا دست و شکم	عشق آب از من خواہد شکم
سوج جائیں گورے دست و شکم	عشق پانی کا مگر ہو گا نہ کم
گویم آنکہ کہ میر سدا ز بطوں	کا شکم بحرم و ان بودے دروں
میں کہوں پوچھیں جو مجھ سے بیگماں	کاش ہوتا دل میں اک دریا رواں
خیاں شکم گوید راز موج آب	کہ لمیرم ہست مر کم مستطاب
پیٹ کی گوشت پانی سے پھٹے	اور مروں تو خوب ہے مرنا مجھے
من بہر جائے کہ نیم آب جو	ر شکم آید بودے من جائے او
دیکھوں چشمہ میں جہاں بہتا ہوا	ر شک آئے میں نہ کیوں چشمہ ہوا
دست بچوں و شکم بچوں و دل	طلبل عشق آب کے گویم چو گل
نا تھ منزل و شکم منزل و دل	طلبل عشق آب کو توں مثل گل

صد ہزاراں جاں مگر دستکشان	سو تین عشق اے نگار
لاکھوں جانیں پیشتی ہیں تالیاں	عشق میں اُس کے ذرا کر غدر ہاں
آبِ از جوئے کے باشند گریز	جھنجھے دیدی کو زہ اندر جھنجھے ریز
پانی کو ندی سے کب ہے انفصال	ندی دیکھی کوزہ دے ندی میں ڈال
مخوگر و دروغے و جوا و نشو و	آبِ کوزہ چون آبِ جو شود
خوبے ندی جو ندی میں سمائے	پانی کوزے کا اگر ندی میں جائے
زیر سبب نے کم شود نے بدلتا	وصفِ وفا نہ شود و آتشِ بفا
اس طرح کم ہو نہ ہو وہ بدلتا	وصفِ ہوفانی۔ بے ذاتی بقا
عذر آزا کہ از و بگریمتم	خویش را بر غل او آویمتم
عذر اس کا ہے کہ بھاکا کیل میں تھا	خود کو اس کے غل پر لٹکا دیا
جانبِ آں صد شد با چشمِ نر	بچھو گئے سجدہ کن بر رُوِ دھر
صدر کی جام بہت روتا ہوا	سجدہ کرتا گیند کی صورت چلا
وقت آں بیدل سوئے صدرِ جہاں	بارخ چون عفران اشکِ جہاں
وہ گیا بیدل سوئے صدرِ جہاں	منہ تھا مثل زعفران، آنسو رواں

عاشق کا معشوق کے پاس پہنچنا

چونکہ بودا و عاشق سر مست و	ہم کفن ہم تیغ اندر دست او
تھا وہ عاشق اس کی سرستی بڑھی	ہاتھ میں اس کے کفن تھا تیغ بھی
کش لبوز و یا برا و بزدورا	جملہ خفاں منتظر سرور ہوا
دیکھیں سولی دے آئے۔ یاد دے جلا	منتظر تھی ہر طرف غلین خدا
آن نماید کہ ز طلی بد بخت ا	ایں ماں ایل حق یکے بخت ا
جو کرے بد بخت سے دنیا بدی	ساتھ اس احمق کے اب ہوگا دی

از جہادی مرموم و نامی شدم	وز نما مرموم بجیواں سر زوم
خاک سے جب میں چھٹا - سبزہ ہوا	جب چھٹا سبزے سے حیواں ہو گیا
مرموم از حیوانی و آدم شدم	پس چہ تر تم کے زمرن کم شدم
مرکے حیوانوں میں پھر آدم ہوا	کیوں فردوں میں موت سے کیا کم ہوا
حکماء و دیگر مہیرم از بشر	مبارک ام از ملائک بال پر
آدمی بن کر جو اب موت آئے گی	قدسیوں کے بال و پر دے جا سکی
وز ملک ہم باید جستن ز خو	کل شئی ہاک الا وجهہ
ان سے بڑھنا چاہئے اب سوائے پر	کل شئی ہاک الا وجهہ
بار دیگر از ملک قرباں شوم	انچہ اندر وہم ناید آل سوم
پھر ملائک سے نکل قربان ہوں	وہم میں بھی جو نہ آئے وہ ہوں
پس عدم گردم عدم چوں غنوں	گویم کا تا البیراجون
پھر عدم ہو جاؤں وہ چوں ارغون	یوں کے انازالیہ ساجون
مرگ دکان کاں اتفاق امست	کاب حیوانے نہاں وظلمست
اتفاق امت کا جان اموات میں	آپ حیواں سے نہاں ظلمات میں
ہیچو نیلو فر بروزیں طرف جو	ہیچو مستسقی حریص آب جو
مثل نیلو فر کنارے سے تو جا	مثل مستسقی کے پانی ٹھونڈ لا
مرگ او آبست او جو جائے آب	میں خورد و اللہ علم بالصواب
پانی اس کی موت وہ جو جائے آب	پیتا ہے واللہ اعلم بالصواب
اے فسر وہ عاشق ننگیں مند	کوز نیم جان و جانان میر مند
جو مند پدش اور خالی عشق سے	بھاگے جانان سے وہ دُور سے جان

۱۔ اس کی ذات کے سوا تمام چیزیں ہلاک ہو جائیں والی ہیں +
 ۲۔ بے شک ہم خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں +

برورش کے مہماں بیجا مہاش	اں گھر گھنٹے کہ برزہ نقش فاش
مٹھرے مسجد میں نہ کوئی با وفا	کوئی کتنا کہہ کے دل پر دو ٹکا
ورنہ مرگ بیجا کھیں بجا بایت	شب محسپ بیجا اڈ جاں بایت
موت ورنہ چھپ کے آئے ناگماں	جان پیاری ہے تو شب کو سونیاں
غافلے کا یہ شناسم رہ وہید	واں گھر گھنٹا کہ فتنے بر نہید
تا کوئی غافل نہ پائے راستا	کوئی کتنا تھا کہ وہ تالا لگا

اس مہماں کسٹن مسجد میں یکمکان کا آنا

کہ شہیدہ ہوو آں صیت عجب	تایکے مہماں درآمد وقت شب
سن چکا تھا جو یہ ساری داستاں	آیا اک مہماں شب کو ناگماں
ز آگمیں مردانہ و جاننا ز بوڑ	از برائے آزموں مے آزموڑ
کیونکہ جاننا زری میں وہ مشہور تھا	استحاج اس کا اُسے منظور تھا
رفتہ گیر از گنج زر یک جبہ	گفت کم گیرم سروا شکمہ
یوں سمجھا گنج سے پیسہ گیا	بولتا تم کو نا نہ کچھ ماتم مرا
نقش کم نا بد چو من باقیم	صورت تن کو برد من مستم
نقش کیا کم ہو اگر زندا ہوں میں	صورت تن کیا ہے اس پر کہا ہوں میں
لغج حق باضم و نائے تن جدا	چوں لغت بود از لطف خدا
لغج حق ہوں جسم کی تے سے جدا	جو لغت لطف حق تھا بر ملا
نار ہاں کو ہر از شکم صدف	تا نیفتہ باگب نقش این طرف
تنگ سببی سے ہو موتی کیا رہا	گر ادھر آئے نہ نعمت لغج کا
صادق جاں ابرا فشا تم بریں	چوں تمنا موت گفت گھاویں
ہول میں صادق جان کرد و گنا	جب تمنا موت اس نے کر دیا

ایک مقام در قمار و از جاں برید	پہچو پر واند شر را نور دید
احقانیہ اس پہ جاں کر دی نثار	نور سبحا شعلے کو پر واند وار
روشن اندر روشن اندر و شفیست	ایک شمع عشق چو آں شمع نیست
وہ تو ہر دم روشن و تاباں ہے	کب ہے بقیع عشق مثل اس شمع کے
مینا بد آتش و جلہ خوشیست	او بکس شمع ہائے آتش نیست
تجہ کو آگ آئے ظفر پرست توشی	وہ ہے ہر علس چرخ آتشی

ایک مسجد اور عاشق کی کہانی

مسجد بے درد و کنارہ شہرے	ایک حکایت گوش کن ایک بچے
ایک مسجد تھی کنارہ شہرے	اں حکایت مجھ سے سن لے نیک بچے
کہ نہ فرزندش نہ دے نہ شہرے	پہچکس دروئے نچھنے شب بیم
تا نہ ہو بچہ یتیم اس شخص کا	خوف سے شب کو کوئی سوتا نہ تھا
صبح دم چو آن تیراں زگور زمیں	اہر کہ دروئے پیچہ چوں کورفت
مثل اختر صبح دم دردن میں تھا	بے خبر جو کورسا اس میں گیا
صبح آمد خواب اکوتاہ کن	خوشین انیک زیں گاہ کن
صبح آئی خواب کو کوتاہ کر	اچنے کو اس سے دوا آگاہ کر
اندر آں مہاں کشاں باتنج کند	ہر کسے گفتے کہ چہ بیا نند مند
سینے سے کرتی ہیں تھن میہماں	کوئی کہت تھا کہ بیاں ہیں بیاں
کہ رصدیستہ است ہر جان جویم	واں کو گفتے کہ سحر ست و طلسم
اور رصد بانگھی ہے ہر جان ویم	کوئی کہت تھا کہ بے سحر و طلسم
یہ یعنی اس خوف سے کوئی شخص اس مسجد میں رات کو نہ سوتا تھا کہ کہیں	
وہ مر نہ جائے اور اس کا بچہ یتیم نہ ہو جائے *	

عاشق کا جواب

از جہان زندگی سیر آدم	گفت وائے ناصحاں من بے ند
زمیت سے ہوں تنگ بیکن بائیں	بولہ - کو کو! اگرچہ میں نادم نہیں
عاشقم پر زخم ہا برے تنم	منبلے بے زخم ناساید تنم
زخم سے رعبت ہے میں عاشق ہوں	سست ہوں - بے زخم کیا آرام آئے
عافیت کم چنے از منبل براہ	منبلے ام زخم جو زخم خواہ
جو ہو کابل عافیت اس کی ہے کیا	میں ہوں کامل - زخم ہی پر ہوں فدا
منبلے ام لا ابالی مرگ جو	منبلے نے کو بود خود برگ جو
میں ہوں ناکارہ تلاش مرگ میں	سست کہ ہوں فکر بار و برگ میں
منبلے چستی کنین پل بگذر و	منبلے نے کو بکف پول آورد
سست وہ ہوں جو یہ رستہ چھوڑے	لب ہوں وہ میکا - مال و زر چلے
بل جہد از کون بر کالے زند	آں نہ کو بر ہر و کانے میزند
بلکہ دنیا چھوڑ دے ایمان پر	وہ نہیں - جائے جو ہر و کان پر
چوں قفس مشتق پریدن مرغ را	مرگ بشویش گشت و بکلم زبیرا
جس طرح ہو مرتہ پنچوسے سداں	بجھ کو شیریں مرگ اور قفل مکاں
مرغ سے بنید گلستان و شجر	اے قفس کہ ہست عین باغ و
مرغ ہے جس سے بہاریں و بچھا	وہ قفس جو باغ میں رکھا ہوا
خوش رہے خواند از آزادی قفس	جو قمرغاں زبروں گر قفس
ذکر آزادی میں کرنے حق شناس	مرغ لاکھوں اس قفس کے اہناس
نے خوش ماند است نے صبر قرار	مرغ را اند قفس آں سبزہ زار
بکھتا رہتا ہے نہ بے صبر و ڈار	ہے قفس میں بند مرغ سبزہ زار

اہل مسجد کا ہمان کو ملامت کرنا

ہاں گویا جاننا نہ سمجھ گسب
 جان لیو اکل نہ کر ڈالے کچے
 کا ندرہ بنجا ہر کہ خفت آمد زوال
 جو یاں سویا۔ ہوا وہ راگیاں
 دیدہ ایم و جملہ اصحاب فنی
 ہم نے دیکھے اور اہل عقل نے
 نیم شب مرگ بلا ہل آمد شرا
 نصف شب کو آگئی اس کی قضا
 نے پر تقلید از کسے بشنیدہ ایم
 ہم نے تقلید نہیں کچھ بھی سنا
 اہل نصیحت رفت خیر غلور
 ضد حق پلشتی نصیحت ہے بجا
 ور غلور غلیبی سگستری
 تو جو ہے حق بدش۔ طاش واقعہ
 مینما بہمت مگر دوا عقل دوا
 کر رہے ہیں۔ ہر نہ گم عقل سے

قوم گفتارش کہ ہیں اینجا محسب
 لوگ بولے۔ گو نہ سوا اس جا ارے
 کہ غزوی و منیدانی تو حال
 تو ہمارے۔ خبر نیچے کو کہاں
 اتفاقی نیست اینجا بار بار
 اتفاقی کیا، کہ اکثر سانچے
 ہر کہ ایں مسجد شے سکن شدش
 شب کو اس مسجد میں جو ساکن ہوا
 از یکے تا پانصد ایں۔ اودہ ایم
 بڑن سوا ابے ہیں نصیحت۔ ایک کیا
 گفتار لڑین النصیحت اہل رسول
 بولے اللہ بین النصیحت مصطفیٰ
 اہل نصیحت اسی در دوستی
 ہے نصیحت دوستی میں راستی
 بچے خیانت ایں نصیحت از دوا
 بے خیانت یہ نصیحت ہم کچھ

لے حاشیہ صفحہ گذشتہ قولہ تعالیٰ یدمنوا الموت ان کتم صا دقین۔ اگر تم
 سچے ہو۔ تو موت کی تمنا کرو
 لے دین نصیحت ہے

الطف ویش سوئے مصدر مکنید	اور مقرر و پشت مادر مکنید
لطف اس کے منہ کو سوئے و کرے	پشت مادر میں وہ اپنا گھر کرے
کہ اگر بیروں ہم زیں شہر گام	اے عجب و گیر نہ بنیم اس مقام
میں اگر رکھوں ذرا باہر قدم	واپسی سبھی ہو پھر تو ایک قلم
بیدرے بودے دریں شہر و خم	تا نظارہ کر دے اندر رحم
یا کہ ہوتا ایک در اس شہر میں	تا رحم سے ہوتا نظارہ ہمیں
یا چو چشم سوزے راہم ہر	کہ ز بیروں آل رحم ویدہ شد
ہوتا تاکے کی طرح یا راستا	میں ذرا باہر رحم سے جھانکا
انجمن ہم خافست از عالمے	پھو جہا لینوس او ناخرے
بہت سے خائف رہتے تھے مرد خدا	جیسے جہا لینوس ناخرم رہا
اوندا نکال رطوبائے کہست	آں دوزخ عالم بیرونی ست
وہ نہ جاتے ہر رطوبت کی سند	عالم بیروں سے ہے اس کو مدد
آہنچا نکہ چار عنصر در جہاں	صمد و دوزخ شہر لاکھاں
اور جو عنصر چار کہلاتے ہیں یہ	لاکھاں سے جو مدد دیتے ہیں یہ
آہنچا نکہ در قفس گر باہر ست	آہنچا نکہ عزم و ریافتہ است
آہنچا نکہ جو قفس میں ہے لو	باہر و صحرا سے وہ ہے آہنچا نکہ
جانتے انبیاء عیند باغ	زین شخص وقت نقصان فراغ
وہ جانتے ہیں جہاں نبیوں کا وہ باغ	اس شخص سے جبکہ ملے فراغ
پس ز جہا لینوس عالم فارغند	پھر گواہ اندر فلکما با و غمد
پس جہا لینوس عالم فارغ ہوں	پھر گواہ اندر فلکما با و غمد
اور جہا لینوس میں قول افریت	پس جہا لینوس میں قول افریت
اگر یہ ہے بہتان جہا لینوس پر	وہ نہیں میرا مخالف اے پسر

سہر زہر سوراخ میروں میں کند	تا بود کایں بند از پا بر کند
سہر لگے اپنا ہر سوراخ سے	نشاہد اس زمانہ سے باہر جاسکے
اچوں لے جانے جنیں پیوں بود	آں قفس اور کشتی چوں بود
جب دل و جاں اسکے یوں باہر تیں	حال کیا ہو اگر قفس کو گھول دیں
نے پٹیاں مرغ قفس کہ اندھاں	گرد و گرد و شگرفتہ گر بگاں
مرغ وہ ابھ ہو قفس میں اور اسے	بتیاں باہر سے ہوں گھرے ہوئے
کے بود اور اوراں خوف و حزن	آرزوئے از قفس بیرون شدن
کہ ہو اسرا خوف و ہلاکت لے اچھی	آرزو پیچھے سے باہر آنے کی
ابھی خواہد کہیں ناموش قفس	صد قفس باشد بگرداں قفس
وہ یہی چاہے کہ گرد اس پیچھے کے	اور سو پیچھے ہوں تا وہ نکل سکے

حکیم جالینوس کا قول

آپ جتنا کہ گفت جالینوس را	از ہوائے اس جان از مراو
جس طرح ہے قول جالینوس کا	حرص و تناکے لئے سن اسے فنا
راہیم کزن بکا نہ نیم جاں	کہ ز کون استرے نیم جہاں
تینا جوں راضی نہ رہوں گریہ جاں	کون سے طعنی دیکھوں یہ جہاں
را کہ ہر سے بندہ بڑے خود قطار	مروغ آسے گشتہ بود از قطار
دیتے ہی گرد اپنے اک قطار	رخوں کی بو اڑنے سے داماد کار
ایہ تمام وہی است غیر اینجاں	در عدم ناویدہ او حشر نہاں
یا مدد وینا جہاں کے مامو	اور عام میں حشر دیکھا ہی نہ تھا
اچوں جنیں کش می کشد بیرون کم	بیگز بڑا و پیس سوئے شکم
جسے کہنے بچے کو حق کا کرم	اور وہ ہے بھاکت سوئے شکم

مرگ چوں قاضی بُرجوری گواہ	گوشہ گوشہ مید و سوسے دوا
موت قاضی اور بیماری گواہ	بھاگتا ہے ہر طرف بہر دوا
کہ ہے خواند ترا تا حکم گاہ	چوں پیادہ قاضی آمد ایں گواہ
جو بلاتا ہے تجھے تا اعدا گاہ	جوں پیادہ قاضی ہے بس یہ گواہ
گر نپذیرد شد و گریہ گفت خیز	مہلت خولہ سی توار و سے در گریز
مانے تو مانے و گرنے لے چلے	مہلت اس سے بھاگ جانے کی تلے
کہ زنی بر خر قہ تن پارہا	جستہ مہلت دوا و چارہا
خر قہ تن پر لگانا جوڑ کا	دھونڈتا مہلت ہے چارہ اور دوا
چند باشد مہلت آخر شرم دار	عاقبت آید صبا حے خصم دار
اور کہے، تا چند مہلت شرم کر	آخر آئے مہل دشمن اک سحر
پیش از آنکہ آہ پرخاں وئے رسد	عذر خود از شہ بخواہ لے چسند
وقت کے آنے سے پہلے اے جواں	عذر اپنا شہ کے آگے کر بیاں
بر کند ز آں نور دل یکبارگی	و آنکہ در ظلمت بر اند بارگی
نور اس کے دل سے بہ جائے فرار	جو اندھیرے میں بھٹکائے راہوار
کاں گواہ سوسے قضا میں خواندین	میگریز دوا و گواہ و مقصدش
کیونکہ دامن کش ہے وہ سوسے قضا	شاہد اور مقصد سے وہ ہے بھاگتا
کس کشاں تا پیش قاضی شرمسار	ناگہاں گیرند اور اخار و زار
سامنے قاضی کے لائیں شرمسار	ناگہاں اسکو پکڑ لیں خوار و زار
کو بہ مسجد آمد آں شب میہمال	زیں گذر کن جانب آں شخص اس
شب کو جو ہماں مسجد میں ہڑا	پھوٹا اس کو اس کی جانب چل ذرا
شہ یعنی گواہ ❖	
۵۲ قاضی کا پیادہ ❖	

کہ نبو دلتش دے بانور حفت	ایں جواب کجس مکایں بکفت
نور سے اس کو قلع کچھ نہ تھا	یہ جواب اس کو ہے جسے ملوں کہا
چون شنیدا و کر بکان او عرخوا	مرغ جانش موش شد سورخ جو
بلی کے غزالے کی سن کر صدا	مرغ جاں جوں موش بل ہے ڈھونڈنا
اندیں سورخ دنیا موش دار	آزاں سب جانش وطن پر قرار
دہر کے سورخ میں اب موش دار	اس لئے ہے جان کو اسکی قرار
درخور سورخ دانائی گرفت	اہل میں سورخ بنا فی گرفت
قدر سورخ اسکو فہم اس جلا	اس نے معاری یہاں سیکھی ذرا
اندیں سورخ کار آید گزید	پیشہ ہائے کہ مراور اور مزید
کام اس سورخ میں دیں، لے لے	ایسے پیٹے جو آسانی آسے
بستہ شد راہ ہیدن ز بدن	آئکہ دل کند از بیرون
بند رستہ جسم نے اس کا کیا	کہو کہ ماہر آنے سے دل تھا پھرا
از لعابے خیمہ کے افراشتہ	عنکبوت طبع عنقا داشتہ
چپ سے منہ کے بنائی کیوں نہ گھر	طبع عنقا ملتی مگر ڈی کو اگر
نام چنگش و سرسام و معص	اگر بہ کردہ چنگ خود اندر قفس
درد اور سرسام نام اسکا رکھا	پہنچے بلی نے جو اندر رکھ دیا
سکتہ و سل و جذام و ماشر	حصبہ و قونج و مالینولیا
سکتہ و سل اور جذام و ماشر	چچک اور قونج و مالینولیا
میزند بر مرغ و پر و بال او	اگر بر گزشتہ مرض چچک او
مرغ پر وہ مارتی ہے الغرض	ہیت بلی اور پنچ ہے مرض
	لے دم :

در میان حملہ گردانہ اند	در غزا چوں خورتان خانہ اند
حلقہ باہم میں گومردانہ ہیں	جنگ میں مثل ترخان خانہ ہیں
گفت پیغمبر سپہدار غیوب	لا شجاعۃ یا فتی قبل الحروب
لکے ہیں یوں مصطفیٰ شاہ غیوب	لب شجاعت ہے فنا قبل حروب
وقت لاف غزوہ ستاں کف نہند	وقت چویش جنگین کف نہند
ہاتھ ماریں جنگ کا دعویٰ کریں	جب لڑائی ہو تو پھر عاجز رہیں
وقت ذکر غزوہ شمشیر دراز	وقت کز و فر تیغش چوں پیاز
وقت ذکر جنگ تلواریں دراز	معرکہ میں تیغ ہو مثل پیاز
وقت ندیشہ دل او زخم جو	پس بیک زنی تہی شد خیک او
وقت اندیشہ غلش دل میں بھئی	اگر سدی سے مشک ہو جائے نئی
من عجب ارم ز جہانے صفا	کورہ دور وقت صیقل از جفا
بے تعجب اس صفا جو سے مجھے	وقت صیقل جو جفا سے بھاگ لکھے
عشق چوں دعویٰ جفا دیدن گواہ	چوں گواہت نیست دعویٰ شد تباہ
عشق میں جو رو جفا ہے پس گواہ	جب نہیں شاہد ہوا دعویٰ تباہ
چوں گواہت خواہد ایراق شمشیر	بوسہ و ہر بار تابی تو کج
جب گواہی مانگے قاضی - غم تو کر	ساقب کو دے بوسہ پائے کج
آں جفا باکو نہ باشد اے پسر	بلکہ باوصف بدی اندر تو در
وہ جفا کجہ پر نہیں کچھ اے پسر	بلکہ تیرے وصف بد پر سر بسر
یعنی ان کی زور آزمائی اور قوت آپس میں ہے جب دشمن سے مقابلہ کرتے ہیں تو خوف زدہ ہو جاتے ہیں :-	
سہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لا شجاعۃ قبل الحرب یعنی شجاعت اور دعوائے شجاعت قبل جنگ کوئی اہمیت نہیں رکھتا ..	

اہل مسجد کا جہان کو ملا مت کرنا

تا نگر دو جامہ جانت گرو	اوم گفتندے بن جلدی برو
ہو نہ جانے جان ہی کا خانہ	لوگ کہتے تھے کہ ہاں تو جلد جا
کہ باختر سخت باشد رکھذر	اگل ز دور آساں نماید نہ بگر
آخر آخر ہو گی مشنیں رکھذر	دور سے آساں آتی ہے نظر
وقت بچا پہنچ دستاویز حبست	اپس کسا گا حبست خود را از حبست
پھنس پھنسا کر ہیں برائے ڈھونڈنے	پہن بہت تیر پہننے گردید ہوئے
در دل مرم خیال نیک بد	بد بیشتر از واقعہ آساں بود
دل میں انسان کے جہاں اجہاں	واقعہ سے پہلے آساں ہے فنا
آنر ماں گرو پر آئیں کارزار	اجوں پر آپد اندرون کارزار
اس گھڑی اس شخص پر مشکل پڑے	کشتن میں جب رڈ اٹائی کی بیٹھنے
کال اجل گر گشت جان تہت مین	چون شیر می ہیں منہ تو پہنچویش
جان بکری اور اجل ہے بیٹھڑا	گر نہیں تو شیر آگے نہ جا
ایمن آگہ گرگ تو سر نہر شد	در زابدا لی موش شیر شد
پھر سے کیا ڈر گرگ ہو جا بیگا زیر	تو ہے ابدال اورچہ ہے شیر
خمرش از تیدیل داں خل شود	کجاست برائے نکہ او بدل شود
سر کہ بس کی سر کو کر ڈالے خدا	کون ہے ابدال وہ بدلا خدا
شیر نیاری تو خود را ہیں راں	لیکست حق شیر گیرے رنگاں
شیر اپنے ہی کو ہے سمجھ ہوئے	تو یہ مست ال شیر گیر اور قسم سے
باسم نامہ شہم باس شمشہ بد	گفت حق ز اہل نفاق ناسدہ
ان کی آپس میں لڑائی ہے شدید	قول حق ہر منافق سے مزید

کوزن رفیق سست برگرداں لہتی	زانکہ زاد و کم جلا لکھت حق
بے قلق پو رفیق سست سے	کیونکہ زاد و کم جلا جی کے
غازیاں بے مغز ہچکوں کہ ستوند	کہ گرایشاں با شما ہمہ شونہ
غازی سبے مغز مثل کلاہ ہوں	کیوں؟ تمہارے وہ اگر ہمراہ ہوں
پس گریندول صف بھٹکتند	خویشتر! با شما ہم صف کنند
اور پھر بھاگیں صفوں کو توڑ کے	وہ تمہاری صف میں آکر ہوں کھڑے
یہ کہ با اہل نفاق آید حشر	پس سپاہی اندکے لیے ایسے نفر
ان نفاق انگیزوں کے انہو سے	ہیں سپاہی چند بہتر دیکھئے
یہ زیبا رے بہ طبع آمیختہ	ہست با دہم کم خوش بیختہ
ان بہت سے جن میں کڑے ہوں	مھوڑے سے با دہم بہتر چھاننے
نقص ز آل فساد کہ ہم دل تنید	منہ و شیریں گر بھوت پکشتہ
نقص ہے ان میں ہیں صد ہند گر	طبع و شیریں ہیں تو ہم صورت مگر
میزید در شک حال آن جہاں	گبر ترساں ن کو کواڑ کماں
شک میں ہے وہ اس جہاں کے حال	زندہ وہم و خوف میں کا فر رہے
گام ترساں مے ہند اعلیٰ اولے	امیر و در رہ نداند منزلے
ڈر کے چلتا ہے کہ روشن دل نہیں	چل رہا ہے اور کوئی منزل نہیں
باترود ما و دل پر غول شو	چون اندر مسافر چوں رو
خون دل کھائے ترود میں پڑے	جب مسافر وہ نہ جائے کیا چلے
<p>لہ قولہ تعالیٰ عزوجل: ولخرجوا فیکم ما زادکم جلا ولا اضعوا خلائکم یبعثکم الفتنة فیکم متماعون لہم واللہ علیہم بالظالمین۔ اگرکہ تمہارے درمیان باہر نکل آئے تو بجز تباہی و بکربا اضافہ کرتے۔ وہ تم پر کتہ چلیا کرتے ہیں۔ فساد ڈالتے ہیں۔ اور تمہارے جاسوس ہیں اور ظلم کرے اور لوگوں کو مداخلت کرتا ہے۔</p>	

برمند آں را نزد بر گرو زو	برمند چو بے کہ آں امر و زو
گرد کو میں جھاڑتے ہندے کو کب	مارتے ہیں ہندے پر کٹھی کو جب
آں نزد بر اسپ زو پر شکش	اگر بزور اسپ آں کینہ کش
سست چلنے پر ہے یہ مار لے انجی	عصے سے مارے جو گھوڑے کو کوئی
شیرہ از دان کنی تلمے شود	تاز شکست دار بد خوش پے شود
شیرے کو جب بند کروں بے بنے	تا کہ سستی سے چٹھہ جلدی چلے
قند بود آں یک بہود چو زہر	آں بکے میزویتے را بہ تر
قند تھا۔ لیکن نظر آتا تھا زہر	تھا شیم اک، اس پر اک کرتا تھا قر
آمد و گرفت زودش در کنار	دید مردے اپنانش زار زار
گود میں جلدی سے اسکو لے لیا	دیکھا جب اک شخص نے روتا ہوا
چوں ترسیدی ز قہر ایزوی	گفت چنان آں تھیک از وی
کیا نہیں ڈرتا خدا کے قہر سے	اور کہا اے شخص کیوں مارا اے
من بر آں دیوے دم کو اندروست	گفت دل و را کے دم اے جان دوست
بلکہ اس کو جو ہے اس پر اک پلا	بولہ وہ میں کب اُسے ہوں مارتا
مرگ آں خواہد مرگ فنا و	اما در اگر دید ترا مرگ تو با و
ہوگا مقصد خوتے بد کی موت ہے	گر کہے مادر کہ موت آئے تجھے
آپ مروی آپ مر ڈال سیکند	آں گریہ کرے کہ ادب بگر سیکند
آبرو مرد انجی کی اُس نے لی	وہ جماعت جو ادب سے بھاگ اٹھی
تا چہیں حیز و مختش ماندند	غازیاں شاں زو خواہد اراندند
تا کہ ہوں نامرد ایسے خستہ پا	غازیوں نے جنگ سے باہر کیا
با جہانہاد صف ہیجا مرو	لاف غرہ اثر خارا کم شنو
ساتھ نامرووں کے لڑنے کو نہ جا	سن نہ ان ہیرووں کی صفی فدرا

اچوں سپر گرد آمدن از گفتار	کر دبا ایشان بحیث گفتار
جمع کئے سے ہوئے جب جنگجو	ان سے کی جیلہ گری کی گفتگو
کہ بیارم من قبیلہ خویش را	تاکہ درمہیجا بود پشت شما
لاؤں میں اپنے جتیلے کو جلا	تا مدد وہ جنگ میں دے بر ملا
مر شمارا خون دیا رہا کنم	تا سپاہ دشمنان تل بشکنم
میں تمہاری ہر طرح یاری کروں	اور شکست فاش پھر دشمن کو دوں
اچوں قریش از گفتار حاضر شد	ہر دو لشکر و ملاقات آمدند
اس کے کہنے سے قریش آئے وہاں	بالمقابل دولاں لشکر بیگماں
از ملائکہ یہ شیطان اچھے	سوئے صف ہونال نذر ہے
دیکھے شیطان نے فرشتوں کے چٹھے	مومنوں کی صف میں آکر رہ گئے
آں جنودا لم تر وہا صف زوہ	گشت خان اوزنیم آشکدہ
غیب کی فوجیں تو دیکھیں صف زدہ	ڈر سے جان اس کی بنی آشکدہ
اپائے خود واپس کشیدہ میگرفت	کہ بہنہ بنیم سپاہے بس شکفت
پاؤں پیچھے ہٹ گئے واپس ہوا	دیکھی اس نے اک سپاہ قرزا
کہ اخاف ازہ فالی منہ عون	اؤ ہوا انی اری مالارون
ڈرتا ہوں حق سے نہیں یہ وہ میں	جاؤ میں جو دیکھتا ہوں تم نہیں
گفت عارف اسرا فہ مشکل ہیں	دی جہرا توئے گھنٹی انجھیں
بہنے عارف اسے سرا فہ مشکل ہاں	کل نہ توئے کیوں کیا ایسا بیان
گفت انیدم من بہم بنیم عرب	گفت نے پٹی جہا بنیم عرب
پوچھا میں ناکامیاں تجوں دیکھتا	بولے آئے ہیں نظر عربی گدا

لے لشکر جہ تم نے نہیں دیکھا یعنی فرشتوں کی فوج ۛ

او کذا ز بیم آنجا وقف الیت	اہر کہ گویا ہے اس سورہ نیست
خوف سے اس جاوہ نظرے بالیقین	جو یہ کہ دے اس طرف رستہ نہیں
کے ودہر ہا یہود و گوش او	و رہا مذ رہ دل پڑ ہوش او
ہا و ہو رستے کی کپ غننے	کہ دل با ہوش جانے راستا
ز آنکہ وقت ضیق و ہمید افلاں	اپس مشو ہمراہ ایل بشر دلاں
وقت مشکل بچہ سے یہ ہو گئے جدا	آن بشر قلوب کے تو ہمراہ نہ جا
گرچہ اندر لاف سحر بابلند	اپس گر یزد و ترا تنہا ہلند
سحر بابل کے جو دعوہ دار بچے	بھال جائیں بچہ کو تنہا چھوڑ کے
تو ز طاساں مجوسید و شکاں	تو ز رعنا یاں مجو ہیں کارزار
تو نہ ہو موروں سے جو بے شکار	ایسے ہائے کی کریں گے کارزار
دم زندتا از مقاومت پر کند	طبع طاہرست سواست کند
اور اٹھیلے دھوکے دے کر بچے	دوسرے میں طبع طاہرست رکھے

آنحضرت شیطان کی مخالفت

دم و مید گفت گرو آرید جیش	و مجو شیطان کہ و سوسن قویش
نکر دے کہ ایچہ لشکر لوسجا	ایسے شیطان نے قریبوں سے کہا
بچ و بنیا د از زمینش برینیم	ایسا کہ در احمد ہر ملیت اقلیم
بچہ اعدائید جواسے کھو لیں	ایسا کہ احمد کو شکست فاش دیں
خواندافسوں کا نئی جارنگم	پھر کہ شیطان اس رسیہ شد صدیم
پھونکا انسون اٹھ جاتے ناہم	پھر کہ شیطان تھا بنا دہم کی روم

سے بے شک میں تھا را ہر نگاہ ہوں نہ

نفس و شیطان ہر دو یک تن ہو گئے	درو صورت خویش اکتوا نہ
نفس و شیطان ایک ہیں دونوں پسرا	گو کہ دو شکلوں میں آتے ہیں نظر
چوں فرشتہ و عقل کا نشان ایک مذہب	بہر حکمت ہائش در صورت شنند
جیسے وہ عقل اور فرشتہ ایک تھے	حکمتا دو صورتوں میں تھے پہچنے
دشمنی داری جنین رستہ خویش	مالع عقل است و جسم جان خویش
خود بھی میں ہے ترا دشمن چھپا	عقل کا دشمن ہے اور قاتل ترا
ایک نفس حکم کند چوں موسمار	پس بسول خے گریز دور فرار
ایک دم حکم کرے چوں سو سمار	اور اک سوراخ میں پھر ہو فرا
در دل او سوراخ ہمارو کنوں	سر زہر سوراخ مے آرد بڑوں
اس نے ہیں سوراخ ہر دل میں کئے	اور نکالے سروہ ہر سوراخ سے
نام پہناں کشتن از دیو و نفوس	واندراں سوراخ رفتن شد خنوں
چھپتا ہے تو نام ہیں دیو و نفوس	جائے جب سوراخ میں تو ہے خنوں
کہ نفوس شج چن خنوس فقذ است	چوں سر فقذ در اکد شد است
اسکا چھپنا سہمی کی مانند ہے	آتا جاتا سہمی کی مانند ہے
کہ خدا آن دیو را خناس خواند	کہ سر آں غار شپک اماند
حق تھے ہی خناس شیطان کو کہا	سر ہے اس کا سہمی سے ملنا ہذا
مے نہاں کردو سر آں غار شپت	و مہدم از ہم صیاد و ورشت
جس طرح لے سہمی اپنا سر چھپا	و مہدم جب خوف ہو صیاد کا
تا چہ فرصت یافت سر آرد بڑوں	زینچینیں مکرے شود مارش بڑوں
اور جب ہلکت لے سر لے نکال	سانپ کو یوں مکر سے کہئے نکال
گردن نفس را ندروں اہم تر	رہزناں ابر تو کے دستے مجھے
نفس گر رہزن نہ ہوتا اس طرح	غلبہ کرتے مجھ پہ رہزن کس طرح

مے زمینی غیر اس ایک آتشک	آزماں لاف لہاں وقت جنگ
اور کیا دیکھے گا تو اسے سوخ و تنک	وقت وہ دعوے کا تھا یہ وقت جنگ
دی ہے کھتی کہ پابند اس شدم	کہ بود تاں فتح و نصرت مہدم
کل تو کہتا تھا کہ ہوں ثابت قدم	فتح و نصرت تم کو ہوگی دہدم
دی زعمیم الجیش لودی کے اعلیں	ویں زماں نامہ چیز و نامہ دویں
کل تو تھا سردار لشکر اے لیں	اب ہے کیوں نامہ و نامہ و حویں
ما بخور دیم آں دم تو وادیم	تو بتوں رفتی و ماہیزم شمیم
تیرے دم میں آکے ہم آئے یہاں	تو گیا خام ہم ہیں کدیاں
چونکہ حارث ہا سراقہ گفت اس	از غائبش خشکیش آں لیں
جب پیغمبر حارث نے سراقہ سے کہا	وہ لیں غفے پڑا اور جل گیا
دست خود شمشیر دست و کشید	چوں گفت سراقہ و دش در و دل رسید
کھینچا اپنا ہاتھ اس کے ہات سے	درو سادل میں پڑا اس بات سے
سینہ اس کو فٹ شیطان مگر چیں	خون آں بیچارگان اس مگر چیں
کھینچے پڑھوٹا دیا اور چل دیا	خون یوں شیطان نے اُن کا کیا
چونکہ ویراں کہہ دینے عالم او	پس بجفت اتنی برتی منکم
اس سے ویرانی ہوئی کھلی چار سو	پس کہا رانی بدی مہمت کھ
کو فٹ اندر سینہ و اندا غش	پس گریزاں شد چہ بیت غش
کوتا سینے کو گرا اس کو دیا	اور خود ہیبت سے بھاگا بیوفا

۱۔ حارث اور سراقہ دونوں سرداران عرب میں سے تھے شیطان غزوہ ہجرت
میں سراقہ کی صورت میں قرین کے پاس آیا۔ اور انہیں آیات و جنگ کیا۔

۲۔ تحقیق میں تم سے بری الذمہ ہوں۔

انچیں ساحر و رکن تست سر	ان فی الوساوس سحر استمر
ایسا جادوگر ہے اک تجھ میں نہاں	دوسو سوں میں سحر پوشیدہ ہے ناں
اندر اں عالم کہ بہت لیں سحر	ساحراں بہت مند جادوئے کشا
ہیں جو اس دنیا میں جادو بیشت	کھولنے دانے بھی ہیں اس کے مگر
اندر اں سحر کہ رست لیں ہر تر	نیز رویت تریق کسپس
زہر گوان جھگڑوں میں ہے آگا	ہے یہیں تریاق بھی پیدا ہوا
گویت تریاق ازمن جو سپر	کہ زہر من تو نزدیک تر
کتا ہے تریاق لے میری پناہ	زہر سے نزدیک تر ہوں لے تباہ
گفت اور سحر ست ویرانی تو	گفت من سحر ست دفع سحر او
اس کا کتا سحر و ویرانی تری	میرا کتا دینے سحر اسے مدعی
گفت پیغمبر کہ ان فی البیان	سحر و حق گفت آں خوش ہلوان
ہوئے پیغمبر کہ ان فی البیان	سحر اور صادق ہے انکا قول ناں
ایک سحر کے دفع سحر ساحراں	مایہ تریاک باشد در بیاں
سحر جو ہو دینے سحر ساحراں	ہے بیاں میں مایہ تریاق ناں
آں بیان اولیا و صفیاست	کہ ہمہ اعراض انسانی حیرت
وہ بیان اولیا و صفیاست	جو کہ ہیں اعراض نفسی سے جبر
حاصل آں کہ زہر نفس دوسرے	نوش کن تریاق مرشد بہت تیز
الرض تو بچاں زہر نفس سے	اور جھٹ تریاق مرشد ہی بھی لے
ایں طلسم سحر نفس اندر شکن	سوئے گنج بہر کامل نقربان
لڑ دے سحر و طلسم اس نفس کا	جستجو کہ پیر کامل کی ذرا

اس تحقیق بیان میں سحر ہے :

والسیر عرض آرو آفت بہت

دل ہے قیدی حرص اور آفات میں

ہما خواہاں البقرہ شستہ

اور عوازل کو ملی غلبے کی راہ

بین جنہیکم لکم اعدا عدو

نفس تیرا سب سے بدتر ہے عدو

کو چاہلیں است درج و تیز

مثل شیطان ہے خدمت سے بھرا

آں عذاب سردی آہل کرد

سہل کرتا ہے عذاب سردی

اور سحر خولش صد چنداں کند

دھر سے ایسے بہت ساماں کرے

باز کو ہے اچھا کہ ہے حے مند

کوہ پھر صنعت سے اسکی گاہ ہر

نقز بار از زینت گرد اند بظن

اور ظن سے کر دے اچھے کو برسا

آومی ساز دخرے از آیتے

اور گدے کو آدمی کر دے بجا

ہر نفس قلب حقائق می کند

توٹ دیتا ہے حقائق ہر گھڑی

زآن عنوان مقتضی کہ شہوت

اس سیاحتی سے جسے شہوت کہیں

از آن عواں بدتر شدی آو تباہ

ہو گیا تو اس سیاحتی سے تباہ

اور خیر بشنو تو ایں پند نکو

سُن جی کی یہ حد بیشک پاک تو

اطمراق لیں عدو مشغول گرین

ایسے دشمن کی نہ ڈھکیں سُن ڈرا

برقواء از ہر لیں نیائے سرو

جس پر وہ دنیا کی خاطرے اچی

چہ عجیب گھر لے آساں کند

کیا عجیب گھر موت کو آساں کرے

سحر کا ہے اچھنت کہ کند

سحر اکثر کوہ کر دے گاہ کو

ز شہتار انحر گرد اند بہ فن

وہ ناسا ہے پڑی شے کو بھلا

آومی انحر نماید ساعتے

تو کہ وہ بنا ڈالے گدھا

اکار سحرانیت کو دم میزند

یہ سحر سحر فسون و سحر کی

نہ حدیث ہندی صلی اللہ علیہ وسلم اعدا اعداءک لک الیٰہیں جنیت
یعنی ہر نفس ہر نفس نیرا نفس ہے۔ ہر نفس ہر نفس میں ہر نفس ہے۔

مہمان کا جواب

کہ زلاعلے ضعیف آید ہمیں	گفت کیا راں زان یواں نیم
جو کہ اس لاجل سے کمزور ہو	بولادہ شیطان نہیں میں دوست
طلبکے در دفع مرغاں میزے	کو دے کہ حارث کشتے بدے
دفع سے مرغوں کو بھگاتا تھا سدا	ایک لڑکا تھا نگہباں کھیت کا
کشت از مرغاں سلامت میگذشت	تا رسید مرغ ازاں طلبکے کشت
تھا سلامت کھیت رہتا اس لئے	دفع بھگاتا دینا تھا سب کو کھیت سے
بر گذر ز داں طرف خمیہ عظیم	چونکہ سلطان شاہ محمود کریم
گذرا اس جا اور لگا خمیہ عظیم	جبکہ سلطان شاہ محمود کریم
انبہ فیروز و صفدر ملک گیر	باسپا ہے پچو استارہ انبیر
ملک گیر وصف شکن اور میچے	تھے سپاہی جیسے تارے چرخ کے
مچتے بد پیشرو پچول خروس	انترے بد کو بدے ظالم کوس
پیشرو وہ مرغ کی مانند تھا	ایک اُشتر پر تھا تقارہ لدا
میز دندے در جمع و در طلب	بانگ کوس و طبل بر روی و زوٹ
تھے بجاتے جب کبھی ہوتی طلب	کوس اور تقارہ اس پر روزوٹ
کو دے کہ طلبکے در حفظ بُر	اندراں مزیع درآمد آں شتر
اور دفع لڑکے نے پٹیا خوب سا	وہ شتر اس کھیت میں بھی آگیا
بجی طبل استیامت غو	عاقبتے گفتش مزین طلبکے و
اونٹ پھل سے ہے عرگر طبل کا	کہ نہ دفع دفعی عاقل نے کہا
کہ کد او طبل سلطان سیت کفل	پیش او چو بود تبر اک تو طفل
وہ تو ہے تقارہ شاہی کھینچتا	اس کے آگے ہے یہ ڈفلی چیز کیا

بس اڑتیں کھو آغا زلزل
بات لمبی ہے یٹوئے آغا زلزل

جانب مہمان مسجد بازراں
جانب مہمان مسجد بے دخل

مہمان کو ملا مت گروں کی دوبارہ نصیحت

مسجد مارا ممکن نہیں مہتمم

کہ نہ مسجد کو ہماری مہتمم

آتش درمازند فزادنی

اور کل ہم پر کرے آتش زنی

بر بہانہ مسجد او بگد سالے

اور مسجد کا بہانہ ہے کیا

چونکہ بدنام است مسجد او جہد

تا کہ ہو بدنام مسجد وہ چٹھے

کہ نہ ایم لین زمکر و شمنائ

خوف و شمن سے نہیں ہمکد اماں

کہ نماں پیچو گہماں را بگز

گو سے گونیا تاپ سکتا ہے کوئی

ریش بر خود کندہ یکیک تخت لخت

ڈاڑھی اُن کی فوج لی عاجز ہوئے

خویش مارا در میگفن رو بال

ہم کو اپنے ساتھ آفت میں نہ ڈال

ہیں بکن جلدی برواے برا کرم

ہاں اب جلدی سے جا لے ذوالکرم

گر بگوید دشمنے از دشمنی

گر کہے دشمن ز را و دشمنی

کہ بتا ساند او را ظالمے

ہاں کسی ظالم نے گھونٹا ہے گلا

تا بہانہ قتل بر مسجد ہند

رکھتا ہے مسجد پر چیلے قتل کے

تہمتے بر ما منہ اے سخت جاں

ہم پر تہمت رکھ نہ تولے سخت جاں

ہیں برو جلدی بکن سودا پیر

جا بہاں سے جلد، مت کر اہلی

چوں تو بسیار اں بلا فیدہ بخت

تجے بہت ایسے گھنڈی بخت نے

ہیں کو تہا کن ایں قیل وقال

بجائی جا۔ اب ختم کر یہ قیل وقال

سرد گرد و عشقش از کالائے خویش	چوں بہ بنید کالائے درج پیش
سرد ہو پھر عشق اپنے مال کا	نفع دیکھے دوسرے کے مال کا
کالائے خویش ارنج و مزید	اکرم زاکں ماندست با او کہ ناید
نفع کچھ دیکھا نہ اپنے مال کا	گرم بازار اس سے اس سے رناید
چوں ندید افزوں ز آئنا در شرف	انچنین علم و منزل اور حرف
عظمت ان میں کچھ نہ دیکھی بیستہ	حرفوں میں نہیں پوچھی علم و ہنر
چل آند نام جاں شد چیز لیز	تا بہ از جاں نیست جاں باشد عزیز
اور جو ہو بہتر تو کیا ہے جان چیز	جو نہ بہتر جاں سے تو ہے جاں عزیز
ما نگشت و در بزرگی طفل نہ	العبت مر وہ بود جاں طفل نہ
وہ جاں ہو جب تک اور کچھ ہے	مردہ گھڑیا جان لڑکی کی رہے
ما تو طفلی پس بد اثنی حاجت بست	ایں تصور وں تخیل لعبت بست
تو ہے جب تک طفل حاجت ہے نیے	خیل تخیل اور تصور ہیں ترے
فایغ از حسن مست تصویر خیال	اچوں ز طفلی مست جاں شد وصال
پھر نہ یہ جس ہو نہ تصویر و خیال	جھوٹے طفلی سے تو حاصل ہو وصال
تن زوم و اللہ علم بالوفاق	انست محرم ہا بگویم بے نفاق
جب رہوں و اللہ اعلم بالانقلاب	ہو کوئی محرم تو کہہ دوں بے حجاب
حق خریدارش کہ اللہ اشتراکی	مال تن بر شد ز بر آن فنا
مول حق دیکھا کہ اللہ اشتراکی	مال و تن میں ہونے کی صورت فنا
کہ تو در شکی یقینے نیست	بر فنا زاکں از من اولیست
کیونکہ تو ہے بے یقین شک میں چڑا	اس لئے ہے ہر برف جنت سے سوا

لہ اللہ اس کا خریدار ہے
 علم قیمت جو راہ جنت سے ہے

جان من نو بستگہ طبل بلا	عاشق من کشت بخوربان لا
جان ہے نو بست گہ طبل "بی"	میں ہوں عاشق کشتہ و قربان لا
پیش آنچہ ویدہ است این ویدیا	خود تیرا کشت این تہدیدا
میں نے کچھ دیکھا ہے اس کے بھی سوا	یہ ڈرانا بہیدہ ہے ہر ملا
کو خیال تے دریں رہ مستم	اے حریفان من از آنہا مستم
جو خیل سے رہوں ٹھہرا یہاں	اے حریفو میں ہوں ان میں سے کہاں
بل چو اسمعیل آزادوم ز سر	امن چو اسمعیل نام نہ حذر
بلکہ اسماعیل سر سے پاؤں تک	میں ہوں اسماعیل نام سا غیر شک
قل تعالو گفت جاتم را پیا	افا رتم از طراق و از ریا
قل تعالو آج ہے مری جاں کو کہا	کب سے مجھ میں طراق اور کیا
بالعظیمہ من یقین باخلف	گفت پیغمبر کہ جانی اسلف
جو یقین اس کے صلے کا بھی رکے	ہے پیغمبر کہ وہ بخشش کرے
زود و ر باز و عطا را زین غرض	اگر کہ بنید بر عطا را صد غرض
وہ عطا کرتا ہے ہو کہ با غرض	دیکھتا ہے جو عطا کے سوا غرض
تا چو سو و افتاد مال خود دہند	جملہ در بازار از آں کشت دہند
تا ہوں کو بیع وہ مال اپنا دے	اس نے بازار میں سب میں دے
تا کہ سود آید بندل آید صرا	از درو آہنا نہاں شہ سے منتظر
بیع ہو تو خرچ پر خود ہو مضر	پتیلیوں میں زر ہے بیٹھا منتظر

اسے اسماعیلی ایک فرقہ ہے جس کا ایک واسطہ یہ ہے ہوتا ہے۔ اور ان میں اکثر

لوگ شافی ہوتے ہیں جو اپنی جان خطری میں ڈال دیتے ہیں۔

یہ کہہ کر کہ تم لوٹ آؤ۔

شاہ یعنی برخص آئندہ ملنے والے صلے کے یقین میں بخشش کرتا ہے۔

وزمات برنگدود سرم	از گمان از یقیں بالاترم
پھر ملامت سے مرا سر کیوں بچھے	میں ہوں بالاتر یقین و وہم سے
چشم روشن گشتم و بنیانے او	چوں دہانم غرور از جلوانے او
آنکھ روشن ہو گئی ، بینا	میرے منہ نے جب وہ علوا کھایا
پانہ لرزائے نہ کورانہ روم	باز ہم گستاخ چوں خانہ روم
میں بنوں اندھانہ لغزش میں	شورخ اور چالاک پھر گم کو پھروں
برل بن گفت صد چندانہ کرد	آنچہ گل گفت حق خدا گفت
اور اخ میں میرے دل پر سو گئے	گنہ گویے حق سے گل خداں رہے
وآنچہ از بے رنگس و نسیم بخورد	آنچہ زور بر سر و قدش راست
نرگس و نسیم نے بھی کچھ سن لیا	سرد سے کچھ کہ کے سیدھا کر دیا
وآنچہ خاکے یافت اس نقش گل	آنچہ نے کر د شیبہ بن جان دل
خاک کو جس سے میں رنگیناں	جس نے نے کو کر دیا شکہ جہاں
چہرہ را گلگونہ گلنا ساخت	آنچہ ابرو را چنباں طراز ساخت
میرے کو گلگونہ گلنا ساخت	جسے ابرو کو کیا طراز سا
وآنچہ کاں ادا دوز جعفری	مرزاں ادا د صداف شو جعفری
کان کو بچشا ہے زو جعفری	اور زباں کو جس نے دی جاو جعفری
عزم ہائے چشم تیر انداز شد	اچوں ز زرا و خانہ باز شد
آنکھ کے عزموں نے پھینکا تیر سا	جب سلخ خانے کا دروازہ کھلا

سلا زو جعفری - اصلی سونا - جعفری ایک بڑا کیا گیا تھا - بعض کہتے ہیں کہ جعفری کی نسبت جعفر برنگی سے ہے - جسے اپنے عہد وزارت میں حکم دیا تھا - کہ سونے کو چھ اور خالص کریں اور اس پر سکہ بنائیں :

وہ عجب خلقیت رکھتا ہے	کہ نئے پڑو بہستان یقین
یہ عجب تیرا گماں ہے ہم نہیں	جو نہیں اڑتا غوغائے باغ یقین
ہر گماں تشنہ یقین ہے	میز نذر تزلزل بال و پر
ہر گماں تشنہ یقین کا ہے پیر	مارتا ہے کثرتوں میں بال و پر
چوں سدور علم پس برپا شود	مر یقین لاعلم او پلویا شود
علم تک پہنچے تو پھر قائم رہے	اور یقین کی سمت علم اسکا بڑھے
زانکہ ہست اندر طریق مفتق	علم کما از یقین و فوق ظن
ہاں طریق عشق میں علم اے فنا	ہے یقین سے کم تو شک ہے سوا
علم جو یائے یقین باشد بزاں	وان یقین جیائے دید او عیاں
علم کو تو ہے یقین کی جستجو	اور یقین کو دید کی اے نیک خوا
اندر الکھم بچو ایں اکون	از پس کلا پس تو تعلمون
اے اللہ کہ میں ڈھونڈاؤں فی فنون	پھر ہے کلا اور پھر تو تعلمون
میکشد دانش پر پیش کے علیم	گر یقین بودے پدید ندے حیم
جانبہ پیش ہے دانش چھینچتی	گر نہیں ہوتا تو دوزخ غی غلی
دید زاید از یقین بے امتہال	آیناں کہ ظن ہے ایہ خیال
دید ہوئی ہے یقین سے آشکار	جیسے ظن پر ہے خیالوں کا مدار
اندر الکھم بیان ایں بابیں	کہ شود علم ایقین عین یقین
ولیکہ الکھم میں یہ قولی میں	تا کہ ہو علم ایقین عین یقین
<p>۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الکھم الکھم حتی انہم سألوا المقام کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون کلا و تعلمون علمہ الیقین یعنی تم کو کثرت کی آرزو نہ غافل کیا۔ یہاں تک تم قیروں سے ملو۔ البتہ یوں ہرگز نہ جانو گے پھر ہرگز نہ جلد جانو گے کا شک ہے تم یقین کا جانتا جاؤ۔ ۲۔ یعنی صاف نظر آتی ہے</p>	

خلق مانند رمہ اوسا عیست	کلمہ راعی چوں راعی ست
خلق کے روڑ کے وہ ساعی ہوئے	سب بنے کلمہ، بنی راعی ہوئے
لیکشاں حافظ بودا و گرم و سرد	از رمہ چو پان ترسد در نبرد
ہاں بچائے اس کو سرد و گرم سے	کس طرح بچے سے چرواہا ڈرے
واں زہرست آن کو دروہم	گر زندہ بانگے ز قہر او بر رمہ
لطف سے ہوگی جو ہے کرتا رہا	گم کو گروے وہ چلا کر صدا
گر ہوا غمگین گم غمگین مشو	ہر زماں کوید بگو صمیم بخت نو
ہو نہ غمگین گر کوں غمگین تھے	سنا ہوں آواز ہر دم بخت سے
ساکت از صمیم ہاں پنہاں غم	من ترا غمگین و گمیاں اُن غم
چنبہ بد بین سے تو بد مشیدہ ہے	اس لئے کرتا ہوں میں غمگین بچے
تاکہ بگر و چشم بد از روئے تو	سلیخ گرد ام ز غم ہا خوئے تو
تاکہ لوئے آنکھ بد اندیش کی	سج کرتا ہوں غموں سے خوشتری
بندہ و افکنده رائے منی	نے توصیا دے وہیائے منی
بندہ عاجز ہے میری رائے کا	تو نہیں صیاد اور جو یا مرا
در فراق و حسرت من بے بسی	حیلہ اندیشی کہ در من نہ رسی
ہے تلاش و اجتر سے بھٹکا ہوا	حیلہ کرتا ہے کہ مجھ تک ہو رسا
میں شوق و دوش آہ سرد تو	چارہ ملے جوید بے من رو تو
میں نے کل غیب کو سنی مٹی تیری آہ	درد جبرا، میری خاطر چارہ خواہ
رہ وہم بنما مکت لہاہ گذار	مے تو انہم ہم کہ بے این انتظار
رہنا ہو کہ دکھاؤں رنگہار	چاہتا ہوں میں بصر انتظار
بر سر گنج و صالم یا نہی	تا ازیں گرواب ال فرامی
یاؤں گنج وصل پر میرے رستے	تا تو اس طوفان دوراں سے بچے

عاشق شکر و شکر خاندیش کرو	بر و لم زد تیر و سودا میں کرو
اور عاشق اس کی شکر سونچ کا	میں ہوا سودا میں جب دل پر لگا
عقل جہاں جاندار یک جان اور	عاشق آئم کہ ہر آل آن و است
عقل و جان میں جان سے جسکی ہے جا	عاشق اس کا ملک ہے جسکی ہر آن
فیست و آتش کشی ام اضطراب	آن ملائم و بلائم ہیچو آب
کب مجھے آتش کشی میں اضطراب	لاف کب ہے نہ تو وہ ہے مثل آب
چول نباشتم سخت و پشیم من اور	چول بد زوم چوں حقیقہ مخزن اور
سخت یہوں وہ کیونکہ ہے پشیم و پناہ	یہوں چھیا دل زر یہ ہے اسکی نگاہ
سخت یہ یا شد نہ تیر اور اندر شرم	بر کہ او خوشید بانند پشیم گرم
سخت دزد ہو خوف ہو اس کو تر شرم	وہ کہ سورج سے کرے جو بیچہ گرم
گشت دین خصم سوز و پیرہہ و	ہیچوئے آفتاب بے حذر
اس کا رخ ہو کینہ سوز اور پیرہہ	مثل روتے شمس بے خوف و خطر
یکسوارہ کو قوت بر پیش نہاں	ہر ہمیر سخت رز بد در جہاں
حملہ ہر آل شاہ پر ترنا کیا	ہر ہمیر اس تہاں میں سخت تھا
یکسوارہ کو قوت بر پیش نہاں	رونگہ و انید از ترس و تنے
ایک تھا دنیا پہ بھاری دافنی	خوف و غم سے تنہ نہیں بھرا بھی
اونتر سدا از جہاں پیر کلوخ	سخت شد سناکت با کلوخ
اس کو ڈھیلور سے نہیں خوف و خطر	سناکت تابت ہے جہاں میں سخت تر
سناکت ر صنع ظانی سخت شد	کاک کلوخ از سختی ان کی سخت شد
سخت پیر صنیع خالق سے ہوا	سناکت زان سے ڈھیلے کو کڑے کہا
ز اسیر شاں کے تیر سداں قضا	گو سنداں گمر بزم از حساب
کب قضا کے آئے راپے سے ڈرے	بلہاں زانکہ ہوں گو مقدار سے

بہار نے نیست این امتحان	تاغذ اگر دی بیامیزی بجان
آسمان یکب ہے غاری کے لئے	تاغذا ہو کر بے تو جان سے
بہر لیس آتش بدست آں بجور	آب میخوری رہستاں سبز و تر
تو نے جلنے کے لئے پانی پیا	سبز حیتوں میں بجھے پانی کا
تا ز رحمت گرد و اہل امتحان	رحمتش سابق بدست از قمر ز آں
رحم سے تا امتحان ہیں تو پہلے	نہر سے رحمت تھی پہلے اس لئے
تا کہ سرمایہ وجود آید بدست	رحمتش بہر از آں سابق شد است
تا بے پہلے وجود اسے بے خبر	اس لئے تھا رحم سابق قمر پر
چوں نروید چہ گداز عشق دوست	ز آنکہ بے لذت نروید چہ دوست
بن بڑے کیونکہ گھٹائے عشق دوست	کیونکہ بے لذت بڑھیں کہم دوست
تا کنی ایثار آں سرمایہ را	ز آں تقاضا گر بیاید مہر ما
تا کرے ایثار سرمائے سے اب	اس تقاضا گر کہ ہیں یہ قمر سب
کہ بکروی غسل بر جستی ز جو	ہا ز لطف آید برائے عذر او
اب تندی سے نہا کر آ گیا	عذر پھر کرتا ہے لطف کیرا
سچ مہمان تو شد نیکو بخش اور	تا نہ خود گوید چہ پیدی در بہار
سچ ہے مہماں ترا، اب ہوشیار	وہ نہ بوسے، تو چرا وقت بہار
پیش شہ گوید ز ایثار تو باز	تا کہ مہماں ہا ز گرد و شکر ساز
دے خبر شہ کو ترے ایثار سے	تا کہ مہماں شکر یہ تیرا کرے
جملہ نعمتہا بردہ بر تو حسد	تا بجائے نعمت منعم رسد
اور ہر نعمت حسد تجھ پر کرے	پھر جگہ یہ تیری منعم آکے لے
سر بہ انی ارانی اذ بحک	من غلیل تو نہ بہر پیش بچک
سر جھکا انی اسانی اذ بحک	میں غلیل اور تو پس بے ریب و شک

ایک شیرینی ولذات مقر	ہست براندازہ رنج سفر
انہی لذت محظرتے میں مگر	جتنا ہے اندازہ رنج سفر
آنکہ از شہر و خوشیاں بر خوری	کہ غریبی رنج و محنت تیری
اس دم اپنے شہر سے پھل کھائے تو	جب سفر سے رنج و محنت پائے تو
در کھو و بنگہ کہ اندر و بیگج	میچہد بالا چو شد ز آتش زبوں
ویک میں جا کر چنوں کو دیکھ لے	باہر آتے ہیں ابل کر آگ سے
ہر چہ آساں یافتی آساں ہی	ور و مشکل بات را بر جاں نہی
جو لے سل اس کو آسانی سے دے	تو ہو مشکل اس کو دیتے دل دیکھے
بشنوایں تمبیل و قدر خود ہاں	وز ہلا مار و مگر واں آجاں
سن یہ تمبیل اور اپنی قدر جاں	اور بلاؤں سے نہ منہ پھیرے جاں

محبت میں مومن کے بھاگنے کی تمثیل

ہر زمانے میں برآید وقت جوش	بر سر ویکٹ برآر صد خروش
ہر گھڑی آتے ہیں باہر وقت جوش	ویک کے منہ پر وہ کرتے ہیں خروش
کہ چہ آتش بہمن در میزنی	چوں خریدی چوں نکو ہم میبکشی
کیوں جلاتی ہے ہمیں تو آگ سے	جب خرید ا تو سزا بہر کس سے
میزند تھلیو کہ بانو کہ نے	خوش بچوش و پر مجہ ز آتش کے
لکری بی بی مار کر بیچھے کے	خوب یک جا۔ آنہ باہر آگ سے
زاں بچو شام کہ مکر وہ منی	بلکہ تاگیری تو ذوق و چاشنی
لب پکایا بچہ کو دشمن جان کے	بلکہ تیرے ذوق و لذت کے لئے

۱۵ یعنی جو مشکل سے ہاتھ آئے۔

۱۶ یعنی چنے۔

نفس و فعل و قول و فکر تہا شدی	جز و شمس و ابر بارانہا بدی
نفس و فعل و قول و فکر اب بن گیا	جز و شمس اور ابر باران تو رہا
راست آمد اقتلو فی یا ثقات	ہستی حیوان شد از مرگ نبات
اقتلو فی یا ثقات آیا بجا	ہستی حیوان ہے سبزی کی فنا
راست آمد ان فی قتل حیات	چوں چیں بر نیست از بعد نبات
راست ہے پھر ان فی قتل حیات	بعد مرنے کے جو ہوتی ہے یہ بات
تا بدیں معراج شد سوئے فلک	فعل و قول صدق شد قوت ملک
سیچے اس معراج سے وہ تا فلک	قول و فعل صدق ہے قوت ملک
از جادوی پُر شد و شد جا نور	آپنچاں گاں طعمہ شد قوت بشر
بھر کے غلے سے ہوا وہ جالور	ایسا لقمہ جو بنا قوت بشر
گفتہ آید در مقام دیگرے	اے سخن از ترجمہ پہنا و رے
دوسرے موقع پہ کر دو نگاہ بیاں	اس سخن کی شرح میں لے مہیاں
تا تجارت می کنند و امیر و	کاراں دالم و گدروں میرسد
اور تجارت کر کے پھر پہ لوٹتا	آسمان سے آتا ہے اک قافز
نے پہلنی و کراہت مرد و وار	اپس بد و نیکیوں خوش اختیار
نے کراہت سے خریدے در و وار	جو ہو خواہاں مانے وہ خوش اختیار
تا ز تاجنہا فرو شود یلم ترا	زاں حدینہ تلخ میگویدیم ترا
تا کہ وہ تلخی جو تجھ میں ہے ستے	کہ راہوں تلخ بات اس واسطے

لے اسے پر بیرگار و مجھے قتل کر دو۔

۱۷ تحقیق تیرے قتل ہونے میں ایک زندگیاں ہے۔

تا بزم حلقہ استمعیل وار	سر بہ پیش تہذیب دل بر قرار
مخیل استمعیل تا کاٹوں گلا	تہذیب آگے تو اپنا سر سمجھکا
کمزور بیدہ گشتی و گشتی بہت	سر بزم ایک لیں سر آں سریت
جو بری کٹ جانے سے پہلے سر بسر	سر میں کاٹوں ہے مگر یہ سرور سر
اے مسلمان بایں تسلیم جنت	ایک مقصود از آں تعلیم جنت
غریب تسلیم اے مسلمان چاہئے	یس سے ہے مقصود سمجھنا بجئے
تا نہ ہستی و نہ نحو ماند ترا	اے خود میجو شش اندر اہلکرا
تیری ہستی کا نہ ہو تیرا پتا	اے چنے یوں امتحان میں چو شکا
تو گلستان جان و دیدہ	اندر آں بستان اگر خندیدہ
پھول باغ جان و دیدہ کا بنا	تو اگر اس باغ میں خنداں رہا
لقمہ گشتی اندر احشا آمدی	گر چہ از باغ آب گل شدی
لقمہ بن کر امتزایوں میں آگیا	گر چہ شش اس باغ سے مٹی ہوا
شیر بودی شیر شو در بیشہ ما	شو غذا و قوت اندیشہ ما
شیر تھا اور آج شیر بیشہ بن	ہو غذا اور قوت اندیشہ بن
در صفاتش باز رو چالاکن جنت	از صفاتش رہنمائی اللہ تخت
پھر انہیں صفات کی جانب تیر جا	اس کی صفات سے تو پہلے تھا الگا
پیش صاف و زگروں پر شدی	زابر و خورشید و زگروں آمدی
صاف ہو کر اب خلک سے جڑ گیا	بر و خورشید اور فلک سے آیا تھا
میری اندر صفات مستطاب	آمدی صورت باران آب
اب صفات پاک میں جاتا ہے تو	صورت باران و آب آگیا ہے تو

حاشیہ صفحہ گذشتہ :- حضرت ابراہیم نے اپنے لڑکے اسمعیلؑ سے کہا تھا کہ تحقیق میں نے دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں :

تا کہ خود را در دہم در جوش من	تا کہ یہ یالم در آں آغوش من
تا کہ خود اس جوش میں مٹ جاؤں میں	اور اُس آغوش میں جا پاؤں میں
ز آنکہ انسان در غنا طاعنی شود	ہیچو پیل خواب میں یا عی شود
ہوتا ہے دولت سے یہ انسان خراب	جیسے باغی پیل ہو دیکھے جو خواب
پیل چوں خواب ہنید ہندرا	پیلیاں انشود آرد و غا
ہند جب سوتے ہیں باغی دیکھ لے	پھر نہ مانے پیلیاں کی اور لڑے

خاتون کا بچنے سے عذر کرنا

اں سستی گوید راکہ پیش ازیں	من چو تو بودم ز اجڑائے زیں
بہی وہ خاتون اس سے پیشتر	لختی میں جنوہ خاک تیری طرح پر
چوں ہوشیدم ہمارے آذرے	پس پذیر گشتم و اندر خورے
میں نے جب پہنا لباس آکشی	ہو گئی مقبول اس لائق بنی
مدتے جو شیدام اندر ز من	مدتے دیگر درون دیگ تن
میں بھی دنیا میں ہوں اہلی تدل	دیگ تن میں جوش میں لختی مدتوں
زیں دو جو شمش قوت حسا شد	روح گشتم پس ترا استا شدم
حس کی قوت دو آباؤں سے ملی	روح ہو کہ تیری استانی بنی
در جمادی کہنتے زان میروی	ماشوی علم و صفات معنوی
توڑا پھوڑا اس لئے میں نے تجھے	تا ہو واقف معنوی اوصاف سے
چوں شدی تو روح پس بار و گر	جوش دیگر کن ز حیوانی گذر
ہو گیا تو روح پھر اک جوش گھا	حد حیوانی کو تیجھے چھوڑ جا
از خدا می خواہ تا زیں کہنتھا	در نلغزی و رسی در منتھا
کہنتے یہ سن کر خدا سے کہ دعا	ہو نہ نلغز سن جائے تو تا منتھا

سردی افسردگی بیروں نہد	آب سرد انگور افغروہ زہ
سردی و افسردگی اپنی گنوائے	آب سرد انگور کما جب جوش کھائے
پس زہلینہا ہمہ بیروں روی	توز تخنی چونکہ دل خوں شوی
تخیوں سے اپنی باہر آئے گا	تو بھی جب تخنی سے گھبرا جائیگا
فارغ آئی مگر بتوریزند خل	آنرماں شیویش شوی ہچوخل
پھر اثر ہو گا نہ سر کے کا خرا	میٹھا پھر اسوقت ہو گا شہدیا
مقبل ایسے رگہ فاضلہ شد	ہر کہ او اندر بلا صابر نہ شد
وہ نہیں مقبول اس درگاہ کا	جو بلاؤں میں نہیں صابر رہا
خام ناجوشیدہ جز بیوقوف نیست	سگ شکاری نیست و اطلوق نیست
خام اور نا اہل ہے مجروح ذوق	سگ شکاری ہو تو ہو گردن ہرق

مومن کا آگاہی بلا پر صابر ہونا

خوش بخوشم یا ربم وہ راستے	آں بخود گفت چنین ست آتے
جوش دے جو بے خدا ہے شہادت	وہ چٹا کئے گا۔ گر ہے یہ بات
کھلیزم زن کہ بس خوش میزنی	تو دریں جوشم چو عمار مہنی
چمچہ مارے جلیں خوش ہوں اقی	تو جو ہے اس جوش میں مونس مری
تازہ میمن خواہیستان و باغ	نہچو پیلم بر سرم زن زخم و داغ
تازہ دیکھوں خواہ ہندستان و باغ	مثل بیل اب سر پہ دے تو زخم و داغ

سلہ یعنی شورش اور جوش مستی جاتا رہے ہندوستان اور باغ سے دنیا مراد ہے۔ چونکہ ایران میں باغی نہیں ہوتا۔ اس لئے جب کوئی شخص وہاں باغی لیجا تا ہے اور وہ مستی کرنے لگتا ہے۔ تو ایرانی کہتے ہیں یہ ہندوستان کا خواب دیکھ رہا ہے یا اسے یاد کر رہا ہے۔

گر نہ گشتے ہیزم او منہم بدے	تا ابد محمور و ہم عامر بدے
گر نہ کٹھی ہوتی تو پانی مٹ	تا ابد آباد رہتی اسے پیر
بادِ سوزاںست این آتش اں	پر تو آتش بود نے عین اں
بادِ سوزاں ہے یہ آتش میکان	پر تو آتش ہے یہ آتش کماں
عین آتش در اشیر آمد یقین	پر تو سایہ وسیت اندر زمین
عین آتش ہے فلک پر لے فنا	سایہ اُس کا ہے زمیں پر پڑنا
لاجرم پر تو بیا دزا اضطراب	سوئے معدن باز میگردد شباب
اس لئے سائے کو ہے اک اضطراب	سوئے معدن لوٹ جاتا ہے شباب
قامت تو برقرار آمد بہ ساز	سایہ ات کو تہ دمے یکدم دراز
ہے تراقہ برقرار اسے پاکباز	سایہ کوتہ ہے لمبی - گاہے دراز
از آنکہ در پر تو بیا بد کس ثبات	عکسہا و اگشت سوئے اہمات
کوئی پر تو میں نہیں پاتا قرار	عکس لوٹے اصل کو انجام کار
ہیں مہاں بر بند فتنہ لب کشا	باز گو اللہ اعلم بالرشاد
چپ بھی رہ جیتی ہے فتنوں کو کشا	پھر سنا واللہ اعلم بالرشاد
فتنہ زاد و کرد عالم اخراب	شرق و غرب فنا و اندر اضطراب
فتنہ نے اٹھ کر کیا عالم خراب	مشرق و مغرب کو ہے اک اضطراب
چوں مرا تب گشت لہا تنگ گشت	ہر یکے باد بیکر نے جنگ شد
جب بے مورجے ہوئے دل اور تنگ	ایک سے تھا دوسرا مصروف جنگ
گفت گو بسیار شد خاموش شد	مسند تسلیم کردم تن زوم
گفتگو لمبی ہوئی، میں چپ ہوا	مسند - تسلیم میں نے کر لیا
در تو کوئی موجب فتنہ چہ بود	باز گویم گوش کنی غم فزود
گر تو پوچھے، تھا سبب فتنے کا کیا	سن بتاتا ہوں کہ کیونکر غم بڑھا

زائے رسن قورمہ دین چہ شند	زائے آنکہ از قرآن بسے گمہ شند
تھام کر رستی کنوئیں میں جا کر	کیونکہ قرآن سے بہت کمرہ ہوئے
چوں ترا سوئے سر بالا بنود	مر رسن انبست جہمے لے عمود
خود نہ تھا فکر علو اسے بے شعور	اس میں کیا رستی کا ہے جرم و قصور
ہمایں مسجد کا قصہ	
گفت محشیم دریں مسجد بربش	آں غریب شہر سر بالا طلب
کہتا تھا مسجد میں سوؤں آج عجب	وہ مسافر اور وہ عظمت طلب
کعبہ حاجت دوائے من شوی	مسجد اگر کہ بلائے من شوی
ہو یقیناً کعبہ حاجت روا	ہو جو اسے مسجد تو میری کر بلا
تار سن بازی کتم منصور وار	ہیں مرا بگذارے بگزیدہ یار
تار سن سے کھیل گول منصور وار	چھوڑ دے مجھ کو تو اسے مقبول یار
مے خواہد غوث در آتش خلیل	اگر شدید اندر نصیحت جبرئیل
آگ سے کب ہوگا فریادی خلیل	ہو نصیحت میں اگر تم جبرئیل
بہتر مچوں عود و عنبر سوختہ	جبرئیل را کہ من افروختہ
مثل عنبر کے ہے جلنے سے بھلا	جاؤ لے جبرئیل! ضد دینا مرا
چوں برا در پاسداری می کنی	جبرئیل اگر چہ یاری میکشی
بھائی کی مانند ہے میرا دلیل	گو تو ہے ہمدرد میرا جبرئیل
من نہ آں جا تم کہ گروم پیش و تم	اے برا در من بر آؤر چاہم
میں نہیں وہ جان جو کشتی رہے	بھائی ہیں ہوں تیز تر اس آگ سے
آتشے بود و چہیزم شد تلف	جان حیوانی فراید از علف
آگ ہو کر مثل لکڑی کے بجھے	جان حیوانی تو چارے سے بڑھے

کہ پھر زوہر پر وصاحبدلے	شرح وحدہ ہر مقام ومنزلے
جس سے اہل دل کو ہر پرواز نام	حقہ منزل اور شرح ہر مقام
کو دکانہ قصہ ہیروں و دوروں	جلہ ستراسر فسانہ اسرار فصول
باہر اندر قصہ طفلانہ ہے	سر بسر افسوں ہے اور افسانہ ہے
ایچہیں طعنہ زند آک کافراں	چل کتاب اللہ بیادیم برآں
کافروں نے اس پہ بھی طعنہ کیا	جبکہ قرآن خلق پر نازل ہوا
نہایت تحقیق و تحقیقہ بلند	کہ اساطیر بہت افسانہ نشوند
ہیں نہ نکتے اور نہ تحقیق بلند	بس یہ قصے اور افسانے ہیں چند
نہایت جزا مرسلند و ناپسند	کو دکان خرد فروش میکند
اس میں بس کچھ عکس ہیں اچھے ٹیسے	چھوٹے بچے ہیں سمجھ لیتے اسے
ذکر ہود و باد و ابراہیم و ناز	ذکر آدم گندم و ابلیس مار
ذکر ہود و باد و ابراہیم و ناز	ذکر آدمؑ ذکر ابلیس اور مار
ذکر کنعان و سراز خط تافان	ذکر نوح و کشتی و طوفان بن
اور نافرمانی کنعانی کا ذکر	نوحؑ کی کشتی کا اور طوفان کا ذکر
ذکر یعقوبؑ زلیخا و عمنش	ذکر یوسفؑ ذکر زلف چرخش
ذکر یعقوبؑ اور زلیخا کا کلا	ذکر یوسفؑ اور ان کی زلف کا
ذکر قصہ کعبہؑ اصحاب قبل	ذکر اسمعیلؑ و ذبح و جبریلؑ
کعبہ کا قصہ ہے اور اصحاب قبل	ذکر اسمعیلؑ و ذکر جبریلؑ
ذکر داؤدؑ و زبور و اوریا	ذکر بلقیسؑ و سلیمانؑ و سبا
ذکر داؤدؑ و زبور و اوریا	ذکر بلقیسؑ و سلیمانؑ و سبا

لے حضرت داؤد کا برادر بستی

کم فہموں و طعنہ زنوں کی بداندیشی

دود کندے آمد از اہل حسد	پیش ز آں کایں قصہ تاملخص
دیکھ وہ آٹھا حسد کا اک دھواں	بیشتر اس سے کہ پورا ہو بیاں
خاطر سادہ دے را پے کند	من غیر نجم ازیں لیکلین لکد
خاطر سادہ پہ ہو شاید اثر	مجھ کو تو اس کی نہیں پروا مگر
مہر محو باں مثال معنوی	خوش بیاں کرد آں حکیم غزنوی
اندھوں کے حق میں مثال معنوی	خوب کہتے ہیں حکیم غزنوی
ایں عجب نبوذا صحا ضلیل	کہ ز قرآن گمر نہ بیند غیر فال
کچھ تعجب تو نہیں گمراہ سے	صرف قرآن سے اگر وہ فال لے
غیر گرمی سے نیا بد چشم کور	کہ شعاع آفتاب پڑ ز نور
اندھی آنکھوں کو حرارت کے سوا	نور سے سورج کے بل سکتا ہے کیا
سر بروں اور وچوں طعانہ	خریٹے ناگاہ از خر خانہ
طعنہ زن کی طرح یوں کہنے لگا	ناگماں اک گھر سے نکلا مسخرا
قصہ پیچیدہ بہت و پیروی	کایں سخن پست بہت یعنی مثنوی
داستاں پییدل کی - ذخیرہ پیروی	ہے یہ قصہ پست یعنی مثنوی
کہ دو اندرا ولیا ز آنسو مند	نیست ذکر و سبش اسرار بلند
اویا ہوتے ہیں جس جانب رواں	اس میں ہیں اسرار کی بخشیں کماں
پایہ پایہ تا ملاقات خدا	از مقامات منتقل تا فنا
درجہ درجہ تا وصال گمراہ	ترک سے بچا کے لے کر تا فنا

۱۔ حکیم سنائی غزنوی کی طرف اشارہ ہے۔

جنیان و انس و اہل کار	گو یکے آیت ازیں آساں بیاں
جن و انس اور جتنے ہیں اہل زبان	کہدواں آیت بنا لائیں یہاں
حرف قرآن اداں کہ ظاہر است	زیر نظر ہر باطن ہم قاہر است
حرف قرآن کو نہ ظاہر جان تو	ہے اسی ظاہر میں باطن نیک خدا

ان للقرآن ظہراً و بطناً فی تفسیر

زیر آں باطن یکے بطن دیگر	خیرہ گرداندر و فکر و نظر
مجھے اک باطن کے باطن دوسرا	جس سے ہے فکر و نظر عجیب آتما
زیر آں باطن یکے بطن سوم	کہ در گرد و خرد ہا جملہ کم
اس کے نیچے پھر ہے باطن تیسرا	عقل کھو جاتی ہے جس میں بر ملا
باطن چارم اندیشی خود کس ندید	جز خدائے بے نظیر بے ندید
چوتھا باطن کس کو قرآن کا ملا	جز خدائے بے نظیر و غیب زا
پانچویں تا ہفت بطن ابوالکریم	میشمر تو زمیں حدیث معصوم
سات بطنوں تک یونہی تو ذی کرم	اس حدیث مصطفیٰ سے رگن بزم
تو قرآن لے سپر ظاہر میں	دیو آدم را نہ بنید غیر طیں
دیو مت قرآن کا ظاہر اے سپر	آیا آدم دیو کو مٹی نظر
ظاہر قرآن چو شخص آدمیت	کہ نقوش ظاہر و جانش خفیت
ظاہر قرآن ہے جسم آدمی	نقش ظاہر و روح ہے باطن چھپی
مرد را صد سال عم و خال او	یک سر مونے نہ بنید حال او
سو برس تک مرد کا ماموں بیچا	کچھ نہ دیکھے حال سے اس کے ذرا
آنکہ گو بنیاد لیا در گرد و ند	تا چشم مرد و ماں نہاں بوند
لینے ہیں ہے گوہ میں ولیدوں کا کھر	تا نہ وہ مخلوق کو آئیں نظر

ذکر طاعت و شعیب و صوم او	ذکر یونس و ذکر لوط و قوم او
ذکر طاعت و شعیب روزہ دار	ذکر یونس ، ذکر لوط ، نامدار
ذکر حل مریم و محل و مخاض	ذکر یحییٰ و زکریا و رباض
ذکر مریم ، دزد و زہرا اور پیڑ کا	ذکر یحییٰ ، اور زکریا کی کہتا
ذکر صالح ناکہ و تقسیم آب	ذکر ادریس و مناجات جواب
ناکہ صالح ، وہ پھر تقسیم آب	ذکر ادریس اور مناجات اور جواب
ذکر ایساں و عزیز و موت او	ذکر قارون و زمین و تین فرو
ذکر ایساں و عزیز اور موت کا	خاک میں قارون کا دھنسا بر ملا
ذکر ایوب و صبری و ربلا	ذکر اسرائیلیاں و تمیہ لا
ذکر ایوب اور بلا میں صبر کا	ذکر اسرائیلیوں کا جا بجا
ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا	خلع ثعلین و خطابات و عطا
ذکر موسیٰ و شجر ، طور و عصا	ترک ثعلین و خطابات و عطا
ذکر عیسیٰ و عروجش بر سما	ذکر ذوالقرنین و خضر و ارمیا
ذکر عیسیٰ اور فلک پر چڑھنے کا	ذکر ذوالقرنین و خضر و ارمیا
ذکر فضل احمد و خلق عظیم	کہ مر از معجزہ آتش شد دومیم
ذکر احمد ان کا وہ خلق عظیم	چاند اشارے سے ہوا انکے دومیم
ظاہرست و ہر کسے پہلے میبرد	گو بیاں کہ گم شود در و خرد
یہ ہے ظاہر سب سمجھتے ہیں اسے	عقل جس میں بہکی بھکی ہی کھپے
گفت اگر آساں نمایاں ہو	ایچنیں آساں یکے سورہ بگو
بولاحتی آساں نظر آتا ہے کیا	ایسی آساں ایک سورہ تو بنا

سے بعض اسے حضرت خضر کا اور بعض حضرت ایساں کا نام بتاتے ہیں

خواجه التے کے درہرچون و چند
مدور ایساں مخالف نیستند
جاننا تھا خواجه بے چون و چرا
یہ مخالف مروئے کے ہیں کب بھلا

اولیاء و کلام اللہ کی تشبیہ

آدمی بچوں عصا موسیٰ است	آدمی بچوں فسون عیسیٰ است
آدمی مثل عصائے موسیٰ	آدمی مثل فسون عیسیٰ
در کف حق ہر داد و ہرزین	قلب من بہت بین از بہمین
دست خالق میں ہے ہر داد و زین	قلب ہے مومن کا بین الاصلین
ظاہر شچو بے ولیکن پیش او	کون یک لقمہ چو یکشاید گلو
ظاہرا لکڑی ہے۔ باطن دیکھنا	اک جہاں لقمہ ہو جب کھولے کلا
تو ہمیں زانسون عیسیٰ حرف و صر	آن ہیں کر دے گریزاں گشت موت
دم میں عیسیٰ کے نہ ڈھونڈو حرف و صر	تم یہ دیکھو بھانگی تھی اس سے موت
تو ہمیں افسوئی لہجات پست	آں مگر کہ مردہ بر جست و نشست
پست لہجے پر نہ اس کے کر نظر	مڑوے ہو جاتے تھے زندہ غور کر
تو ہمیں مراں عصار اسہل منت	آن ہیں کہ بحر احضر اشکاف
یہ نہ دیکھ آساں تھا بل جانا عصا	دیکھ بھاڑا اسنے دریا نیل کا
تو ز دوری ویدہ چتر سیاہ	پیکم پائیش نہ بنگر سیاہ
دیکھتا ہے دُور سے چتر سیاہ	بڑھ کے آگے دیکھ ہے کتنی سیاہ
تو ز دوری سے نہ بینی غیر گرد	اند کے پیش آہیں رگر و مرد
دُور سے جز گرد کیا آئے نظر	پاس آتا مرد دیکھے جلہ گرد

۱۷ یعنی مرد خدا + ۱۸ انگلیوں کے درمیان +

۱۹ یعنی آدمی کا آب و گل +

اولیا و انبیاء کا پہاڑوں اور غاروں میں رہنا

پیش خلق ایشان فراز صد گدازد	گار خود بر چرخ ہفتم مے نهند
پیش خلقت ہو کے بھی وہ ہیں پرے	چرخ ہفتم اُن کے زیرِ پیار ہے
پس چرا پنہاں شود کہ جز بود	کہ ز صد دریا و کہ آنسو بود
پس پہاڑوں میں کیسے وہ کس لئے	جو پرے صد کوہ و دریا سے ہے
حاجتش نبود بسوئے اگر کج نیست	کہ پیش کردہ فلک صد نعلِ حرکت
کوہ جانے کی اسے حاجت ہی کیا	آسماں جب اس سے ہے چکر لگایا
چرخ گردید ندید او گردِ شاں	تغزیت جامہ پوشید آسماں
چرخ نے پائی نہ ان کی گرد بھی	لی پہن پلو شاہک آخر مانتی
گر بظاہر آں پری پنہاں بود	آدمی پنہاں تراز پریاں بود
کو بظاہر ہر ہوتی ہیں پریاں نہاں	آدمی اُن سے بھی پنہاں تر ہے ہاں
نزدِ عاقل آں پری کہ مضمت	آدمی صد بار خود پنہاں ترست
نزدِ عاقل جو پری پوشیدہ ہے	اس سے پڑھ کر آدمی پوشیدہ ہے
آدمی نزدِ عاقل چوں شخصیت	چوں بود آدم کہ غنیبِ وضعی
آدمی جو نزدِ عاقل ہے مخفی	صورتِ آدم ہے وہ جو بختِ صغی
اُن کے تشنید از گھر گے سخن	رفت پیشِ خواجہ کائے مقصود کن
بھیرے سے ایک نے باتیں سنیں	جا کے خواجہ سے کہا اے مردِ دیں
انہیں گھر گے سخنِ بامعنی گفت	خواجہ باطرب لگشتِ جفت
مجھ سے یوں کرتا تھا باتیں بھیریا	یہ سنا خواجہ نے تو خوش ہو گیا
گفت لہاں آورد من بریں	بچو من بن و فاروقِ مہیں
ہوا۔ میں ایمان لایا بر ملا	صورتِ صدیقی و فاروقِ اے قتا

تا کہ تو الی و سہ زانی کند	تا کہ ہمیشہ با وہ پیمائی کند
تا کہ گامیں اور قوالی کریں	اور پھر وہ با وہ پیمائی کریں
تا بدانی نالہ چوں کہ راز و است	بے لب و زبان فی الہ انالہ است
تا کہ جو سمجھے جیسے نالہ کوہ کا	بے لب و دندان ہے ولیوں کی بجا
نغمہ اجزائے آل صافی جسد	ہر شبے در گوش حش میرسد
نغمہ اپنے پاک و صافی اندام کا	گوش حس سے شب کو سنتا ہے صدا
ہمنشینان نشنودا و بشنود	اے شک جہاں کو غمیش بگر و
ہمنشیں سنتے نہیں سنتا ہے وہ	غیب پر مائل جو ہو اچھا ہے وہ
بگر و در نفس خود صد گفتگو	ہمنشین او نبروہ پہنچ لو
نفس کی سنتا ہے وہ سو گفتگو	ہمنشیں بیت نہیں کچھ اس سے بڑ
صد سوال صد جواب ندرت	میرسد از لامکاں تا منزلت
دل میں تیرے سو سوال اور سو جواب	لامکاں سے آتے ہیں اے مستطاب
مثنوی پر طعنہ مارنے والے کا جواب	
بشنوی تو نشنوداں کو شہا	گر بنزدیک تو آر دو گوش را
تو ہے سنتا اور نہیں سنتا کوئی	گو ترے منہ سے لگا دے کان ہا
اگیرم اے کہ خود تو آزا شنوی	چوں مثالش بید چوں لغوی
مانا اے ہرے نہ تو اس کو سننے	چلپتے مقلیل پا کر چپ رہے
اے ساطعین تو عو عو میکنی	طعن قرآن لبروں شو میکنی
طعنہ زن کہتے آؤ کیوں ہے بھونکتا	طعن تو قرآن پر کرتا ہے - جا
ایں نہ آں شیرست کر دے جا بڑی	یا ز پنجہ قہر او ایماں بری
یہ نہیں وہ شیر جس سے جاں بچے	یا بچے ایمان اسکے پہنچے سے

دیکھنا اگر وہ روشن گند	کوہ ہمارا مروئی او برگند
گرد اس کی آنکھوں کو روشن کرے	کوہ کو قوت اٹھا کر پھینک دے

یا جبال اوبی معہ الطیر کی تفسیر

چل کر آمد موسیٰ از اقصائے رشت	کوہ طور از مقدس مقام گشت
جبکہ موسیٰ جانب صحرا گئے	طور آیا رقص میں آنکے لئے
روئے داؤد از فرش تا باں شدہ	کوہ ہما از پیش نالاں ہمدہ
پچھلا اُس کے فرسے لہندہ داؤد کا	کوہ ان کے سامنے نالاں ہوا
کوہ باد اوڈ گشتہ ہمارے	ہر دو طرف مست عشق شے
کوہ وہ داؤد کا ہم ٹرہ ہوا	دو طرف عشق شدہ میں مبتلا
یا جبال اوبی امر آمدہ	ہر دو ہم آواز وہ ہم پردہ شدہ
یا جبال اوبی حق نے کہا	دونوں ہم پردہ ہوئے اور ہم صد
گفتہ اوڈ آتو ہجرت دیدہ	بہرین از عمر ماں بہریدہ
ہو لا اے داؤد ہجرت تو نے کی	میری خاطر سب کی یاری چھوڑ دی
اے غریب فرو بے مونس شدہ	آتش شوق از ولت شعلہ زدہ
اے مسافر یہ تری بے موشی	آگ بھڑکی تیرے دل میں شوق کی
مطرباں خواہی و قوال و ندیم	کوہ ہمارا پیشیت رو آں قدیم
مطرب و قوال چاہے اور ندیم	کوہ تیرے پاس لائے وہ کریم

۱۔ اے پہاڑو اور طائر۔ حضرت داؤد کی طرف رجوع کرو۔

۲۔ ہم آہنگ۔

۳۔ قول تبارک و تعالیٰ عز وجل :- یا جبال اوبی معہ الطیر والکائنات
یعنی اے پہاڑو اس کے ساتھ مع پرندوں کے باز گشت کرو اور اپنے اس کے لئے کہے ہوئے

پانی پینے سے گھوڑے کے بچے کا بھانگنا

میشخو لیدند ہر دم آں نفر	بہرا سپاں کہ ہلازیں آب خور
جب نفر پانی پلائے گھوڑوں کو	کہتے، یہ ہے آب خور۔ آگ کہ رہو
آں مشخو لیدن بکرہ میر سید	سرہے بڑاشت ز خود میر مید
مختنا جب للکار بچہ بر ملا	سر اٹھا کر تھا وہ ہر دم چونکتا
مادرش پر سید کا کے کرہ چرا	میر می ہر ساعتے زیں استقا
ماں نے پوچھا، اے مے بچے کو کیوں	بھاگتا ہے ہر گھڑی پانی سے یوں
گفت کرہ مشخو لند آں کر وہ	از نفاق بانگشاں ارم شکوہ
بولا وہ للکار تے ہیں یہ نفر	لگتا ہے ان کی صدا سے مجھ کو ڈر
بس لم میلر زو از جا میرود	ز آں نفاق نعرہ خوفم میرسد
دل لوز جاتا ہے ہو کر بے قرار	شور سے اک خوف سا ہے بار بار
گفت مادر تا جہاں لود است ایں	کار افروایاں پند اندر زمیں
بولی ماں جب سے ہے قائم یہ جہاں	لوگ ایسے ہوئے آئے ہیں یہاں
ہیں تو کار خویش کن لے ارجمند	زود کایشاں لیش بر خود مکنند
میرے بچے باختم کر تو اپنا کام	اپنی ڈاڑھی نوچتے ہیں یہ تمام
وقت تنگ میرود آب فزخ	پیش آں کہ بھر گردی شاخ شاخ
وقت کم ہے کام کہ پانی چلا	پیشتر اس سے کہ ہو اس سے خدا
شہر کار زلیست چر آب حیات	آب کش تا بردم از تو نبات
شہر ہے کاغیز لبرین حیات	بکھینچ پانی ہا اگے تیری نبات

لے پانی پلانے کی جگہ :

لے زمین کے نیچے بننے والی نہر : ۳۵ روئیدگی - سبزی :

کالے گروہ ہے جہل اُگشتہ خدا	تاقیامت میزند قرآن ندا
اے وہ لوگو! جہل پر جو ہو خدا	تا قیامت ہے یہ قرآن کی ندا
تحم طعن کا فری میکا شغید	مر مرا افسانہ مے پنداشتید
بیچ تم بوتے تھے طعن و کفر کے	تم مجھے افسانہ تھے سمجھے ہوئے
کہ شما بودید افسانہ نہ من	خود بدیدید اے خدایانِ زمن
تھے میں اس دنیا کا افسانہ تمہیں	اے خدایو! ہے تمہیں عین یقین
کہ شما فانی و افسانہ بدید	تا بدیدید اے کہ طعنہ میزدید
تم تھے فانی اور فسانہ دیکھ لو	کچھ ہوا معلوم اے طعنہ زلوا
قوت جان جان نہ قوت زکات	من کلام حق و قائم بذات
قوت جان جان ہوں نے قوت زکات	میں کلام حق ہوں اور قائم بذات
لیک زخورد شیدنا گشتہ خدا	نور خورشیدم فادہ بر شما
ہاں مگر خورشید سے کب تھا وہ دور	میرے سورج کا پڑا تھا تم پر نور
سار ہاں عاشقانِ ازیمات	نک مٹم بینوے آں آب حیات
عاشقوں کو ہوں بچاتا موت سے	چشمہ آب بقا لئے مجھے
جرعہ بر گورتاں حق رستخیز	اگر چہاں کند آرتاں ننگینے
ڈالتا حق ایک جرعہ تیر پر	حرص کی بد بونہ پھیلاتے اگر
دل نگر و اتم زہر قوے سقیم	مے نکیرم گفت پند آں حکیم
کیوں نہ دل پھیروں جو ہو قول سقیم	کیوں نہ ہیں آخر سنیں پند حکیم
فارغ آیم من زہر طعنہ جدا	ناباید دروین ز او دوا
اور میں طعنوں سے ہو جاؤں جدا	اس سے میرا درد تا پائے دوا
کرہ و ماور ہے خورند آب	اسکے فرمود است و اندر خطاب
بچہ اور ماں و دونوں پیٹے تھے بس آب	کیونکہ فرماتے ہیں وہ کہ خطاب

از خزینہ دُر آں دریائے جود	از دہ بے خرد چوں مرربود
موتی اس بحر کرم کے گنج سے	عقل کی امداد سے جیسے لئے
بہمد از دل چشم ہم ہوش شود	ز اینچیں امداد دل پر فن شود
دل سے پڑھ کر آئینہ کو روشن کرے	دل ہو چرخی ایسی ہی امداد سے
تا چو دل شد ویدہ تو عاقلست	ز آنکہ نور از دل بریں دیدہ شست
دل نہ ہو تو آئینہ میں ہو نور کیا	نور آنکھوں کو جو ہے دل سے بلا
ز آل نصیب ہم بد و دیدہ رسد	دل چو بر الخوار عقل پیر زد
اس سے آنکھوں کو بھی کچھ جتنے پلے	دل کیا پڑ نور عقل پیر نے
وحی دلہا باشد و صدق بیاں	پس بدان کاب مبارک آسمان
وحی دل ہوتا ہے اور صدی بیاں	چرخ کا آپ مبارک اے جواں
سوئے آں مسواں طاعن منکریم	ما چا آں محو ہم آب جو خوریم
کہیں کہیں طفول کی پروا بیش و کم	پانی بچے کی طرح پیتے ہیں ہم
طعمہ مقلات ہم باد سے شمر	بیر و پیغمبرانی رہ سپر
خلق کے طغیوں کو باور کر ہوا	تو ہے پیر و انبیاء کا چل فتا
مخوش اپانک سگاہ کے کردہ اند	آں خداوندان کہ لہ طے کرد اند
بھونکنے کو کتوں کے کپ ہے سنا	طے جواں لوگوں نے ہے رستہ کیا

مہمان مسجد کا بانی قصہ

از آں مسجد چہ بنود و چہ کرد	باز گو کاں پاک باز شیر مرد
کیا کیا مسجد میں، تھے کیا واقعے	پھر مٹا ہاں پاک باز اس شخص نے
مرد غرقہ گشتہ چوں خشد نکو	خفتہ در مسجد خود اور اخراج
ہو میسر مست کو سونا کہاں	سو یا مسجد میں مگر سویا کہاں
عاشقان از یر غرقاب ہے	خواب مرغ و ماہیاں باشند ہے
عاشق اپنے غم میں یوں غرقاب ہے	مرغ و ماہی کا نوہ گویا خواب ہے

میں جو ریم لے تشنہ غافل میا	آبِ حُضْر از جوئے لطفِ اولیا
ہم کو بس پیچھے ہیں پیلا سے ادیکھ لے	آبِ حیاتِ اولیا کے نطق سے
سوئے جو آور سو بدور چلے زن	گر نہ بینی آبِ کوراء بہ فن
ڈال ندی میں ملبو کو۔ لا راوہ	اندھے پن سے گرد آب آئے نظر
کورر القلید باید کار بست	چوں شنیدی کاندرین چو آب است
اندھے کو تقلید کرنی چاہتے	پانی اس ندی میں ہے جب تو ٹھننے
تا گراں بینی تو مشکِ پیش را	جو فروز مشکِ آبِ ندیش را
تا گراں دیکھے تو اپنی مشک کو	نہر میں تو مشک اپنی اب ڈبو
رست از تقلیدِ مشکِ نگاہ دل	چوں گراں بینی شوی تو مستدل
دل رہا ہو خشکیِ تقلید سے	جب گراں دیکھے یہیں آئے تجھے
لیک بنید چوں سبو گرد گراں	گر نہ بنید کور آبِ جو عیاں
دیکھے لیکن جبکہ مشکا ہو گراں	دیکھتا ہے کور کب آبِ رواں
کایں سبک ہو گراں شد زانوقت	کہ ز جو اندر سبو آبے پر بر وقت
پہلے یہ ہلکا تھا اب بھاری ہوا	ندی ہی سے پانی مٹنے میں گیا
باد مے ز یادیم وقتِ سلمِ فزود	ز آنکہ ہر بائے مراد مے ر بود
اب نہ لے جائے کہ میں بھاری ہوا	پہلے لے جاتی تھی مجھ کو ہر ہوا
ز آنکہ نبود شاں گراں قوی	مر سیفہاں را باید ہر ہوا
کیونکہ پلے ہوتے ہیں ان کے قوی	پلے لوگوں کو ہے سہ جاتی ہوا
کہ ز باد کز بیا بد او حذر	کشتی بے لنگر آمد مردِ بشر
ہے ہوائے تند سے ان کو حذر	ہیں یہ بے لنگر کی کشتی اہلِ بشر
لنگر مے در یوز مکن ز عاقلان	لنگرِ عقلست عاقل را اماں
عاقلوں سے مانگ لنگر لے جواں	عقل کا لنگر ہے عاقل کی اماں

کے من از خوئے نیا مر پائے کم	پس سحر بر بندی از علم و حکم
ہاں نہ میرا پاؤں دہشت سے ہے	علم و حکمت کے تو پھر ہتھیالے
کہ ترس باز گر و از تیغ فقر	ابا باز مانگے بر زند بر تو ز مکر
فقر سے ڈر اور واپس لوٹ جا	آئے پھر وہ مکر شیطان کی صدا
آل سلاح علم و دیں اب فکری	باز بگمیزی ز راہ روشنی
اور سب ہمتیار اپنے ڈال دے	پھر تو کوٹے روشنی کی راہ سے
ورچین خلعت مند افکندہ	سالہا اور ابا مانگے بندہ
ایسی خلعت میں پڑے پھر بر ملا	تو ہو پا بند اس صدا کا سالہا
بندہ کرو است و گرفتہ خلق را	ہیبت بانگ شیاطین خلق را
کہتی ہے عاجز پکڑ کر خلق کو	ہیبت بانگ شیاطین خلق کو
کہ و ان کا فراں ز اہل قبور	تا چنناں نو مید شد جاننش ز نور
روح کا فر جیسے اہل قبر سے	دور سے مایوسیاں ہوں یوں تجھے
ہیبت بانگ علیٰ فیچوں بود	آل شکوہ بانگ ملعون بود
ہو کی بانگ حق میں ہیبت کس قدر	بانگ شیطان میں ہے جب یہ کرد
مرگس انہیست آل ہیبت نصیب	ہیبت بازہست بر کبک نصیب
مکھیوں کو کب سے حاصل واقعی	ہے چکو روں کو جو ہیبت باز کی
عکبوتاں مے مگس گزند و بس	ز آنکہ نہ بود باز صیا و مگس
مکھیوں کو بس پکڑتی مکھیوں	باز ہے صیا و مکھی کا کہاں
کرو فردار و نہ بر کبک عقاب	عکبوت دیو بر چوں تو ذباب
تجھے پہ غالب ہے نہ کبک و باز پر	عکبوت دیو مکھی جان کر
بانگ سلطان پاساں و لیاست	بانگ دیواں گمراہان شقیاست
بانگ سلطان اولیا کی پاساں	بانگ شیطان اشقیاء کی گمراہاں

کالم آکیم بر سر تے اے مستفید	نیم شب از باہو لے شنید
آؤں تیرے سر پر اے مرد خدا	نصف شب کو اک مہیب آئی صدا
میرے دل بے شد لخت لخت	پنج حرکت اینچیں آواز سخت
جس سے اس تھماں کا دل تھا فکا	سخت یہ آواز آئی پانچ بار
واجب علیہم برحمت و خلیک کی تفسیر	
دیو ہانگت بر زند اندر نہاد	تو کہ عزم دیں کنی با اجتہاد
آئیں شیطاں کی صدا میں پھر تجھ	تو جو عزم اجتہاد دیں کرے
کہ اسیر رنج درویشی شوی	کہ مروزا کسو بیندیش لے غوی
رنج درویشی سے پہنچا ضرر	ہاں نہ جا اس سمت عزم و فکر کر
خوار گردی و پشیمانی خوری	بینوا گردی زیاراں و ابری
خوار ہو تو، ہو پشیمانی گئے	بینوا ہو کر چھٹے احباب سے
واگرنہی وضالت از بقیں	تو زہیم ہانگتوں دیو لعین
گر ہی میں جا پڑے چھوڑے بقیں	خوف ہو تو جب سنے ہانگت لعین
راہ دین پویم کہ مہلت پیش ما	کہ ہلا فردا و پس فردا تراست
دین پر چلنے کی مہلت ہے مجھے	آجکل پرسوں چلوں گا تو سکے
میکشد ہم سایہ اما ہانگت	مرگ مینی باز گوازیں و رست
مارے ہمسائے کو اور وہ ٹل کرے	وائیں بائیں دیکھے محلے موت کے
مردہ سازی خوشین ایک زمان	باز عزم دیں کنی از ہم جاں
اک گھڑی اپنے کو مردہ جان لے	خوف جاں سے پھر تو عزم دیں کرے
لے یعنی اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں سے حملہ کر دے ۛ	

زربے لرزید ہر سو قسم قسم	در زمان بخت آواز آن طلسم
سونہ پر سا مختلف اقسام کا	اُس نے ٹوڑا وہ طلسم خوف زنا
تا بگیر دوزر ز چڑی راہ دور	ریخت چنڈاں زر کہ ترسیدان شجر
بند ہو جائے نہ دروازہ کیس	سونہ پر سا اور ڈرا وہ مرو دیں
مرد حیراں شد ز تقدیر اکہ	چرخ شد آن مسجد ز زر پر جاہ گاہ
اپنی قسمت پر اُسے حیرت ہوئی	ہر جگہ مسجد وہ زر سے بھر گئی
تا سحر کہ زر بہ بیروں میکشید	بعد از آن خواست آن شیر عنید
صبح تک سونے کو ڈھویا بالیقین	بعد از اُن اٹھا وہ شیر خفگیں
با جوال و تو برہ بار و گر	دفن میکرد وہ سب آمد بہ زر
خورجی میں اور تو بے میں بار بار	دفن کرتا تھا وہ سونا بیشمار
کوری و ترسانی و این سخن ان	گنجما بہنا و آں جا بہا ز آں
کور اور بزدل ڈراتے ہی رہے	اسن دلاور نے خزانے بھر لئے
در دل ہر کور و دل زر پرست	ایں زر ظاہر بخاطر آمدہ است
زر پرست اندھوں کے دلیں پر ملا	یہ زر ظاہر بہ ہر عنوان تھا
نام زر نہ بند و درو اُن کنند	کو دکان سفالہا را بشکنند
بھرتے ہیں دامن میں سونا جان کے	ٹوڑتے ہیں بچے اکثر پٹیکے
آں کند و خاطر کو دل گذر	اندر آں باؤی چو کوئی نڈک زر
دل میں اُن بچوں کے اسکا ہو اثر	لھیل میں اُن کے جو لے تو نڈک زر
کو نگہ دو کا سد آمد سٹری	بل زر مضروب ضرب ایزدی
جو نہ کھوٹا ہو وہ زر ہے سہمی	ہاں وہ زر جس پر ہو سکے ایزدی
گوہر و تابندگی آب یافت	آں زرے کا بن لڑا اُن ہماہریت
یہ چمک یہ جوہر اور آب لے قتا	زر وہ اس زر کو بلی جس سے ضیا

تانیامیز و بدیں دو بانگ دور
قطرہ از بحر خوش با بحر شور
تا نشان آوازوں سے ہر گزٹے
قطرہ بحر خوش کا بحر شور سے

مہمان مسجد کو آواز طلسم سنائی دینا

بشنو اکنوں مقصد آں بانگ سخت
کہ ز فتنہ زجا بد آں شکست
سن وہ قصہ آئی گو آواز سخت
پر نہ سر کا اس جگہ سے نیک بخت
گفت چوں سم چہستان طبل عید
مناؤں ترسد کہ زخم اور رسید
بولا کیا ڈر، ڈھول ہے یہ عید کا
ڈھول پٹنے سے ڈرے تو ہے بجا
اے ٹہمائے تہی پر ز کوب
فتم تال ز عید چوں شد زخم چوب
خالی ڈھولو، تم ہو ضرور سے بھرے
شد قیامت عید بید نیال ہل
ہے قیامت عید کا فرہیں ڈھل
بشنو اکنوں یں بلچیں بانگ دور
سن ذرا جو ڈھول نے آواز کی
چونکہ بشنود آں بل س مردودید
جب معنی اس مرد نے آواز یوں
گفت باخود ہیں ملزناں گل گین
یوں کہا خود سے کہ دل مضبوط کر
وقت آں آمد کہ حیدر وارمن
وقت آیا ہے کہ حیدر دار میں
برجہید و بانگ زو کاے کیا
اٹھا اور ہو کر مخاطب یوں کہا
میں ہوں حاضر مرد ہے تو آگے آ

واں گر وصلت دل فروزندہ	ایں چو سازندہ ولے سوزندہ
وہ ہے وقت وصل دل کی روشنی	یہ ہے مثل ساز لیکن سوز بھی
حاضراں انور دُور ایں اچھوٹا	مشکل شعلہ نور پاک ساز دار
حاضروں کو نور اور دُوروں کو نار	نور پاک اک مثل شعلہ سازگار
غائبانہ نیست توفیق خبر	حاضراں از غائبان خوشحال تر
غائبوں کو کب ہے توفیق خبر	غائبوں سے ہیں یہ حاضر خوب تر
گو حدیث عاشق و صدر مجید	ایں سخن انیسٹ پایاں پید
صدر و عاشق کا سنا قصہ ہیں	یہ سخن تو ختم ہوتا ہی نہیں

صدرِ جہاں سے عاشق کی ملاقات

کشتہ بود از عشق آسان آں کلبہ	آں بخاری نیز خود بر شمع زد
عشق میں مشکل ہوئی آسان تر	وہ بخاری بھی فدا تھا شمع پر
دردِ دل صدرِ جہاں ہر آمدہ	آہ سوزانش سگوگردوں شدہ
تھا دل صدرِ جہاں ہر آشنا	آہ جب آں کی گئی سونے سما
حالِ آں آوارہ ماچوں بود	گفت با خود و سحر کہ کالے احد
ہے اس آوارہ کا یارِ اہل کیا	صبحم اللہ سے کہنے لگا
رحمت را امیدانت نیک	او گنا ہے کروا دیدیم لیک
وہ نہ میرے رحم سے آگاہ تھا	میں نے دیکھا اُسے بے شک کی خطا
لیک صدامید و تر کشش بود	خاطر مجرم زما تر ساں شود
خوف میں لیکن رہے امید بھی	ہم سے ہر مجرم کو خوف و بیدلی
و آنکہ ترسدمن چہ ترسائم ورا	من ترسائم و قہ یا وہ را
جو ڈرے خود ہی۔ ڈرائوں اسکو کیا	بے حیائوں کو ہوں میں بہیت لٹا

آل زرے کے دل زندگرو دغنی	غالب مدبر مقرر روشنی
ہاں وہ سونا دلو جو کر دے غنی	چاند پر غالب ہے جس کی روشنی
سمیع بود آں مسجد و پرانہ او	خوشن انداخت آں پرانہ خوا
سمیع وہ مسجد حق وہ پرانہ تھا	مثل پرانہ وہ تھا اس میں پڑا
سوخت پیش او لیکرین ساختش	پس مبارک آمد آں انداختش
اسکا جلنا گویا اس کا ساز تھا	حق مبارک اس کی اختارے بلا
ہمچو موسیٰ بود آں مسعود بخت	کاشتے دید او بسوئے انداخت
مثل موسیٰ تھا مگر وہ نیک بخت	آگ دیکھی اُسے بالائے درخت
چوں عنایت تبار و موفور بود	نار حے پنداشت آں خود نور بود
حق عنایت اس پر خالق کی بڑی	آگ جانا جس کو وہ خود نور حق
مرد حق اچوں پہنچنے لے سپر	تا گمان اری برا و نار بشر
مرد حق کو جب تو دیکھے لے سپر	ہو گمان تجھ کو کہ ہے نار بشر
تو ز خود می آئی و او در تو اسف	نار و خاریق باطل آنسو است
تو خودی سے آیا وہ تجھ میں نہاں	ہے خودی کی سمت سے نار گمان
او درخت موسیٰ پڑ ضیا	نور خواں ناریش خوان نارے پیا
وہ ہے موسیٰ کا درخت پڑ ضیا	نور کہ نار اس کو کنا ہے پڑا
نے قطا ایں جہاں نارے نمود	ساکھان رفتند آں خود نور بود
حرک دنیا کی ہو س ناری نہ حق	گذرے ساکھ نور حق وہ نار ہی
پس بد آنکہ سمیع دیں ہمیشہ	آں نہ ہمچوں بیکر آتشہا بود
سمیع جس دم دین کی روشن ہوتی	کب ہے وہ جیسی ہیں آگیں دوسری
ایں نماید نور و سوز دیار را	و آں بصورت نار و گل زوار را
یہ بیٹے نور اور جلا مے یار کو	وہ گھر ہے مثل گل زوار کو

کہ نہ معشوقش بود و جلائے او	یہیچ عاشق خود بنا شد وصل جو
ڈھونڈتا جب تک نہ ہو معشوق بھی	وصل جو عاشق نہیں ہوتا کوئی
عشق معشوقاں خوش و فربہ کند	ایک عشق عاشقاں جنہ کند
اور معشوقوں کو فربہ اسے مکار	عاشقوں کو عشق کر دیتا ہے زار
اندر آں دل دوستی می آں کہ	چوں میں دل بق ہر دوست
عشق اس کے دل میں بھی ہے جان	کوندے برق ہر جب دل میں تھے
ہست حق را بیگمانے ہر تو	در دل تو ہر حق چوں شد و تو
حق کو بھی ہوگی محبت بر ملا	بیرے دل میں ہو اگر عشق خدا
از یکے دست توبے دست دیگر	یہیچ بانگ کف ہون آید بدر
ہاتھ اگر دونوں نہیں ملے، بتا	کب تجھے آتی ہے تالی کی صدا
آب ہم نالہ کہ کو آں آبخوار	تشنہ مے نالہ کہ کو آب گو آ
پانی روتا ہے کہاں ہے نشہ جاں	پہا سا روتا ہے کہ پانی ہے کہاں
ما اذ ان او او او ہم زان ما	جذب آبست ایں عطش جان ما
ہم ہیں اس کے۔ وہ ہماری واقعی	جذب ہے پانی کا اپنی تشنگی
کہ وہ مارا عاشقاں یکہ بگر	حکمت حق و رقضا و در قدر
دوسرے پر ایک کو عاشق کیا	حکم سے اپنے خدا نے بر ملا
جفت جفت عاشقان جفت خوین	جملہ اجزائے سہاں اں حکم پیش
عاشق اپنے اپنے جوڑے پر ہوتے	جتنے یہ اجزا ہیں اس کے حکم سے
راست پنچول کمر باو برگ کاہ	ہست ہر جفتہ ز عالم جفت خوا
جیسے برگ کاہ ہے اور کمر با	جفت اپنے جفت پر ہے شیفنا
با تو ام چوں آہن آہن با	آسماں گوید زمیں امر جا
ہم ہیں مثل آہن و آہن رہا	چرخ کہتا ہے زمیں سے مرجا

نہ ہاں کہ جوشش از سر میرو	بہر دیک سرو آذر سے رود
ہو جو پڑ جوش آگ اسکا کیا کرے	آگ ٹھنڈی دیک کے پے واسطے
خائفان احسن کوام ز علم	ایمان امن تر سائنم بر غلم
ڈر مثاؤں علم سے ڈرتا جو ہو	میں ڈراؤں غصے سے بے خوف کو
ہر کسے اشربت اندر خور دیم	پارہ ووزم پارہ بر موضع نہم
جو ہو جیسا - ویسا شربت اسکو دوں	رکتا میں بیہوش اس کی جا پہ ہوں
ز آں بروید برگہاش از چوبخت	ہست تر مرو چوں پنج درخت
ویسے ہی پتے ہیں جیسے چوبخت	راز ہے انساں کا مانند درخت
ور درخت و در نفوس در نہا	ور خور آں پنج رستہ برگہا
ہیڑ ہیں اور نفس میں اور عقل میں	جیسی جڑ ہو ویسے ہی پتے آگیاں
اصلہا ثابت فرعہ فی السماء	بر فلک بر ہاست ز اشجار وفا
جڑ زمین پر - شاخیں گویں رفقا	چرخ پر ہے پھل وفا کے محل کا
چوں زوید در دل صد جہاں	چوں برست از عشق بر آسمان
کیوں دل صدر جہاں میں ہو مدعا	اسماں پر جب آگے پھل عشق کا
کہ زہر دل تا دل آمد روز نہ	موج میزدور دلش عفو گنہ
دل سے دل تک ایک روز نہ کھلا	دل میں تھا عفو گنہ لہرا رہا
نے جدا و دور چوں وقت بود	کہ ز دل تا دل فقیں وزن بود
مثیل دو تن کب جدا ہیں اور دور	دل سے دل تک ایک ہے روزن ضرور
نور شاں مخموج باشد و مسخ	متصل بنود سفالی و دوجہ راع
ایک ہوگی روشنی گھر میں دلی	دور گومتی کے رکھیں دو دیے
تو تبارک و تعالیٰ عزوجل :- مثل کلمۃ طیبۃ کثیرۃ طیبۃ اصلہا ثابت فرعہا فی السماء یعنی اللہ نے کلمہ پاک کو ایسی پاک و نیک طرح بنا لیا ہے کہ جڑ زمین میں ثابت اور شاخیں	

میل اندر وزن حق زان شاہ	آب قایا بد جہاں زیں اتحاد
مرد وزن میں میل یوں حق نے کچھ	تا کہ بل بل کر بقا ہو دہری
میل ہر جزوئے بحر و سم نہ	ز اتحاد ہر دو تو لیدے جہد
جزو ہر اک جزو سے رغبت رکھے	تا کہ اس ملنے سے پیدائش بڑھے
شب جنیس باروز اندر اتفاق	مختلف صورت اما اتفاق
رات بھی دن سے یوں ہی ہے ہمنار	مختلف ٹھیکیں یگر دونوں میں یار
روز و شب ظاہر و ضد و شمنند	ایک ہر دو یک حقیقت تھمنند
روز و شب گوئیں بظاہر و ضدیں	ہیں مگر وہ ایک دونوں اصل میں
ہر یکے خواہاں دگر را بچو خویش	از پنے تکمیل کار و فعل خویش
ایک کا خواہاں ہے دل سے دوسرا	تا ہو اپنا کام پورا پر ما
ز آنکہ بے شب غل نہو طبع را	پس چہ اندر خرچ آرد روز ما
کیونکہ بے شب کیا ہے آمد طبع کو	وقت دن کے خرچ میں وہ لائے جو
ہر عنصر کا اپنی جنس کو جذب کرنا	
خاک کو بد خاک تن اباز گرد	ترک جاں کو سونے ما آنچو ورد
خاک تن سے خاک کہتی ہے پھر آ	ترک جاں کہ ہم سے مل لے بہوفا
جنس مانی پیش ما ولی تری	یہ کز آں تن ابریانیہ سو پری
یاس ہے بہ جنس کے رہنا بھلا	قطع کر اس تن سے اور اس سمت آ
گوید آ رہے لیک من پابستہ ام	گر چہ ہمچوں تو ز ہجران خستہ ام
یہ کہے ہاں میں مگر پابستہ ہوں	ہجر سے تیری طرح گو خستہ ہوں
اتری تن را بچو بند آہما	کائے تری باز از غربت پیش ما
پانی کہتے ہیں تری سے جسم کی	اب تو واپس آ سفر سے لے تری

ہرچہ آن نداشت این مچہ پرو	آسماں مژو نہیں زن و خرو
اس سے جو گرتا ہے پلتا ہے نہیں	آسماں ہے مرد، عورت ہے نہیں
چوں نماذگرمیش بفرستد او	چوں نماذگرمیش بفرستد او
جب نہ ہو باقی تری، تو ترکے	کم ہو گرمی تو وہ گرمی بھیجے
برج آبی ترمیش اندر وہد	برج خاکی جزو ارضی را مدو
برج آبی اس کو دیتا ہے تری	برج خاکی سے مدو ہے خاک کی
تا بخارات ختم را بر رو	برج باوی ابرسٹے سے پرو
تا کہے گندہ بخاروں کو جدا	برج باوی ابر ہے پھر بھیجتا
پہنچتا بہ سرخ ز آتش شیشٹ پرو	برج آتش گرمی خورشید ازو
ہے توے کی طرح منہ اور پیٹ لال	برج آتش خور کو گرمی دے کمال
پہنچو مرداں کو دمکسب بہر زن	ہست سرگرداں فلک ائم رزن
مرد جسے کسب بہر زن کرے	آسماں دنیا کے چکر میں پھرے
برو لاوت رضا عشق سے تند	ویں زمیں کہ بانو تہیا میکنند
ہے ولادت اور رضا عشق کا کام	اس زمیں میں ہے نسایت تمام
چونکہ کار ہو خمنداں میکنند	پس زمین چرخ راواں ہوشمند
کیونکہ دانا مئی ہے ان کا کاروبار	کر زمین و چرخ کو دانا شمار
پس چہرا چوں حنبت رہم میخوند	گرد از ہم این دو دلبرے مزند
کیوں یہ جوڑے کی طرح باہم ملیں	دوؤں یہ دلبر اگر لذت نہ لیں
پس چہ زائد ناب تاب سماں	ابے نہیں کے گل پر ویدار عواں
آب و تاب چرخ سے کیا ہو سکے	بے زمیں سے کب گل و لالہ آگے
تا یو و تکمیل کا یہ ہم دگر	بہر آں میلست مرادہ ز نر
تا کہ مل کر کام دوؤں کا بنے	مادہ میں خواہش ہے نہ کی اسلئے

جان جان جاں جاں جاں جاں	کہ بیا آئید وایں سونہ قدم
جان کو ہے جب مہلاتا جان جان	رکھ قدم اس سمت اور آجایاں
چونکہ جانز ایں ندا آید گوش	زاشتیا حق ہدیز عقل و ہوش
روح جب سنتی ہے اسکی یہ صدا	مستوق حق میں ہوش کرتی ہے فنا

عالم ارواح کی طرف روح کا لیجنا

گوید لے اجزائے نیست فریم	غزبت من تیغ تر من عرشیم
روح کہتی ہے کہ لے اجزائے فرش	تیغ ہے غزبت مرا مسکن ہے عرش
میل تن در سبزہ و آب و ایں	زآں بود کہ اصل و آمد از آں
سبزے اور آب رواں سے میل تن	اس سبب سے ہے کہ میں اس کا تن
میل جان اندر حیات و درجی است	زانکہ جان لا مکاں اصل نیست
زندگی و زیست میں ہے میل جان	کیونکہ اس کی اصل ہے وہ لا مکاں
میل جان در حکمت و در علوم	میل تن در باغ و رباغ و در کرم
علم و حکمت میں ہے رغبت جان کی	رغبت تن در باغ و صحرا میں رہی
میل جان اندر ترقی و شرف	میل تن در کسب و سبب علف
ہے ترقی و شرف میں میل جان	میل تن اسباب میں ہے بیگیاں
میل و عشق آں مشرق و مغرب جان	زین کجہم بچھوں ابدان
ہے شرف کا میل سوئے جاں اخی	ہے بچھو کھم بچھو نہ یہی
گر بگویم شرح این سجد شود	مثنوی ہفتاد و من کا غد شود
گر کروں میں شرح تو بے حد بڑھے	مثنوی کا بوجھ ستر من بنے

تو تبارک و تعالیٰ عزوجل بچھو کھم بچھو نہ یعنی خدامو منوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں :

کہ زناری راہ اصل غلیظ گہ	گرمی تن اچھے خواند شیر
آگ سے ہے تو، ادھر ہو راہ گہ	گرمی تن کو ملتا ہے ا فیر
از کش شہائے عناصر بے رسن	ہست ہفتاد و دو علت بدن
بے رسن کے عضروں کے جذب میں	اس بدن میں ہیں بہتر علتیں
تا عناصر چکر راوا ہلد	علت آید تا بدن را بگلد
تا کہ ہر عنصر کو عنصر چھوڑے	علت آئے تا بدن کو توڑے
مرگ و بچوری و علت پاکشنا	چار مرغند این عناصر بستہ پا
موت اور بیماری ہے عقدہ کشا	چار یہ عنصر ہیں چڑیاں بستہ یا
مرغ ہر عنصر یقین پر داز کرد	پائے شاں از ہر گرد چو پاں ز کرد
مرغ ہر عنصر کا بے شک اڑ چلا	پاؤں جب آپس میں اٹکا کھل گیا
ہر دمے بچے نہد در جسم ما	جذبہ این اصلہا و فرعہا
جسم کو دیتا ہے ہر دم دھک نیا	فی تحقیق جذبہ اصل و فرع کا
مرغ ہر جزوے باہل خود پڑ	تا کہ این ترکیبہا را بردرد
اور ہر مرغ اصل کو اپنی اڑے	تا کہ ان ترکیبوں کو برہم کرے
جمع شاں اردو بخت تا اہل	حکمت حق مانع آید زیں عجل
مرتے دم تک جمع صحت سے رکے	حکمت حق منع جلدی سے کرے
پر زدن پیش اجتاں سوخت	اگویدے اجزا اہل مشہودیت
کھولتے پیش اہل تم کیوں ہو پر	اور کہ موت آنیں سکتی نظر
چوں بود جان عزیز اندر فراق	چونکہ ہر جزوے بکود اذنیفاق
جان کیونکہ جھپکتی ہوگی فراق	جبکہ ہر جزوہ ہونڈتا ہے اتفاق

۱۰ کرہ آتشیں جو آسمان پر ہے نہ

توبہ آرم ہر زماں حد بار من

توبہ اور سو بار توبہ ہے مری

آں کشدہ میکشدن چوں کنم

کھینچنے والا جو کھینچے کیا کروں

آنکہ میں نگذار دت کہ دم زنی

تاکہ تو دم بھی ہمارے اک ذرا

میکشاندمرترا جانے دگر

اور لے جائے کیس وہ کھینچے

تا خبر یاد ز فارسل سب کام

واقف اسوار ہو تا اسپہر خام

کو ہمید اند کہ فارس برویت

جو ہے واقف اس پر کوئی ہے سوار

بیمرادن کرد و بلسن دل شکست

دل شکستہ ہے مرادی سے کیا

چوں نشد ہستی بال شگون در

بچر وہ بازو توڑ ہستی ہے بجا

چوں نشد بر تو قضاے او دست

کیوں نہ ٹھیک اسکی قضا تجھ پہنچے

ارادوں کا توڑنا انسان کو تنبیہ کرنے کے

گاہ گاہ ہے استمے آید ترا

گاہ گاہ ہے راست آتا ہے ترا

لب بہ بند ہر دمے زیناں سخن

اختیار اس بات سے کی خامشی

کایں سخن ابعد ازین فون کنم

بعد ازین اس بات کو دفنا ہی دوں

کیست کت آن میکشدائے مفتی

کون ہے وہ جو تجھے ہے کھینچتا

صد عزیمت میکنی بہر سفر

سوار ادے کرتا ہے بہر سفر

ازاں بگرداند بہر سو آل کام

اس لئے ہے پھیرتا بہر سو کام

اسب زیرک سا ز ازاں بچو ہے

اسب دانانیک پے ہے سازگار

اولت ابرو و صد واپست

سو امیدوں پر ہے بازو ہادل ترا

چوں شکستہ و بال شکست

اس نے بازو توڑا تیری لئے کا

چوں تضایت جل بہر شکست

جب قضاے توڑیں تدبیریں تری

عزت و مقصد اور ماجرا

عزم بھی اور قصد بھی نہ با صفا

ہر مرادے عاشق ہر سیراد	آدمی حیواں نباتاتے و جماد
بیرادی پر ہے عاشق ہر مراد	آدمی، حیواں نباتات اور جماد
واک مرادان جذبہ ایشان مکنند	بے مرادان ہر مرادے مکنند
اور مرادیں جذب پھر انکو کریں	بے مراد الفت مرادوں سے رکھیں
میل معشوقاں عشق و بافر کند	ایک میل عاشقاں لاغر کند
اور معشوقوں کو زہ تر کرے	عاشقوں کا عشق انہیں لاغر کرے
عشق عاشق جان و راستہ	عشق معشوقاں و سرخ افروختہ
عشق عاشق جان کو اسکی جلائے	عشق معشوق اس کی رعنائی بڑھائے
کاہ مے کو شد و راں اور دراز	کمر با عاشق پہ بھگل بے نیاز
کاہ طے کرتی ہے وہ راہ دراز	کمر با عاشق ہے مثل بے نیاز
تافت اندر سینہ صدر جہاں	ایں راہ کن عشق آں سبتہاں
سینہ صدر جہاں میں ہے تپاں	چھوڑ اس کو دیکھ عشق نازاں
رفتہ و رنجور او مشفق شدہ	دو و آں عشق و عزم آتشکدہ
اس نے آقا کو بنایا مہرباں	عشق کی آتش سے جو اٹھا دھواں
نتر مے آمد کہ واجوید ازو	ایکیش ز ناموس و پوش آبرو
ڈھونڈھنے میں حامل آئی شرم سی	مختی مگر فکر اس کو ننگ و نام کی
سلطنت زیں لطف مانع آمدہ	رحمتش مشتاق آں مسکین شدہ
سلطنت اس لطف سے مانع ہوئی	رحمتیں مشتاق تھیں مسکین کی
یا کشش ز اسو بہ پنجانب رسید	عقل حیراں کایں عجب راکشید
یا آمدہ سے ہے اور آئی کشش	عقل حیراں ہے یہ ہے اسکی کشش
لے بند اللہ اعلم بالکشی	ترک جلدی کن کنزین نادانی
چپ بھی رہ، واللہ اعلم بالکشی	چھوڑ جلدی اس سے ہے نادانی

انحضرت کا قیدیوں کی دیکھ کر تبسم فرمانا

کہ ہمے بردند وایشان رفیعہ
ہا رہے تھے اور تھے مگر یہ کتاب

مے نظر کروند ورفے زیر زبیر

تھے نگہیوں سے وہ قیدی دیکھے

بر رسول صدق نذاہد اہل لب

سرو کہ کوہین یہ دانت اور لب

زانکہ در زنجیر قہر وہ من اند

کیونکہ زنجیروں میں تھے جڑے ہوئے

مے برداز کا فرستان شاہ قہر

پہلے تھے کا فرستان سے بہ قہر

نے شفاعت میر سدا ز سرور کے

حق سفا رش بھی نہ کوئی کارگر

علیے رامے برو خلق و گلو

اور گئے خلقت کے کٹواتا ہے وہ

زیر لب طعنہ زناں بر کار شاہ

طعنہ زن تھے زیر لب سرکار پر

خود دل میں مرد کم از غار نیست

کم نہیں پھتر سے دل اس کا بھی

دید پیغمبر کے جوق اسیر

دیکھے کچھ قیدی پیغمبر نے رواں

دید شاہ مر بند آں گاہ شیر

دیکھا جب اُن قیدیوں کو آپ نے

اتاہے خانیہ ہر یک پر غضب

اور چاہتا تھا وہ ہر اک پر غضب

زہرہ نے با آن غضب و مزند

با وجود اس کے نہ تھے دم مارتے

میکشند شاہ مر موٹل سوئے شہر

کھینچتے اُن کو سیاہی سوئے شہر

نے فدا ئے مے ستاند نے زیرے

کوئی فدیہ اُن سے لیتا تھا نہ زر

رگست عالم ہے گویند و او

رگست عالم تو کہلاتا ہے وہ

باہزار اہلکار میر فقہد راہ

ظہر میں طے کر رہے تھے رگزر

چار ہا کروم و اینچا چارہ نیست

اب یہاں چلتی نہیں اپنی کوئی

۱۷ یہ اُن قیدیوں کے طعنے تھے +

۱۸ یہاں سے ان کی گفتگوئے طعن ہے +

آبِ طبعِ آن لبت نیت کند	بار و بیک نیت را بشکند
تا کہ دل اس طبع سے نیت کرے	اور اس نیت کو پھر وہ توڑ دے
ور بکلی ہیراوت و آشتے	دل شکستے نو میدان کے کاٹتے
گر وہ رکھتا تجھ کو باطل بے مراو	ہوتا نا امید دل اے خوش نہاد
ور نکار پدے ابل از خورشیش	کے شدے پیدا ہوئے خورشیش
نچھ نہ بولے دیتیں گر محرمیاں	ہوئی مغلوبی ابل پر کب عیاں
عاقلاں از میرادی ہائے خورشیش	با خبر گشتند از مولاے خورشیش
عاقل اپنی بے مرادی سے ٹھٹھٹے	با خبر مولا سے اپنے دیکھ لے
میرادی شد قلا ویر بہشت	حق بجانب شمولے خوش شربت
میرادی ہو گئی خضر بہشت	حق بجانب حقیقت کو سن لے خوش شربت
اچن مراد اتت ہمہ اشکستہ پاست	پس کسے باشد کما کام اور و است
جب مرادیں ہیں شکستہ پا تری	کامیاب آرزو ہو گا کوئی
پس شدند اشکستہ دوش ایں قلا	لیک کو خود آں شکستہ بید لال
پس شکستہ دوش ہیں جملہ عاقلاں	ہے مگر یہ کب شکستہ بید لال
عاقلاں شکستہ اشل از اضطرا	عاشقاں شکستہ با صد اختیار
ہے شکستہ عاقلاں پر اضطرا	ہے شکستہ عاشقاں با اختیار
عاقلاں نش بندگان بند بند	عاشقاں نش شکستہ و قند بند
عاقل اس کی بندگی کے ہیں غلام	اور عاشق قند و شکستہ ہیں تمام
ایتنا کر ہمارے عاقلاں	ایتنا طوعاً ہمارے بید لال
ایتنا کشتہ ہمارے عاقل کی ہمار	ایتنا حلقہ ہمارے بیدل کی ہمار
<p>لے امید ہے حدیث شریف ہے کہ انا اجمعت حقت بالکمال یعنی بہشت میرا سے گہری گئی ہے تھ تو ہمارے پاس ہے تھ جبر و اکراہ ہے تھ خوشی و غربت ہے تھ</p>	

گشت پیدا کہ شما ناراستید	ایں جواب است کاخچہ خاستید
ہو گیا ظاہر کہ تم سچے نہیں	یہ جواب اپنا ملا ہے بالیقین
کو میکروند دفع از ذکر خویش	باز ایں اندیشہ را از فکر خویش
اندھا کر کے دُور رہنے ذکر سے	پھر اس اندیشے کو اپنی فکر سے
کہ صواب و شود و رول و سوت	کایں تفکر ماں ہم از ادبار سوت
تا کہ نیکی اس کی دل میں ہو بجا	یہ تفکر ہے سبب ادبار کا
ہر کسے غالب آور روزگار	خود چہ شد گر غالب آمد چند بار
کرتا ہے غالب سبھی کو روزگار	کیا ہوا اگر غالب آیا چند بار
بار بار بے مظہر آدمیم	ماہم از آئیا بخت آور شدیم
بار بار اُس پر ملی ہم کو خضر	اک زمانے میں ملے ہم بھی بخت و
چون شکست ما بنو داوود است	باز میکشند اگرچہ او شکست
کب ہماری طرح وہ تھا خوار و پست	پھر یہ بولے گو کہ دی اسکو شکست
داوود شاہی نہاں نہر دست	ز آنکہ بخت نیک را در شکست
سو طرح کی عشقیں دیریں انہیں	انکی قسمت نے شکست فاش میں
کہ نہ غم بودش مراں نے تیغ تیغ	کو با شکستہ نے مالت تیغ
کیونکہ کاوش ہے نہ ہے تیغ و مال	کیا شکستوں سے اُسے دیتے مثال
لیکے شکست مومن محمدی است	چوں نشان مومن مغلوبی است
ہیں شکستوں میں بھی اسکی خوبیاں	گرچہ مغلوبی ہے مومن کا نشان
عالیٰ از تیغ ریکال پر کرنی	گر تو مشکِ غنبرے را بشکنی
اک جہاں اس کی خوشبو سے بھرے	مشک و غنبر کو اگر تو توڑ دے
خانہا پر گند گرد و سر بسر	ور شکستی ناگہاں سرگین خر
گندگی پھیلے گھر وں میں سر بسر	اور جو توڑے ناگہاں سرگین خر

ماہزاراں مرد شیر الہ سلان	با دوسہ عمریاں سست نیم جاں
ہم ہزاروں شیر قن اور شیر گیر	ہیں فقط دوہیں بھوکوں کے اسیر
اچھنیں زمانہ الیم اور کجروست	یا ز آخر ہاست یا خود جاووست
کج روی سے ایسے عاجز ہم ہوتے	یا کسی جاووسے یا تقدیر سے
بخت مارا برورید ایں بخت او	تخت مانند سرنگوں از تخت او
ہم ہوتے بد بخت اُن کے بخت سے	تخت اُٹھنے اپنے اُنکے تخت سے
کار او از جاووسے نگر گشت بخت	جاووسے کر دیم ماہم چون منت
کام اُن کا گر ہے جاووسے بنا	کیوں نہ سحران پر ہمارا کچھ چلا
از بتان از خدا و خواستیم	کہ بکن مارا اگر ناراستیم
کی بیتوں سے اور خدا سے اتجا	بس مٹا ہم کو جو ہم ہیں کج ادا
ان المستفتوا فقد جاءکم الہ فتح کما تظنہ	
آئکہ حق در سست از ما و او	نصرتش وہ نصرت و را بجو
ہم میں ان میں ہو جو حق پر بر ملا	اس کو نصرت فتحندی ہو عطا
ایں عابسیا کر دیم و صلوات	پیش لات پیش عزتی و منات
یہ دعائیں مانگیں اور سجدے کئے	سامنے عزتی، منات اور لات کے
کہ اگر حق است اپدائش کن	ورنبا شد حق ز یون ماش کن
وہ اگر حق پر ہے۔ تو کہ آشکار	ورنہ کر دے بس اسے رسوا و خوار
چونکہ وادیدیم او منصور بود	ماہمہ ظلمت بدیم او نور بود
ہم نے جب دیکھا تو وہ منصور تھا	ہم تو سب ظلمت تھے اور وہ نور تھا
لے یعنی اگر تم فتح طلب کرو گے تو تم کو فتح ہو گی :	

ایں تسافل پیش ایشان چل درج	بہرین غم ناز بہر فرج
انہی لپتی بھی بندی ہے انہیں	پیش میں کب ہیں وہ ہیں آلامیں
کہ بنے ترسند از سخت و کلاہ	آسچناں شادند اندر فقر چاہ
خوف کھاتے ہیں وہ سخت و سماج سے	عیش ہیں یوں تہ میں کنوئیں کا ڈوبے
در خزان فاقہ صد بھجوں بہار	در فقیری ہر یکے صد شہر بار
اور خزان فاقہ میں مثل بہار	وہ فقیری میں ہیں مثل شہر بار
فوق گرد و ست نے زیر زیں	ہر کہ باد لب بود او ہم نشیں
چرخ پر ہے، کب ہے بالائے زیں	ہو گیا دلبر کا جو پہلو نشیں

از فضلونی علی یونس کی تفسیر

نیست از معراج یونس اجتناب	گفت پیغمبر کہ معراج مرا
کچھ نہیں معراج یونس سے بڑی	یونس پیغمبر مری معراج بھی
زانکہ قرب حق بر نیست از حبیب	آن من بالا و آن اونشیب
قربت اللہ ہے حد سے بڑی	اُن کا نیچے ملک، او پر ہے مری
قرب حق از حبس ہستی بر نیست	قرب عز پائش بالا جنت است
قرب حق چھٹنا ہے قید ہست سے	قرب حق اڑنا نہیں کچھ جنت سے
نیست انے زود نے دُور و نہ دیر	نیست اچھ جائے بالا نیست دیر
نیست میں جلدی نہیں کچھ اور نہ دیر	نیست کو کیا گر جو بالا اور دیر
عزہ ہستی چہ دانی نیست حبسیت	کار گاہ صنع حق در نیستیت
جانے تو معزور ہستی نیست کیا	نیستی ہے کار گاہ گمبہا
مے نماند هیچ با شکست ما	حاصل ایں شکست ایشان کیا
کب مشابہ اس سے ہے اپنی شکست	تقد کوتاہ اور ہے انکی شکست

آبِ اَبابولِ طلسِ اِپلاس	کو کند خود مشک با سرگیں قلیس
پانی اور پیشاب؛ اطلس اور پلاس	مشک کا سرگیں ہو کیونکر قلیس
آنحضرتؐ کی جنگِ یدبہ سے ایسی	
دلفکر لود و غلبین و ملول	وقتِ اگشتِ حدیبیہ رسولؐ
فکر میں تھے اور غلبین و ملول	جب حدیبیہ سے لوٹ آئے رسولؐ
دولت انا فتحنا زو و ہل	ناگہاں اندر حق جمع رسل
دولت "اَنَا فَتَحْنَا" کی عطا	ناگہاں اللہ نے ان کو بر ملا
توزمنع ایں ظفر غلبین مشو	آمدش پیغام از دولت کہ رو
تو شکست جنگ سے غلبین نہ ہو	آیا یہ پیغام حق کا آپ کو
نک فلاں قلعہ فلاں قلعہ مرا	کاندیں خائے بنقدت فتحاست
ہے فلاں قلعہ ، فلاں قلعہ ترا	یہ شکست اب ہے خزانہ فتح کا
برقریطہ و برضیہ از فہ چہ رفت	بنگرا خرج چہ کند و اگروید و تلفت
کیا نصیر اور کیا قریطہ سے ہوا	دیکھ آخر توئے جس دم مصطفیٰؐ
شد مسلم و ز غنایم نعمہا	قلعہا ہم گرداں پرہ نعمہا
فائدے مال عنیت سے ہوئے	قلعے بھی اور شہر بھی ہاتھ آ گئے
برغم و رنجند مضنون و عشیق	اور نباشد آں تو بنگر کیں فزوق
بجر رنج و غم کا ہے گویا عزیز	یہ نہیں تو دیکھ لے تو یہ فریق
خارجہا را چرا شترے چرند	زہر خورای را چو شتر بخورد
خارجہا چرتا ہے اشتر کی طرح	زہر خورای کھائے شتر کی طرح
لے ٹاٹ ۛ	
ۛ یہودیوں کی دو جماعتیں ہیں ۛ	

خود سخن در گوش آں سلطان نهند	تا مومل نشنود بر ما جسد
اور کے سلطان سے سارا ماجرا	تا سپاہی سن نہ لے اور ہو خفا
رفت در گوشے کہ آں من لدن	گرچہ شنید آں مومل این سخن
پہنچا لیکن تا بہ گوش من لدن	گو نہ سن پایا سپاہی یہ سخن
آنکہ حافظ بود یعقوب بن شنید	بوئے پیران یوسف اندید
پاساں کو۔ پر ملی یعقوب کو	آئی کب پیراہن یوسف کی جو
نشنود آں سر لوج غیبداں	آں شیاطین بر عیان آسماں
بھید اسے ہمارا، لوج غیب کے	آسماں پر کب شیاطین سن سکے
آمدہ سرگرداں گداں شدہ	آں محمد نقتہ و تکب زوہ
”بھید“ آیا اور طواف اُنکا کیا	سورج تھے جب محمد مصطفیٰ
آں نہ کا نگشتان او باشد دواز	آں خورد حلو اکہ روزیش است باز
انگلیاں لمبی کسی کی ہوں تو کیا	کھائے وہ حلو۔ جسے روزی ہوا
کہ بھل دزوی ترا حدر سرستاں	بخم مناقب گشتہ حارس دیوراں
چھوڑ چوری۔ مصطفیٰ سے بھید لے	بخم مناقب حارس شیطان کے
ہیں بمسجد روز بخور رزق ازالہ	لے دویدہ سوئے دکان از پگاہ
رزق تو مسجد میں جا کر رہے	اے کہ بھاگا تو دکان کو صبح سے
آنحضرت کی طرف سے قیدیوں کے ضمیر کا جواب	
گفت آں خندہ نبروم از نبرد	پس رسول آں گفت شازانم کو
بولے وہ ہنسنا دلائی سے مٹکھا	سکے ان کی گفتگو کو مصطفیٰ
۱۵ یعنی آنحضرت + ۱۶ معرفت کا راز سننے والا کان یعنی رسول مقبول کا گوشہ مبارک + ۱۷ چرک دار +	

ہمچو ماور وقت اقبال شرف	آہنچاں شاد و روزل و تلف
جس طرح ہم دولت و اقبال میں	خوش ہیں وہ یوں نصیب جان و مال میں
فقر و خواری فقہار بہت معلومت	برگ بے برگ کی ہمہ قطع آو
فقر و خواری میں ہے فخر بیکراں	کھیتیاں ہیں ان کی بے سامانیاں
چوں بہ خندید او کہ مارا بستہ وید	آں کیے گفت از چنانش کمزید
کیوں ہنسایوں قید ہم کو دیکھ کر	بول اے قیدی وہ ایسا ہے اگر
نیست زین زنداں کنواں زاونش	چونکہ او مہمل شد است و شاونش
کب ہے اس زنداں سے آزادی ملی	کیونکہ ہے اس کی خوشی بدلی ہوئی
چوں زین فتح و ظفر بباد شد	اپن قہر و شمنان چوں شاد شد
کیوں وہ ایسی فتح سے مژور ہے	قہر پر دشمن کے کیوں مسرور ہے
یافت آساں نصرت فتح و ظفر	شاد شد جانیش کہ بر شیران زر
مل گئی آسانی سے فتح و ظفر	شاد ہے شاید کہ ایسے شیران پر
جز بد نیا دل خوش و لاشا و نیست	بس بدانتیم کو آزاد نیست
صرف دنیا سے ہے خوش اور شاد	دنیا پس ہم نے نہیں آزاد وہ
بر بد و نیکد مشفق مہرباں	ور نہ چوں خند کہ اہل انجماں
نیک و بد پر مہرباں ہیں بر ملا	کیوں ہنسے ورنہ کہ جو ہیں ابلیا
طعنہ زلوں کے طعنے سے آنحضرت کی گاہی	
آں سیراں باہم اندر کجف آں	ایں بنگیدند در زیر زباں
قیدی تھے اس بحث میں مصروف	بائیں سب کرتے تھے وہ زیر زباں

نوندیدم تا کنم شادی بد اں	ایں ہمیدیم در آں انقبال تہاں
ہے نئی کیا بات جس کی ہر خوشی	تھا تمہارے اوج میں دیکھا یہی
بستہ قہر خفی آنکہ چو قہر	قند میخو روید و درے دوج زہر
مبتلا جس میں تھے، مخفی تھا وہ قہر	قند کھاتے تھے مگر تھا اس میں زہر
چوں نہیں قندے پراز زہر عدد	خوش بنو شد چیت حسد آید برہ
قند اگر پڑ زہر کھائے اک عدد	کیا کرے اس پر حسد اور رشک تو
بانشاط آں زہر میکہ دید نوش	مرگ تہاں خفیہ گرفتہ ہر دو گوش
زہر کھاتے تھے جو تم باسد خوشی	کان پکڑے موت نے اور جان لی
من نے کروم عز از زہر آں	تا ظفویا ہم فرا گیرم جہاں
میں نہ کرتا تھا لطافتی اس لئے	تا کہ لیلوں ساری دنیا خنچ سے
ایں جہاں جیفہ است و مرار و حرص	پر چنین مروار چوں باشم حرص
یہ جہاں ناقص بھی ہے مروار بھی	حرص کیا ہو مجھ کو اس مروار کی
سگ نیم تا پیر چیم مردہ گنم	عیسیم آیم کہ تا زندہ اش گنم
سگ نہیں مگر جسے جو مردوں کے کردوں	مثل عیسیٰ زندگی مردوں کو دوں
زاں ہمیکروم صفوی جنگ چاک	آر باشم مر شمارا از ہلاک
میں صفوی جنگ اس لئے کرتا تھا چاک	تا بچو تم اور نہ ہو جاؤ ہلاک
زاں نے بزم گلو ہائے بشر	تا مرا باشد کرد و فر و حشر
کاٹتے ہوں کب گلے میں اس لئے	تا جو شہرت اور کتہ و فرے
زاں ہے بزم گلوئے چند تا	زاں گلو ہا عالمے یا پدر ہا
کاٹتا ہوں اس لئے میں کچھ گلے	تا کہ دنیا کو نجات دہن سے بے
کہ شما پروانہ وار از جہل خویش	پیش آتش میکنید اینجملہ کیش
جاہوں کی طرح تم پروانہ وار	پیش آتش کرتے ہو دین آشکار

مردہ کشتن نیست مردی پیش ما	مردہ نذایشان و بوسیدہ فنا
ہاں نہیں مردی مروں کو مارنا	مردہ ہیں وہ اور مقہور فنا
چونکہ من پافشرم اندر مصاف	خود کیندا ایشان کہ مرد و شکاف
پاؤں میدان میں اگر میں گاڑ دوں	وہ تو کیا ہیں۔ چاند کو ٹکڑے کروں
من شمار ابستہ میدیدم جنہیں	آئینے کا زاد بولید و کلیں
دیکھتا تھا میں یونہی تم کو بندھا	جبکہ تم آزاد تھے اور تھے رہا
نزو عاقل اشترے بر زوباں	ایسے بنا زیدہ بہ ملک و نماں
عاقل اس کو جانتے ہیں راگیاں	ہے جو تم کو ناز ملک و خانان
پیش حکیم کل آسائے گشت	آتش تن را تافتا و از باطشت
حال پھر ہر لمحے کا مجھ پر کھل گیا	فاتح راز نقش تن جب ہو گیا
بنگرم ورنیت جسے بنیم عیاں	بنگرم در غورہ کے بنیم عیاں
نیت میں ہستی کے ملتے ہیں نشان	غورہ میں میں دیکھتا ہوں نئے عیاں
آدم و حوا نرستہ از جہاں	بنگرم سر عالمے بنیم نہاں
جبکہ پیدا آدم و حوا نہ تھے	دیکھتا ہوں راز میں اس وقت کے
ویدہ ام پابستہ و منکوس و پست	من شمار اوقت و زات است
سرنگوں دیکھا ہے اور پابند و پست	میں نے تم کو اولاً وقت است
انجیہ دانستہ ہوم افزوں نشد	از حد و ش آسمان بے عمد
کچھ نہیں دانست سے میری فزوں	جس ہے یہ آسمان بے ستوں
پیش از اس کہ آب و گل بالیدہ ام	من شمار اسرنگوں میدیدم
پھر پڑا ہوں آب و گل کے دام میں	پہنے میں نے سرنگوں دیکھا تمہیں

ہیں عثمان و کرش بچے اس منہزم	اور مراں تا تو گودی مخمزم
ان کا بیجا ٹوٹ نہ کر اس سے مرو ہوش	تا نہ تھا جانتے کہیں طلقہ بگوش
چوں کشاندت بدیں حلیہ بدام	جملہ بینی بعد ازاں اندر زحام
دام میں بہانسیں جو منجھ کو حلیہ گر	بعد ازاں وہ سب بچے آئیں نظر
عقل ازیر علیا لبان کے گشت شاو	چوں میں غالب شدن بد او فساد
عقل اس غلبے سے کب ہوتی ہے شاو	جبکہ اس غلبے میں ہے یکسر فساد
تیز چشم آمد خرد بنیائے پیش	کہ خدائیش سر مرکہ و از کل خوش
تیز آنکھیں ہیں خرد کی نور ہیں	سر مرہ حق سے ہوتی ہیں سر مکیں
گفت پیغمبر کہ ہستند از فنون	اہل جنت و رخصت تہا زبول
بولے پیغمبر کہ از راہ فنون	اہل جنت ہیں خصومت سے زبول
از کمال حرم و سواہرین خوش	نے ز نقص و بدلی و ضعف کمیش
کیونکہ وہ ہشیار ہیں اور بد گمان	بدولی اور ضعف مذہب ہے کہاں
ور فرہ داوان شتودہ در کون	حکمت لولا رجال مومنون
شادمانی جب ملی ان کو فزون	تو دنیا لولا رجال مومنون
دوست کو تا ہی ز کفار عیس	فرض شد بہر خلاص مومنین
باتہ رکنا کافروں کے قتل سے	فرض تھا تا ہر مسلمان بچ سکے
قصہ عہد حدیبیہ بخوال	گفت ایدیکم تمامت انہاں
ہاں حدیبیہ کی تو پڑا داستان	قول ایدیکم سے ہر جا رازاں
لے لکھ کر رجال مومنون و نسار مومنات لم تقوہم ان قتلوہم فتصیبکم منہم معذبتیغیر	علم یعنی اگر مکہ میں مومن مرد اور مومن عورتیں نہ ہوتیں کہ تم انکو نکلیں جانتے تھے تو تمہیں
لا علمی کے باعث انہیں ہلاک کرنے کی صورت میں رنج پہنچتا	
تھو تو تعالیٰ پھر اللہ تعالیٰ کہ ایدیکم عنکم و ایدیکم عنکم اللہ ایسا ہے جس کا فروع ہاتھ تم سے	
در تہا رسے ہاتھ کافروں سے ہانڈ رکھے	

از در افتادن در آتش بادوست	من ہے اتم شمار ہجو مست
نا کہ تم سب گر نہ جاؤ آگ میں	ہوں بھگتا مست کی صورت نہیں
تخم منخوستی خود میکا شتید	آنکہ خود را فتحنا پنداشتید
بیج بولتے تھے غوست کے یہاں	فتح کا کرتے تھے تم اپنی گماں
سوئے اژدہا فرس میرا ندید	بیکہ گر اجدجد مے خواندید
جاتے تھے تم اژدہوں کے سانپ	کو ستے اک دوسرے کے جد کو تھے

باعی آسودگی میں بھی مقہور ہے

خود شما مقہور قہر شیردہر	قہر میکہ دید و اندر عین قہر
اور بہت مقہور تھے اس دہر میں	قہر م کرتے تھے۔ خود تھے قہر میں
اوبداں مشغول بد والی رسید	دزد قہر خواجہ کروزر کشید
وہ تھا مصروف اس میں مالک گیا	چور لے خواجہ کا مال و زر لیا
کے برو والی حشر اٹھتے	اگر ز خواجہ آں زماں بگھڑتے
ظلم کرتا خواجہ کیوں اس چور پر	بھاگتا اسوقت خواجہ سے اگر
ز آنکہ قہر او میرا ورا ر بود	قہر ہی دزد مقہوریش بود
قہر اس کا اس کے سر کو لے اڑا	چور کا قہر اس کی مقہوری بنا
تار سد والی بستاند تو د	غالی بر خواجہ دایم او شود
خواجہ اس سے لینے آیا انتقام	حکم کرنا خواجہ پر تھا اُسکا دام
در نبرد و غلہ لی آغشہ	اکیہ تو بر خلق چیرہ گشہ
جنگ اور غلبے میں ہے آلودہ سر	ایک تو غالب ہوتا ہے خلق پر
تا ترا در حلقہ مے آروکشاں	آں بقاصد نہزم کروکشاں
نا کہ تجھ کو کھینچ لے گھر سے میں	بالا را دہ وہ بھگاتا ہے اُنہیں

زآنکہ ہستند از فواہ چہ شہم کور	کو دو کاں امیری مکتب بزور
وہ کب اس کے جانتے ہیں فائے	جیوں کو لے جائیں مکتب جبر سے
جانش از رفتن شکستہ میشود	چوں شود واقف بکتاب میدو
ہو شکستہ روح اس کی بر ملا	جب ہو واقف جائے مکتب دوڑتا
چوں نذیر از مزو کا خوش بیچ	میرود کو دک بکتاب تیج تیج
کام کا پاتا نہیں جب کچھ صلا	جاتا ہے مکتب کو بچہ تھڑکلا
آنکے بیخواب گرد و شب چو زو	چوں کند در کیسہ آنکے دست مزد
چر کی صورت نہ شب کو نیند آئے	جیب میں اپنی جو کچھ پیسے وہ پاسے
بر مطیعاں آنکھت آید حسد	جہد کن تا مزد طاعت در رسد
ورنہ نیکوں پر حسد ہو بر ملا	سچی کرتا رہے طاعت کا صلا
اتینا طوعاً صفا بسرشتہ	لے اتینا کرے مقتلہ گشتہ
”اتینا طوعاً ولی کے واسطے	اتینا کرے مقتلہ کے لئے
واند گر را بے غرض خود غلتے	ایں محبت حق ز بہر علتے
بے غرض یہ صرف غلتے کے لئے	دوست وہ حق کا ہے علت کے لئے
واں دگر دل دلدادہ بہر آن شیر	ایں محبت دایہ لیک ز بہر شیر
دوسرا دلدادہ دایہ کے لئے	عشق دایہ کا ہے بہر شیر اسے
غیر شیر اور ازود لخواہ نے	طفل از حسن او آگاہ نے
دودھ ہی صرف اس کو بچہ نظر	طفل اسکے حسن سے ہے بے خبر
بغیر غرض عشق یک را یہ بود	واں دگر خود عاشق دایہ بود
بے غرض یک رنگ الفت میں رہا	دوسرا خود عاشق دایہ بڑا

۱۰ وہ ہمارے پاس مجبور آئے ❖

۱۱ خلوص ❖

ویدا مغلوب دایم کبریا	نیز اندر غالبی ہم خلیش را
اپنے کو مغلوب دایم کبریا	تختی میں تھا اپنی دیکھتا
گم شد او واللہ اعلم بالصواب	مارسیت اذرسیت آمد خطاب
گم ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب	مادمیت اذرسیت آیا خطاب
کہ بگردم ناگماں شبگیر تاراں	زآں نے خندم من از زنجیر تاراں
تا کروں حلقہ میں شیخوں مار کے	لب ہوں زنجیروں پر ہنستا اسلئے
میکشم تاراں سوئے مرستان و گل	زآں ہے خندم من ز زنجیر و گل
تا کہتیں گلشن کی جانب بھینچ دوں	طوق اور زنجیر پر ہنستا ہوں یوں
بستے آریں تاراں تا سبزہ زار	العجب کز آتش بے زہنمار
کھینچتا ہوں تم کو جانب باغ کے	پے تعجب اسقدر سخت آگ سے
میکشم تاراں تا بہشت جاوداں	از سود و زرخ بزنجیر گراں
کھینچتا ہوں تا بہشت جاوداں	سمت دوزخ سے بزنجیر گراں
پہنچاں بستہ بحضرت میکشد	ہر مقلد را دریں رہ نیک بد
کھینچتا ہے اللہ کی جانب بندھا	ہر مقلد ہو بھلا یا ہو برا
میر و ندایں رہ بغیر اولیام	جملہ در زنجیر بیم و ابستلا
جاتے ہیں اس راہ میں بے ادیا	بستہ زنجیر خوف و ابتلا
جز کسانے واقف از اسرار کار	میکشد ایں راہ را بیکار وار
ماسوا آن کے جو ہیں اسرار داں	وہ ہیں جوں بیکار اس راہ میں داں
تا سلوک خدمت آساں شود	چہ کن تا نور تو رخشاں شود
اور سلوک راہ آساں ہو ذرا	سعی کرتا نور ہوتا باں ترا
لے مادمیت اذرسیت و لکن اللہ دخی یعنی تو نے نہیں بھیجا جب تو نے	
بھیجا۔ مگر اللہ نے بھیجا ۛ	

تاکہ پیش از مرگ بندہ رکوع دست	ترک آں کردیم کو دین جو مست
تاکہ پیش از مرگ دیکھے رونے یار	اس لئے چھوڑا کہ وہ ہے بیقرار
زانکہ دید دوست است بحیات	تار ہداز مرگ و یا ہدائت
کیونکہ دید دوست ہے آپ حیات	تاکہ چھوٹے موت سے بچائے نجات
دوست نہو کہ نہ میوش نہ برگ	ہر کہ دید او نباشد دفع مرگ
دوست وہ کیا اس میں ہے ہر بھل	دید سے جس کی نہ ہو دفع اہل
کاندراں کارار رسد مرگ است	کارا نکاہت کے مشتاق مست
موت جس میں آئے تو ہو خوشگوار	کام ہے وہ کام اے مشتاق یار
آنکہ آید خوش تر امرگ اندراں	شد نشان صدیقی ایمان آجاں
ہو جو وقت مرگ بھی خوشادماں	ہے نشان صدق ایمان اے جاں
فیست کامل و بجا کمال دیں	اگر نشد ایمان تو اے جاں جنیں
جا کمال دیں کی کہ پھر جستجو	صاحب ایمان نہیں ایسا جو تو
برل تو بے کراہت دوست است	ہر کہ اندر کار تو شد مرگ دوست
دوست بس وہ ہے کراہت ہے ترا	جس نے تیرے کام میں کی جاں فدا
صورت مرگ بہت افکار کمروست	چوں کراہت نہ وقت بخود مرگ مست
موت کی صورت ہے صرف راک نقیل جا	جب کراہت ہی نہیں پھر موت کیا
پس رست آمد کہ مردن دفع شد	اچوں کراہت نہ وقت مردن نفع شد
اس کو دفع مرگ کہنا ہے بجا	جب مٹی نفرت ہے مرزا کام کا
کہ توئی آن من من آن تو	دوست حقیقت کے کش گفتا و
تو مری میں ملک تیری بر ملا	دوست حق کا وہ جسے حق نے کہا

اپس محبت حق بامید و ترس	دوست جو حق کا ہے بامید و ترس
وہ محبت حق ہے۔ کب بہر خدا	اگر چین و گریہاں میں طالب است
ایسا اور ویسا جو ہے طالب پڑا	اگر محبت حق بود بغیرہ
اگر محبت حق ہو غیروں کے لئے	یا محبت حق بود لعینہ
ہو اگر آفت ہے عین خدا	پھر ہو اس کو دوسرے کا خوف کیا
عاشق کو معشوق کا جذب کرنا	
ہر روز ایں جستجو باز آں سر	میں تلاشیں دونوں اس دربار سے
آئیم آنجا کہ در صدر جہاں	دل میں اس صدر جہاں کے بیگماں
نا شکلیا کے ہڈے و از فراق	پھر وہ کیوں بے صبر ہوتا ہجر سے
میل معشوقاں نہاںست و ستیر	رجبت معشوق رہتی ہے نہاں
ایک حکایت بہت اینجا ز اعتبار	اک حکایت اور بھی مکتی معتبر
ایں گرفتاری دل آں بہت	ہے گرفتاری دل اس یار سے
گر نہو دے جذب آں عاشق نہاں	گر نہ ہوتا جذب عاشق کا نہاں
کے دواں باز آمدے سوئے و شاق	جانب قید آتا پھر کیوں دور کے
میل عاشق با دو صد طبل و فقیر	رجبت عاشق ہے پڑ ستور اور عیاں
لیک عاجز شد بخاری ز اشتغال	منتظر بے حد بخاری ہے مگر

عاشقی برقی خود خواہ مگر	صد چو تو فانیست پیش آن نظر
عاشق اپنی نفی پر شاید ہے بار	اس نظر میں تجھ سے فانی ہیں ہزار
شمس آید سایہ لاگرد و شتاب	سایہ و عاشقی بر آفتاب
شمس اگر ملے تو سایہ ہو فنا	تو ہے سایہ اور عاشق رہم کا
نزد ستارہ ماند و ناز شب بثر	چونکہ سر بر زور شرق قرص خود
پھر ستاروں اور شب کا کیا پتا	جب درخشاں شرق سے سورج ہوا
عقل سخت خویش ناز و دبروں	از در بول چونکہ عشق آید دلوں
اپنا سامان عقل با ہر بھینک دے	عشق جس دم دل میں اپنا گھر کرے
گشت آہو بخیر افتاد زار	آہو شیرے خورد با آہو دو چار
اور ہرن بیہوش ہو زار و زار	جس طرح ہو شیر آہو سے دو چار
فہم کن واللہ اعلم بالساد	آہو زور پیشین تند باد
غور کر واللہ اعلم اے فنا	زور پیشہ جس طرح پیش ہوا
در بارِ سلیمانی میں مجھ کی فریاد	
وہ سلیمان نبی شد داد خواہ	پیشہ آمد از حدیقہ وز گیہ
داد خواہی تا سلیمان سے کرے	مجھ آبا باغ سے اور گھاس سے
بر شیا طیں آدمی زاد و پری	کاے سلیمان معدلت میروری
ہر پری اور دیو اور انسان پر	اے سلیمان ! تم ہو عادل سر بسز
کیست گم گشتہ کش فضل گشت	امرغ و ماہی نہ پناہ عدل تحت
فضل ہر کھو جانے والے پر عیاں	عدل سے چلتے ہیں مرغ اور مچھلیاں
بے نصیب ز باغ و گلزار ہم ما	داد وہ مارا کہ بس زار ہم ما
بے نصیب گلشن و گلزار ہمیں	دو ہماری داد ہم بھی زار ہیں

بخاری عاشق کا صد جہاں کے پاس پہنچنا

بستہ عشق اور اجیل من مسد	گوش دار کنوں کہ عاشق میرسد
تھا جو پابستہ بجیل من مسد	سُن کہ اب پہنچا وہ عاشق بے مدد
گوئی پڑیدیش از تن مرغ جاں	چوں بدید او چہرہ صدر جہاں
اُڑ گیا اُس کے بدن سے مرغ جاں	جبکہ دیکھا چہرہ صدر جہاں
بر سر پر ملک جاویدان نشست	جاں بجانان داد از خود باز دست
تخت ملک جاودانی کا بلا	جاں دی جانان کو خود سے چھٹ گیا
سروشدا از فرق سرتانا خنش	بہچو چوب خشک قتاو آتش
سر سے ناخن تک وہ تھا ٹھنڈا ہوا	سولھی لکڑی کی طرح تن گر پڑا
نے بکبید و نہ آمد در خطاب	ہر چہ کردند از بخور و از گلاب
کی نہ حرکت اور نہ کچھ منہ سے کہا	دھونیاں دیں اور سٹنگھایا لٹکایا
جز کہ بوئے آں شہر با فرو نور	کار نامہ از بخار و از بخور
ماسوائے بوئے شاہ فر و نور	بے اثر تھے یہ بخار اور یہ بخور
پس فرو آمد ز مرکب سوئے او	شاہ چوں دید آں زعفر و آو
آیا پاس اُسکے اُتر کر اسپ سے	زرد چہرہ اسکا دیکھا شاہ نے
چونکہ معشوق آمد آں عاشق برفت	گفت عاشق دوست جو بدیز وقت
جبکہ معشوق آیا۔ عاشق چلے یا	بولا عاشق طاب معشوق تھا
چوں بیاید از تو نہود تار مو	عاشق حقیقی و حق آنست کو
جب وہ آئے۔ ہونہ باقی بال بھی	عاشق حق کو سب اور حق ہے یہی

لے بخور کی چھال کی رستی سے ۔

ملک آں اودھت راکرنگان	تا نالہ خلق سوئے آسماں
ہے ہمیں ملک اس لئے حق نے دیا	تھا کرے کوئی نہ گردوں سے بگا
تھا بالابر مہیا بد دو دیا	تھا نگر دو مضطرب چرخ و سہا
آسماں پر تانہ جائے دو آہ	اور نہ ہو چرخ و سہا اس سے سیاہ
تا نگر زو عرش از نالہ یقیم	تا نگر دو از ستم جائے سقیم
تا نہ عرش آہ یقیناں سے پے	تا نہ ہو بد حال کوئی ظلم سے
زاں نہادیم از ممالک مذہبے	تا نیاید بر فلکھا یا ربے
اس لئے ملکوں میں اک مذہب رکھا	تا نہ آئے کوئی تیا رب کی صدا
منگر اے مظلوم سوئے آسماں	کا سمانی شاہ اری ز زماں
کر نظر اپنی نہ سوئے آسماں	آ سمانی شاہ ہے موجود یاں
گفت پیشہ داؤ من از دست باد	کو دو دست ظلم بر ما بر کشاؤ
بولا محیر، ہے بگہ اس باد سے	جس نے ہم پر ہاتھ کھولے ظلم کے
ما ز ظلم او بہ تنگی اندریم	بالب بستہ از خوئ مخیریم
ظلم سے اس کے ہوئے ہیں تنگ ہم	چپ ہیں اور پیٹے ہیں خن دل ہم
ظلم او بر ماصر حیت عیاں	غیبت مارا چارہ جزو کونہاں
ظلم اس کا ہم پہ ہے باطل عیاں	تھا یہی چارہ کیا ہم نے بیان
داؤ ما و انصاف مابستان ازو	اے کریم عادل اکرام خو
داد دیجے، چارہ جوئی کیجئے	آپ منصف اور عادل ہیں بڑے
حضرت سلیمانؑ کا مجھ کو حکم دینا	
ابن سلیمانؑ گفت آزیباودی	امر حق باید کہ از جاں بستوی
پس سلیمانؑ نے کہا۔ اے خوش صدا	حکم حق بھی چاہئے سننا دُرا

پیشہ باشد در ضعیفی خود مثل	مشکلات ہر ضعیف از تو حل
پیشہ کمزوری میں ہے ضربا مثل	مشکلیں کمزور کی ہیں تم سے حل
شہرہ تو در لطف و مسکین پوری	شہرہ ما در ضعف شکستہ پری
اور تمہارا لطف و مسکین پوری	شہرہ ہے اپنی بے بال و پری
مفتی ما در کمی و گمہی	اے تو در اطباق قدرت مفتی
ہم کمی و گمہی کی انتہا	تم ہو قدرت اور قوی کی انتہا
دستگیر اے دست تو دست خدا	داودہ مارا ازین غم کن جدا
دستگیری ہو کہ ہو دست خدا	داد دو ہم کو۔ کرو غم سے جدا
داو و انصاف از کہ میخواستی بگو	پس سلیمان گفت کہ انصاف جو
بول کس سے چاہتا ہے داو تو	پھر سلیمان بولے۔ اے انصاف جو
ظلم کو است و خراشید است تو	کجاست آن ظالم کہ از باو بر تو
کر دیا ہے اس طرح زخمی تھے	کون وہ ظالم ہے جس نے ظلم سے
کو نہ اندر مجلس در زنجیر ماست	اے عجب وہ عہد یا ظالم کجاست
جو نہیں زنجیر میں قیدی یہاں	ہیں ہمارے عہد میں ظالم کہاں
پس بعہد ما کہ ظلمے پیش برو	چونکہ ما زادیم ظلم آرزو مرو
ظلم پھر اس عہد میں کس نے کیا	ہم جب آئے۔ ظلم اسی دن مر گیا
ظلم را ظلمت بود اصل و ضد	چوں برآمد نور ظلمت نیست شد
ظلم کی ظلمت ہی ہوئی ہے پنا	نور جب نکلا۔ ہوئی ظلمت فنا
دیگر اں بسبب با صفا و مند و بند	نہک شیاطین کسب خدمت میکنند
بعض زنجیروں میں ہیں جکڑے پڑے	ہیں شیاطین کسب خدمت میں لگے
دیو در بندہ است آتم چوں نمود	اصل ظلم ظالماں از دیو بود
قید ہیں وہ۔ ظلم پھر کسے کیا	ظلم کی ران ظالموں سے تھی رہنا

چوں خدا آید شود چو پندہ لا	ہنجیں جو پائے در گاہ خدا
جب خدا ملا ہے ہوتا ہے فنا	ایسے ہی جو پائے در گاہ خدا
لیک از اوّل بقا اندر فنا نیست	گرچہ آن وصلت بقا اندر بقا نیست
پرفنا ہی میں بقا ہے بر ملا	گو ہے وصل اسے بقا اندر بقا
نیست گرد و چوں کند نورش ظہور	سایہ پائے کہ بود جو پائے نور
نیست ہوں جب نور کا دیکھیں ظہور	سارے سائے ٹھونڈے رہتے ہیں نور
گل شئی ہا لک الا و جہر	عقل کے ماند چو باشد سر او
گل تہ قبیٰ ہا لک الا و جہر	عقل کیا ٹھہرے جو ہو وہ رو برو
ہستی اندر غیبتی خود طرفہ است	ہا لک مد پیش و جہش ہست و نیست
نیست میں ہے ہستی یہ ہے طرہ تر	فانی اس کے سامنے ہر خشک و تر
چوں قلم اینجا رسید و سر شکست	اندریں محضر خرد باشد ز دست
جب قلم پہنچا یہاں - سر رکھ دیا	اس جگہ ہے عقل کا گم راستا
در نوازش عاشق خود را نہاں	باز گردم جانب صدر جہاں
ہے نوازش میں جو عاشق کی دیاں	پھر چلوں میں جانب صدر جہاں
اندک اندک از کرم صدر جہاں	میکشد از بہشی اش و ربیاں
رفتہ رفتہ اُفتد صدر جہاں	بہشی میں بھر رہی ہے بریں بیاں
عاشق بیوش پر معشوق کی نوازش	
بر رخس میکہ و اشک تر نشا ر	بر گرفتش سر نہا و اندر کنا
اس کے منہ پر اشک کرتا تھا تار	ہو گیا اس سے لپٹ کر ہمکنار
لے یعنی ذات وحدہ لا شریک کے سوا تمام چیزیں ہلاک ہو جانے والی ہیں	

حق بن گفتہ است ہاں آدا دوا	مشنوا ز خصمے تو بے خصم دگر
حق نے یوں مجھ سے کہا۔ اے پیشوا	میں نہ ایک طرف۔ نہ ہو گر دوسرا
تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور	حق نیاید پیش حاکم در حضور
دونوں دشمن ہوں نہ جیتک سامنے	پیش حاکم جھوٹ سچ کیونکر کھلے
انصم تنہا کر برآر و صد نفیر	ہاں وہاں خصیم قول او مگر
دشمن تنہا کرے سواریاں	کر یقین بے دوسرے کے تو نہاں
من نیارم کرو ز فرماں تا فتن	خصم خود را رو بیاور سونے من
حکم حق سے جھنڈ نہ پھروں گا کبھی	جا تو میرے پاس لا دشمن کو بھی
گفت قول تست بر ہاں دست	خصم من با دست و حکم تست
پولا چھتر سچ کہا اے نیک نام	وہ ہوا ہے جو تمہاری ہے غلام
بانگ نے واکشہ کہ اے باد صبا	پیشہ افغاں کرو از غلالت بیا
دی صدا آخر کہ اے باد صبا	پیشہ زیادتی ہے تجھ سے، آگے آ
ہیں مقابل شو تو با خصم و بگو	پاسخ خصم دیکھ دفع عدو
سامنے دشمن کے آ کر کہ بیاں	مدعی کا دے جواب آ کر یہاں
باد چوں بشنید آمد تیز تیز	پیشہ بگرفت آزمائیاں او گریز
جب ہوانے یہ سنا آئی وہ تیز	پیشہ نے اس وقت لی راو گریز
پس سلیمان گفت کایے پیشہ کجا	باش تا بر ہر دور ائم من قضا
پس سلیمان بولے۔ اے مجھتر کہاں	ہاں بٹھر دونوں کا میں لونگا بیاں
گفت ایشہ مرگ من از بود است	خود سیاہیں روز من از دو و است
بوللا مجھتر جب وہ سہ تو میں کہاں	ہے سیہ روزی مری اس کا دھواں
اوچو آمد من کجا یا لم قرار	کہ برآر و از نہاد من و مار
جب ہوا آئی، کہاں مجھ کو قرار	ہے ہلاکت پھر مری بے اختیار

جہل و مرعلہا را استاد	ظلم او مرعلہا را شد رشاد
جہل اسکا علم کا استاد ہے	مرشد انصاف ہر بیدار ہے
دست و بگرفت کا بن فتنہ دشمن	آنگہ آید کہ من دم بخشش
ہاتھ پکڑا اور کہا دم اسمیں ہاں	آئیگا جب بخشوں میں دم بیگان
چوں مہن زندہ شود آفرودن	جان من باشد کہ زو آرومن
مردہ کو مجھ سے ملی گر زندگی	ہو گا میرا دوست، میری جان بھی
من کنم اور ازیں چاہم شتم	جاں کہ من شتم بہر بند بخشش
جان دیکر اس کو بخشوں عزیز	جاں میں دوں، اور وہ دیکھے بخشش
جان نامحرم نہ بیندوئے دوست	جز نہاں جاں اصل واز کوئے دوست
جان نامحرم نہ دیکھے روئے یار	ہاں مگر وہ جس کا گھر ہے کوئے یار
در دم و محم قصاب را بن دوست	تا ہمد آن مغز نعرش پوست
جوں قصائی دوست میں پھونکوں گام	بوست چھوڑا مغز نے۔ تو کیا ہے عمر
گفت اے جان، میدہ از بلا	وصل اما در کشادیم الصلا
بولتا اسے جاں جو بلا سے ہے ربا	وصل کا در کھل گیا اندر آ
اے خود ماہی خودی و مستیت	اے رہبت ماہمارہ ہستیت
اے خودی میری ہے تیری بیخودی	اے مری ہستی سے تیری زندگی
با تو بے لب لہب نیاں من نو بنو	راز ہائے کہنہ میگویم شنو
بے زبان لب میں تجھ سے اس کڑی	کہ رہا ہوں چند راز حق
ز آنکہ لب ما از اندام میرند	بر لب جوئے نہاں بر میدمند
کیونکہ یہ لب ان دمن سے ہیں رانگ	ساحل جوئے نہاں پر ہیں عیاں
لہ یہاں سے پھر قعدہ شروع ہوا:	
لہ بھاگنے والا: ۵۵ جان سے مراد ہے:	

زرنہار آور دست من کشا	بانگ زد در گوش او شہ کالے گدا
کھول دامن میں ہوں مصروفی عطا	کان میں آواز دی۔ ماں لے گدا
چونکہ زرنہارش سیدمچوں مید	جان تو کاندر فراتم سے طعید
میں پناہ جاں تھا۔ پھر کیوں جان می	میری فرقت میں تیاں جتنی جاں تری
باغ خود آئے بخودی و باز گرو	اے بدیدہ در فراتم گرم و سرد
بہ خودی کہ چھوڑا اب آپے میں آ	ہجر میں میرے سہا اچھا بُرا
رسم مہمانش بنجانہ سے پرو	مرغ خانہ اشتہرے راہ بخرو
لے چلا مہماں بنا کر شاد شاد	اک شہزادہ کو ایک مرغ خانہ زاد
خانہ ویراں گشت سقف اند فاد	بچوں بنجانہ مرغ اشتہر پانہاد
گر پڑی چھت اور گھر ویراں ہوا	اونٹ نے جب پاؤں اس گھر میں کھا
ہوش صلح طالب ناقہ خدا	خانہ مرغست عقل و ہوش را
ہوش طالب ناقہ حق کا ہوا	تاں یہ عقل و ہوش ہیں گھر مرغ کا
لے گل آسجا ماند نے جان دلش	ناقہ چوں سر کر و در آب گلش
پھر نہ جاں باقی۔ نہ گل باقی رہی	آب و گل میں جب جگہ نائے نم کی
زیر فزون جہنی ظلموست جہول	کر و فضل عشق انسان اقصول
وہ اسی سے ظالم و جاہل بنا	عشق نے برباد انسان کو کیا
میکشد خرگوش شیرے در کنار	جاہلست و اندریں مشکل شکار
شیر سے خرگوش ہے اک ہمکنار	جاہلی یہ ہے۔ کہ ہے مشکل شکار
گر بدانتہی و دیدے شیر را	کے کنار اندر کشیدے شیر را
شیر سے ہوتا اگر وہ آشنا	شیر کو آغوش میں کب کھینچتا
ظلم میں کز عدلما گو میبرد	ظالمست او برد و بر جان خود
ظلم غالب عدل پر ہے بر ملا	ظالم اپنا ہے اور اپنی جان کا

عاشق بیہوش کا ہوش میں آنا

یکد و چرخے زد سجد و اندر فتاد	برجید و برطلید او شاد و شاد
کھا کے چکد سجے میں وہ گر پڑا	تھر تھرایا اور تڑپا خوش ہوا
در وصال ز بندہ بجز آزاد شد	بشکفید از روتے او دشا و شد
تقدیرت سے ہوا آزاد وہ	دیکھ کہ اس کو ہوا دل شاد وہ
شکر کہ باز آمدی ز آں کوہ قاف	گفت اعقنائے حق جان را منقاف
شکر ہے۔ لوطا ز راہ کوہ قاف	بولے۔ اے عقنائے حق کر کے طواف
اے تو عشق عشق و ادخا و عشق	اے سرا نیل قیامت گاہ عشق
عشق کے عشق اور اے دلخواہ عشق	اے سرا نیل قیامت گاہ عشق
گوش خواہم کہ نہی بر روزم	اولیں خلعت کہ خواہی اوم
چاہتا ہوں بات تو میری سننے	پہلا خلعت چاہے گردینا مجھے
بندہ پرور گوش کن تو اں من	گرچہ میدانی بصفت حال من
بندہ پرور اب ہو واقف قال سے	گو کہ تو واقف ہے میرے حال سے
ز آرزوئے گوش تو ہوشم پرید	صد ہزاراں بار لے صدر فرید
تیری باتیں سننے کو تھے راگیاں	ہوش لاکھوں بار اے صدر جہاں
واں بستم ہاتے جاں افزائے تو	آں سمیع تو و آں صفائے تو
اور وہ تیرا مشکراتا چلا تورا	وہ ترا سننا وہ گوش آشنا
عشوہ جان بد اندیش مرا	آں نیوشیدن کم و بیش مرا
عشوہ میری جان بد اندیش کا	اور وہ سننا ترا کم اور سدا
پس پذیرائی تو چوں نقد درست	قلبہائے من کہ آں معلوم تست
تو نے مثل نقد وہ سب چن لئے	ٹھوٹ جتنے تھے۔ بجتے معلوم تھے

ور بگریم چوں کف مدح و شکر	اگر بگویم فوت میگرد و بکا
روؤں تو کیونکہ کروں مدح و ثنا	کچھ کہوں تو فوت ہوتی ہے ہکا
میں چہ افتادہست زودیدہ مرا	مے فتد از دیدہ خون دل شہا
دیکھ بان آنکھوں سے کیا پتے پڑا	خون دل جاری ہے آنکھوں سے شہا
کہ برو بگریمت ہم دون ہم شریف	ایں بگفت و گریہ رشداً آنکھیں
اس پر روئے سارے ادنیٰ اور زریف	یہ کہا اور ایسا رویا وہ نحیف
حلقہ کرواہل بخارا گرداؤ	از دلش چنباں برآمدائے ہو
جمع سب اہل بخارا ہو گئے	تاؤ ہو سے اس قدر نالے کئے
مروزن خورد و کلاں جمع آمدند	خیرہ گویاں خیرہ گریاں خیرہ خند
جمع تھے جتنے وہاں سب مرد و زن	روتے تھے ہنستے تھے یا تھے طعنہ زن
مرد و زن راہم شدہ چوں ستخیز	شہر ہم ہر نگاہ شد اشک ریز
مرد و زن سب در ہم و بہ ہم بیٹھے	اہل شہر اس کی طرح رونے لگے
گر قیامت آنڈیکستی ہمیں	آسمان میگفت اندم بازیں
گر نہیں دیکھی قیامت ، دیکھ لے	آسماں کہتا تھا زبش غاں سے
یا فراق و عجب تر یا وصال	عقل حیراں کہ عشق رست چال
ہجر اس کا ہے نرالا یا وصال	عقل حیراں تھی یہ کیا ہے عشق حال
یا مجرہ بردر دیدہ نامہ را	چرخ بر خواندہ قیامت نامہ را
کہکشاں نے یا ہے خط پڑے کیا	آسماں نے حشر نامہ پڑھ دیا
واندراں ہفتاد و دو دیوانگیت	با دو عالم عشق را بیگناہ گیت
ہے بہتر قسم کی دیوانگی	عشق کو کو نہیں سے بیگانگی
جان سلطانان جاں در حشر تش	سخت پہناست پیدا حیرتش
اس کی حسرت میں ہے ہر سلطان جاں	حیرتیں اس کی نہاں ہیں اور عیاں

ہر گستاخ و شوخ غزوة	حلمہ و پیشِ علمت ذرۃ
بے ادب کہ علم کر کے چھوڑ دے	علم ذرۃ آگے تیرے علم کے
اولاً بشنو کہ چون نامزد ز محبت	اول و آخر ز پیش من بحسبت
پہلے یہ سن۔ جب میں نکلا محبت سے	اول و آخر سے چھٹکارے پہلے
شانیا بشنو تو اے صدر و دود	کب سے گشتم ترا شانیا بنو
دوسرے اے صدر میں ہر گونہ پھرا	کوئی دنیا میں خرا خانیا نہ پھرا
شانیا تا از تو بیروں رفتہ ام	گوینا ثالث ثلاثہ گفتہ ام
تیسرے جب سے میں تجھ سے ہوں پھرا	میں گویا کر لئے میں نے خدا
رباعیوں سوخت مارا مرز عہ	مے ندائم خامسہ از رابعہ
چوتھے یہ جس دم مری کھیجی جلی	چار کی اور پانچ کی جس ہی نہ جلی
خامسہ ز ہجرت اے صلہ جہاں	از حواس خمسہ بود در زیاں
پانچویں غم میں ترے صدر جہاں	تھا حواس خمسہ کا میرے زیاں
سادسا از عشق جہت پیر کو تو	گوینا بارید بر من غم دو تو
اور چھٹے یہ عشق جہت سے بے ترے	مجھ پر برسے مٹیہ غم و اندوہ کے
سابع از ثامن ندائم ضالہ ام	خوں پہنے گردِ فلک ز نالہ ام
ساتویں۔ ہوں آنکھوں سے بے خبر	ہے فلک خوں بار میرے نالے پر
ہر گویا بانی تو خوں بر خاک کما	پے بری باشد لعین از چشم ما
جس جگہ تو خاک پر خوں پائے گا	مہی آنکھوں سے وہ ہے برسا ہما
گفت من عدست میں ایں لہجہ نہیں	زا برخا ہوتا بار و بر زمیں
نطق میرا رد ہے، نالے مرے	ا بر کو بھی میں گولانا چاہتے
من میان گفت مگر یہ مے تنم	یا بگویم یا بگویم چوں کنم
در میان نطق و گریہ ہوں یہاں	روؤں یا باتیں کروں میں جستہ جاں

عاشق مستی و بکسادہ زبان	اللہ اللہ اشتہرے برنروباں
مست و عاشق ہو کے یوں کھلے زبان	اللہ اللہ اونٹ ہو اور ثرو پار
چل زرا زونا زوا گوید زبان	یا جمیل استرخا خدا آسماں
اس کے راز و فاعجب کھولے زبان	یا جمیل المستتر بولے آسماں
سترچہ درپٹم و پنبہ آذرست	تو ہمے پوشش او رسوا ترا
ستر کیا ہے۔ آگ روئی کے لئے	وہ ہے رسوا، تو چھپاتا ہے اُسے
چوں بگو شتم تا سرش نہاں کنم	سر بر آرد چوں علم کا بینک منم
میں کروں کو شمش سے گرا سکو نہاں	یوں کے مثل علم میں ہوں یہاں
رغم انغم گیر دم او ہر دو گوش	کاسے مدغ چوش می پوشی پریش
خوار کر کے کان پکڑے میرے ہاں	اے مدغ کر، جو کرتا ہے نہاں
گویش کو گرچہ بر جو شیدہ	ہچو جاں پیدائی تو پوشیدہ
میں کہوں جا، جوش میں ہے بقرار	مثل جاں تو ہے نہاں اور آشکار
گوید او مجھوس خنباست این تم	چوں نے اندر بزم خنباست میز نم
وہ کہے مجھوس خنباست ہے تن مرا	بزم میں ہوں مثل نے جوش آشن
گویش ز اں پیش کہ گرمی گرو	تا نیاید آفت مستی برو
میں کہوں۔ گو ہو نہ جائے مبتلا	آفت آجائے نہ اس مستی میں جا
گوید از جام لطیف آشام من	یا روزم تا نماز شام من
وہ کہے۔ ہے جام میرا بادہ بار	صبح سے تا شام میں ہوں عکاس
چوں بیاید شام و دزد و جاہ من	گویش واوہ کہ نامد شام من
شام میرے جام کو جب لے چڑا	میں کہوں۔ ہے شام دور۔ اب جام لا

غیر ہفتاد و دو ملت کیش او	تخت شاہاں تختہ بندی پیش او
اس کا مذہب ہے بہتر سے جدا	تخت شاہی اس کے آگے چیز کا
مطرب عشق این مذوقت سماع	بندگی بند و خداوندی صداع
عشق یوں گوسا ہے ہنگام سماع	بندگی قید اور آقا فی صداع
پس چہ باشد عشق و ریائے عدم	در شکستہ عقل را آنجا قدم
عشق کیا ہے ایک دریائے عدم	عقل کے اُس جا شکستہ میں قدم
بندگی و سلطنت معلوم شد	تیریں و پرودہ عاشقی منکوم شد
بندگی و سلطنت معلوم ہے	عشق انہیں پر دوں میں تو مدوم ہے
کاشکے ہستی زبانے داشتے	تا ز مستان پرودہ ہا برداشتے
کاش ہستی کی زبان ہوتی کوئی	پرودے مستوں کے اٹھا دیتی کبھی
ہر چہ گویم آئیم ہستی ازاں	پرودہ دیگر بروستی بدان
ہے مری باتوں سے ہستی بر ملا	دوسرا پرودہ یہ اس پر پڑ گیا
آفت اور اکالیاں است قال	خون بچوں شستن محالست محال
حال کے ادراک کی آفت ہے قال	خون سے بچوں کا دھونا محال
من چو با سو آئینش محرم	روز و شب نہ نقص دم میدم
محرم سودا بیان حق ہوں ناں	پچھو مکوں میں افسوں نقص میں ہر ناں
سخت مست و بخود و آشفتم	دوش اسے جاں پر چہ پلو خفتم
ہے جو اتنی مست و بخود ہر گھڑی	کل تو اے جاں، سوئی کس کر ڈھکی
ہاں ہاں ہشدار بناری دے	اولاً بر چہ طلب کن محرمے
دم نہ ہرگز مار نہ ہاں ہشیار ہو	ٹھونڈ پھلے محرم اسرار کو
<p>۱۔ یعنی بہتر ذوق سے + ۲۔ در دوسرے +</p> <p>۳۔ یعنی جسم کے بجزے میں +</p>	

بیدل و شوریدہ مجنون و مست	مے نداوش روزگار وصل دست
بیدل و شوریدہ اور مجنون ہوا	وصل حاصل اسکو ہوتا ہی نہ تھا
بس شکنجہ کرد عشق بزمیں	خود چرا دار و زاول عشق میں
عشق نے کھینچا کھینچے میں اسے	عشق کو کینہ ہے جانے کس لئے
عشق از اول سرش مغنی بود	تا گریزد آنکہ بیرونی بود
عشق خونی روز اول سر اٹھائے	تا کہ جو ہو بوالہوس وہ بھاگ جائے
چوں فرستادے سولہ پیش زن	آں رسول از رشک گشتے اہرن
بھیجتا جب کوئی قاصد سوئے زن	رشک سے ہوتا وہ اس کار اہرن
در بسوئے زن نمیشدے کا تبش	نامہ را تصحیف خواندے نامش
نامہ عورت کو جو کوئی بھیجتا	پڑھنے والا اور کچھ دیتا سنا
در صبار اپیک کرے در وفا	از غبارے تیرہ گشتے آن صبا
نامہ بر ہوتی اگر باد صبا	گرد سے ہوتی وہ تیرہ جا بجا
رقعہ گر بہر مرغے دوختے	پر مرغ از لطف رقعہ سوختے
باندھتا رقعہ جو پر مرغ پر	سوزش الفت سے بھجائے تھے پر
راہما کے چارہ را غیر بہت	لشکر اندیشہ را رایت شکست
راہیں چارہ کی حیا نے بند کیں	ٹوٹا فوج فکر کا جھنڈا وہیں
بود اول مونیس عم انتظار	آخرش بشکست کہ ہم انتظار
اول اقل ہمنشیں مضا انتظار	ٹوٹا اس سے کوہ عم انکار کار
گاہ گئے گمے کایں بلاتے بے دوست	گاہ کفے کایں حیات جان ماست
گاہ کہتا - یہ بلا ہے لا دوا	اور کبھی کہتا کہ یہ ہے جانفزا
گاہ ہستی زور آور دے مرے	گاہ اواز ہستی خر دے مرے
وہ کبھی ہستی سے تھا چھوٹا ہوا	اور کبھی تھا ہستی سے آشنا

راںکھ سیری نیست مخور ادا	راں عرب بہا و نام مے مدام
کیونکہ سیری اس سے ہے بس نام	مے کہہ سکتے ہیں عرب دالے "مدام"
او بود ساقی نہاں صدیق را	عشق خوشد بادۂ تحقیق را
چھپ چھپا کر دے پلا صدیق کو	عشق اُبالے بادۂ تحقیق کو
بادہ آبِ جاں بود ابریقِ تن	بچوں بجوتی تو بہ توفیقِ حسن
آبِ جاں بادہ ہو، پیمانہ بدن	جب تو ڈھونڈے پاکے توفیقِ حسن
وقت مے بشکند ابریقِ را	چوں بیغزاید مے توفیقِ را
ظرفِ مے کے زور سے ٹکڑے ہوا	جب مے توفیق میں جوش آ گیا
خود بگو واللہ اعلم بالصواب	آبِ گرد و ساقی وہم مست آب
اب تو کہ۔ واللہ اعلم بالصواب	آب ہو ساقی۔ بنے خود مست آب
شیرہ بر چشیدہ رقصاں کشتِ وقت	اُپر تو ساقیست کا ندر شیرہ رقت
شیرہ رقص و جوش میں ہے آگیا	پر تو ساقی ہے شیرے میں بلا
کہ چٹاں کے فیدہ بودی شیرہ را	اندریں معنی پیرس آں خیرہ را
ایسا بھی دیکھا تھا شیرے کو کبھی	پوچھ اب اس سے جیسے ہے خیرگی
آنکہ باگردندہ گردانندہ ہست	پے تفکر پیش ہر اندہ ہست
جو چھپے گردندہ اسے گردانندہ بھی	بے تامل جانے ہر دانہ اخی

ایک مجبور و آفت زدہ عاشق کی حکایت

ایک جوانے بڑے عاشق شدت	روز و شب بیخواب بیخیر ہست
اک جواں تھا ایک عورت پر خدا	رات دن بے خواب اور بیخور رہا

لے یعنی جو چیز ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلی جاتی ہے۔ وہ اور کو بھی بدلی جاتی ہے۔ جیسا کہ شیرہ انگوری سے ظاہر ہے۔

خاک ہم یکساں و اشیا مختلف	نفسہا یکساں بضد ہا متصف
خاک یکساں ہے ہیں جانیں مختلف	نفس یکساں پر ضدوں سے متصف
آں یکے پر درد و آں پر نازا	انچھنیں یکساں بود آواز ہا
اک مگر چہ درد اک ناز آفریں	جلہ آوازیں ہیں یکساں باتیں
بانگ مرغیاں بشنوی اندر مطاف	بانگ سپاں بشنوی اندر مصاف
طوف میں سنتا ہے چڑیوں کی نوا	جگ میں سنتا ہے کھوڑوں کی صدا
آں یکے از رخ و دیگر از نشاط	آں یکے از حد و دیگر از تباط
اس میں رخ اور اس میں آغاز نشاط	اس میں کینہ اور اس میں ارتباط
پیشش آں آواز ہا یکساں بڑا	ہر کہ دور از حالت ایشان بڑا
ہیں اُسے یہ سب صدا میں ایک سی	دور ہے جو اُنکی حالت سے کوئی
و آں درخت دیگر از باو سحر	آں درختے جنید از زخم تبر
دوسرا جھوٹے نسیم صبح سے	ہر اک زخم تبر سے ہل پڑے
زانکہ سر پوشیدہ می پوشیدہ دیگر	بس غلط گشتہ زدیک مردہ دیگر
دیگر کا منہ بند دقت جوش تھا	دیگر سے مفلس کی دھوکا کھا گیا
جوش صدق جوش تزویر ریا	جوش و نوش ہر گت گوید بیا
جوش صدق اور جوش تزویر و ریا	ہے مہلاتا جوش ہر اک چیز کا
رکود مانع دست آور پوشناس	گزنداری نور جان و شناس
جا و مانع اب لا کیس سے پوشناس	نور جاں سے گز نہیں گز و شناس
چشم بعقبواں ہم اور روشن کند	آں مانع کہ بر آں گلشن تند
چشم بعقبواں کو جو روشن کرے	ایسا جس پر گلستاں اکڑے ننہ
<p>لے ربط محبت ÷ لے یعنی عاشق لوگ ÷</p>	

کہ خیالِ لبرش ہدم بدے	گا ہزیادش بگردوں برشدے
اور کبھی ہدم خیال یا ر تھا	نالہ اس کا تھا کبھی چرخ آشنا
جوش کر دے گرم چشمہ اتحاد	چونکہ پروے سرد گشتے این نہاد
جوش دیتی اس کو جوئے اتحاد	سرد ہو جاتا تھا جب اسکا نہاد
برگ بے برگ کی بسوز و بناخت	چونکہ بابے برگ کی غربت باخت
تھیں وہ بے سامانیاں برگ د نوا	چونکہ وہ غربت میں بے سامان تھا
شیر و اثر رہنما چوں ماہ شد	خوشہائے فکر کشن بیگاہ شد
رہنما شب کے مسافر کا ہوا	فکر کا ہر خوشہ جب کلا گیا
اے بسا شیریں روان و ترش	اے بسا طوطی گویائے خموش
ہیں بہت خوش طبع جو ہیں قنفذ جوش	ہیں بہت سے طوطی گویا خموش
اے خموشان سخن گورا بدیں	کو بگوشاں دے خاموش نشیں
سے خنوعی کہ رہی سے تجھ سے کیا	بیٹھ گورستان میں خاموش جا
نیست کیماں حالتِ چاک شاں	ایک گریک رنگ مینی خاک شاں
ایک حالت ہے۔ کبھی باور ذکر	خاک ان کی دیکھے تو یکرنگ اگر
اے یکے غمگین مگر شاداں بود	شعشعہ لہجہ زندگاں یکساں بود
ایک غمگین دوسرا ہے شاد تر	جسم یکساں جینے والوں کا ہے پر
ز آنکہ نہانست بر تو حال شاں	تو چہ ذاتی تانیوشی قال شاں
کیونکہ اُن کا حال بچہ سے ہے شاں	کس طرح سمجھے نہ جب تک ہو بیاں
کے بر بینی حالتِ حد توئے را	بشنوی از قال مانے و ہوئے را
حال پوشیدہ تو کیونکر دیکھ لے	گفتگو سے رائے مانو ہو کھلے

لے اصل یعنی عشق *

سودنا مدشاں عبادتھا و دیں	یہ ہم با عور و ابلیس لیں
طاعتیں دونوں کی ناکارہ رہیں	بلج با عور و ابلیس لیں
ناید اندر خاطر آں بدگماں	صد ہزاراں انبیاء و ہرواں
بدگماں کے دل میں کب پاتے ہیں جا	یا لاکھوں ہزاروں پیشوا
درویش ادبار جزا میں کے ٹھنڈا	ایں دور اگیر و کہ تاریکی وہ
دوسروں کی دل میں گھٹا لٹکماں	انہیں کے حال سے تاریکیاں
مرگ اوگر دو بگیرد در گلو	بس کسا کہ ناں خور و دلشا واد
خلق میں اٹھی جو روئی۔ مر گئے	ہیں بہت سے جو کہ روئی کھاتے تھے
تا بیفتی تہنجو او در شور و شر	اپس تو اے ادبار و ناں ہم جو
شور و شر میں تانہ مثل انکے رہے	تو بھی اے بد بخت روئی چھوڑے
زور ملیا بند و جاں مے پر زندا	صد ہزاراں خلق ناٹھا میخو رند
زور پائیں اور پالیں اپنی جان	لاکھوں اشیاں دوزخ کھاتے ہیں ناں
گر نہ محرومی و ابلہ زادہ	تو بد اداں نادر کجا افتادہ
گر نہیں نادان و محروم صفا	وہ ہے اس نادر میں کیوں الجھا ہوا
تو ہشتہ سرفرو بردہ پر چاہ	ایں جہاں پر آفتاب نور ماہ
سر جھکائے تو پڑا ہے چاہ میں	روشنی ہے آفتاب و ماہ میں
سر زچہ بردار و بگر لے دنی	کہ اگر حقست کو آں روشنی
سر اٹھا کر چاہ سے دیکھ لے دنی	تجھ میں حق ہے۔ تو کہاں وہ روشنی
تا تو در چاہی نخو اہد بر تو نافت	جملہ عالم شرق و غرباں نور نہاں
تو ہے جب تک چہ میں ہے محروم ہی	ساری دنیا اس سے روشن ہو گئی

لہذا ہی اسرائیل میں ایک بہت بڑا زہد تھا + ۵۱۳ ناچیزہ

عاشق کا معشوق کو بیان

کر بخاری دور ماہم اے لہبر	ہیں بگوا حال آں مستہ جگر
ہم بخاری سے ہیں غصے سے جدا	حال آں مستہ جگر کا اب منہ
از خیال وصل گشتہ چوں خیال	اکایں جواں درہ جو بہشت سال
تھا خیال وصل میں یکسر خیال	اسکو گذرے جسچہ میں آٹھ سال
عاقبت جو پندہ پایا بندہ بود	سایہ حق بر سر بندہ بود
جس نے دھونڈا اناں نے پایا سر بسر	حق کا سایہ ہے سر مخلوق پر
عاقبت زان بر بڑوں آید سرے	گفت پیغمبر کہ چوں کوئی دے
آخر اُس سے جلد نکلے کوئی سر	بولے پیغمبر جو تو کھڑکائے در
عاقبت بینی تو ہم روئے کسے	چوں نشینی بر سر کوئے کسے
جسے کسی کا بالیقہیں دیکھے گا تو	جب کسی کے کوچے میں بیٹھے گا تو
عاقبت اندر رسمی راب پاک	چوں زچا ہے مسکینی ہر روز خاک
نکلے گا آخر کو اس میں آہ پاک	جس کنوئیں سے روز تو کھینچے گا خاک
ہرچہ میکا لیش روزے بدروی	جملہ اندا میں اگر تو نگرو می
تو نے جو بویا ہے کائے گا اُسے	سب ہیں واقف چاہے تو منکر ہے
ایں باشد ورنہ باشد نادر است	سنگ آہن زدنی آتش بحیث
ایسا ہو گا اور نہ ہو تو بات کیا	آگ مکی لو ہے پر پختہ لگا
ننگہ عقلمش مگر در نادر است	آہنگ روزی نیستش بخت و نجات
دیکھے اس کی عقل کیا جز نادر است	اور جسے حاصل نہیں بخت و نجات
واں صدف بڑو صدف گوہر نادر است	کاں فلاں کس کشت کرد بر نادر است
لی صدف لیکن نہ گوہر بل سکا	یہ کہ اُسے بویا کچھ حاصل نہ تھا

کم ستیرا اینجا بدایں کا لہجہ سنا	چچہ رہا کن دوبرایوان و کروم
کرد جھگڑا اس جگہ کا لہجہ سنا	ہاں نکل کر پواہ سے دنیا میں گھوم
درفلا انسان ملے کشمکش کی پیر	ہیں منگو کا یہ شک فلانے کشت کرو
کھا گئیں کھیتی کو اس کی رڈیاں	یہ نہ کہ کھیتی فلاں نے کی وہاں
پس حیرا انشا ئم ایں گندم رو	پس چرا کام کہ اینجا خوفیست
یہوں بھی صارف کر دیوں بھی	کہوں کروں کھیتی اگر ہے یہ خطر
با توکل کشت کن بشت و سخن	ہیں ممکن استمیز روز و کار کن
کاشت کر اس کے توکل پر	ہاں نہ کر جھگڑا۔ تو اپنا کام کر
اچھا نکال کو بہ نہ نیز و تا ابد	اچر کہ استمیزہ کہہ بر و دست
تا ابد گر کر نہ وہ بھر اٹھے	جو کرے جھگڑا۔ وہ مر کے بل گئے
چر کہہ کوری تو انا بار را	وانگہ او نگذاشت کشت کار را
تا نہ اُس نے اٹھا ہاتھ	جس نے کی کھیتی۔ نہ چھوڑا کار و بار
جانب حال اک عاشق جواب	اُیں بلوں بذر زلے بازاراں
اس چراں عاشق کے حال را	چھوڑ اس کو اور خدا اب غدار
عاقبت دریافت رونے قلوئے	چوں سے میخوفت و از سوتے
آخر جس نے پائے خلوت کے	تھا جو درجنوں بہ اطمینان سے
یار خیر دریافت با شوق و حیران	بخت از بیم غسل و شرب مایع
نہ کیا بار اس کا با شوق و حیران	خوف سے بچکر گیا جب سوئے بار
اے خدا تو رحمت کن بر عس	گفت سازندہ سبب آں نقش
تو تو الہ چھا ہے اس پر رحم نہ	التجا کی اسے خدا نے داد گر

لے لیتا جھگڑا اور مباح نہایت شوم باتیں ہیں :